الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر چہارم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

باہتمام بی۔ بی۔ کپور سپرنٹنڈنٹ

قیمت ؎ ۳ر

فهرست مضامین پیراهن یوسفی دفتر چهارم

بیمن توفیق خالق کون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

عجب نسخۂ نادر ہے یہ ترجمہ ٭ سخن کی لطافت کو ہے مکتفی ٭ جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز ٭ رکھا نام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر چہارم

مثنوی معنوی

از تصنیف معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان صاحب ملقب بہ اکابر میاں چشتی نظامی گلشن آبادی مد ظلہ العالی

مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ میں بہ حسن زیبائی طبع و شائع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیراہن یوسفی — مثنوی معنوی

ای ضیاء الحق حسام الدین توئی — کہ گذشت از مہ بنورت مثنوی
ہمتِ عالی تو ای مرتجی — میکشد این را خدا داند کجا
گردنِ این مثنوی را بستہ — میکشی آن سو کہ تو دانستہ
مثنوی پویان کشندہ ناپدید — ناپدید از جاہلی کش نیست دید
مثنوی را چون تو مبدا بودہ — گر فزون گردد توش افزودہ
چون چنین خواہی خدا خواہد چنین — می دہد حق آرزوی متقین
کان للہ بودہ در ما مضے — تا کہ کان اللہ لہ آمد جزا
مثنوی از تو ہزاران شکر داشت — در دعا و شکر کف ہا بر فراشت

اے ضیاء الحق حسام الدین توئی — ماہ پر غالب ہے تجھسے مثنوی
ہمتِ عالی تری اے مہربان — اسکو کھینچے ہے خدا جانے کہان
باندھی گردن مثنوی کی تونے ہے — جس طرف تو چاہے اسکو کھینچ لے
مثنوی دوڑے کشندہ ناپدید — ہے نہان جاہل سے کب ہے اسکو دید
مثنوی کا جو کہ تو مبدا ہوا — بڑھ گئی اسکو بڑا تونے کیا
جیسا تو چاہے وہی چاہے خدا — دیتا ہے حق آرزوے اتقیا
کان للہ جو کہ تو پہلے ہوا — تا کہ کان اللہ لہ آئی جزا
تجھسے صدہا شکر رکھے مثنوی — ہاتھ اٹھائے بس دعا میں اور بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱ اے ضیاء الحق حسام الدین الخ ۲ شعر اے حسام الدین تو ہی ہے کہ تیرے سبب یہ مثنوی ماہ پر غالب ہوئی یہ تیری ہمت عالی اسکو کھینچتی ہے خدا جانے کہاں تک تونے مثنوی کی گردن باندھی ہے تو جس طرف اسکو کھینچے دیتی یا رسول اللہ صلعم تم ہی تو ہو کہ تمہارے پر تو سے یہ مثنوی ایسی روشن ہوئی کہ نور ماہ پر غالب ہو کہ تمہاری ہمت اسکو خدا جانے کہاں تک کھینچے گی کیونکہ تمنے گردن مثنوی کی باندھی کہ از معنی ہر دم سوا پیدا ہوتے ہیں یہ نہیں معلوم کہ انتہا اسکی کہاں تک ہے آگے راز مثنوی کے پیدا ہونے کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ مثنوی الخ ۴ شعر مثنوی روڑتی جاتی ہے اور کھینچنے والا اس کا پیدا نہیں ایسے جاہل سے پوشیدہ ہے کہ اسکو دید نہیں ہے جو کہ تو مثنوی کا مبدا ہے وہ بڑھ گئی کہ اسکو تونے بڑا کیا ہے ۱۲ ۵ جیسا کہ الخ ۲ شعر جیسا کہ تو چاہتا ہے وہی خدا چاہتا ہے کیونکہ آرزو متقیون کی خدا دیتا ہے جو کہ واسطے اللہ کے پہلے ہو پس اللہ واسطے اسکے ہے کہ یہ جزا آئی یعنی بظاہر مثنوی رواں ہے مگر اس کے کھینچنے والے کو کوئی نہیں دیکھتا ہے وہ تم ہو کہ معنی مین بیان فرماتے ہین جو کہ تم اسکے مبدا ہو اسواسطے یہ مثنوی بڑھ گئی پس تمہارا چاہنا عین خدا کا چاہنا ہے بموجب حدیث کے من کان اللہ کان اللہ لہ یعنے جو کوئی کہ واسطے اللہ کے ہوگیا پس اللہ اس کے واسطے ہوگیا پس تمہارا فرمانا عین خدا کا فرمانا ہے آگے مثنوی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۶ یعنے الخ ۵ شعر تم سے مثنوی صد شکر رکھتی ہے اور دعا ہاتھ اٹھاتی ہے مثنوی کو جو حق نے خاک کر تمہارا پایا فضل کہو کے ۱۲ لطف زیادہ کیا کیونکہ شکر سے وعدہ لطف کا سوا ہے جیسے کہ مزد سجدے کی قرب خدا ہے چنانچہ ترجمہ سجدہ کرو اور اللہ کے نزدیک ہو عبدہ جسم کا قرب حق سے جز زیادہ ہو تو از راہ عجز کے ہاد رہا ہے وہ جو کرو فسر سے کب جو ۱۲ ۵ ہو کہ واسطے اللہ کے ۱۲ ۵ پس ہو واسطے اس کے اللہ ۱۲

در لب گفتش خدا شکر تو دید / فضل کرد و لطف فرمود و مزید
وانکه شاکر را زیادت وعده است / آنچنان که قرب مزد سجده است
گفت واسجد واقترب یزدان ما / قرب جان شد سجدهٔ ابدان ما
گر زیادت می شود زین رو بود / نز برای پوش و های و هو بود
با تو ماچون رز بتابستان خوشیم / حکم داری هین بکش تا می کشیم
خوش بکش این کاروان را تا بحج / ای امیر صبر و مفتاح الفرج
حج زیارت کردن خانه بود / حج رب البیت مردانه بود
زان ضیا گفتم حسام الدین ترا / که تو خورشیدی و این دو وصفها
کاین حسام و این ضیا هر دو یکیست / تیغ خورشید از ضیا باشد ولیک
نور زان ماه باشد وین ضیا / آن خورشید این فرو خوان از نبا
شمس را قرآن ضیا خواند ای پدر / وان قمر را نور خواند این را نگر
شمس چون عالی تر آمد خود ز ماه / پس ضیا از نور افزون دان بجاه
بس کس اندر نور مه منهج ندید / چون بر آمد آفتاب آن شد پدید
آفتاب اعراض را کامل نمود / لاجرم بازارها در روز بود
تا که قلب و نقد نیک آید پدید / تا بود از غبن و از حیله بعید
تا که نورش کامل آمد بر زمین / تاجران را رحمة للعالمین
لیک بر قلاب مبغوض است سخت / زانکه زو شد کاسد او را نقد و رخت

اسکو شاکر حق نے جو پایا ترا / فضل کر کے لطف اور زیادہ کیا
کہ ہے وعدہ لطف شاکر سے سوا / مزد سجدے کی ہے جیسے قرب خدا
بولا عہ اسجدوا واقترب وہ کبریا / قرب جاں ہے سجدہ اپنے جسم کا
جو زیادہ ہو تو اس صورت سے ہو / پائے وہو اور کروفر سے کب وہ
تجھسے سلہ ہم گرمی سے جوں انگور خوش / حکم تو دے ہو دیں ہم بادہ کش
لیکے چل اس کاروان کو تا بحج / اے امیر صبر عسہ مفتاح الفرج
حج زیارت کرنا بیت اللہ کا نام / حج رب البیت مردوں کا ہے کام
اے سٹہ حسام الدین ضیا تجکو کہیں / کہ تو شمس اور دو یہ تیرے صفت ہیں
یہ حسام اور یہ ضیا بس ایک ہے / تیغ خور کی ہے ضیا سے جان لے
نور ملک مہ ضیا خورشید کی / لیک ہے یہ پڑھ لے قرآن سے اخی
شمس کو قرآن میں فرمایا ضیا / اور قمر کو نور حق نے ہے کہا
شمس جو آیا ہے برتر ماہ سے / نور سے برتر ضیا کو جان لے
نور مہ میں رہ نہیں دیکھے یوں / جبکہ نکلا شمس وہ ظاہر ہوئی
خور نے خوب اسباب کو دکھلا دیا / اس لئے بازار کو دن میں رکھا
خوب آ کھوٹا کھرا معلوم ہو / تا نہ دھوکا کھائے اور مفہوم ہو
نور اس کا کامل آیا کہ زمیں / تاجروں کو رحمة للعالمین
پر دغا بازوں پہ بازار سخت ہے / کیونکہ اسکا کھوٹا پن ظاہر کرے

سلہ قولہ تجھسے الخ یہ شعر تجھسے خوش ہیں جیسے گرمی سے انگور تو ترجمہ حکم دے تاکہ ہم باو کش ہوں یعنی تیری گرمی کی فیضان سے ہم مست ہوں اس کاروان کو لیکر چل حج تک اسے امیر ترجمہ صبر کو کشایش کی کنجی ہے حج بیت اللہ کی زیارت کرنیکا نام ہے اور حج رب البیت مردوں کا کام ہے یعنی امیر مجھکو خدا سے ملا دے کہ یہی حج مردوں کا ہے بس یہ مثنوی تیری شکر گزاری ہو آگے ضیاء الحق حسام الدین کا بیان ہے کہ وہ دونوں نام حضرت رسول مقبول صلعم کے ہیں جیسا ترجمہ سٹہ اے حسام الدین الخ دو شعر اے حسام الدین تجکو ضیا کہیں تو شمس ہے اور یہ دونوں تیرے وصف ہیں یہ حسام الدین اور وہ ضیا ایک ہے ضیا تیغ خورشید کی ہے جان ہے نور ملک سے ماہ اور ضیا خورشید کی ہے جیسا کہ یہ تو پڑھ دے قرآن سے کہ شمس کو ضیا قرآن میں فرمایا اور قمر کو نور حق نے کہا ہے جبکہ شمس برتر ماہ سے آیا ہے ضیا کو نور سے برتر پایا ہے یعنی ضیا و حسام دونوں کے معنی ایک ہیں کیونکہ ضیا کی شکل تیغ کی صورت ہوتی ہے چونکہ خدا انکو شمس اور رسول اللہ کو ماہ اور صحابہ کو نجم اہل تصوف کہتے ہیں مولانا جناب رسول مقبول صلعم کو مثنوی میں ضیا و مہ تعبیر کرتے ہیں اور ضیا کے معنی قائم و مظہر لنیرہ یعنی قائم ساتھ ذات اپنی کے اور دکھانے والی واسطے دوسرے کے اور نور اس ضیا کو کہتے ہیں کہ قائم بالغیر ہے پس ضیا جو ہر ہے نور حق سبکو ضیا نہیں رہتی ہے اور دوسرے کو دکھاتی ہے اور نور خود جلتا ہے پس ضیا و قرص خورشید ہے ایک ایسے خدا اور رسول کی ہے ایک ہے چونکہ اس دفتر میں وحدت کا بیان ہے پس خود رسول کا ایک ہونا فرماتے ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم سٹہ قولہ الخ ۵ شعر نور ماہ میں راہ کوئی نہیں دیکھتا ہے جبکہ شمس نکلا وہ راہ ظاہر ہو خورشید نے اسباب کو خوب دکھلا دیا سو اسلئے بازار کو دن میں رکھتا ہے تاکہ کھوٹا کھرا خوب معلوم ہو اور دھوکا نہ کھائے اور خوب مفہوم ہو نور کامل شمس کا آیا زمین تک اور تاجروں کو رحمة للعالمین ہوا لیکن دغا بازوں پر بار و سخت ہے کیونکہ انکا کھوٹا پن ظاہر کرتا ہے یعنی نور شمس نبوت اولیاء اللہ رحمة للعالمین ہے اور ریاکاروں کو سخت بار ہے کہ انکا کھوٹا پن کھلتا ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ عہ سجدہ کرو نزدیک ہو ۱۲ عسہ صبر کی کنجی کشادگی کی ہے ۱۲ رحمت واسطے عالم کے ہیں ۱۲

پس عدوے جان صرافست قلب　　دشمن درویش کہ بود غیر کلب
انبیا با دشمنان بر می تنند　　پس ملائک رب سلم می زنند
کاین چراغے را کہ ہست آن نوروار　　از تف و دمہائے دزدان دور دار
دزد قلاب ست خصم نور بس　　زین دواے فریاد رس فریاد رس
روشنی بر دفتر چارم بریز　　کافتاب از چرخ چارم کرد خیز
ہین ز چارم نور دہ خورشید وار　　تا بتابد بر بلاد و بر دیار
ہر کس افسانہ بخواند افسانہ ایست　　وانکہ دیدش نقد خود مردانہ ایست
آب نیل است و بقبطی خون نمود　　قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود
دشمن این حرف این دم در نظر　　شد ممثل سرنگون اندر سقر
اے ضیاء الحق تو دیدی حال او　　خود نمودت باسخ افعال او
دیدۂ غیبت چو غیب است اوستاد　　کم مبادا زین جہان این دید و داد
آن حکایت را کہ نقد وقت ماست　　گر تمامش میکنی اینجا رواست
ناکسان را ترک کن بہر کسان　　قصہ را پایان بر و مخلص رسان

۵۱ جان صرافون کا دشمن ہی قلب　　دشمن درویش کب ہو غیر کلب
انبیا دشمن سے جبکہ لڑتے ہین　　بس ملائک رب سلم کہتے ہین
اُن چراغون کو کہ وہ رکھتے ہین نور　　رکھ تو دم اور پھونک سے چورونکے دور
ہین دغا و چور خصم نور بس　　تو بچا ان دو سے اے فریاد رس
۵۲ روشنی تو چوتھی دفتر پر بڑھا　　کہ فلک چوتھے سے خورشید اب چلا
نور اس چوتھے سے جون خورشید دے　　تاکہ چمکے شہر اور اقلیم سے
جسنے افسانہ پڑھا افسانہ ہے　　جسنے دیکھا نقد اسے مردانہ ہے
قبطیون کو خون تھا جو آب نیل　　سبطیون کو خون نہ تھا وہ آب نیل
۵۳ دشمن ان حرفونکو اسدم دیدہ مین　　سرنگون اور مسخ رو دوزخ مین ہین
حال انکا اے ضیا تم کو کھلا　　دو جواب آنکے برے افعال کا
آنکھ تیری غیب کی ہے اوستاد　　اس جہان سے کم نہ ہو یہ دید و داد
جو حکایت میری نقد وقت ہے　　یان تمام اب اسکو کرنا چاہئیے
۵۴ پس بدونکو چھوڑ نیکون کے لئے　　پورا کر قصہ کو اور مخلص وہ دے

تمامی حکایت آن عاشق کہ از عسس بگریخت در باغ و معشوق را دران باغ یافت و بر عسس دعائے خیر میکرد از شادی کہ عسیٰ ان تکرہوا شیئا

آخری حکایت اُس عاشق کی کہ شحنہ سے باغ مین بھاگا اور معشوق کو اُس باغ مین پایا اور شحنہ کو خوشی سے دعائے خیر کرتا تھا عسیٰ

۵۱ بان آخ ہم شعر نہ کھو یعنی صرافون کا دشمن ہے جیسے کلب درویش کا دشمن ہے بلکہ انبیا دشمن سے لڑتے ہین ملائک رب سلم کہتے ہین آگے دعا ملائک کا بیان ہے ان چراغون کو کہ وہ نور رکھتے ہین دم اور پھونک چورون کی سے اُن کو دور رکھو کیونکہ دغاباز و چور دشمن نور کے ہین ان دونون سے تم بچا اے فریاد رس یعنی اولیاء اللہ کو ریاکارون سے خدا محفوظ رکھے آگے مثنوی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ روشنی آخ ہم شعر نور روشنی کا چوتھے دفتر پر بڑھا کہ اب خورشید چوتھے آسمان کے نور مانند خورشید کے دے تاکہ شہروں اور اقلیمون پر چمکے جسنے مثنوی کو افسانہ پڑھا اسکو افسانہ ہے جسنے نقد دیکھا اسے مردانہ ہے آگے اسکی مثال ہے قبطیون کو آب نیل خون تھا یعنی غافل اس مثنوی کو کہانی جانتے ہین پس جیسے آب نیل سبطیون کو نہ تھا یعنی غافل اس مثنوی کو کہانی جانتے اور کامل اسکو نقد مال جانتے ہین پس جیسے آب نیل کا قبطیون کو خون اور سبطیون کو آب معلوم ہوتا تھا ایسے مثنوی کاملون کو نقد اور ریاکارون کو قصہ و کہانی دیتی ہے آگے اسکا حال بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دشمن آخ ہم شعر ان حرفون کو دشمن اسدم دیدہ مین سرنگون و مسخ رو دوزخ مین ہین اے ضیا انکا حال تمکو کھلا جسنے خود جواب ان کے قول کا دیا تیری آنکھ غیب کی اُستاد ہے اس جہان سے یہ دید و داد کم نہو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مثنوی کے دشمنون کا حال تم پر کھلا ہے کیونکہ تمہاری آنکھ غیب کی اوستاد ہے پس تمہاری داد اس جہان سے کم نہ ہو جیو وہ حکایت میری نقد وقت ہے یہان اسکو تمام کرنا چاہیے ۱۲ ۵۴ پس آخ اشعر پس الی آخرہ بدون کو نیکون کے لئے چھوڑ کر قصہ پورا کر اور مخلص کو لے یعنی جیسے اس عاشق چیدہ کو دفعۃً معشوقہ ملی یہی حال میرا ہو چنانچہ آخر حکایت عاشق کی آگے کی جاتی ہین فافہم ۱۲ عسیٰ اے میرے پروردگار سلامت رکھ ۱۲ ـ

وہو خیر لکم

این حکایت گر نشد آنجا تمام چارمین جلدست آرش در نظام
اندران بودیم کان شخص از عسس راند اندر باغ از خوف او فرس
بود اندر باغ آن صاحب جمال کز غمش این در عنا بد ہشت سال
سایۂ او را نبود امکان دید ہمچو عنقا وصف او را می شنید
جز یکے لقیہ کہ اول از قضا بر وے افتادہ شد اورا دلربا
بعد ازان چندانکہ میکوشید او خود مجالش می نداد ان تند خو
نے بلابہ چارہ بودش نے بمال سیر چشم و بے طمع بود آن نہال
عاشق و ہر پیشہ و ہر مطلبے حق بیالود اول کارش لبے
چون در افتادند اندر جستجو بعد ازان در بست کابین جست او
ہم بران بو می تنند و میروند ہر دمے راجی و آئس می شوند
ہر کسے را ہست امید برے کہ کشادندش دران روزے دری
باز در بستندش و آن در پرست بر ہمان امید آتش پا شدست
چون در آمد خوش دران باغ آن جوان خود فرو شد پا بگنجش ناگہان
مر عسس را ساختہ یزدان سبب تا ز بیم او دود در باغ شب
بیند آن معشوقہ را او با چراغ طالب انگشتری در جوے باغ

ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم

گر حکایت نے ہوئی اس جا تمام جلد چوتھی مین تو کر اسکو تمام
اسمین تھا کہ باغ کے اندر گیا خوف شحنہ سے وہ عاشق باوفا
باغ کے اندر تھی وہ صاحب جمال جسکے غم سے تھا بلا مین آٹھ سال
اُسکا سایہ دیکھنا ممکن نہ تھا مثل عنقا سنتا وہ اسکی ثنا
جز جھلک کہ اک قضا سے پڑ گئی اُسکے اوپر بس دل اسکا لیگئی
بعدہ کرتا تھا کوشش جتنی وہ نے مجال اسکو دیتی تندخو
نے خوشامد سے تھا چارہ نے بمال سیر چشم اور بے طمع تھا وہ نہال
عاشق ہر پیشہ و مطلب کا جو ہے حق نے پہلے چاٹ دیدی ہے اُسے
جب تلاش اس عشق میں کرنے لگے بعدہ در باندھے خدمت اس لیے
بس اسی امید پر خدمت کرین یاس اور امید وہ ہر دم رکھیں
ہر کسی کو ہے امید بہتری کہ اسی دن اُسنے در کھولا تھی
پھر کیا در بند وہ مشتاق در بس ہوا مضطر اسی امید پر
باغ میں خوش خوش جو آیا وہ جوان گنج پہ پاؤں پڑا بس ناگہان
کر دیا شحنہ کو حق نے اک سبب باغ مین تا ڈر سے جائے وہ شب
دیکھا معشوقہ کو اس نے باچراغ کہ انگوٹھی ڈھونڈھے اندر جوے باغ

سلہ حکایت دوم جلوہ یار مین سے حکایت آخر ۵ شعر اگرچہ اس جا حکایت تمام نہیں ہوئی چوتھے دفتر میں اسکو تمام کر اس بات مین کہ باغ کے اندر گیا خوف کوتوال سے وہ عاشق باوفا وہ صاحب جمال باغ میں تھی کہ جسکے غم مین آٹھ برس سے بلا مین تھا اُسکا سایہ دیکھنا نا ممکن تھا مثل عنقا کے وہ اسکی ثنا سنتا تھا سو ایک جھلک کہ از راہ قضا پڑ گئی اور یہ اُسکا مائل ہوا تھا جب کہ عاشق خوف کوتوال سے باغ مین گیا وہ معشوقہ اسکو وہان مل گئی یعنی مولانا اپنا حال اس پیرایہ مین بیان کرتے ہین کہ مین حرکاری کیا ہے جو بند یار تھا کہ یکایک سیر باغ یعنی وہ یار مجکو مل گیا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بعدہ تا آخر ۷ شعر بعد کو جتنی کوشش کرتا تھا وہ تندخو اسکو مجال نہین دیتی تھی نہ اسکو خوشامد و نہ مال سے چارہ تھا کیونکہ بیانے طمع و سیر چشم وہ نہال تھا آگے اس کے حقائق ہین جو کوئی عاشق ہر پیشہ کے مطلب کا ہے حق نے اول اسکو چاٹ دلائی ہے جب وہ تلاش عشق مین کرنے لگے بعدہ دروازہ بند کیے اور خدمت اس سے لے پس اس امید پر خدمت کرین امید و ناامیدی ہر دم وہ رکھین کیونکہ ہر ایک کو امید بہتری ہے کہ اسی دن اس نے خود ہی دروازہ کھولا ہے پھر دروازہ اُسنے بند کیا کہ وہ مشتاق در مضطر ہو اس امید پر یعنی حق تعالیٰ عاشق ہر پیشہ و مطلب کو اول قدرے بات دیتا ہے کہ وہ عاشق اس امید پر کوشش خدمت کرتا ہے پھر تھوڑا سا در کھول کر بند کرتا ہے کہ عاشق زیادہ مضطر و بیقرار رہتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ باغ مین تا آخر ۵ شعر باغ مین جو خوش خوش وہ جوان آیا ناگہان گنج پر پاؤن جا پڑا حق نے شحنہ کو ایک سبب کر دیا تاکہ خود وہ شب باغ مین جائے شب کو معشوقہ کو اُسنے چراغ لئے دیکھا کہ انگوٹھی وہ باغ مین ڈھونڈھتی تھی پس دعاے کوتوال کو ملاتا تھا شکر خدا سے از راہ ذوق کے کہا گئے مین جو میرے برا کیا کوتوال کو جیس حصہ زرے اسکا ہو خدا یعنی خوف کو کوتوال کو حق تعالیٰ نے ایک سبب کر دیا کہ معشوقہ اسکو باغ مین ملگئی پس حق کی شکر کرتا تھا اور کوتوال کو دعا دیتا تھا آگے اس دعا کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قریب ہے کہ بُرا جانتے ہو تم جس چیز کو حالانکہ وہ چیز تمھارے لئے بہتر ہے ۱۲

پس قرین میکند از ذوق آن نفس	باشہاے حق دعاے آن عسس	پس ملاتا تھا وہ شحنہ کی دعا	ذوق دل سے پاشناے کبریا
کو زیان ساکرزشم مس را از گریز	بست چندان سیم و زر بروے ریز	بھاگتے ہین جو بُرا مین نے کہا	بس حصے زر عسس کو دے خدا
از عوانی مر ورا آزاد کن	آنچنان کہ شادم او را شاد کن	کوتوالی سے اُسے آزاد کر	جیسا مین ہون شاد اُسکو شاد کر
عدد ارش این جہان و آن جہان	از عوانی و سگی اش وا رہان	اس جہان اور اُس جہان مین نیک کر	رکھ سگی و شحنگی سے دور تر
گرچہ خوی آن عوانست اے خدا	کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا	گرچہ اس شحنہ کی عادت ہے خدا	کہ وہ چاہے خلق پر لاتا بلا
گر خبر آید کہ شہ جرمی نہاد	بر مسلمانان شود او زفت شاد	گر کسی کو شہ نے مجرم کر دیا	ہو مسلمانو نپہ وہ خوش بس ہوا
ور خبر آید کہ شہ رحمت نمود	از مسلمانان فگند او را بجود	گر کسی پر شاہ نے رحمت کری	اور مسلمانون سے اُسپر جود کی
ماتمے در جان او افتد ازان	گیر وش قولنج ازین غم در زمان	اسکی جان مین ایسے اک ماتم پڑے	اسکو ہو قولنج اسدم رنج سے
صد چنین ادبار دارد این عوان	زین بلا فریاد رس اے مستعان	ایسے سو ادبار وہ شحنہ رکھے	اس بلا سے تو بچا یارب اُسے
او عوان را در دعا در می کشد	کز عوان او را چنان راحت رسد	وہ دعا کرتا ہے شحنہ کے لئے	کہ اُسے شحنہ سے راحت آئی نہ
بر ہمہ زہر و برو تریاق بود	آن عوان پیوند آن مشتاق بود	سب پہ زہر اور اسپہ وہ تریاق تھا	باعث وصل اُسکا جو شحنہ ہوا
پس بد مطلق نباشد در جہان	بد بہ نسبت باشد این را ہم بدان	بس جہان مین کوئی مطلق بد نہین	ہوتا اک نسبت سے بد ہے کر یقین
در زمانہ ہیچ زہر و قند نیست	کان یکے را پا دگر را بند نیست	نے زمانے مین کوئی ہے زہر و قند	ایک کو پا دوسرے کو ہے بند
مر یکے را پا دگر را پاے بند	مر یکے را زہر و دیگر را چو قند	پاؤن اک کو دوسرے پاے بند	زہر اک کو دوسرے مثل قند
زہر مار آن مار را باشد حیات	نسبتش با آدمی آمد ممات	زہر سانپون کا ہے سانپون کو حیات	آدمی کی نسبت آیا وہ ممات
خلق آبی را بود دریا چو باغ	خلق خاکی را بود آن درد و داغ	خلق آبی کو ہے دریا مثل باغ	خلق خاکی کو ہے وہ درد اور داغ

سلہ٥ کوتوالی الخ ٢ شعر اُسے کوتوالی سے آزاد کر جیسا کہ مین شاد ہون اُسے شاد کر اس جہان اور اُس جہان مین نیک کر سگی و شحنگی سے دور رکھ فافہم ١٢ سلہ٥٢ اگرچہ الخ ان شعر اگرچہ شحنہ کی عادت ہے کہ وہ خلق پر بلا لانا چاہتا ہے اگر اس کو خبر ہو کہ شاہ نے مجرم کیا وہ مسلمانون پر خوش ہوا اگر خبر ہو کہ شاہ نے رحمت کی اور مسلمانون سے اس شحنہ پر بخشش کی اس بات سے اُس کی جان مین ماتم ہوا اور اسدم اسکو قولنج ہو رنج سے ایسے سو ادبار وہ شحنہ رکھتا ہے اسے رب اس بلا سے آپ اُسکو بچا یعنے کوتوال شہر مخلوق کی برائی پر خوش ہوتا ہے اور بہتری پر ناخوش تو اے خدا ان ادبار و... سے اُس کوتوال کو اس ظلم ... نجات دے پس شامت ... کہ کوتوالی بدتر کام ہے دنیا سے ہر انسان کو اس سے بچنا چاہیئے ... آگے ہے فافہم ١٢ سلہ٥٣ وہ دعا الخ ... شعر وہ دعا کوتوال کے واسطے مانگتا تھا کہ اسکو کوتوال سے راحت ملی ہے کیونکہ کوتوال سب پر زہر اور اُسپر وہ تریاق تھا کہ جو ... پس اس کا ... آگے اسکے حقائق ہین پس جہان مین مطلق نہین ہے ایک نسبت سے بد ہوتا ہے تو یقین کر زمانے مین کوئی نہ زہر ہے نہ قند ہے ایک کو پاؤن دوسرے کو قید ہے ایک کا پاؤن دوسرے کا پاے بند ہے ایک کو زہر دوسرے کو قند ہے آگے اسکی مثال ہے زہر سانپ کا اُس کو حیات ہے اور نسبت آدمی کے موت ہے مخلوق آبی کو دریا باغ ہے اور مخلوق خاکی کو درد و داغ ہے یعنی زمانہ مین کوئی مطلق نیک ہے اور نہ مطلق بد ہے بلکہ ہر ایک شے من وجہ نیک من وجہ بد ہے کہ ایک شخص کو وہ نیک ہے اور دوسرے کو بد ہے چنانچہ آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢

همچنین بر می شمر اے مرد کار — نسبت این از یکی تا صد هزار
زید اندر حق آن شیطان بود — در حق آن دیگرے انسان بود
این بگوید زید صدیق سنی ست — وان بگوید زید گبر کشتنی ست
زید یک ذاتست بر آن یکجهان — او بر این دیگر همه رنج و زیان
گر تو خواهی کو ترا باشد شکر — پس ورا از چشم عشاقش نگر
منگر از چشم خودت آن خوب را — بین بچشم طالبان مطلوب را
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو — عاریت کن چشم از عشاق او
بلکه زو کن عاریت چشم و نظر — پس بچشم او بروے او نگر
تا شوی ایمن ز سیری و ملال — گفت کان اللہ لہ زان ذوالجلال
چشم او من باشم و دست و دلش — تا رهد از مدبری ها مقبلش
هرچه مکروه ست چون او شد دلیل — پیش محبوب حبیب است و خلیل

اس طرح سے گر بنے تو اے مرد کار — نسبت اسکی ایک سے تے ہزار
زید حق میں ایک کے شیطان ہو — دوسرے کے حق میں وہ انسان ہو
یہ کہے صدیق و لائق زید ہے — وہ کہے گبر اور احمق زید ہے
ذات اک ہو زید اک اسپر جہان — دوسرے پر ہے زبس رنج و زیان
گر تو چاہے کہ وہ شکر ہو تجھے — چشم سے عشاق کے دیکھا تو اُسے
تو خودی کی آنکھ سے مت دیکھ اُسے — دیکھ معشوقہ کو چشم عشق سے
بند کر چشم اپنی اس خوش چشم سے — عاریت عاشق سے اسکی چشم لے
بلکہ اس سے عاریت لے چشم کو — اُسکا منہ اس آنکھ سے پس دیکھ تو
تا ہو ایمن تو ملال و رنج سے — بولا کان اللہ لہ حق اس لئے
چشم و دل اور ہاتھ اسکا ہوں میں — مدبری سے مقبل اسکے تا چھٹیں
جو کہ ہو مکروہ وہ جب ہو دلیل — آگے تو محبوب کے ہر دے خلیل

حکایت آن واعظ کہ در آغاز تذکیر دعائے ظالمان کردے

حکایت اس واعظ کی کہ شروع تذکیر میں دعا ظالموں کی مانگتا تھا

آن یکے واعظ چو بر تخت آمدے — قاطعان راہ را داعی شدے
دست بر میداشت یارب رحم ران — بر بدان و مفسدان و طاغیان
بر ہمہ تسخر کنان و اہل خیر — بر ہمہ کافر دلان اہل دیر

ایک واعظ تخت پر جب بیٹھتا — رہزنوں کی وہ دعا تھا مانگتا
ہاتھ اُٹھاتا تھا کہ یارب رحم کر — مفسدوں اور باغیوں بد فعل پر
جملہ طعنہ زن پر اہل خیر کے — جملہ کفاروں پہ اہل دیر کے

لے اس طرح الخ ۶ شعر اس طرح سے گن لے تو اے مرد کار اس کی نسبت ایک سے تا ہزار زید کے حق میں جو شیطان ہو دوسرے کے حق میں وہ انسان یہ کہے کہ زید صدیق و لائق ہے وہ کہے کہ زید گبر و احمق ہے زید ایک ذات ہے کہ اسپر باغ جہان ہے اور دوسرے پر رنج و زیان ہے ۵ اگر تو چاہے کہ وہ تجکو شکر ہو چشم عشاق سے تو اسے دیکھ اسکو تو چشم خودی سے مت دیکھ بلکہ معشوقہ کو چشم عاشقی سے دیکھ یعنی ہر ایک کو چشم عاشقی سے دیکھ نہ کہ اگر اور خوبی جان آنگے ہو فافہم ۱۲ ۵ بند کر الخ ۵ شعر اس خوش چشم سے اپنی آنکھ بند کر اور عاشق سے اس کی چشم عاریت لے بلکہ اس سے چشم کو عاریت لے اور اس آنکھ سے تو اُس کا منہ دیکھ تاکہ ایمن ہو ملال اور رنج سے حق نے کہا ترجمہ اللہ واسطے اس کے ہے یعنی جو اللہ کا ہوا بس اللہ واسطے اُس کے ہوتا ہے اُس کو ملال و رنج پھر کس سے ہوتا ہے حق تعالے فرماتا ہے کہ چشم و دل اور ہاتھ ہوں میں اُس کا تاکہ اس کے مقبل عاشق سے چھٹیں جو کہ مکروہ ہو جب وہ دلیل ہو وے آگے بیان اُس واعظ کا ہے کہ ظالموں کے حق میں اول دعا مانگتا تھا فافہم ۱۲ ۵ ایک واعظ الخ ۷ شعر ایک واعظ جبکہ تخت پر بیٹھتا تھا وہ دعا رہزنوں کی مانگتا تھا ہاتھ اُٹھاتا تھا کہ یارب رحم کر مفسدوں پر اور باغیوں و بدفعلوں پر جملہ طعنہ زن اہل خیر اور جملہ کفاران اہل دیر پر اولیا پر وہ دعا نہیں کرتا تھا سوائے خبیثوں کے دعا نہیں کہتا تھا اسکو کہتے تھے کہ یہ نہیں دستور ہے یہ بخشش نہیں ہوتی کہ گمراہ کو دعا دے واعظ نے کہا کہ ان سے نیکی میں نے پائی ہے اسواسطے انکو دعائیں کرتا ہوں اسقدر مجھپر ظلم کیا ہے کہ مجھے شر سے خیر میں ڈالا ہے یعنی جس بد کار سے کہ نیکی پہونچے وہ بہ نسبت اس کے نیک و بد نہیں ہے پس اُس کے واسطے دعا کرنا لازم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

می نکردی او دعا بر اصفیا　　می نکردی جز خبیثان را دعا
مر و را گفتند کاین معہود نیست　　دعوت اہل ضلالت جود نیست
گفت نیکوئی ازینہا دیدہ ام　　من دعاشان زین سبب بگزیدہ ام
خبث و ظلم و جور چندان ساختند　　کہ مرا از شر بخیر انداختند
ہر گہی کہ رو بدنیا کردمے　　من ازایشان زخم و ضربت خوردمے
کردمے از زخم آن جانب پناہ　　باز آوردندمے گرگان براہ
چون سبب ساز صلاح من شدند　　پس دعاشان بر منست اے ہوشمند
بندہ می نالد بحق از درد خویش　　صد شکایت میکند از رنج نیش
حق ہمی گوید کہ آخر رنج و درد　　مر ترا لابہ کنان و راست کرد
این گلہ زان نعمتے کن کت زند　　از در ما دور و مطرود ت کند
در حقیقت ہر عدو داروی تست　　کیمیائے نافع و دلجوی تست
کہ ازو اندر گریزے در خلا　　استعانت جوئے از فضل خدا
در حقیقت دوستانت دشمن اند　　کہ ز حضرت دور و مشغولت کنند
ہست حیوانے کہ نامش اشغر است　　کو بزخم چوب زفت و لمتر است
تا کہ چوبش میزنی بہ می شود　　او ز زخم چوب فربہ می شود
نفس مومن اشغری آمد یقین　　کہ بزخم چوب زفتست و سمین
زین سبب بر انبیا رنج و شکست　　از ہمہ خلق جہان افزون ترست

اولیا پر وہ نہ کرتا تھا دعا　　جز خبیثون کے نہ کہتا تھا دعا
اسکو کہتے یہ نہیں دستور ہے　　نے یہ بخشش کہ دعا گمرہ کو دے
بولا اُنسے نیکی مین نے پائی ہے　　کرتا ہوں انکو دعائیں اس لئے
اسقدر مجھپر کئے بس ظلم ہین　　کہ مجھے بس شر سے ڈالا خیر مین
جبکہ[1] منھ دنیا کی جانب کرتا مین　　زخم و صدمہ انسے بس پاتا تھا مین
زخم سے لیتا مین اس جانب پناہ　　گرگ مجھ کو پھیر کر لاتے براہ
جو مری اصلاح کے باعث ہوئے　　بس دعا انکی ہے مجھپر اسلئے
روتا با حق بندہ از درد خویش ہے　　سو شکایت کرتا رنج نیش سے
حق کہے آخر کہ رنج و درد نے　　کردیا تا چار او رسید ہا تجھے
یہ گلہ نعمت سے تو کر کہ تجھے　　در سے مردود اور جدا اپنے کرے
ہے حقیقت[2] مین عدو تیری دوا　　کیمیائے نافع اور دلجو ترا
کہ تو خلوت گہ مین بھاگے اس سے ہی　　اور مدد ڈھونڈھے خدا کے فضل سے
دوست دشمن ہین حقیقت مین ترے　　کہ خدا سے رکھتے غافل ہین تجھے
ایک حیوان کہ ہے نام اسکا ہے　　چوب جبتک کھا رہا وہ پھولی ہے
پھولتی ہی لکڑی کی وہ چوٹ سے　　ضرب سے وہ چوب کے فربہ بنے
نفس مومن ہے ویسا اک جانور　　کہ وہ فربہ ہووے زخم و رنج سے
انبیا[3] پر رنج و آفت بس سوا　　جملہ مخلوقات سے ہے در کما

[1] جبکہ الخ * شعر جبکہ مین دنیا کی جانب منھ کرتا زخم و صدمہ اُن سے پاتا زخم سے اسکے جانب مین پناہ لیتا گرگ مجکو پھیر کر راہ پر لاتے جو یہ لوگ میری اصلاح کے باعث ہوئے بس انکی دعا مجھپر اسواسطے لازم ہے آگے اس کے حقائق ہین بندہ روتا ہے ساتھ حق کے اپنے درد سے اور شکایت کرتا ہے رنج نیش سے آخر حق کہے کہ رنج و درد نے تجھے ناچار کردیا اور سیدھا یہ گلہ نعمت سے کر کہ تجھے میرے دروازے سے مردود اور جدا کرے یعنی رنج و درد سے تو راستی پر آیا اور یہ گلہ تو جو کرتا ہے تو نعمت سے کر کہ وہ انسان کو غافل کرتی ہی اور آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] حقیقت الخ شعر حقیقت مین عدو تیری دوا ہے کیمیا نافع اور دلجو تیرا ہے کہ تو اس سے خلوتگاہ مین بھاگتا ہے مدد ڈھونڈھتا ہے خدا کے فضل سے دوست حقیقت مین دشمن ہین تیرے کہ خدا سے غافل تجھکو رکھتے ہین یعنی دشمن بہتر ہے دوست سے کہ دشمن کے سبب سے یاد حق ہوتی ہے اور دوست سے غفلت آگے اس کی مثال ہے ایک حیوان کہ اسکا نام ساہی ہے اور وہ پھولتی ہے ضرب لاٹھی سے جب تک لاٹھی مارتے ہین اور پھولتی رہتی آگے اسکے حقائق ہین تو نفس مومن کو ایک ساہی جان کہ زخم و رنج سے وہ فربہ ہووے یعنی مومن پر جسقدر رنج و آفت آتی ہے وہ درست ہوتا ہے کہ پیدائش نفس کی واسطے اسی کے ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] انبیا پر الخ * شعر انبیا پر رنج و آفت سوا ہوتی ہے تمام مخلوقات سے اور انکی جان بہت جلد سے فربہ ہوتا ہے کہ وہ بلا کوئی بشر نہین دیکھا ہے آگے مثال ہے پوست دار رہتے لاکش ہوتا ہے جیسے ادھوری طائف کی پوشش بہتر ہوتی ہے اگر سیر و تلخ و تیز نہین ہوتی ہے تو وہ ناپاک و بدبو کرتا ہے بس تو آدمی کو اُس چمڑے کے مانند جان کہ رطوبت سے بدبودار اگر ان ہوا اُس کی مالش سے تلخ تیز سے تا لطیف و پاک وہ ہووے ۱۲

تا زجا نہا جان شان خند زفت تر	کہ ندیدند آن بلا قومے دگر	انکی جان جانوں سے ہی بس فربہ تر	کہ نہ دیکھے وہ بلا کوئی بشر
پوست از دارو بلاکش می شود	چون ادیم طایفی خوش می شود	پوست دار دے بلاکش ہوے ہر	جیسے طائف کی ادھوڑی خوش ہے
ورنہ تلخ وتیز مالیدے درو	گندہ گشتی ناخوش ونا پاک بو	گرنہ ملتے ایسے تلخ وتیز کو	سڑتا اور ناپاک بدبو کرتا وہ
آدمی را نیز چون آن پوست دان	از رطوبتہا شدہ زشت وگران	آدمی کو مثل اس چمڑے کے جان	کہ رطوبت سے ہوا بد اور گران
تلخ وتیز و مالشش بسیار دہ	تا شود پاک ولطیف وبا فرہ	مالش اسکو بس دے تلخ وتیز سے	تا لطیف اور پاک ہووے جان لے
ور نمی تانے رضا دہ اے عیار	کہ خدا رنجت دہد بے اختیار	گرنہ[١] ہو سکتا ہو راضی اسپہ یار	کہ تجھے حق رنج دے بے اختیار
کہ بلاے دوست تطہیر شماست	علم او بالاے تدبیر شماست	کہ بلائے[٢] دوست ہے پاکی تجھے	اسکا علم افزون تری تدبیر سے
چون صفا بیند بلا شیرین بود	خوش شود دارو چو صحت بین شود	جو صفائی دیکھے شیرین ہو بلا	اور جو صحت پائے اچھی ہو دوا
برد بیند خویش را در عین مات	پس بگوید اقتلونی یا ثقات	بُرد دیکھے خود کو اندر عین مات	بس کہے تو اقتلونی یا ثقات
این عوان اور حق غیرے سود شد	لیک اندر حق خود مردود شد	غیر کے حق مین یہ شحنہ سود ہے	لیکن اپنے حق مین خود مردود ہے
رحم ربانی ازو ببریدہ شد	کین شیطانی برو پیچیدہ شد	رحم ربانی بس اس سے اُٹھ گیا	کینہ شیطانی بس اس سے مل گیا
کارگاہ خشم گشت وکین وری	کینہ دان اصل ضلال وکافری	کارگہ وہ خشم وکینہ کا ہوا	جان کینہ جڑ ہے ظلم وکفر کا

سوال کردن شخصے از عیسےٰ علیہ السلام کہ در وجود از ہمہ اصعب چیست

سوال کرنا ایک شخص کا عیسیٰ علیہ السلام سے کہ وجود مین سب سے سخت زیادہ کیا ہے

گفت عیسیٰ را یکے ہشیار سر	چیست در ہستی زجملہ صعب تر	پوچھا عیسیٰؑ سے کسی ہشیار نے	سخت تر دنیا مین سب سے کون ہے
گفتش اے جان صعب تر خشم خدا	کہ ازان دوزخ ہمی لرزد چو ما	بولے[٣] اے جان سخت تر خشم خدا	دوزخ اس سے کانپے جون مین کانپتا

سلہ اگر تو اسپر راضی نہین ہو سکتا کہ تجھ کو حق رنج دے بے اختیار یعنی جب کہ رنج وبلا باعث پاکی انسان ہے تو اپنے جسم کو خود رنج ریاضت سے اُنس دے کہ پاک ہو اگر خود نہیں دے سکتا ہے تو اس بات پر راضی ہو کہ حق بے اختیار تجکو رنج دے کہ تا تصفیہ قلب تجکو حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سٹہ کہ بلا آلخ یہ شعر کہ بلائے دوست سے تجکو پاکی ہو کیونکہ اسکا علم افزون ہے تیری تدبیر سے جو تو صفائی دیکھے بلا شیرین ہو اور جو صحت پائے دوا اچھی ہوئے عین مات سے خود بُرد دیکھے تو کہے ترجمہ قتل کرو تم مجکو اے ثقو غیر کے حق مین یہ کوتوال سود ہے لیکن اپنے حق مین خود مردود ہے رحم خدا کا اس سے اُٹھ گیا اور کینہ شیطانی اس سے مل گیا وہ کارگاہ خشم وکینہ کا ہو جان لے کہ کینہ ظلم کفر کی جڑ ہے ایک ہوشیار نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ سخت تر دنیا مین سب سے کون ہے یعنی کوتوال بنسبت غیر کے نافع اور بسود ہے اور اپنی نسبت مردود ہے کیونکہ رحم حق اس سے اُٹھ گیا ہے اور خشم وکینہ اس مین بھرا ہوا ہے آگے بُرائی خشم کا بیان ہے فافہم ۱۲ سٹہ بولے آلخ یہ شعر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے جان خشم خدا سخت تر ہے دوزخ اُس سے بھاگتا ہے میرے مانند کہا کہ کظم اپنا خشم چھوڑ زمانہ مین ترجمہ کہا تا غصہ کا اب تجھ کو امن ہے آگ روک اور خشم حق کو یاد کر کوتوال خشم کی ایک کان ہے کیونکہ وہ درندون سے خشم بڑھ کے رکھتا ہے اس کو کچھ امید نہین ہے رحمت سے مگر جب اس صفت کو وہ چھوڑ دے اگر چہ عالم ان سے چارہ نہین رکھتا ہے ولیکن یہ بات گمراہ کر دینے کی ہے آگے مثال ہر گندگی عالم کو چارہ نہین ولیکن گندگی معین نہین ہوتی ہے یعنی یا کاران دنیا کو افعال بد سے کچھ چارہ نہین ہے لیکن اس سے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان فعلون کو چھوڑین کہ شاید راستی پر آجائیں گے قصہ خیانت عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت زین خشم خدا چہ بود امان	گفت ترک خشم خویش اندر زمان	بولا کیونکر خشم حق سے ہو امان	بولے اپنا چھوڑ خشم اندر زمان
کظم غیظ است اے پسر خط امان	خشم حق یاد آور و در کش عنان	کظم غیظ اب امن ہے تجھکو پسر	روک باگ اور خشم حق کو یاد کر
پس عوان کہ معدن این خشم گشت	خشم زشتش از سبع ہم در گذشت	بسکہ شحنہ خشم کی کان ہے	خشم بڑھ کے وہ درندون سے کچھ
چہ امید ستش برحمت جز مگر	باز گردد زان صفت آن بے ہنر	کیا امید اسکو ہے رحمت سے مگر	اس صفت کو چھوڑ دے وہ بے ہنر
گرچہ عالم را از ایشان چارہ نیست	این سخن اندر ضلال افگندنیست	گرچہ عالم اُنسے نے چارہ رکھے	بات یگمراہ کر دینے کی ہے
چارہ نبود ہم جہان را از چنین	لیک نبود آن چنین بار معین	گندگی سے چارہ عالم کو نہین	گندگی لیکن نہ ہو مار معین

قصہ خیانت کردن عاشق و بانگ زدن معشوق — قصہ خیانت کرنا عاشق کا اور آواز دینا معشوق کا

باز گو احوال آن خستہ جگر	در میان باغ آن رشک قمر	پھر کہو[1] احوال اس دلسوز کا	باغ میں جو رشک مہ کے ساتھ تھا
چونکہ تنہا ایش بدید آن سادہ مرد	زود او قصد کنار و بوس کرد	دیکھا جو احمق نے تنہا یار کو	جا با اُس سے دوڑ کر ہمبوس ہو
بانگ بر وی زد بہیبت آن نگار	کہ مرو گستاخ ادب را ہوش دار	ڈانٹا اسکو اُس گھڑی دلدار نے	کہ نہ بڑھ گستاخ ادب کو جان لے
گفت آخر خلوت است و خلق نے	آب حاضر تشنہ ہمچون من شے	بولا خلوت ہے نہ کوئی خلق ہو	آب حاضر اور تشنہ مجھسا ہے
کس نمی جنبد درینجا جز کہ باد	کیست حاضر کیست مانع زین گشاد	کوئی یان چلتا نہیں ہے جز ہوا	حاضر اور مانع ہے کون اس عیش کا
گفت اے شیدا تو ابلہ بودۂ	ابلہے وز عاقلان نشنودۂ	بولی[2] اے شیدا تو احمق ہو گیا	تو ہے احمق عاقلون سے نے سنا
باد را دیدی کہ می جنبد بدان	باد جنبانیست اینجا باد ران	تونے دیکھا باد کو حرکت جو ہے	بے ہلانے والے کے کب وہ ہلے
مروحہ تصریف صنع ایزدش	زد بران باد و ہمی جنباندش	اپنا[3] پنکھا صنعت اللہ نے	باد پر مارا کہ وہ حرکت کرے
جزو بادے کہ بحکم ما درست	باد بیزن تا نجنبانی نجنبست	باد جزوی اپنے جو قبضہ میں ہے	تا نہیں پنکھا ہلائین نہ چلے
جنبش این جزو بادای سادہ مرد	بے تو و بے باد بیزن سر نکرد	اس ہوا جزوی کی حرکت کو کبھی	بے ترے پنکھے کو سنے جاری رکھی

[1] پھر کہو الخ ۵ شعر پھر قصہ کہو اُس دلسوز کا جو باغ مین اُس رشک ماہ کے ساتھ تھا جو احمق نے یار کو تنہا دیکھا چاہا کہ اُس سے دوڑ کر ہم بوس ہو اُس دم اُس کو ڈانٹا دلدار نے کہ اے گستاخ مت بڑھ ادب کو جان لے وہ بولا کہ خلوت ہے اور کوئی مخلوق سے نہین ہے آب حاضر اور میرے مانند تشنہ کوئی یہان بجز ہوا نہین چلتا ہے حاضر و مانع کون اس عیش کا ہے آگے جواب معشوق ہے فافہم ۱۲

[2] بولی الخ ۴ شعر معشوقہ نے کہا کہ اے شیدا احمق ہوگیا ہے اور تو احمق ہے اور عقلمندون سے نہین سنا ہے تونے دیکھا ہے کہ جو باد کو حرکت ہے بلا ہلانے والے کے کہان ہلتی ہے آگے اس کی مثال ہے ۱۲

[3] اپنا الخ ۳ شعر صنعت اللہ نے اپنا پنکھا ہوا پر مارا کہ وہ حرکت کرے باد جزوی کہ جو اپنے قبضے مین ہے جب تک پنکھا نہ ہلائین نہ چلے اس ہوا جزوی کی حرکت کو بغیر تیرے پنکھے کے جاری نہ رکھے یعنی یہ ہوا جزوی بغیر حرکت تیرے پنکھے کے نہین ہلتی ہے پس وہ ہوا کل بغیر پنکھے صنعت حق کے کب حرکت کر سکتی ہے آگے اس کا بیان ہے ۱۲

جنبش باد نفس کاندر لب است — تابع تصریف جان و قالب است

گاه دم را مدح و پیغامی کند — گاه دم را هجو و دشنامی کند

پس بدان احوال دیگر بادها — که ز جزوی کل همی بیند نُها

باد را حق گه بهاری میکند — در دیش زین لطف عاری میکند

بر گروه عاد صرصر می کند — باز بر هودش معطر می کند

میکند یک باد را زهر سموم — مر صبا را میکند خرم قدوم

باد دم را بر تو بنهاد او اساس — تا کنی هر باد را بر وی قیاس

دم نمیگردد سخن بی لطف و قهر — بر گروهی شهد و بر قومیست زهر

مروحه جنبان پی انعام کس — از برای قهر هر پشه مگس

مروحهٔ تقدیر ربانی چرا — پر نباشد ز امتحان و ز ابتلا

چونکه جزو باد دم یا مروحه — نیست الا مفسده یا مصلحه

این شمال و این صبا و این دبور — کی بود از لطف و انعام دور

یک کف گندم ز انباری ببین — فهم کن کان جمله باشد همچنین

کل باد از برج باد آسمان — کی جهد بی مروحهٔ آن بادران

بر سر خرمن بوقت انتقاد — نه که فلاحان ز حق جویند باد

تا جدا گردد ز گندم کاهها — تا به انبار رود یا چاهها

جنبش باد نفس کہ لب میں ہے — بس ہے وہ قبضہ میں جسم و جان کے

مدح اور پیغام دم کو گہ کرے — ہجو اور دشنام دم کو گہ کرے

دوسری بادوں کا بھی احوال جان — جزو سے کل کو عقل دیکھے ہے تو مان

باد کو کرتا بہاری حق کبھی — اور خزاں میں کرتا عاری حق کبھی

کرتا ہے صرصر وہ قوم عاد پے — ہود پر کرتا معطر اُس کو ہے

کرتا ہے اک باد کو زہر سموم — اور صبا کو کرتا ہے شادی قدوم

اُس نے پھر دم کو رکھا ہے تیرے پاس — تا کرے ہر باد کو اُس پر قیاس

دم سخن ہوتا نہیں بے لطف و قہر — اک گروہ پر شہد دیگر پر ہے زہر

ایک پر پنکھا کرے انعام کو — قہر ہر مکھی و مچھر پر ہے وہ

پنکھا تقدیر خدا کا کیوں نہ ہو — امتحان سے پر تم اسکو جان لو

جزو باد دم و یا پنکھے کی ہے — مفسد اک ہے یا وہ مصلح جان لے

یہ شمال اور یہ صبا اور یہ دبور — کب ہوا لطفوں اور انعاموں سے دور

گیہوں ایک مٹھی تو دیکھ انبار سے — ایسے ہی اُن سب کو تو بس جان لے

باد کل اُس برج بادی سے چلے — کب بغیر اُس پنکھے والے کے ہلے

خرمنوں پر وقت کرنے صاف کے — نے ہوا چاہتے ہیں دہقان حق سے

تا جدا ہو جائیں گیہوں گھاس سے — تا بھریں انبار کھتے اور کنوئے

ف ۱ جنبش الخ ۸ شعر جنبش باد نفس کہ لب میں ہے وہ جسم و جان کے قبضے میں ہے گاہ دم کو مدح و پیغام کرتا ہے و گاہ دم کو ہجو و دشنام کرتا ہی تو دوسری بادوں کا بھی احوال جان کہ جزو سے کل کو عقل دیکھتی ہے آگے اس کے حقائق ہیں کبھی حق باد کو بہاری کرتا ہے اور کبھی خزاں میں عاری کرتا ہے وہ صرصر کرتا ہے قوم عاد پر اور ہود پر معطر اسکو کرتا ہے ایک ہوا کو سموم کرتا ہے اور صبا کو شادی قدوم کرتا ہے پھر اُس نے دم کو تیرے پاس رکھا ہے کہ تا ہر باد کو اُس پر قیاس کرے دم بغیر لطف و قہر کے سخن نہیں ہوتا ہے ایک گروہ پر شہد اور دوسرے پر زہر ہے یعنی باد نفس تیرے اختیار میں ہے اسی طرح یہ باد حق کے اختیار میں ہے کہ جب چاہتا ہے باد سموم کرتا ہے اور جب چاہتا ہے باد صبا کرتا ہے پس تو باد نفس سے اس باد کی حرکت کو جان لے کہ اس باد کے ساتھ کوئی ہلانے والا ہے پس صفت موصوف کو خدا جاننا توحید ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۔

ف ۲ ایک پر الخ ۶ شعر ایک پر انعام کو پنکھا کرے کہ وہ قہر ہے ہر مکھی و ہر مچھر پر تقدیر خدا کا پنکھا کیوں نہ امتحان سے پر ہو تم اسکو جان لو باد جزوی دم و پنکھے کی ہے کہ مفسد و یا مصلح ہے یہ شمال اور یہ صبا اور یہ دبور کب الطافوں اور انعاموں سے دور ہو آگے مثال ہے ایک مٹھی گیہوں تو دیکھ انبار سے ایسے ہی تو ان سب کو جان کے باد کل اسی برج بادی سے چلے کب بغیر اسکے پنکھے والے کے ہلے یعنی جیسے ہوا جزوی دیکھنے کی مفسد و مصلح ہوتی ہے اسیطرح باد شمال دبور لطف و قہر سے کب دور ہوتی ہے پس ہوائے جزوی سے تو کل کو جان لے کہ مشت نمونہ از خروارے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۔ ف ۳ خرمنوں پر الخ ۲ شعر وقت صاف کرنیکے خرمنوں پر کیا دہقان ہوا نہیں چاہتے آسمان سے تاکہ گیہوں گھاس سے جدا ہو جائیں تاکہ بھریں انبار اور کھتے اور کنوئیں جو کہ باد کے چلنے میں ہیں سکو تو دیکھ کہ ہوا چاہتے ہیں دوسرے شمال درد زہ میں باد چلنے کی ایسی ہی ہے اگر نہیں آتے تو فریاد یا دعا کریں اگر نہیں جانتے کہ اسکا ہلانے والا وہ ہے تو کیوں زاری بادگیند کسواسطے ہے گدھے اور تعویذ بھی ہر کسی سے چاہتے ہیں دردزہ کی تکلیف میں تیسری مثال اہل کشتی کی آپ ہی ہے جو باد ڈھونڈتے ہیں انکے سچے بیان ہیں انشاء اللہ باقی مثال آگے ہے فافہم ۔

چون بماند دیر آن باد و زان — جملہ را بینی ز حق لابہ کنان
ہمچنین در طلق آن باد و لاد — گر نیاید بانگ دعو آید کہ داد
گر مید انند کش رانندہ اوست — باد را پس کردن زاری چہ خوست
رقعہ تعویذے خواہند نیز — در شکنجہ طلق زن از ہر عزیز
اہل کشتی ہمچنان جویاے باد — جملہ خواہانش ازان رب العباد
ہمچنین در درد دندانہا ز باد — دفع میخواہی بسوز د اعتقاد
از خدا لابہ کنان آن جندیان — کہ بدہ باد ظفر اے حکم ران
پس ہمہ دانستہ اند این الیقین — کہ فرستد باد رب العالمین
پس یقین در عقل ہر دانندہ ہست — اینکہ با جنبندہ جنبانندہ ہست
گر تو او را می نہ بینی در نظر — فہم کن آنرا باظہار اثر
تن بجان جنبد نمی بینی تو جان — لیک از جنبیدن تن جان بدان
گفت او گر ابلہم من در ادب — زیرکم اندر وفا و در طلب
گفت ادب این بود کہ خود دیدہ شد — آن دگر را خود ہمی دانی تو لد
خود ادب این بود آن دیگر دغین — زین بتر باشد کہ دیدیمش یقین
ہر چہ زین کوزہ تراود بعد ازین — یک نمط خواہد بدن جملہ چنین

باد کے چلنے میں جو کچھ دیر ہو — سب کو تو دیکھے کہ چاہیں باد کو
دردِ زہ میں ایسے ہی جننے کے یاد — گر نہ آئے تو کریں فریاد و داد
گر ہلانے والا نے جانے اُسے — گر نہ زاری باد کی پھر کس لئے
گنڈہ اور تعویذ بھی بس چاہتے ہیں — ہر کسی سے دردِ زہ کے رنج میں
اہل کشتی ایسی ہی ڈھونڈھے ہیں باد — اسکے سب خواہاں ہیں یا رب العباد
دردِ [1] میں دانتوں کے یوں ہی باد سے — دفع چاہتے ہیں کہ سوزش ہے
اہلِ [2] لشکر عجز کرتے حق سے ہیں — کہ ظفر کی باد اے حق دے ہمیں
سب نے جانا ہے اسے اب بالیقین — بھیجتا ہے باد رب العالمین
عاقلوں کی عقل میں آئی یہ بات — پھیرنے والا یہ ہے پھرتے کے ساتھ
گر نظر سے تو نہ دیکھے ہے اُسے — جان اثر کے پیدا ہونے سے اُسے
تن کو حرکت جان سے ہے دیکھے تو جان — تن کی حرکت سے وہ تو جانکو جان
بولا میں احمق ادب میں ہوں اگر — ہوں وفا میں زیرک و ہشیار تر
بولا [3] یہ ہی تھا ادب کہ جو دکھا — ایسے ہی بس جان لے تو دوسرا
خود ادب یہ تھا وہ پنہاں دوسرے — دیکھے بس ہم نے کہ بدتر ہوئینگے
جو کچھ اس کوزہ سے ٹپکے اور بھی — اک طرح پر ہوئینگے بس وہ سبھی

قصہ صوفی کہ بخانہ آمد و زن را با بیگانہ دید

قصہ اس صوفی کا کہ گھر میں آیا اور عورت کو غیر کے ساتھ دیکھا

[1] درد میں الخ ا شعر یوں ہی درد میں دانتوں کے باد سے دفع چاہتے ہیں کہ سوزش نہ ہو فافہم ۱۲

[2] اہل لشکر الخ ۵ شعر اہل لشکر حق سے عجز کرتے ہیں کہ اسے حق ظفر کی باد ہم کو دے سب نے جانا ہے اسے بالیقین کہ حق بھیجتا ہے باد کو عقل میں عاقلوں کی یہ بات آئی ہو کہ پھیرنے والا ہے پھرنے والے کے ساتھ اگرچہ تو نظر سے اُس کو نہیں دیکھتا ہے اثر کے پیدا ہونے سے اُس کو جان لے تن کو حرکت جان سے ہے تو جان کو نہیں دیکھتا لیکن تن کی حرکت سے تو جان کو جان لے یعنی ہر شے کو حرکت ہوا سے ہے اور ہوا کو حرکت حق سے ہے پس پھیرنے والے کے ساتھ پھیرنے والا موجود ہے اور اہل عقل اس بات کو جانتے ہیں اگر تو نہیں اُس کو دیکھ سکتا ہے تو اُس کے اثر سے جان لے کہ تن کو حرکت جان سے ہے اسی طرح باد کی حرکت حق سے ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] بولا الخ ۴ شعر عاشق نے کہا کہ اگر میں ادب میں احمق ہوں لیکن وفا میں زیرک و ہوشیار تر ہوں معشوقہ نے کہا یہی ادب تھا کہ جو دیکھا ہے ایسے ہی تو دوسرے کو جان لے یعنی وفا کو خود یہ ادب تھا اور دوسرے پوشیدہ ہیں جنہے دیکھے کہ وہ بدتر ہوئیں گے جو کچھ اس کوزے سے ٹپکے اور بھی ایک طرح پر ہوئیں گے وہ بھی یعنی جب کہ ادب میں تو احمق ہے تو وفا میں کب ہوشیار ہوگا کیونکہ جو کچھ کوزے سے ٹپکتا ہے اور بھی ویسا ہی ٹپکے گا یعنی جبکہ ایک صفت بد ہے تو اور صفتیں بھی بد ہوویں گی جیسے قصہ صوفی اور اس کی عورت کا چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

صوفی آمد بسوے خانہ روز — خانہ یک در بود و زن با کفش دوز
جفت گشتہ با حریف خویش زن — اندران یک حجرہ از وسواس تن
چون بزد صوفی بجد در چاشت گاہ — ہر دو در ماندند نے حیلہ نہ راہ
ہیچ معہودش نبد کو آن زمان — سوے خانہ باز گردد از دکان
قاصدًا آن روز بیوقت آن مروع — از خیالے کرد با خانہ رجوع
اعتماد زن بر او کو ہیچ بار — این زمان تا خانہ ناید روزگار
اعتمادش بود از روے قیاس — خانہ نتوان کرد در کوے قیاس
آن قیاسش راست نامد از قضا — گرچہ ستار ہست ہم بدہد سزا
چونکہ بد کردی بترس ایمن مباش — زانکہ تخم ست و برویاند خداش

ایک[۱] صوفی آیا اپنے گھر بروز — گھر تھا اک در کا و زن با کفش دوز
تھی وہ ہم صحبت پس اپنے یار سے — اندر اُس حجرے کے بس تو جان لے
کوٹا در صوفی نے آکر چاشتگاہ — دو نون گھبرائے نہ حیلہ اور نہ راہ
نے مقرر وقت اُسکا تھا دلے — گھر کو آیا جو کہ وہ دکان سے
آیا وہ بیوقت قصدًا اُس زمان — بدگمانی کے سبب سوئے مکان
اعتماد اُس زن کو تھا کہ وہ غبی — دن کو اُس وقت آتا نے گھر کو کبھی
اعتماد اُس کو تھا از راہ قیاس — چاہیئے رہنا نہ ہمراہ قیاس
وہ قضا سے نے قیاس آیا بجا — گرچہ ہے ستار پر دیوے سزا
جو بُرا تو نے کیا ہے ڈر نہ ہو — کہ اُگاتا ہے خدا اُس تخم کو

در بیان آنکہ حق تعالیٰ بندہ را بہ گناہ اول رسوا نکند

بیان مین اُسکے کہ حق تعالیٰ بندے کو اول گناہ مین رسوا نہین کرتا ہی

چند گاہے او بپوشاند کہ تا — آیدش زین پس پشیمانی حیا
چون عمرؓ آن شاہ و میر مومنان — داد دزدے را بجلاد و عوان
بانگ زد آن دزد کاے میر دیار — اولین بارست جرمم زینہار
گفت امیرش حاشا للہ کہ خدا — بار اول قہر راند در جزا
بارہا پوشد پئے اظہار فضل — باز گیرد از پئے اظہار عدل

چند[۲] دفعہ وہ چھپاتا ہے کہ تا — آئے اسکو اُس سے بس شرم و حیا
عہد مین حضرت عمرؓ فاروق کے — کر دیا جلاد قائم چور پے
چور بولا اے امیر المومنین — جرم پہلا ہے مرا اے امن دین
میر[۳] بولے حاشا للہ کہ خدا — قہر کرتا پہلی بار اندر جزا
بارہا پنہان کرے از راہ فضل — اور پھر پکڑے ہے وہ از راہ عدل

[۱] ایک صوفی الخ ۹ شعر ایک صوفی گھر دن کو آیا گھر ایک دروازہ کا تھا اور عورت کفش دوز کے ہم بغل تھی و ہم صحبت تھی اپنے یار سے اُس حجرے مین تو جان لے صوفی نے دروازہ کو کوٹا چاشت کے وقت دونون گھبرائے کہ نہ حیلہ تھا اور نہ راہ تھی وہ وقت مقرر اس کا نہ تھا کہ جو وہ گھر کو آیا دکان سے وہ قصدًا بے وقت اُس روز آیا بسبب بدگمانی کے سوے مکان اُس عورت کو اعتماد تھا کہ وہ غبی دن کو اس وقت نہین آتا تھا گھر کو کبھی اعتماد اُس کو از راہ قیاس کے تھا پس ہمراہ قیاس کے رہنا نہ چاہیئے وہ قضا کار قیاس بجا نہ آیا اگرچہ حق ستار ہے ولیکن جزا بھی دیتا ہے آگے حقائق ہین جو تو نے بُرا کیا ہے ڈر مت ہو کہ حق اُس تخم کو اُگاتا ہے یعنی تو قیاس پر اپنے اعتماد مت کر اگرچہ حق عیب کو چھپاتا ہے ولیکن رسوا بھی کرتا ہے چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] چند دفعہ الخ ۳ شعر چند دفعہ وہ چھپاتا ہے کہ تا اس کو شرم و حیا اس سے آئے حضرت عمرؓ کے عہد مین جلاد قائم کر دیا ایک چور پر چور نے کہا کہ اے امیر المومنین میرا جرم اول ہے تو امن دین کی مجکو دے ۱۲ [۳] میر بولے الخ ۳ شعر امیر نے کہا کہ حاشا خدا پہلے ہی بار قہر کرتا ہے بارہا پوشیدہ کرتا ہے از راہ فضل کے اور پھر پکڑتا ہے از راہ عدل کے تاکہ یہ دونون صفت ظاہر ہووین وہ خوش کرے اور یہ ڈرائے بے گمان یعنی فضل خوش کرنے اور عدل ڈرائے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

تاکہ این ہر دو صفت ظاہر شود　　آن مشر گردد این منذر شود
بارہا زن نیز آن بد کردہ بود　　سہل بگذشت آن وسہلش مینمود
آن نمیدانست عقل پای سست　　کہ سبو دائم زجو ناید درست
آنچنانش تنگ آورد آن قضا　　کہ منافق را کند مرگ فجا
نے طریق و نے رفیق و نے امان　　زانکہ عزرائیل شد در قصد جان
آنچنان کان زن دران حجرہ جفا　　خشک شد او و حریفش ز ابتلا
گفت صوفی با دل خود کای دو گبر　　از شما کینہ کشم لیکن بصبر
لیک نادانستہ آرم آن زمان　　تاکہ ہر گوشے ینوشد این نہان
از شما کینہ کشد پنہان محق　　اندک اندک ہمچو بیماری دق
مرد دق باشد چو یخ ہر لحظہ کم　　لیک پندارد بہر دم بہترم
ہمچو گفتارے کہ میگیرندش او　　غرہ آن گفت کاین گفتار کو
نیست در سوراخ گفتار ای عمو　　کشتہ او مغرور تر زین گفتگو
این ہمیگویند و بندش می نہند　　او خوش آسودہ کہ از من غافلند
ہیچ پنہان خانہ آن زن را نبود　　سمج و دہلیز و رہ بالا نبود
نے تنورے کہ دران پنہان شود　　نے جوالے کہ حجاب آن شود
ہمچو عرصہ پہن روز رستخیز　　نے گو و نے پشتہ نے جائے گریز
گفت یزدان وصف آن جائے حجیج　　بہر محشر لاتری فیہا عوج

تاکہ یہ دونون صفت ہوین عیان　　وہ کرے خوش یہ ڈراوے بیگمان
بارہا[١] عورت نے بدکاری کری　　سہل گزرا سہل جانا اسکو بھی
نے وہ ناقص عقل جانے کہ بھلا　　جو سے نے نکلے سبو ثابت سدا
ایسا تنگ اسکو قضا نے کر دیا　　جیسے کافر کو کرے مرگ فجا
نے رفیق و نے امان نے رہ ملے　　کیونکہ عزرائیل قصد جان رکھے
ایسے[٢] ہی اُس گھر مین وہ زن پھنس گئی　　تھی بلا سے خشک وہ اور یار بھی
سوچا صوفی دل مین کہ ان گبر سے　　اپنا بدلا لون ولیکن صبر سے
پر یہ ہون انجان مین اسدم کہ تا　　نے سنے کوئی یہ خفیہ ماجرا
تھوڑا تھوڑا کینہ اُنسے لون نہان　　جیسے دق والا گھلے ہر اک زمان
مثل یخ گھلتا ہے دق والا سدا　　پر وہ ہر دم جانتا ہے ہون بھلا
اُس چرگ کی مثل کہ پکڑین اُسے　　آپ بے غم کہ چرگ کس جا یہ ہے
نے چرگ سوراخ مین یان کوئی ہے　　وہ ہوا مغرور تر اس بات پے
باندھ لیتے ہین وہ یہی کہتے ہین　　وہ خوش آسودہ کہ غافل مجھسے ہین
کوئی[٣] پوشیدہ نہ جا اُس زن کو تھی　　زینہ نے تہخانہ اور نے کوٹھری
نے تنور اک کہ وہ اُسمین ہو نہان　　نے کوئی خرجی کہ پردہ ہو وہان
مثل اک میدان محشر کے صفا　　نے گڑھا نے ٹیلہ نے جانے کی جا
واسطے محشر کے وصف اس جائے کا　　لاتری فیہا عوج حق نے کہا
نہین دیکھیگا اس مین عوج لا

١ بارہا الخ ۲ شعر عورت نے بارہا بدکاری کی سہل گزرا اور اسکو بھی سہل جانا وہ ناقص عقل نہین جانتی ہے کہ جو سے سبو ثابت نہین نکلتا ہے ہمیشہ قضا نے اسکو ایسا تنگ کر دیا جیسے مرگ مفاجات سے کفار نہ رفیق نہ امان وہ نہ راہ ملے کیونکہ عزرائیل قصد جان کا رکھتا ہے یعنی موت ناگہانی کفار کو بد ہے اور مومن کو نیک ہے کیونکہ موت ناگہانی مین جو خیال ہوتا ہے انسان اُسی خیال مین جاتا ہے فرصت توبہ کی نہین پاتا ہے اسواسطے کفار کو بد ہے اور مومن جو کہ ہر دم خیال یار مین رہتا ہے وہ خیال اسکو بہتر ہے اسواسطے مومن کو نیک ہے بقول بحر العلوم باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۲ ایسے ہی الخ ۹ شعر وہ عورت اُس گھر مین ایسی ہی پھنس گئی اور بلا سے وہ خشک تھی اور یار بھی سوچا کہ مین دو گبر سے اپنا بدلہ لون ولیکن صبر سے پر اسدم انجان مین ہو رہون کہ تا کوئی یہ پوشیدہ ماجرا نہ سنے کینہ تھوڑا تھوڑا پوشیدہ لون جیسے دق والا ایک زمانے مین گھلتا ہے مثل برف کے دق والا گھلتا ہے ہمیشہ دیکن وہ ہر دم جانتا ہے کہ مین اچھا ہون آگے اسکی مثال ہے اُس چرگ کے مانند کہ اُسے پکڑین اور وہ اس بات پر بے غم ہو کہ چرگ کہان ہے یہان چرگ سوراخ مین کوئی نہین ہے اور وہ مغرور تر ہوا اس بات پر یہان تک کہ وہ باندھ لیتے ہین اور یہی کہتے ہین اور وہ خوش آسودہ ہوتا ہے کہ مجھسے غافل ہین ... دنیا ہر دم بلا مین پھنستے جاتے ہین اور خود جانتے ہین کہ ہم ویسے ہی آزاد ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۳ کوئی الخ ٥ شعر کوئی چھپانے کی جا اس عورت کو نہ تھی نہ زینہ اور نہ تہخانہ و کوٹھری نہ تنور کہ اُس مین پوشیدہ ہو اور نہ کوئی خرجی کہ وہان پردہ ہو مثل میدان محشر کے صفا نہ گڑھا نہ ٹیلا نہ جگہ جانے کے واسطے محشر کے اس جگہ کا وصف حق نے کہا ترجمہ کہ نہین دیکھیگا اُس مین عوج چادر اس کے منہ پر ڈال کہ مرد کو عورت کرے ... چادر کھولا آگے معشوق کے چھپانے کا حال ہے فافہم ۲

چادر خود را برو افگنده زود ‖ مرد را زن کرد و در را بر گشود

چادر اپنی اسکے منھ پر ڈال کر ‖ مرد کو زن کرکے کھولا جلد در

معشوق را زیر چادر نہان کردن جہت تلبیس و بہانہ و مکر کہ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ

بتحقیق مکر عورتون کا بڑا ہوتا

معشوق کو نیچے چادر کے چھپانا واسطے مکر و فریب بہانے کے کہ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ

زیر چادر مرد رسوا و عیان ‖ سخت پیدا چون شتر بر نردبان

از تعجب گفت صوفی چیست این ‖ ہرگز این را من ندیدم کیست این

گفت خاتونیست از اعیان شہر ‖ مر ورا از مال و اقبال ست بہر

در ببستم تا کسے بیگانہ در ‖ در نیاید زود نادانانہ بر

گفت صوفی چیستش یک خدمتی ‖ تا بر آرم بے سپاس و منتے

گفت خواہش خویشی و پیوستگی است ‖ نیک خاتونیست حق داند کہ کیست

یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست ‖ خوب و زیرک چابک و کسب کیست

خواست دختر را ببیند زیر دست ‖ اتفاقاً دختر اندر مکتب است

باز گفت ار آرد باشد یا سبوس ‖ میکنم او را بجان و دل عروس

گفت صوفی ما فقیر و زاد کم ‖ قوم خاتون مالدار و محتشم

کے بود این کفو ایشان در زواج ‖ یک در از چوب و دیگر از عاج

کے بود ہمرنگ فقر و احتشام ‖ چون شود ہمجنس یاقوت و رخام

جامہ نیمے اطلس و نیمے پلاس ‖ عیب باشد نزد ارباب شناس

با کبوتر باز کے شد ہم نفس ‖ کے شود ہمراز عنقا ہم مگس

مرد[۱] چادر کے تلے ظاہر دکھے ‖ ایسا ظاہر اونٹ جیسے بام پے

بولا[۲] صوفی ہون مین حیران کون ہے ‖ اسکو نے دیکھا کبھی یان کون ہے

بولی بی بی ہے یہ اہل شہر سے ‖ مال اور دولت سے آسودہ یہ ہے

در کیا تھا بند بیگانہ کوئی ‖ گھس نہ اندر آئے نادانہ کوئی

بولا صوفی خاطر اسکی کیا کرین ‖ منت بے شکر اسپر تا رکھین

بولی خواہش رشتہ کرنے کی اسکے ‖ نیک زن ہے جانے حق کہ کون ہے

اک[۳] پسر رکھے کہ یان بے مثل ہے ‖ خوبرو چالاک و ہشیاری رکھے

چاہے دختر کو دیکھنا خفیہ وسلے ‖ اتفاقاً دختر اب مکتب مین ہے

پھر کہا لا آٹا یا بھوسی ہو گر ‖ دولہن اسکو مین کرون دل سے مگر

بولا صوفی ہم فقیر اور مایہ کم ‖ قوم بی بی کی امیر اور محتشم

کفو انکی کب ہو یہ جوڑا ہو گر ‖ ایک ہاتھی دانت اک لکڑی کا در

فقر و[۴] حشمت کب بھلا ہمرنگ ہو ‖ مرمر و یاقوت کب ہمسنگ ہو

جامہ آدھا اطلس آدھا ٹاٹ کا ‖ اسکو دانا جانتے ہین سب برا

کب کبوتر ساتھ ہوئے باز کے ‖ مکھی کب عنقا سے ہمرازی رکھے

۱؎ مرد الخ ا شعر مرد چادر کے نیچے ظاہر دکھتا تھا ایسا ظاہر کہ جیسے اونٹ بام پر ۱۲

۲؎ بولا صوفی الخ ۵ شعر صوفی نے کہا کہ مین حیران ہون کہ یہ کون ہے اسکو نہیں دیکھا کبھی یہان بولی کہ یہ بی بی اہل شہر سے ہے مال و دولت سے یہ آسودہ ہے دروازہ بند کیا تھا کہ کوئی بیگانہ گھس نہ آئے نادانون کے مانند صوفی نے کہا کہ اسکی کیا خاطر کرین تا منت بے شکر اسپر رکھین عورت نے کہا کہ اس کو خواہش رشتہ داری کرنے کی ہے نیک عورت ہے مگر خدا جانے کون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۳؎ اک پسر الخ ۵ شعر ایک لڑکا رکھتی ہے کہ بے مثل ہے خوبرو و چالاک و ہوشیار ہے دختر خفیہ دیکھنا چاہتی ہے ولیکن دختر اتفاقاً مکتب کو گئی ہے پھر کہا کہ اگر آٹا یا بھوسی ہو ولیکن مین اس سے شادی کرون گی دل سے صوفی نے کہا کہ ہم فقیر دام کم رکھتے ہین قوم بی بی کی امیر و محتشم ہے اگر یہ جوڑا ہو تو کفو ان کی کب ہو جیسے ایک در ہاتھی دانت کا اور ایک لکڑی کا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

۴؎ فقر و حشمت الخ ۴ شعر فقر و حشمت بھلا ہمرنگ کب مرمر اور یاقوت ہم سنگ کب ہو آدھا جامہ اطلس اور آدھا ٹاٹ کا سب دانا اس کو برا جانتے ہین کبوتر کب باز کے ساتھ ہووے مکھی کب عنقا کی ہمراز ہووے کفو دونون کی زوجیت مین چاہیئے ورنہ تنگ آئین اور الفت نہ رہے یعنی زوجیت مین برابری چاہیئے کہ دونون مین موافقت چاہیئے آگے جواب عورت کا ہے فافہم ۱۲

کفو باید ہر دو جفت اندر نکاح	ورنہ تنگ آید نماند ارتیاح	کفو ہر دو زوجیت مین چاہیئے	ورنہ تنگ آئین نہین الفت رہے

گفتن زن کہ او در بند جہاز نیست مراد او ستر و صلاح است و جواب گفتن صوفی او را پنہانے

کہنا عورت کا کہ وہ جہیز نہین چاہتی ہے مراد اسکی لیاقت اور صلاحیت ہے اور جواب دینا صوفی کا اس کو معنی مین

گفت گفتم من چنین عذر سے و او — گفت زن من نیستم اسباب جو
ما زمال و زر ملول و تخمہ ایم — ما بحرص جمع نے چون عامہ ایم
ما ملولیم از قماش و زر و سیم — فارغیم و تخمہ از مال عظیم
قصد ستر ست و پاکی و صلاح — در دو عالم خود بدان باشد فلاح
باز صوفی عذر درویشے بگفت — وان مکرر کرد تا نبود نہفت
گفت زن من ہم مکرر کردہ ام — بے جہیزے را مقرر کردہ ام
اعتماد او ست راسخ تر ز کوہ — کہ ز فقرش ہیچ می ناید شکوہ
او ہمی گوید مرادم عفت ست — از شما مقصود صدق ہمت ست
گفت صوفی خود جہاز و مال ما — دید و می بیند ہویدا نے خفا
خانہ تنگے مقام یک تنے — کہ درو پنہان نماند سوزنے
باز ستر و پاکی و زہد و صلاح — او ز ما بہ داند اندر انتصاح
بہ ز ما میداند او احوال ستر — و ز پس و پیش سر و دنبال ستر

بولی[۵۱] مین نے عذر ایسے ہی سے کئے — خواہان ساماں کی نہین یہ کہتی ہے
کہ ملول اور تنگ ہین ہم مال سے — حرص جمع نے ہین جون عام کے
ہین ملول اب ہم زر و سامان سے — مال کی کثرت سے تنگی دل کو ہے
ہے ہمارا قصد پاکی و صلاح — دو نون عالم مین ہو تا اس سے فلاح
عذر صوفی نے کیا پھر فقر کا — تا بناوٹ نے اسی نے پھر کہا
بولی زن مین نے بھی اسکو پھر کہا — بے جہیزی کو مقرر کر دیا
اعتماد اسکا ہے پکا کوہ سے — فقر سے نے تنگ اسکو آئی ہے
وہ[۵۲] کہے مقصود عفت سے مجھے — صدق و ہمت چاہئے اب تمسے ہی
بولا[۵۳] صوفی مال و سامان خود مرا — دیکھا اور دیکھے ہے ذرا اس سے چھپا
خانہ تنگ اور ایک تن اسمین رہے — اور اسمین ایک سوئی نہ چھپ سکے
پھر لیاقت پاکی اور زہد کو — مجھسے بہتر جانے ظاہر ہے پہلے
مجھسے بہتر جانے وہ حال ستر — آگے پیچھے سر و دنبال ستر

[۵۱] بولی الخ ۱ شعر عورت نے کہا کہ مین نے ایسے ہی عذر کئے یہ کہتی ہے کہ مین خواہان سامان کی نہین ہون کہ ہم مال سے ملول وتنگ ہین اور عام کے مانند ہمین حرص جمع کی نہین ہے اب ہم ملول ہین زر و سامان سے مال کی کثرت سے دل کو تنگی ہے ہمارا قصد پاکی و صلاح ہے تاکہ دو نون عالم مین اس سے فلاحیت ہو پھر صوفی نے عذر فقر کا کیا تا بناوٹ نہ ہووے اس نے پھر کہا عورت نے کہا کہ مین نے اسکو پھر کہا اور بے جہیزی کو مقرر کر دیا اعتماد اس کا کوہ سے پکا ہے اس کو تنگ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۲] وہ کہے الخ ۱ شعر وہ کہتی ہے کہ مجھ کو مقصود عفت سے ہے تجھ سے صدق و ہمت چاہتی ہون ۱۲

[۵۳] بولا صوفی الخ ۲ شعر صوفی نے کہا کہ خود مال و سامان میرا دیکھا اور دیکھتی ہے اُس سے پوشیدہ نہین ہے خانہ تنگ کہ ایک شخص اُس مین رہے اور اس مین ایک سوئی چھپ نہ سکے پھر لیاقت اور پاکی اور زہد و نیکی مجھ سے بہتر وہ جانتی ہے حال ستر کا آگے پیچھے سر و دنبال ستر کا میری بے سامانی مثل خورشید کے ہے وہ صلاح و ستر سے واقف نہ رہے میرا ظاہر بے سر و سامان ہے وہ خود واقف ہے صلاح و ستر سے شرح کرنا پردہ کی بابا سے کچھ ضرور نہین ہے کہ مثال دن کے اسپر ظاہر ظہور ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

بے جہانی خود عیان ہمچون خورست — در صلاح و ستر او واقف ترست
ظاہر ما بے جہاز و خادم ست — در صلاح و ستر او خود عالم ست
شرح مستوری ز بابا خواست — چون برو پیدا چو روز روشنی ست
این حکایت را بدان گفتم کہ تا — لاف کم بافی چو رسوا شد خطا
برتراست ہم بدعوے مستزاد — این بدست اجتہاد و اعتقاد
چون زن صوفی تو خائن بودہٗ — دام مکر اندر دغا بکشودہٗ
کہ ز ہر ناشستہ رو گپ زنی — شرم داری وز خداے خویش نے

میری بے سامانی ظاہر مثل خور — وہ صلاح و ستر سے واقف ہے تر
میرا ظاہر بے سر و سامان سب — ہے وہ واقف خود صلاح و ستر سب
شرح پردہ کی نہ بابا ہے ضرور — مثل دن کے اسپہ ظاہر ہے وہ دور
میں نے اس قصہ کو اس باعث کہا — کم کرے دعوی جو رسوا ہو خطا
خالص کر تجکو بھی ہے دعوی بڑا — اعتقاد و جہد یہ ہی تھا ترا
چون زن صوفی خیانت تو کرے — دام مکر اندر دغا کھولے تو جب
مارتا گپ ہے جو تو نادان سے — شرم ہے نے اللہ سے تو کرتا ہے

بیان آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق چیست

بیان اسکا کہ خدا کو بصیر و سمیع و علیم کہنے سے غرض کیا ہے

از پے آن گفت حق خود را بصیر — کہ بود دیدش ہر دم نذیر
از پے آن گفت حق خود را سمیع — تا ببندی لب ز گفتار شنیع
از پے آن گفت حق خود را علیم — تا نیندیشی فساد تو ز بیم
نیست اینہا بر خدا اسم علم — کہ سیہ کافور دارد نام ہم
اسم مشتق است و اوصاف قدیم — نے مثال علت اولی سقیم
ورنہ تسخر باشد و طنز و دہا — کر را سامع ضریرے را ضیا
یا علم باشد حیی نام وقیح — یا سیاہ زشت را نام صبیح

اسلئے حق نے کہا خود کو بصیر — دید اسکی تجکو ہو ہر دم نذیر
اس لئے حق نے کہا خود کو سمیع — تا تو چپ ہووے نہ کہوے کچھ شنیع
اس لئے حق نے کہا خود کو علیم — تا نہ سوچے تو فساد از راہ بیم
اسم فرضی یہ نہیں اللہ کے — کہ رکھے کافور زنگی نام ہے
اسم نکلا ہے قدیم اوصاف سے — علت اولی سا نہ بیمار ہے
ورنہ از راہ تمسخر کہتے وہ — سامع بہرے کو تو بینا کور کو
نام فرضی ہو حیا بے شرم کا — یا کہ روشن نام زنگی کا رکھا

سلہ میں نے آگے ۴ شعر اس قصہ کو میں نے اس باعث کہا کہ کم دعوے کرے جب کہ خطا رسوا ہو جائے اس کی تجھ کو بھی بڑا دعوے ہے اعتقاد و جہد کا پس اگر مثل عورت صوفی کے تو خیانت کرتا ہوا اور دام مکر تو دغا میں کھولتا ہے تو گپ مارتا ہے نادان سے اور تو شرم نہیں کرتا ہے اللہ سے یعنی تو دعوے کرتا ہے اور گپین مارتا ہے مثل زن صوفی کے اے ریاکار اور حق تعالیٰ کو سمیع و بصیر نہیں جانتا اور شرم نہیں کرتا ہے آگے خدا کے سمیع و بصیر ہونے کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ اس لئے آگے ۷ شعر اس واسطے حق نے خود کو بصیر کہا کہ دید اس کی ہر دم تجھ کو ڈرانے والی ہے اس واسطے حق نے خود کو سمیع کہا تا تو خاموش رہے اور کچھ برا منھ سے نہ کہے اس واسطے حق نے خود کو علیم کہا کہ تا تو فساد نہ سوچے از راہ خوف کے یہ اسم فرضی نہیں ہیں اللہ کے جیسے کہ کافور نام زنگی کا رکھتے ہیں اسم قدیم اوصاف سے نکلا ہے علت اولی کے مانند بیمار نہیں ہے ورنہ از راہ تمسخر کے وہ کہتے سامع بہرے کو اور بینا اندھے کو نام فرضی بے شرم کا حیا ہو یا کہ نام زنگی کا روشن ہو یعنی یہ اسماء صفاتی اللہ کے باصفت ہیں فرضی نہیں ہیں اسم فرضی وہ ہے کہ صفت نہ رکھے اور نام صفاتی اس کا ہو جیسے جاہل کا نام مولوی آگے مثال اس کی ہے فافہم ۱۲

طفلک نوزاده را حاجی لقب	یا لقب غازی نهی بهر نسب	چھوٹے بچے کا رکھیں حاجی لقب	یا نسب کے واسطے غازی لقب
گر بگویی این لقبها در مدیح	چون ندارد آن صفت نبود صحیح	ان لقب کو مدح میں جو کہیں	نے صحیح ہووے صفت بن کے تعبیر
تسخر و طنزی بود آن یا جنون	پاک حق عما یقول الظالمون	ہو تمسخر طنز وہ یا اور جنون	پاک حق عما یقول الظالمون
من همیدانستمت پیش از وصال	که نکوروئی ولیکن بدخصال	میں یہی جانے تھی پہلے وصل سے	شکل نیک اور تو بد خصلت رکھے
من همیدانستمت پیش از لقا	کز ستیزه راسخی اندر شقا	میں یہی جانے تھی اندر دید سے	جنگ سے ثابت شقاوت میں ہے تو
چونکه چشمم سرخ باشد در غمش	دانمش زان درد گر کم بینمش	جیسے سرخ آنکھ اسکی غم سے ہو عیان	درد سے جانوں ہو کم بینی میں
تو مرا چون بره دیدی بی شبان	تو گمان کردی ندارم پاسبان	مجھکو مثل بھیڑ دیکھا بے شبان	تو نے جانا میں نہ رکھوں پاسبان
عاشقان از درد زان نالیده‌اند	که نظر ناجایگه مالیده‌اند	درد سے عشاق روتے ہیں اس لئے	کہ نظر رکھتے ہیں جائے غیر پے
بی شبان دانسته‌اند آن ظبی را	رایگان دانسته‌اند آن سبی را	جانتے آہو کو ہیں وہ بے نشان	قید اُن کی جانتے ہیں رائگان
تا ز غیرت تیر آید بر جگر	که منم حارس گزافه کم نگر	تا جگر پہ تیر غیرت سے لگا	کہ نگہبان میں ہوں سمجھے بڑا
کی کم از بره کم از بزغاله‌ام	که نباشد حارسی از دنباله‌ام	کب میں کم بچے سے بکری بھیڑ کے	کہ نگہبان ہو نہیں پیچھے مرے
حارسی دارم که ملکش می‌سزد	داند آن بادی که بر من می‌وزد	وہ نگہبان میرا کہ لائق اسکا ہے	اس ہوا کو جانے جو مجھ پہ چلے
سرد بود آن باد یا گرم آن علیم	نیست غافل نیست غایب ای سقیم	وہ ہوا تھی سرد یا گرم ہو علیم	نے ہے غافل اور غائب وہ سقیم
نفس شهوانی ندارد نور جان	من بدل کوریت میدیدم عیان	نفس شہوانی نہ رکھے نور جان	دیکھتی ہوں تیرا اندھاپن عیان
نفس شهوانی ز حق کر است و کور	من بدل کوریت میدیدم ز دور	نفس شہوانی ہے اندھا حق سے	تیرا اندھاپن میں دیکھوں دور سے
هشت سالت نیز من پرسیدم هیچ	کز پرت دیدم ز جهل و پیچ پیچ	آٹھ سال اس سے نہیں پوچھا تجھے	کہ جو دیکھا تھا تجھکو جہل سے
خود چه پرسم آنکه او باشد نگون	که تو چونی چون بود او سرنگون	اس سے کیا پوچھوں کہ وہ اوندھا ہے تو	کیا ہے تیرا حال کیوں ہے سرنگون

سلہ چھوٹے بچہ کا آگے شعر حاجی نام چھوٹے بچہ کا رکھیں یا غازی لقب نسب کے واسطے کریں جو کہ ان لقب کو مدح میں کہیں صحیح نہ ہووے جو کہ وہ صفت نہ رکھیں طنز و تمسخر و جنون ہو کہ حق پاک ہے ترجمہ اس چیز سے جو کہتے ہیں ظالم آگے بعد میں یہی اول وصل سے جانتی تھی شکل نیک و لیکن تو خصلت بد رکھتا ہے میں اول یہی جانتی تھی دیدت جنگ سے کہ شقاوت میں ثابت قدم ہے آگے اس کی مثال ہے جیسے سرخ آنکھ اس کی غم سے ظاہر ہو اور میں درد سے جانوں کم بینی ہے مجھکو بھیڑ کے مانند دیکھا بے چرواہا اور یعنی میں نے نگہبان حق کو اپنے ساتھ رکھتی ہوں کہ ہر دم میرے ساتھ ہے آگے اس کے حقائق ہیں اسلئے وے آگے شعر عشاق اسلئے درد سے روتے ہیں کہ نظر رکھتے ہیں صورت ظاہری پر یعنی عاشقان مجازی صورت ظاہری پر عاشق ہیں حقیقی نہیں سمجھتے ہیں اسواسطے درد فراق میں مبتلا ہیں آگے اسکی مثال ہرا آہو کو بے نگہبان جانتے ہیں تا غیرت سے تیر جگر پہ لگا کہ میں نگہبان ہوں تو بات دیکھ آگے رجوع بمقصد ہے میں بکری و بھیڑ کے بچے سے کب کم ہوں کہ نگہبان میرے پیچھے نہ ہو نگہبان میرا ہے کہ ملک اسکا ہے وہ اس ہوا کو جانے کہ جو مجھ پہ چلتی ہے وہ ہوا سرد یا گرم تھی وہ علیم غافل و غائب نہیں ہے یعنی وہ خدا میرا نگہبان ہے اور وہ ہوا کو جانتا ہے کہ جو مجھ پر چلتی ہے اور نہ غافل و غائب نہیں ہے بلکہ حال آگے بیمار سقیم نفس شہوانی آگے ہے شعر نفس شہوانی نور جان نہیں رکھتا ہے میں دیکھتی ہوں تیرا اندھاپن ظاہر نفس شہوانی حق سے اندھا ہے میں تیرا اندھاپن دور سے دیکھتی ہوں آٹھ برس تجھکو اسواسطے نہیں پوچھا کہ تجھکو جہل سے بھرا دیکھا اس سے کیا پوچھوں کہ جو مثل گھوڑے کے اوندھا کیا ہوا ہو کیوں سرنگون ہے یعنی اے عاشق ظاہری نفس شہوانی رکھتا ہے اور حق سے اندھا ہے میں نے اسواسطے تجھکو نہیں پوچھا اگر تو نہیں جانتا ہو کہ مجھ میں کون ہے اور میں کیا ہوں آگے استغناء اور بیان جاننا

مثل آنکہ دنیا گلخن وتقوی حمام تو انگران سرگین کشانند

مثال اسکی کہ دنیا بھٹی و تقوی حمام اور توانگر گوبر اٹھانے والے ہین

شہوت دنیا مثال گلخن است / کہ ازو حمام تقوی روشن است
لیک قسم متقی زین تون صفاست / زانکہ در گرمابہ است و در نقاست
اغنیا مانند سرگین کشان / بہر آتش کردن گرمابہ بان
اندر ایشان حرص بنہادہ خدا / تا بود گرمابہ گرم و با نوا
ترک این تون گیر و در گرمابہ ران / ترک تون را عین آن گرمابہ دان
ہر کہ در تون است او چون خادم است / مر ورا کو صابر است و حازم است
ہر کہ در حمام شد سیمای او / ہست پیدا بر رخ زیبای او
تونیان را نیز سیما آشکار / از لباس و از دخان و از غبار
ور نہ بینی روش بویش را بگیر / بو عصا آمد برای ہر ضریر
ور ندانی بو در آرش در سخن / از حدیث نو بدان راز کہن
پس بگوید تونیی صاحب ذہب / بیست سلہ چرک کردم تا بشب
حرص تو چون آتش است اندر جہان / باز کردہ ہر زبانہ صد دہان
پیش عقل این زر چو سرگین ناخوش است / گرچہ چون سرگین فروغ آتش است
آفتابی کو دم از آتش زند / چرک تر را لائق آتش کند

مثل بھٹی خواہش اس دنیا کی ہے / گرم وہ حمام تقوی کو رکھے
متقی گھورے سے لیکن صاف ہے / کیونکہ وہ حمام مین پاکی رکھے
مثل گوبر کش ہین یہ سارے غنی / آگ روشن کرتے ہین حمام کی
انکے اندر حرص رکھی حق نے ہے / گرم تا حمام انسے بس رہے
چھوڑ گوبر اور رہ حمام پے / چھوڑنا گوبر کا نزد حمام ہے
جو ہے گوبر مین وہ جون خادم کے ہے / خاص اسکا جو کہ ہشیاری رکھے
جو گیا حمام مین اسکی عیان / ہے چمکتی رخ پہ پیشانی نہان
گھورے والونکی بھی پیشانی نہان / ہے دھوئین سے اور لباسون سے عیان
گر نہ دیکھے انکا منہ بو انکی سے / بو عصا آئی ہے اندھون کیلئے
گر نہ جانے بو تو اس سے کر سخن / تو سخن اسکے سے سن از ہر ...
کہوے گوبر والا جو دولت ہے / گندگی کے بیس برس لایا ہون گھر
حرص تیری مثل آگ عالم کے ہے / ہر دہن سے شعلہ سو ظاہر ہے
عقل کے آگے یہ زر گوبر سا ہے / گرچہ گوبر آگ کو روشن کرے
شمس وہ کان آگ کا جو دم بھرے / گیلا گوبر آگ کے لائق کرے

سلہ مثل بھٹی الخ ۱ شعر خواہش دنیا کی مثل گلخن کے ہے کہ حمام تقوی کو وہ گرم رکھتی ہے ولیکن متقی گھورے سے علیحدہ ہے کیونکہ وہ پاکی رکھتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ مثل گوبر کش الخ ۳ شعر یہ سب غنی مثل گوبر کش کے ہین کہ آگ روشن حمام کی کرتے ہین حق نے انکے اندر حرص رکھی ہے تاکہ حمام ان سے گرم رہے گوبر چھوڑ اور راہ حمام کی لے کہ گوبر کا چھوڑنا عین حمام ہے جو گوبر مین ہے وہ مثل خادم کے ہے خاص اس کسی کا کہ جو ہوشیاری کرتا ہے یعنی توانگران خادم اہل اللہ کے ہین کہ انکی خدمت زر و مال سے کرین تاکہ وہ مال و سے فارغ ہوکر شاغل بحق رہین آگے خادمان اللہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو گیا الخ ۷ شعر جو حمام مین گیا اسکی پیشانی ظاہر چمکتی ہے یہان رخسارے اور گھورے والون کی بھی یہان پیشانی دھوئین اور لباسون سے ظاہر ہے اگر تو انکا منہ نہین دیکھتا ہے بو ان کی لے کیونکہ بو عصا آنی ہے اندھون کے واسطے اگر تو بو نہین جانتا ہے اس سے باتین کر اور نئی باتون اسکی سے راز پرانے سن یعنی اولیا اللہ اور ... کی پیشانی ظاہر ہے اگر تو پیشانی سے جان سکتا نہین ہے انسے باتین کر کہ تا تجکو معلوم ہو کہ یہ اولیا ہے یا دنیا دار ہے گوبر والا کہ جو دولت والا ہے کہوے کہ بیس برس گندگی کے مین لایا تیری حرص مثل آتش کے عالم مین ہے اور ایک دہن سے سو شعلے ظاہر کرتی ہے عقل کے روبرو یہ زر مثل گوبر کے اگرچہ گوبر آتش کو روشن کرتا ہے یعنی زر سے حرص زیادہ ہوتی ہے اور یہ زر اللہ کے نزدیک گوبر ہے وہ شمس کہان ہے کہ جو آتش کا دم بھرتا ہے اور گیلے گوبر کو آتش کے لائق کرتا ہے اور شمس نے اس سنگ کو زر کیا کہ تا گھورے مین حرص کی آتش پڑے یعنی وہ اولیا کہان ہین کہ اہل دولت کو اپنے پرتو سے حرص سے چھڑائین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آفتاب آن سنگ را ہم کرد زر / تا بچون حرص افتد صد شرر
آنکہ گوید مال گرد آوردہ ام / چیست یعنی چرک چندین خوردہ ام
این سخن گرچہ کہ رسوائی فزاست / در میان تونیان زین فخرہاست
آنکہ شش سلہ کشیدی تا بشب / من کشیدم بیست سلہ بے کرب
آنکہ در تون زاد وپاکی ندید / بوے مشک آرد بروے رنجے پدید
گر بتون انبار خواہی بود تو / زین زیان ہرگز نہ بینی سود تو

زر کیا اُس سنگ کو بھی شمس نے / حرص سے گھورے مین تا آتش بچے
وہ کہے گر مال کو جمع کیا / یعنی اتنی گندگی کو کھا لیا
گرچہ ان باتون سے رسوائی بڑھے / گھورے والونمین پاس سے فخر ہے
تو نے دن بھر ہین لئے چھ ٹوکرے / بیس مین نے ٹوکرے جمع کرے
پاک کب جو پیدا گھورے مین ہوا / مشک کی بو اسپہ لاتی ہے بلا
تو اگرچہ پیدا گھورے مین ہوا / اس زیان سے ہو نہ تجکو فائدا

قصۂ آن دباغ کہ در بازار عطاران از بوے عطر بیہوش شد

قصۂ اُس دبہ گر کا کہ عطارون کے بازار مین بوے عطر سے بیہوش ہوا

آن یکی دباغ در بازار شد / تا خرد آنچہ ورا در کار بُد
چونکہ در بازار عطاران رسید / ناگہان افتاد بیہوش وخمید
بوے عطرش زد زعطاران راد / تا بگردیدش سر و بر جا فتاد
ہمچو مردار او فتاد وبے خبر / نیم روز اندر میان رہگذر
جمع آمد خلق بروے آن زمان / جملہ گان لاحول گو درمان کنان
آن یکے کف بر دل او می براند / ور گلاب آن دگیرے برو فشاند
ومی ندانست کاندر مرتعہ / از گلاب آمد ورا این واقعہ
آن یکے دستش ہمی مالید وسر / وان دگر کہگل ہمی آورد تر

دبہ گر اک جو گیا بازار مین / تا خریدے اسکو جو تھین خواہشین
جو گیا بازار عطارون مین وو / گر پڑا وہ ناگہان بیہوش ہو
آئی بوے عطر اسے عطار سے / گھوما سر اُسکا گرا اک جائے پے
بے خبر مردار سا لیٹا رہا / نصف دن تک راہ مین وہ پڑا
جمع مردم اُس گھڑی اسپہ ہوگئے / پڑھتے لاحول اور دوا کرتے ہوئے
ایک سینہ اُسکا ملتا ہاتھ سے / دوسرا چھڑکے گلاب اُس شخص پے
وہ نتھے اس گندگی مین جانتے / کہ گلاب اسپر بلا لایا ہے یہ
ایک ملتا ہاتھ اُسکا اور سر / دوسرا لاتا تھا مٹی کرکے تر

سلہ وہ کہے الخ ۵ شعر وہ کہے کہ مین نے مال کو جمع کیا یعنی اتنی گندگی کو کھا لیا اگرچہ ان باتون سے رسوائی بڑھتی ہے ولیکن گھورے والون مین اس سے فخر ہے تو نے دن بھر اٹھائے چھ ٹوکرے اور بیس ٹوکرے مین نے جمع کئے پاک کب ہے جو کہ گھورے مین پیدا ہوا بوے مشک اسپر بلا لاتی ہے تو اگرچہ گھورے میں پیدا ہوا ہے اس زیان سے تجکو فائدہ نہ ہو یعنی جو دنیا کی خواہش مین گرفتار ہے کلام اولیا اللہ اسپر بلا لاتا ہی جیسے دبہ گر بوے عطر سے بیہوش ہوا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ دبہ گر الخ ۶ شعر ایک دبہ گر جو بازار گیا تاکہ خریدے جو اُسے خواہشین تھین جب کہ بازار عطارون مین وہ گیا ناگہان بیہوش ہو کر گر پڑا اُس کو عطر کی بو آئی عطر سے سر گھوما اور ایک جگہ پر گر کے بے خبر مردار کے مانند لیٹا رہا آدھے روز تک راہ مین اور نہین اٹھا اُس گھڑی لوگ اسپر جمع ہوگئے لاحول ولا قوۃ پڑھتے ہوئے اور دوا کرتے ہوئے ایک اُس کا سینہ ملتا ہاتھ سے دوسرا گلاب چھڑکتا اس شخص پہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ نہ تھے الخ ۲ شعر وہ اس گندگی مین نہین جانتے تھے کہ گلاب اسپر یہ بلا لایا ہے ایک اس کا ہاتھ ملتا اور سر اور دوسرا مٹی لاتا کرکے تر ایک بخور عود اور قند باہم کرکے دیتا دوسرا اس کی پوشش کو کم کرتا ایک شخص کی حرکت کو دیکھتا تھا دوسرا اُس کی منہ کی بو سونگھتا تھا کہ گانجا یا بھنگ یا شراب کھائی ہے مردم اس کی بیہوشی سے عاجز تھے پس اُس کے عزیزون کو خبر جلدی دی کہ فلانا یہان خراب پڑا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن بخور و عود و شکر زد بہم / وان دگر از پوشش میکرد کم
ایک بخور و عود و قند دیتا بہم / دوسرا پوشش کو اتارتا اسکی کم

وان دگر نبضش کہ تا چون میجہد / وان دگر بو از دہانش می ستد
نبض کی حرکت کو اک تھا دیکھتا / دوسرا بو اُس کے منہ کی سونگھتا

تا کہ می خوردست یا بنگ و حشیش / خلق درماندند اندر بیہشیش
تا کہ کیا کھایا بھنگ یہ کھائی ہے / مردم عاجز اسکی بیہوشی سے تھے

پس خبر بردند خویشان را شتاب / کہ فلان افتادہ است آنجا خراب
پس خبر دی اسکے اپنون کو شتاب / کہ فلانا یان پڑا ہے بس خراب

کس نمیداند کہ چون مصروع گشت / یا پیہ شد کو را افتاد از بام طشت
نہ کوئی جانے کہ کیون مرگی ہوئی / یا ہوا کیا راز سے نہ آگہی

یک برادر داشت آن دباغ زفت / گربز و دانا بیامد زود تفت
دبّہ گر کا ایک بھائی تھا بڑا / ہوشیار و دانا جلد ہی آگیا

اندکے سرگین سگ در آستین / خلق را بشکافت و آمد با چنین
آستین میں لینڈی کتے کی لئے / خلق کو چیرا اور آیا اُس جگھے

گفت من رنجش ہمیدانم چیست / چون سبب دانی دوا کردن جلیست
بولا مین رنج اسکا جانون ہے کیا / جو سبب جانے دوا آسان ہو

چون سبب معلوم نبود مشکل ست / داروی رنج و در آن صد محملست
جو سبب نہ جانے مشکل اسکو ہو / رنج کی دارو کہ سو محمل رکھے

چون بدانستی سبب را سہل شد / دانش اسباب دفع جہل شد
جو سبب جانا تو آسانی ہوئی / ہوئی سبب کی عقل دافع جہل کی

گفت با خود ہستش اندر مغز و رگ / تُوے بر تُوے بوے آن سرگین سگ
سوچا وہ خود مغز مین اسکے بسی / تہ بتہ کتے کی بُو سے گندگی

تا میان اندر حدث او تا بشب / غرق دباغیست از روز طلب
تا بدن تا گندگی کے درمیان / غرق ہے دبّہ گری سے یہ جوان

با حدث کردست عادت سال و مہ / بوے عطرش لاجرم دارد تباہ
گندگی سے کی ہو عادت سال و ماہ / عطر کی بو نے کیا اسکو تباہ

پس چنین گفتست جالینوس مہ / آنچہ عادت داشت بیمار آنش دہ
پس علم کہا ہے خوب جالینوس نے / جو رکھے بیمار عادت وہ ہی دے

کز خلاف عادت ست آن رنج او / پس دواے رنجش از معتاد جو
کہ خلاف عادتون سے رنج ہو / رنج کی اُسکے دوا عادت سے ہے

چون جعل گشتست از سرگین کشی / از گلاب آمد جعل را بیہشی
جیون جعل گوبر کشون سے جو وہ تھا / عطر سے بیہوش جعل بس ہو گیا

ہم از آن سرگین سگ داروے اوست / کہ بدان آنرا ہمی معتاد اوست
وہ ہی لینڈی سگ کی دارو ہے اسکی / کہ اُسکی خود عادت ہو اُسے

سلہ نہ کوئی جانے الخ یہ شعر کوئی نہیں جانتا کہ مرگی کیون ہوئی یا کیا ہوا بھید سے نہیں آگہی دبّہ گر کا ایک بھائی بڑا تھا ہوشیار دانا جلدی آگیا آستین مین لینڈی کتے کی لئے ہوئے مخلوق کو چیرتا اور اس جگہ آیا کہا کہ مین رنج اسکا جانتا ہون جس سے ہے جو سبب جانتا ہے اُس کو دوا آسان ہے آگے اس کے حقائق ہین اور جو سبب نہ جانے اُس کو مشکل ہے رنج کی دارو کہ سو محمل رکھتی ہے جو سبب جانا تو آسانی ہوئی اور سبب کی عقل دافع جہل کی ہوئی اور آگے یہ رجوع بقصہ ہے سوچا کہ وہ خود مغز مین اُس کے بسی ہے تہ بتہ بوے گندگی کتے کی رانون تک گندگی کے درمیان دبّہ گری مین یہ جوان غرق ہی سال و ماہ اُسنے گندگی سے عادت کی ہے بوے عطر نے اسکو تباہ کیا ہے یعنے دبّہ بنانے مین جو خمیر چمڑے کا کرتے ہین تو اُسمین گندگی کتے کی بھی ڈالتے ہین اسواسطے اس دبّہ گر کے دماغ مین وہ بو گندگی سگ کی بسی ہوئی تھی نہ کہ عطر کی خوشبو جو اسباب و علامات جانتا ہے اُس کو معالجہ کرنا آسان ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ پس کہا الخ یہ شعر جالینوس نے خوب کہا ہے کہ جو بیمار کی عادت ہو وہ ہی دے کہ خلاف عادت سے رنج ہے اسکے رنج کی دوا عادت سے ہے آگے مثال ہے جو جعل کیڑے کے مانند وہ گوبر کشون سے تھا عطر سے وہ جعل بے ہوش ہو گیا وہ ہی لینڈی کتے کی اُس کی دوا ہے کہ اسکو وہ عادت ہو اسکی الخبیثات للخبیثین کو پڑھ مت آگے پیچھے سے اس بات کو جان پس گلاب وغیرہ سے ناصحان اُس کی دوا کرتے ہین کہ مقصد ظاہر ہو خبیثون کو بنانے پاک و لائق و قابل نہ ہو دے اسے شفاعت یعنی جو جس کی عادت ہے وہ ہی اسکو دیا جائے کیونکہ ترک عادت عداوت ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

الخبیثات الخبیثین را بخوان — رو و پشت این سخن را باز دان
ناصحان آید بہ عنبر یا گلاب — می دوا سازند بہر ح باب
مر خبیثان را نسازد طیبات — درخور و لائق نباشد ای ثقات
چون ز عطر وحی گشتند و گمرہ — بد فغان شان قطیر نا بکم
رنج و بیماریست ما را زین مقال — نیست نیکو وعظتان ما را بفال
گر بیاغازید نصحی آشکار — ما کنیم این دم شما را سنگسار
ما بہ لہو و لعب فربہ گشتہ ایم — در نصیحت خویش را نسرشتہ ایم
ہست قوت ما دروغ و لاف و لاغ — شورش معدہ ست ما را زین بلاغ
رنج را صد تو و افزون میکنید — عقل را دارو بافیون میکنید
گند خرک و کفر ایشان بیحد ست — ہین کہ دباغ اوفتادہ بیخود ست

الخبیثات الخبیثین کو پڑھو — آگے اور پیچھے سے جان اس بات کو
پس گلاب عنبر سے کی ناصحان — کرتے ہین دارو کہ مقصد ہو عیان
نے خبیثون کو بنائے طیبات — لائق اور قابل نہووے اے ثقات
عطر وحی سے جو ہوے گمراہ و گم[1] — تھی صدا انکی قطیر نا بکم
رنج و بیماری ہمین اس فال سے — نے تمھارا وعظ نیکو فال ہے
گر نصیحت تم کروگے آشکار — ہم کرینگے تمکو اسدم سنگسار
ہم ہوئے موٹے ہیں لہو و لعب سے — ہم نصیحت کو نہین پیدا ہوئے
قوت اپنا جھوٹ لہو و لعب ہے — معدہ شورش اس مقالت سے رکھے
پس زیادہ تر مرض کو کرتے ہیں — عقل کی افیون سے دارو کرتے ہین
بوے شرک و کفر بیحد ان کی ہے — دبہ گر بیخود پڑا ہے جان لے

معالجہ کردن برادر دباغ دباغ را بخفیہ ببوے سرگین سگ

معالجہ کرنا دبہ گر کے بھائی دبہ گر کو پوشیدہ بوے لینڈی سگ سے

خلق را میراند از وے آن جوان — تا علاجش را نبیند آن کسان
سر بگوشش کرد ہمچون رازگو — پس نہاد آن چیز بر بینی او
کو بکف سرگین سگ سائیدہ بود — داروے مغز پلیدان دیدہ بود
چونکہ بوے آن حدث را او کشید — مغز زشتش بوے ناخوش را چشید
ساعتے شد مردہ جنبیدن گرفت — خلق گفتند این فسونے بد شگفت
کاین بخواند افسون بگوشش او دمید — مردہ بود افسون بفریادش رسید

ہٹا ہٹا[2] تا خلق کو اس نے جوان — تا علاج اسکا نہ دیکھے کوئی وہان
کان پر اسکے جھکا جون رازگو — ناک پر اسکی رکھا اس چیز کو
کہ ہتھیلی پر گھسا لینڈی کو تھا — دیکھی تھی مغز پلیدون کی دوا
گندگی کی جو کہ بو اندر گئی — اسکے مغز بد نے بد بو سونگھ لی
اک گھڑی مین مردہ وہ ہلنے لگا — خلق بولی یہ عجب دم اسکا تھا
کان مین دم پڑھ کے پھونکا اسکے جو — مردہ تھا دم پہونچا اسکی داد کو

---

[1] عطر وحی آگے شعر عطر وحی سے جو گمراہ و گم ہوئے انکی یہ صدا تھی ترجمہ بد فالی کرتے ہو تم ہم سے بکہ رنج و بیماری ہے ان باتون سے کہ تمھارا وعظ نیک فال نہین ہے اگر تم نصیحت کروگے ہم تمکو اسدم سنگسار کرینگے ہم لہو و لعب سے موٹے ہوئے ہین ہم نصیحت سننے کو نہین پیدا ہوئے ہین ہمارا قوت جھوٹ و لہو و لعب ہے اس دعوت سے معدہ سوزش رکھتا ہے پس مرض کو زیادہ کرتے ہین عقل کی دوا افیون سے کرتے ہین انکی بوے شرک و کفر بیحد ہے تو جان لے کہ دبہ گر بیہوش پڑا ہے یعنی کفار کہ جنس عین بیمثل دبہ گر کے عطر وحی سے گمراہ ہوئے تھے اور لہو و لعب دنیا سے خوش ہوئے تھے اسی طرح اب غافلان نہا احکام دین نصیحت شرع مبین سے روگردان و پریشان ہوتے ہین اور مشغول اور دنیا سے خوش و راغب ہوتے ہین آگے دبہ گر کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] ہٹا ہٹا تا آخر ۲ شعر ہٹا ہٹا تا آخر ۹ شعر وہ جوان اس سے خلق کو ہٹاتا تھا تا کہ علاج اس کا وہان کوئی نہ دیکھے اس کے کان پر جھکا مانند رازگو کے اور اس لینڈی سگ کو اسکی ناک پر رکھا کہ ہتھیلی پر گھسا تھا لینڈی کو کہ مغز پلیدون کی دوا دیکھی تھی جب کہ گندگی کی بو اندر گئی اس کے مغز بد نے بدبو سونگھ لی وہ مردہ ایک گھڑی مین ہلنے لگا خلق نے کہا یہ عجب منتر اسکا تھا جو کان مین اس کے دم پڑھ کے پھونکا مردہ تھا کہ دم اسکی داد کو پہونچا آگے اس کے حقائق ہین فافہم

—— ❊ ——

جنبش اہل فساد آن سو بود — کہ ز ناز و غمزۂ ابرو بود
ہر کرا مشک نصیحت سود نیست — جز بدین بوی بدش بہبود نیست
مشرکان را زان نجس خواندست حق — کاندرون پشک زادند از سبق
کرم کو زادست در سرگین ابد — می نگرداند بعنبر خوی خود
چون نزد بر وی نثار رش نور — او ہمہ جسم ست نے جان چون قشور
ور ز رش نور حق قسمیش داد — ہمچو رسم مصر سرگین مرغ زاد
لیک نے مرغ خسیس خانگی — بلکہ مرغ دانش و فرزانگی
تو بدان مانی کزان نور تہی — زانکہ بینی بر پلیدی می نہی
از فراقت زرد شد رخسار و رو — برگ زرد و میوۂ نا پختہ تو
دیگ ز آتش شد سیاہ و دود فام — گوشت از سختی چنین ماندست خام
ہشت سالت جوش دادم در فراق — کم نشد یک ذرہ خامیت از نفاق
خامی و ہرگز نخواہی پخت تو — گر ہزاران بار جوشی اے عتو
غورۂ تو سنگ بستہ از مقام — غورہا اکنون مویزند و تو خام

عذر خواستن عاشق گناہ خود بہ تلبیس و فہم کردن معشوق

جنبش اہل فساد اس سمت سے ہی — غمزہ و ناز و ادا ابروے ہی
جسکو مشک پند سے نہ سود ہی — اسکو نے جز بوے بد بہبود ہی
حق نجس مشرک کو کہوے اسلئے — کہ پلیدی مین ہی پیدا قبل سے
پیدا ازلی کیڑا جو گوبر سے ہی — عادت عنبر سے نہین اسکی پہر
رش نور اسپر ہوا جو نے نثار — وہ ہی بالکل تن بیجان ہی پوست دار
کچھ جو رش نور اسے حق نے دیا — مرغ رسم مصر گوبر سے ہوا
پر نہین بدتر وہ مرغ خانہ ہی — بلکہ مرغ دانش و فرزانہ ہی
اس طرح تو بھی ہی خالی نور سے — کیونکہ نا پاکی پہ رکھتا ناک ہی
تیرا فرقت سے ہوا ہی زرد رو — زرد پتا میوہ نا پختہ ہی تو
دیگ آتش سے ہوئی دود فام — گوشت سختی سے رہا ویسا ہی خام
ہجر مین میں نے دیا جوش آٹھ سال — نے ہوا خامی کو تیرے کچھ زوال
خام ہی ہرگز نہووے پختہ تو — جوش کھاوے گر ہزارون دفعہ تو
تو ہے غورہ سخت ایسا ہی تمام — ہین مویز اب غورہ سب ہی تو ہی خام

عذر کرنا عاشق کا گناہ اپنے سے ازراہ مکر کے اور سمجھ جانا معشوق کا

سلہ جنبش الخ یہہ شعر جنبش اہل فساد کی اس طرف سے ہی غمزہ و ناز و ادا ابروے ہی جسکو مشک سے سود نہین ہی اسکو بجز بوے بد کے بہبود نہین جسے اسواسطے حق مشرک کو نجس کہتا ہی کہ پلیدی مین اول سے پیدا ہوا ہے آگے اسکی مثال ہی جو کیڑا ازلی گوبر سے پیدا ہے اس کی عادت عنبر سے نہین پہرتی ہے یعنی جنبش اہل فساد کی ادھر سے ہے پس اسکو بدبو کے سوا کب فائدہ ہو اسواسطے اللہ نے مشرک کو نجس کہا ہے کہ گوبر کے کیڑے کو گوبر سے نفع ہوتا ہے اس واسطے اہل غفلت کو دنیا سے اور دین سے ضرر ہوتا ہے فافہم ۱۲ سلہ رش نور الخ ۳ شعر چلپیدگی نور کی جو اسپر نثار نہین ہے وہ بالکل تن بے مثل پوست کے جان نہین ہی اگر چلپیدگی نور کی اسکو کچھ حق نے دی ہی وہ برسم مصر مرغ گوبر سے پیدا ہوا لیکن وہ مرغ خانہ بدتر نہو بلکہ مرغ دانش و فرزانہ ہو یعنی مشرک کہ نجس ہی جسپر چمکارہ نور الہی کا نہین ہوا وہ تن بے مغز ہو اور جسپر چمکارہ نور حق کا ہوا وہ خود بخود مثل رسم مصر کے مرغ پیدا ہوا جیسے مصر مین بیضۂ مرغ کو گوبر مین داب دیتے ہین کہ بے مادر بچے اس سے پیدا ہو جاتے ہین اسی طرح جس مشرک پر چمکارہ نور حق کا پڑا وہ خود اسی پر آگیا چنانچہ اکثر اولیا کفارون مین پیدا ہوتے ہین اور کشش الہی سے مجذوب ہو کر کمال کو پہونچے ہین آگے جو کہا بعد مسعود باغ ہی فافہم ۱۲ سلہ اس طرح الخ ۵ شعر اے عاشق تو بھی اسی طرح نور سے خالی ہی کیونکہ تو ناک ناپاکی پر رکھتا ہی تیرا اندرو فرقت سے ہوا ہی تو زرد برگ میوۂ ناپختہ ہی دیگ آتش سے سیاہ ہوئی گوشت سختی سے ویسا ہی خام ہی میں نے آٹھ برس تک ہجر سے جوش دیا تیری خامی کو کچھ زوال نہین ہوا تو خام ہی ہرگز پختہ نہوگا اگر ہزار بار تو جوش کھاوے تو غورہ سخت ایسا ہی ہے بالکل ہی سب غورہ مویز بن اور تو خام ہی یعنی اے عاشق تو نظر صورت پر رکھتا ہی اور معنی کو میرے نہین جانتا ہی مین آٹھ برس تجکو فراق مین ملاکہ تا عشق مجازی سے حقیقی کو پہونچا اور معنی کو دیکھے مگر تو ابھی تک ویسا ہی ہی آگے عذر عاشق کا بیان ہی فافہم ۱۲

گفت عاشق امتحان کردم مگیر	تا ببینم تو حریفے یا ستیر	بولا[1] عاشق امتحان مین نے کیا	فاحشہ ہے دیکھو تو یا پارسا
من ہمیدانستمت بے امتحان	لیک کی باشد خبر ہمچون عیان	تجکو جانا تھا یہی بے امتحان	پر خبر کب ہوتی ہو مثل عیان
آفتابے نام تو مشہور و فاش	چہ زیانست ار بگردم ابتلاش	تو ہے شمس اور نام تیرا ہو عیان	امتحان مین نے کیا کیا ہے زیان
انبیا را امتحان کردہ عدات	تا شدہ ظاہر ازیشان معجزات	امتحان[2] اعدا نے نبیون کا کیا	تب ہوا اظہار انھون سے معجزا
تو منی من خویشتن را امتحان	میکنم ہر روز در سود و زیان	پس تو ہین مین اور مین اپنا امتحان	کرتا ہون سود و زیان مین ہر زمان
امتحانِ چشم خود کردم بنور	ایکہ چشم بد ز چشمان تو دور	آزمایا چشم کو اپنی بہ نور	ای تری چشمون سے چشم بد ہو دور
این جہان ہمچون خرابست و تو گنج	گر تفحص کردم از گنجت مرنج	یہ جہان ویرانہ سا اور تو ہے گنج	گنج ڈھونڈھا مین نے مت کر تو رنج
زان چنین بیہودگی کردم گزاف	تا کنم با دشمنان ہر بار لاف	مین نے نادانی کی قصدًا بگزاف	دشمنون سے تا کرون ہر بار لاف
تا زبانم چون ترا نامے نہد	چشم ازین دیدہ گواہیہا دہد	وصف[3] جب تیرا زبان میری کرے	آنکھ گرمی سے گواہی اسکی دے
گر شدم در راہ حرمت راہزن	آمدم اے مہ بشمشیر و کفن	راہ حرمت مین ہوا مین راہزن	آیا ہون اے ماہ با تیغ و کفن
جز بہ شمشیر خود اے شاہم مکش	وامکش ازین از دوری ای ماہکش	مارے مت جز تیغ اپنی کے اے شاہ	دور تو اس سے نہ کر مجکو ای ماہ
جز بدست خود مبرم پا و سر	کہ ازین دستم نماند دست دگر	کاٹ ہاتھ اپنے سے سر پاؤن مرے	کر اسی ہاتھون سے نی اور ہاتھ سے
از جدائی باز میرانی سخن	ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن	پھر جدا ہونے کو تو کہتی ہو گر	جو تو چاہے کرو لیکن یہ نہ کر
در سخن آبادم این دم راہ شد	گفت امکان نیست چون بیگہ شد	ہو نہین آباد سخن اب رہ ملی	بولی نے ممکن کہ وہ ساعت گئی
پوستہا گفتیم و مغز آمد دفین	گر بمانم این نماند ہمچنین	مغز پنہان پوست کی باتین کہین	گر مین رہ جاؤن یہ ہو ویگا نہین
گر خطائے آمد از مادر وجود	چشم میداریم در عفو ای ودود	گر خطا مجھ سے کوئی ظاہر ہوئی	اے خدا امید رکھون عفو کی
امتحان کردم مرا معذور دار	چون ز فعل خویش گشتم شرمسار	آزمایا مین نے رکھ معذور کار	ہون مین اپنے فعل سے خود شرمسار

سلہ بولا الخ ۳ شعر عاشق نے کہا کہ مین نے تو امتحان کیا ہے کہ دیکھون تو فاحشہ ہے یا پارسا تجکو بغیر امتحان کئے بھی جانتا تھا لیکن
خبر مثل عیان کے کب ہوتی ہے تو شمس ہے اور تیرا نام عیان ہے مین نے امتحان کیا کیا نقصان ہے آگے مثال اس کی ہے فافہم ۱۲

سٹہ امتحان الخ ۵ شعر امتحان انبیا کا دشمنون نے کیا ہے تب انھون سے معجزے ظاہر ہوئے ہین پس تو مین ہون اور مین اپنا امتحان
کرتا ہون نفع و نقصان مین ہر وقت اپنی چشم کو آزمایا نور سے اے تیری چشم سے چشم بد دور ہو جیو یہ جہان مثل ویرانے کے ہے اور تو گنج ہے
مین نے اگر گنج ڈھونڈھا تو رنج مت کر مین نے قصدًا نادانی کی بجوش سے تا کہ دشمنون سے ہر دم شیخی ماریں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سٹہ وصف الخ ۹ شعر جب کہ میری زبان تیرا وصف کرے اور آنکھ اس کی گواہی گرمی سے دے مین حرمت کی راہ مین رہزن ہوا اے
ماہ با تیغ و کفن مین آیا ہون اے شاہ اپنی تیغ کے سوا مت مار اور اس سے دور مت کر اے ماہ میرے سر و پاؤن اپنے ہاتھ سے کاٹ اور
دوسرے کے ہاتھ سے نہین اگر جدا ہونے کو تو کہتی ہے جو تو چاہے کر و لیکن یہ مت کر مین سخن سے آباد ہون اب راہ ملی ہے بولی کہ یہ ممکن نہین
وہ ساعت گئی مغز پوشیدہ ہے اور مین نے پوست کی باتین کہین ہین اگر مین رہ جاؤن یہ نہین رہیگا یعنی یہ سلسلہ معشوق میں یہ جو کچھ مین نے
کہا ہے مغز اسکا باقی رہا ہے اگر تو چلی جائے گی اور مین رہ جاؤن گا تو یہ مغز پوشیدہ نہین رہیگا کبھی نہ کبھی ظاہر ہوگا آگے مناجات ہے اگر
کوئی خطا مجھ سے ظاہر ہوئی ہے اے خدا مین عفو کی امید رکھتا ہون مین نے آزمایا ہے تو معذور رکھ مین اپنے فعل سے خود شرمندہ
ہون آگے جواب معشوق کا ہے فافہم ۱۲

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلبیس او را

رد کرنا معشوق کا عذر عاشق کا اور فریب اسکے کو

[۱] در جوابش برگشاد آن ماه لب	که سو ما روزنو سوے تست شب	[۱] کھولا اُس نے جواب اسکے مین لب	کہ مین جانون روز تو جانے ہے شب
حیلهاے تیره اندر داوری	پیش بینایان چرا می آوری	حیلے بدتر درمیان انصاف کے	آگے دانایون کے لائے کس لئے
هرچه در دل داری از مکر و رموز	پیش ما رسوا و پیدا همچو روز	دل مین تو جو کچھ رکھے ہے مکر سے	آگے ظاہر ہے مرے جون روز کے
گر بپوشیمش ز بنده پروری	تو چرا بیرونی از حد می بری	مین نوازش سے چھپاتی ہون اُسے	کرتا ہے بے شرمی تو اب کس لئے
از پدر آموز کادم در گناه	خوش فرود آمد بسوے پایگاه	باپ سے تو سیکھ آدم جرم سے	کہ جھکا وہ خوب جانب پست کے
چون بدید آن عالم الاسرار را	بر دو پا استاد استغفار را	دیکھا اُسنے عالم اسرار کو	ہو گیا قائم وہ استغفار کو
بر سر خاکستر اندُه نشست	وز بهانه شاخ تا شاخ نجست	[۲] بیٹھا غمگینی کی وہ بس خاک پہ	اور بہانے سے پھرا نہ ہر جگے
ربنا انا ظلمنا گفت و بس	چونکه جانداران بدید از پیش و پس	ربنا انا ظلمنا کہتا بس	جو ملائک اُسنے دیکھے پیش و پس
دید جانداران پنهان همچو جان	دورباش از هر یکے تا آسمان	مثل جان دیکھا ملائک کا نہان	کرتے تاکیدین ہر اک تا آسمان
که هلا پیش سلیمان مور باش	تا نه بشگافد ترا این دورباش	کہ سلیمان کے تو آگے مور ہو	تا نہ مارے تجکو بس تاکید وو
جز مقام راستی یکدم مایست	هیچ لاالا مرد را چون چشم نیست	[۳] جز مقام راستی مت ٹھہر تو	چشم سا چاکر نہیں انسان کو
کور اگر از پند پالوده شود	هر دمے او باز آلوده شود	پاک ہو اندھا نصیحت سے اگر	ہر گھڑی پھر ہووے وہ آلودہ تر
آدما تو نیستی کور از نظر	لیک اذا جاء القضا عمی البصر	تو نہیں اے آدم اندھا بے نظر	لیک اذا جاء القضا عمی البصر
عمرها باید بنادر گاه گاه	تا که بینا از قضا افتد بچاه	چاہیئے اک عمر ناگہ راہ مین	تا گرے بینا قضا سے چاہ مین
کور را خود این قضا همراه اوست	که مر او را اوفتادن طبع و خوست	پس قضا اندھے کی خود ہمراہ ہے	کہ وہ گرپڑنے کی عادت کو رکھے

سلہ کھولا الخ ۱ شعر اس ماہ نے اسکے جواب مین لب کھولا کہ مین دن جانتی ہون اور تو رات جانتا ہے حیلے بدتر آگے داناوں کے انصاف مین کسواسطے لایا تو دل مین جو کچھ مکر سے رکھتا ہے میرے آگے مانند روز کے ظاہر ہین مین نوازش سے اسکو چھپاتی ہون تو بے شرمی کسواسطے کرتا ہے تو باپ سے سیکھ کہ آدم علیہ السلام جرم سے جانب پست کے جھکے یعنی عجز کیا آدم علیہ السلام نے انھون نے دیکھا کہ عالم اسرار کو وہ قائم ہو گئے استغفار پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱ سلہ بیٹھا الخ ۲ شعر وہ خاک غمگینی کے اوپر بیٹھا اور ہر جگہ بہانے سے نہ پھرا یعنی عجز کیا اور بہانہ کیا ترجمہ ربنا ظلمنا کہا کیتے تھے کہ جو ملائک اپنے گرد دیکھے مثل جان کے مانند ملائک کو پوشیدہ دیکھا کہ تاکیدین کرتے تھے آسمان تک کہ اے آدم تو سلیمان حق کے روبرو مور ہو تا وہ تاکیدین تجکو نہ مارین آگے اس کے تحقیق ہے فافہم ۲ سلہ جز مقام الخ ۳ شعر تو مقام راستی کے سوا مت ٹھہر انسان کا کوئی چشم کے مانند چاکر نہیں ہے آگے مثال ہے اگر اندھا نصیحت سے پاک ہو ہر گھڑی وہ پھر آلودہ تر ہو اے آدم تو اندھا نہیں ہے ولیکن ترجمہ جس وقت قضا آتی ہے بینائی اندھی ہوتی ہے ایک عمر چاہیئے کہ راہ مین ناگاہ بینا قضا سے چاہ مین گرے یعنی یہ امر نادر ہے پس قضا اندھے کے ہمراہ ہے کہ وہ گرپڑنے کی عادت رکھتا ہے جو بے جانتے وہ نجاست مین گرے کہ یہ بہت سبب ہے یا آلودگی سے ہے اگر کوئی اُسکے اوپر مشک چھڑکے وہ خوشبو جانے اور اس کے احسان سے نہ جانے یعنی اہل دنیا مثل اندھوں کے ہین وہ کسی کے احسان کو نہین جانتے ہین باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۳ ع جس وقت قضا آتی ہے بینائی اندھی ہوتی ہے ۱۲

در حدث افتند اندر بے جیت / ز آن کہ است این بویا از آلودگی است
در کسے بندی کند مشک نثار / ہم ز خود دانند نی از احسان یار
پس دو چشم روشن ای صاحب نظر / بہتر از صد مادر است و صد پدر
خاص چشم دل کہ آن ہفتاد تو ست / پیش چشم حس کہ خوشہ چین اوست
ای دریغا رہزنان بنشستہ اند / صد گرہ زیر زبانم بستہ اند
پاے بستہ چون رود خوش راہوار / پس گران بندیست این معذور دار
این سخن اشکستہ می آید دلا / کاین سخن درست غیرت آسیا
دُر اگرچہ خرد و اشکستہ شود / توتیاے دیدہ خستہ شود
ای دُر از اشکست خود بر سر مزن / کز شکستن روشنی خواہی شدن
ہمچنین اشکستہ بستہ گفتنی ست / حق کند آخر درستش کو غنی ست
گندم ار بشکست و ز ہم در شکست / بر دکان آمد کہ نانست درست
تو ہم ای عاشق چو جرمت گشت فاش / آب و روغن ترک کن اشکستہ باش
آنکہ فرزندان خاص آدم اند / نوحۂ **انا ظلمنا** می دہند
حاجت خود عرض کن حجت مجو / ہمچو ابلیس لعین سخت رو
سخت روئی گر ورا شد عیب پوش / در ستیز و سخت روئی تو مکوش
آن ابوجہل از پیمبر معجزے / خواست ہمچون کینہ ور ترک غزے
معجزہ جست از نبی بوجہل سگ / دید نفزودش از آن الا کہ شک

بو نہ جانے وہ نجاست میں گرے / سمجھے یا آلودگی سے بو یہ ہے
گر کوئی مشک اُسکے اوپر ڈالدے / خود سے اسکے جانے نہ احسان سے
دونون آنکھیں روشن اہل دید کی / رکھتی سو مان باپ سے بہتری
خاص چشم دل کہ ستر تہ رکھے / پیش چشم حس کہ پرتو اسکی ہو
بیٹھے ہیں افسوس رہزن راہ مین / ہو زبان میری مین صد ہا بندشیں
کس طرح پاؤن بندھا رستہ چلے / پس رکھو معذور بھاری قید ہے
یہ سخن آتا ہے ٹوٹا اے دلا / کہ سخن گوہر و غیرت آسیا
گرچہ گوہر ذرہ ذرہ پس کے ہو / چشم پر آشوب کا سرمہ ہو وہ
سر نہ پیٹ اے دُر شکست اپنی سے تے / ٹوٹنے سے روشنی ہو اور تجکو
کہنے کو لائق ہے یہ ٹوٹا بندھا / آخر اسکو حق کریگا بس بھلا
گیہون گر ٹوٹا وچکی مین پسا / روٹی بہتر آکے دوکان پر بنا
تو بھی عاشق جرم جو تیرا کھلا / چاپلوسی چھوڑ رہ ٹوٹا ہوا
جو کہ بیٹے خاص کر آدم کے ہیں / نالہ انا ظلمنا کرتے ہیں
حاجت اپنی کہہ دلیلیں مت کرے / مثل ابلیس لعین منہ زور کے
عیب پوش اسکی ہے منہ زوری اگر / تو لڑائی اور منہ زوری نہ کر
مصطفےٰ سے بوجہل نے معجزا / چاہا مثل کینہ جو ترک غزا
بوجہل نے مصطفےٰ سے معجزا / دیکھا جز شک کے نہ کچھ اس سے بڑھا

سلہ دونون الخ ۲ شعر اہل دید کی دونون آنکھیں روشن ہیں کہ سو مان باپ سے بہتری رکھتی ہیں خاصکر چشم دل کی کہ ستر تہ رکھتی ہے آگے چشم حس کی کہ پرتو سکی ہے افسوس رہزن راہ میں بیٹھے ہیں زبان تیری میں صد ہا بندشیں ہیں پاؤن بندھا ہوا رستہ کس طرح چل سکے پس معذور رکھ قید بھاری ہے اے دل یہ سخن ٹوٹا آتا ہے کہ سخن گوہر ہے اور غیرت آسیا ہے اگرچہ گوہر پس کر ذرہ ذرہ ہووے ولیکن چشم پر آشوب کا سرمہ ہے یعنی اگرچہ لب میرا سخن اس مانگوئی میں شکستہ ہوتا ہے ولیکن مثل گوہر کے معنون کی آنکھوں میں سرمہ ہو کر روشنی دیتا ہے باقی حال اس کا مگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سر نہ پیٹ الخ ۲ شعر اے گوہر اپنی شکست سے تو سر مت پیٹ شکست سے تیری روشنی بہتر ہو یہ سخن ٹوٹا بندھا کہنے کے لائق ہے آخر اسکو حق بہتر کریگا آگے اس کی مثال ہے اگر گیہون چکی میں ٹوٹا اور پسا روٹی بہتر بنا دکان پر اگرچہ تیرا جرم کھلا تو بھی اے عاشق چاپلوسی چھوڑ اور ٹوٹا ہوا رہ جو کہ آدم علیہ السلام کے خاص بیٹے ہیں تحقیق ظلم کیا ہمنے اسکا نالہ کرتے ہیں اپنی حاجت کہہ اور دلیلیں مت کر ابلیس لعین منہ زور کے مانند اگرچہ منہ زوری اسکی عیب پوش ہے مگر تو لڑائی اور منہ زوری مت کر آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ مصطفےٰ الخ ۴ شعر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابوجہل نے معجزہ چاہا مثل کینہ کے ترک غزا ہوا ابوجہل نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ دیکھا اسکو شک کے کچھ نہ بڑھا لیکن صدیق نے معجزہ نہ چاہا اور کہا کہ یہ منہ سوائے سچ کب کہتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے تجھ جیسے کو کب لائق ہے کہ غرور سے تم جیسے اولیا کا امتحان کرے یعنی مریدوں کو امتحان کرنا مرشد کا نہایت گستاخی میں داخل ہے کیونکہ صحابہ کرام صادق نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان نہ کیا اور جو کچھ حضور نے فرمایا قد صدقت کہا اور جس نے امتحان کیا وہ خندق ضلالت میں پڑا جیسے ہو عیسیٰ علیہ السلام سے حال عیسے کا چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

یک آن صدیق حق معجز نخواست کی رسد ہمچو توے را کز منی	گفت این ہم خود دگر گویم عجب است امتحان ہمچو من یارے کنی	پر نہ چاہا معجزہ صدیق نے کب ہے تجھ جیسے کو لائق کبر سے	بولا یہ منہ کب ہوا حق کے کہ امتحان تجھ جیسے دلبر کا کیے

گفتن جہودی علی علیہ السلام را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ تعالیٰ داری از سر این کوشک خود را بینداز وجواب دادن آن حضرت او را

کہنا جہودی کا علی علیہ السلام کو کہ اگر تم اعتماد اوپر حفظ خدا کے رکھتے ہو اس بام پر سے اپنے کو گرا دو اور جواب دینا آن حضرت کا اُس کو

مرتضی را گفت روزے یک عنود	کو ز تعظیم خدا آگہ نبود
بر سر بامے و قصرے بس بلند	حفظ حق را واقفی اے ہوشمند
گفت آرے او حفیظ است و غنی	ہستی ما را ز طفلی و منی
گفت خود را اندر افگن ہین ز بام	اعتمادے کن بحفظ حق تمام
تا یقین گردد مرا ایقان تو	و اعتقاد خوب با برہان تو
پس امیرش گفت خامش کن برو	تا نگردد جانت از جرأت گرو
کی رسد مر بندہ را کو با خدا	آزمایش پیش آرد ز ابتلا
بندہ را کی زہرہ باشد کز فضول	امتحان حق کند اے گیج گول
آن خدا را میرسد کو امتحان	پیش آرد ہر دمے با بندگان
تا بما ما را نماید آشکار	کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار
ہیچ آدم گفت حق را کہ ترا	امتحان کردم درین جرم و خطا

مرتضیٰ[1] سے اک جہودی نے کہا	کہ نہ وہ تعظیم حق تھا جانتا
قصر بالا پر و اوپر بام کے	حفظ حق سے آشنائی ہے تجھے
بولے ہاں وہ ہی محافظ ہے مرا	عالم طفلی جوانی میں سدا
بولا پھینک اپنے کو تو اس بام سے	اعتماد اب حق کے کر تو حفظ پے
تا یقین مجکو ترے ایقان کا ہو	اور عقیدہ خوب با برہان کا ہو
مرتضیٰ بولے کہ چپ رہ دور ہو	تا نہ تیرے عجز میں جان ہو گرو
لائق[2] بندہ نہیں کہ حق سے وہ	آزمائے آزمایش کرکے *
ہووے کب بندہ کو طاقت اے گدھے	امتحان حق کا فضولی سے کرے
امتحان لائق ہے اُس اللہ کو	کہ کرے ہر وقت بس بندے سے وہ
تا ہمارا ہمکو کھلاوے عیان	کہ عقیدہ رکھتے ہم کیا ہیں نہان
کچھ کہا آدم نے حق کو کہ ترا	اس خطا میں امتحان میں نے کیا

[1] مرتضی را گفت الخ ۲ شعر ایک جہودی نے مرتضیٰ رض سے کہا کہ وہ تعظیم حق نہیں جانتا تھا قصر بلند پر اور بام پر تو حفاظت حق کی جانتا ہے فرمایا کہ ہاں وہی میرا محافظ ہے عالم طفلی و جوانی میں ہمیشہ کہا کہ تو اپنے کو اس بام پر سے پھینک دے اور اعتماد حق کی حفاظت پر کر تاکہ مجکو تیرے ایقان کا یقین ہو اور عقیدہ خوب برہان سے ہو مرتضیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چپ رہ اور دور ہو تاکہ عجز میں تیری جان گرو نہ ہو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] لائق بندہ الخ ۷ شعر بندے کو لائق نہیں ہے کہ وہ حق سے آزمائش کرکے آزمائے بندے کو کب طاقت ہووے کہ امتحان حق کا فضولی سے کرے اللہ تعالیٰ کو امتحان لائق ہے کہ وہ ہر وقت بندے کا کرے تاکہ ہمارا ہمکو کھلا دے عقیدہ کہ ہم کیا پوشیدہ رکھتے ہیں آدم علیہ السلام نے کچھ بھی کہا حق کو کہ اس خطا میں میرا امتحان ہو رہے [illegible]

[illegible]

تا بہ جنبم غایت حلمت شہا ۔ دہ کرا باشد مجال این کرا
عقل تو از بسکہ آمد خیرہ سر ۔ ہست عذرت از گناہ تو بتر
آنکہ او افراشت سقفِ آسمان ۔ تو چہ دانی کردن او را امتحان
ای ندانستہ تو شر و خیر را ۔ امتحان خود را کن آنگہ غیر را
امتحانِ خود چو کردی ای فلان ۔ فارغ آئی ز امتحان دیگران
چون بدانستی کہ شکر دانہٗ ۔ پس بدانی کاہل شکر خانہٗ
پس بدان بے امتحانی کہ الٰہ ۔ شکری نفرستدت ناجائے گاہ
این بدان بے امتحان از علم شاہ ۔ چون سری نفرستدت در پایگاہ
ہیچ عاقل افگند درِّ ثمین ۔ در میان مستراح پرچمین
زانکہ گندم را حکیم آگہے ۔ ہیچ نفرستد بانبار کہی
شیخ را کہ پیشوا و رہبر است ۔ گر مریدے امتحان کرد او خر است
امتحانش گر کنی در راہ دین ۔ ہم تو گردی ممتحن ای بے یقین
جرأت و جہلت شود عریان و فاش ۔ او برہنہ کی شود زین افتقاش
گر بیاید ذرہ سنجد کوہ را ۔ بر دَرد زان کہ ترازوش ای فتا
کز قیاس خود ترازو می تند ۔ مرد حق را در ترازو می کند
چون نگنجد او بمیزان خرد ۔ پس ترازوے خرد را بر درد
امتحان ہمچون تصرف دان درو ۔ تو تصرف بر چنان شاہی مجو

دیکھون تیرے حلم کی تا انتہا ۔ واہ کسکو یہ مجال اب ہو روا
عقل تیری بسکہ آئی خیرہ سر ۔ عذر تیرا جرم سے تیرے بتر
سلہ کی بلندی اس نے سقفِ آسمان ۔ جانے کیا تو اس کا کرنا امتحان
تو نے جانا حال نے شر خیر کا ۔ امتحان کر اپنا تب کر غیر کا
اے فلان جو امتحان اپنا کیا ۔ امتحان سے دوسرون کے چھٹ گیا
جانا تو نے گر مین ہون دانہ شکر ۔ جان تو ہون مانک خانہ شکر
جان تو بے امتحان کہ وہ الٰہ ۔ تجھ شکر کو وہ نہ بھیجے بے جگہ
جان یہ بے امتحان با علم شاہ ۔ تو ہے سر تجکو نہ بھیجے پاؤن کی جا
سلہ کوئی عاقل ڈالتا گوہر کہے ۔ پائخانے مین نجاست جو رکھے
اس لئے گیہون کو عقلائے ذکی ۔ گھاس کے ڈھیر مین ڈالین کبھی
شیخ کو کہ ہے وہ رہبر پیشوا ۔ گر مرید اب آزمالے ہے گدھا
راہِ دین مین امتحان اسکا کرے ۔ اور اسکا ممتحن بھی تو بنے
جہل و جرأت تیری ظاہر ہو کھلے ۔ وہ برہنہ کب ہو اس تلاش سے
ذرہ گر آئے وہ تولے کوہ کو ۔ پھاڑ ڈالے بس ترازو ہی کو وہ
کہ قیاس اپنے کو میزان کرتا ہی ۔ مرد حق کو تولتا ہے فکر سے
نے سمائے عقل کی میزان مین وہ ۔ پھاڑ ڈالے عقل کی میزان کو
سلہ امتحان مثل تصرف اسمین جان ۔ مت تصرف چاہ شہ پر ایجوان

سلہ کی بلندی الخ ۶ شعر جو اس نے سقف آسمان بلند کی تو اس کا امتحان کرنا کیا جانے تو نے حال خیر و شر کا نہیں جانا امتحان اپنا کر تب غیر کا کر آگے اس کے حقائق ہین اے فلانے جو اپنا امتحان کیا تو دوسرون کے امتحان سے چھوٹا تو نے جانا کہ مین دانہ شکر ہون تجھ کو کہ بغیر امتحان کئے وہ الٰہ تجھ شکر کو بے جگہ نہ بھیجے گا علم شاہ کا اگر تو سر ہے تجکو پاؤن کی جا نہ بھیجے گا یعنی جب کہ تو نے اپنا امتحان کیا تو دوسرون کے امتحان کو تو چھوڑا کیونکہ جب تو علم حق مین دانہ شکر ہے تو وہ تجھے بے جگہ نہ بھیجے گا یعنی جب کہ حق کے نزدیک تیرا درجہ اعلیٰ ہو وہ تجکو ادنیٰ جگہ نہ بھیجے گا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ کوئی الخ ۸ شعر کوئی عاقل گوہر کو ڈالتا ہو پائخانہ مین کہ وہ نجاست رکھتا ہے اس لئے حکما گیہون کو گھاس کے ڈھیر مین کبھی ڈالتے نہیں مین شیخ کو کہ وہ رہبر و پیشوا ہے اگر مرید اسکا امتحان کرے گدھا ہو راہ دین مین تو اسکا امتحان کرے اور ممتحن بھی تو اسکا بنے جہل و جرأت تیری ظاہر ہووے اور کھلے اور مرشد اس تلاش سے برہنہ نہ ہووے آگے اس کی مثال ہے اگر ذرہ آئے اور کوہ کو تولے وہ اسکی ترازو پھاڑ ڈالے کہ تو اپنے قیاس کو میزان کرتا ہے اور مرد حق کو فکر سے تولتا ہے وہ نہ سمائے عقل کی میزان مین بلکہ پھاڑ ڈالے وہ میزان کو یعنی تیرا قیاس مثل ذرہ کے ہو اور شیخ مانند کوہ کے ہو پس ذرہ کوہ کو کب تول سکتا ہو اسیطرح تو شیخ کا امتحان کب لے سکتا ہو کہ اسکا پایان ہو فافہم ۱۲ سلہ امتحان الخ ۲ شعر امتحان کو مثل تصرف کے تو شیخ مین جان اور تصرف کو تو تم پرست چاہ پس شیخ تصرف کی تلاش پر کریگا امتحان کے واسطے اگر امتحان دیدہ و دانستہ سے ہو تو نہین جانتا ہے کہ وہ فلک نے تجکو دینے ہین اس نعمت کی کیا قدر ہو کہ جو بیان ہو پس آگے اس صورت کے کہ جو میان ہے ہو اس امتحان کا وسوسہ آئے بد قسمت جان لے کہ وہ تجکو مارے جو اپنے وسوسے آئین تو جلدی خدا کی طرف جھک سجدہ کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون تصرف کرد خواہد نقشہا	بر چنان نقاشش بہر ابتلا	پس تصرف نقش کیا نقاش پہ	بس کریگا امتحان کے واسطے
امتحانے گر بدانست وبدید	کہ ہم نقاش آن بروے کشید	امتحان جو دیکھا وگردانست ہے	سے کہ وہ نقاش نے تجکو دیے
چہ قدر باشد خود این صورت کہ بست	پیش صورتہا کہ در علم ویست	قدر اس صورت کی کیا جو باندھے	آگے اس صورت کے جو کہ واہب کے
وسوسۂ این امتحان چون آمدت	بخت بد دان کامد گردن زدت	وسوسہ اس امتحان کا آئے جو	جان بدقسمت کہ آئے تجکو دو
سجدہ گہ را تر کن از اشک روان	کای خدا آزاد دار ہم زین گمان	آنسوؤں[۱] سے کر تو تر سجدہ کی جا	اس گمان سے اے خدا تجکو بچا
آن زمان کت امتحان مطلوب شد	مسجد دین تو پر خروب شد	امتحان مطلوب جب تجکو ہوا	مسجد دین میں تیرے خروب آ گیا
وین چو وسواس آمدت در امتحان	بازگرد و رو بحق آر آن زمان	امتحان کا وسوسہ آئے تجھے	پھر خدا کی سو رجوع ہو یارے
تا نگہدارد ترا آن ممتحن	از گمان و امتحان انس و جن	تا نگہ وہ ممتحن تجکو رکھے	امتحان سے جن کے اور انسان کے
اے ضیاء الحق حسام الدین بیا	قصۂ داؤد برگو و بنا	اے ضیاء الحق حسام الدین آ	کہ بنا کا قصہ اور داؤد کا

قصۂ مسجد اقصے وخروب رستن وعزم کردن داؤد علیہ السلام پیش از سلیمان علیہ السلام بنائے آن مسجد را

قصہ مسجد اقصیٰ وخروب اُگنے کا اور سلیمان علیہ السلام سے اول ارادہ کرنا داؤد علیہ السلام کا واسطے بنانے اس مسجد کے

چون در آمد عزم داؤدی بتنگ	کہ بسازد مسجد اقصیٰ بسنگ	عزم[۲] داؤد آیا جو از بسکہ تنگ	کہ بنائیں مسجد اقصیٰ بہ سنگ
وحی کردش حق کہ ترک این بخوان	کہ ز دستت بر نیاید این مکان	حق نے وحی بھیجی کہ مت کر تو بیان	کہ نہیں ہے تجھسے بنے گا یہ مکان
نیست در تقدیر ما آنکہ تو این	مسجد اقصیٰ بر آری اے گزین	نے تری تقدیر میں وہ یہ کہ تو	مسجد اقصے بنائے سے نکو

۱ آنسوؤں الخ ۵ شعر سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر کر کہ اے خدا اس گمان سے مجکو چھڑا جب کہ امتحان تجکو مطلوب ہوا تیری مسجد دین میں خروب اُگا یعنے خروب ایک گھانس ہے کہ مکان از زمین میں پیدا ہوتی ہے کہ تاثیر سے اسکے وہ مکان ویران خراب ہو جاتا ہے جو امتحان کا وسوسہ تجھے آئے خدا کی طرف پھر اور رجوع ہو خدا کی سو تاکہ وہ ممتحن تجکو نگاہ رکھے امتحان سے جن و انسان کے اے ضیاء الحق حسام الدین آ قصہ بنا اور داؤد کا بیان کر یعنی اگر تجکو امتحان مرشد کا خیال بھی آئے تو خدا کی طرف رجوع کر اور گریہ کرکے دعا مانگ کہ حق تجکو اس خیال بد سے نجات دے ورنہ یہ خیال بمثل کاہ خروب کے ہے کہ مسجد اقصے میں اُگی چنانچہ اس کا قصہ آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ قصہ نہ امتحان کرنے مرشد میں ۱۲

۲ عزم الخ ۶ شعر داؤد علیہ السلام کا ارادہ جو کہ از بس تنگ آیا کہ مسجد اقصیٰ بنائیں سنگ سے حق نے وحی بھیجی کہ یہ بنا مت کر یہ مکان تجھ سے نہیں بنے گا تیری تقدیر میں نہیں ہے کہ تو مسجد اقصے بنائے داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اے خدا میرا کیا جرم ہے کہ تو مجکو کہے مسجد مت بنا حق نے فرمایا کہ تم نے بے جرمی سے خون کیا اور خون مظلوموں کا گردن پر لیا کہ خلق نے تیرے الحان سے بیشمار جان دی اور اس کی شکار ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت جرمم چیست ای دانای راز ۔ کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
بولے کیا ہے جرم میرا ای خدا ۔ کہ مجھے تو کہوے مسجد مت بنا

گفت بیجرمی تو خونہا کردۂ ۔ خون مظلومان بگردن بردۂ
بولا بیجرمی سے تو نے خون کیا ۔ خون مظلوموں کا گردن پر لیا

کہ ز آواز تو خلقے بیشمار ۔ جان بدادند و شدند آنرا شکار
خلق نے الحان سے تیری بیشمار ۔ جان دی اور ہو گئی اسکی شکار

خون بسے رفت ست بر آواز تو ۔ بر صدائے خوب جان پرواز تو
خون بہت آواز سے تیری ہوئے ۔ اور صدائے جان افزا سے ترے

گفت مغلوب تو بودم مست تو ۔ دست من بر بستہ بود از دست تو
بولا میں مغلوب و عاجز تھا ترا ۔ ہاتھ میرا ہاتھ تیرے سے بندھا

نی کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بود ۔ نی کہ المغلوب کالمعدوم بود
نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم تھا ۔ نی کہ المغلوب کالمعدوم تھا

گفت ای مغلوب معدومی کہ ۔ جز بہ نسبت نیست معدوم ایقنوا
بولا اے مغلوب کب معدوم تو ۔ نی سوا نسبت کے معدوم ایقنوا

اینچنین معدوم کو از خویش رفت ۔ بہترین ہستہا افتاد و زفت
کب ہے معدوم ایسا جو خود سے گیا ۔ اور دنیاداروں سے بہتر ہوا

او بہ نسبت با صفات حق فناست ۔ در حقیقت در فنا او را بقاست
زندگی حق کی بہ نسبت وہ فنا ۔ اصل میں اسکو فنا میں ہے بقا

جملہ ارواح در تدبیر اوست ۔ جملہ اشباح در تاثیر اوست
ساری روحیں اسکی ہیں تدبیر میں ۔ سارے اعضا اسکی ہیں تاثیر میں

آنکہ او مغلوب اندر لطف ماست ۔ نیست مضطر بلکہ مختار ولاست
وہ ہمارے لطف میں مغلوب تھا ۔ نے ہے مضطر دل کا وہ مختار تھا

منتہای اختیار آنست خود ۔ کاختیارش گردد اینجا مفتقد
انتہائے اختیار آخر وہ ہے ۔ اختیار اسکا ہو گم بس اس جگہ

اختیارش گر نبودی چاشنی ۔ کے بگشتی آخر او محو از منی
اختیاروں کی نہ ہوتی چاشنی ۔ اسکو کب ہوتی وہ محو بیخودی

در جہان گر لقمہ و گر شربت است ۔ لذت او فرع ترک لذت است
کھانے پینے کی جو لذت یاں پہ ہے ۔ ترک لذت کی وہ ہے اک شاخ سے

گرچہ از لذات بے تاثیر شد ۔ لذتے بود او و لذت گیر شد
لذتوں سے بے مزہ گرچہ ہوا ۔ لذتی تھا لذتیں لینے لگا

ہر کہ او مغلوب شد مرحوم گشت ۔ در بحار رحمتش معدوم گشت
جو ہوا مغلوب مرحوم اک ہوا ۔ بحر رحمت میں وہ معدوم اک ہوا

نے چنان معدوم کز اہل وجود ۔ ہیچ بر دے چرید اندر گاہ جود
نے وہ معدوم ایسا کہ مغلوب ہے ۔ اہل تن کا بارگاہ حق میں وہ

سلہ خون بہت الخ ۶ شعر بہت خون تیری آواز سے ہوئے اور صدائے جانفزا تیری سے کہا کہ مغلوب و عاجز تیرا تھا ہاتھ میرا تیرے ہاتھ سے بندھا تھا نہیں ہے کہ ہر مغلوب شاہ کا مرحوم تھا نہیں ہے کہ ضرور کر مغلوب جیسے کہ معدوم تھا یعنی مغلوب شاہ کا معدوم ہوتا ہے حق نے فرمایا کہ اے مغلوب تو معدوم کب تھا سوا نسبت کے معدوم تھا پر وہ یعنی تو تو موجود تھا فقط نسبت سے معدوم تھا کہ نسبت عبدیت کی تیری مجھ میں فنا تھی آگے اسکے حقائق ہیں کب معدوم ایسا ہے کہ جو خود سے گیا و لیکن دنیاداروں سے بہتر ہوا زندگی حق کی وہ فنا ہے اور اصل میں اسکو فنا میں بقا ہے یعنی وہ ایسا معدوم نہیں ہے جو خود سے گیا بلکہ وہ دنیاداروں سے بہتر ہوا ہے حق کی بہ نسبت وہ فنا ہے ولیکن فنا میں اسکو بقا ہے گویا بظاہر وہ جدا ہے اور بعضے کہتے ہیں وہ ایک ہی ہیں اسی کو توحید کہتے ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ساری الخ ۶ شعر تمام روحیں اسکی تدبیر میں ہیں تمام اعضا اسکی تاثیر میں ہیں وہ ہمارے لطف میں مغلوب ہے مضطر نہیں ہے بلکہ مختاری رکھتا ہے آخر کو انتہا کا اختیار وہ ہے کہ اسکا اختیار گم ہو جائے اس جگہ آگے اسکی مثال ہے اختیاروں کی چاشنی اگر نہ ہوتی تو اسکو محو بیخودی کب ہوتی یہاں پر کھانے پینے کی جو لذت ہے وہ ترک لذت کی ایک شاخ ہے گرچہ لذتوں سے بے مزہ ہوا لذتی تھا کہ لذتیں لینے لگا یعنی وہ لطف حق میں فنا ہیں کہ وہ مضطر نہیں ہیں مختار ہیں اور کھانے پینے کی لذت ایک شاخ ہے ترک لذت کی آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲
سلہ جو ہوا الخ ۵ شعر جو ہوا مغلوب ہے یکسر مرحوم ہوا اور دریائے رحمت میں ایک معدوم ہوا ایسا وہ معدوم نہیں ہے کہ مغلوب اہل تن کا ہو درگاہ حق میں بلکہ وہ مالک اہل جسم کا ہو بیگمان بے تعلق و بے ریا بے مثال و بے نشان و بے مکان وہ ایسا ہے تابان و بے شکل ہے سوال و جواب میں جیب ر ہوا اللہ جو جانتا ہے یعنی بسبب فنائیت ذات حق کے وہ مالک اہل جسم کا ہو جاتا ہے اور حسنات بھی اس سے ظاہر ہوتے ہیں پس اہل اللہ سب ایک ہیں چنانچہ اسکا بیان آگے ہے
۱۲

یک دلی گشته موجودات را	بی گمان و بی نفاق و بی ریا	بلکہ وہ ایک ہوا کل جسم کا	بے گمان اور بے نفاق و بے ریا
بیمثال و بی نشان و بی مکان	بی زمان و بی چنین و بی چنان	بے مثال و بے نشان و بے مکان	بے وہ و بے ساں وہ ایسا جان
بی شکال اندر سوال و در جواب	دم مزن والله اعلم بالصواب	بے وہ شکل اندر سوال اندر جواب	چپ رہو واللہ اعلم بالصواب

شرح انما المومنون اخوة والعلماء كنفس واحدة

خاصۂ اتحاد داؤد و سلیمان و سائر انبیا علیہم السلام کہ اگر یکے از ایشان را منکر شوی ایمان تو بہیچ نبی درست نباشد و این علامت اتحادست کہ اگر یکے خانہ ازان ہزار خانہ ویران کنی آن ہمہ ویران شود و یک دیوار قائم نماند لا نفرق بین احد من رسلہ والعاقل تکفیہ الاشارۃ این خود اشارت ہم گذشت فقط

شرح انما المومنون اخوة والعلماء كنفس واحدة

سوا اسکے نہیں کہ سب مسلمان بھائی ہیں، و علما جیسے کہ نفس واحد

خاصکر اتحاد داؤد و سلیمان و جملہ انبیا علیہم السلام کا ہے کہ اگر تو ایک کا ان میں سے منکر ہووے تو ایمان تیرا کسی نبی پر درست نہووے اور یہ ہی علامت اتحاد کی ہے ایک گھر اُن ہزار گھروں سے ویران کرے تو وہ سب ویران ہوں اور ایک دیوار قائم نہ رہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ والعاقل تکفیہ الاشارۃ یہ اشارہ سے بھی ئیندرا فقط

پس خطاب آمد بہ داؤد از خدا	کای گزیدن پیغمبر نیکو لقا	پس خطاب آیا طرف داؤد کے	حق سے اے پیغمبر نیکو ہے
دل مدار از این تفکر زیرچہ سہ	رہ مدہ در دل ملال و غم مخور	اس خبر سے فکر میں دل مت رکھے	مت ملال اور غم کو دل میں راہ دے
گرچہ بنا نا ید مسجد از زور تو	لیک مسجد را برآرد پور تو	نہ بنے گر تیری سعی و زور سے	پر بنے مسجد یہ تیرے پور سے

[۱] پس خطاب آمد ۹ شعر پس طرف داؤد کے خطاب آیا حق سے کہ اے پیغمبر ہمدم اس خبر سے دل فکر میں مت کر اور ملال و غم کو دل میں راہ مت دے اگرچہ تیری سعی و زور سے نہیں بنے گی و لیکن یہ مسجد تیرے پسر سے بنے گی اگرچہ تیری سعی سے یہ مقام نہ بنے و لیکن پسر تیرا اُس کو تمام کرے گا اُس کا فعل تیرا ہی فعل ہے اے حکیم مومنوں کو باہم ایک حالی ہے قدیم سے آگے حقائق میں موجود مبہت دیدہ و لیکن ایمان ایک ہے جسم انکے بہت ہیں و لیکن جان ایک ہے گاو خر کے نفس و جان بے عقل و فہم آدمی کی معنا ہی بجز آدمی کی عقل و جان سے انبیا و اولیا کی جان سوا اسکے جان حیوان کی اتحاد نہیں رکھتی ہے پس تو روح یاد رہے اتحاد دست دیاہ یعنی جان مومنوں کی ایک ہے اگرچہ جسم میں احد اپنی ورجان جو ہر کی یکتی ہی ہے چنانچہ اس کا حال آگے فرمات ہیں فافہم ۱۲

گرچہ برناید بجهدت این مقام لیک پور تو کشد آنرا تمام
کردهٔ او کردهٔ تست ای حکیم مومنان را اتصالی دان قدیم
مومنان معدود لیک ایمان یکے جسم شان معدود لیکن جان یکے
غیر فهم و جان که در گاؤ خر است آدمی را عقل و جان دیگر است
باز غیر عقل و جان آدمی هست جانے در نبی و در ولی
جان حیوانے ندارد اتحاد تو مجو این اتحاد از روح باد
گر خورد این نان نگردد سیر آن در کشد بار این نگردد آن گران
بلکه این شادی کند از مرگ آن از حسد میرد چو بیند مرگ آن
جان گرگان و سگان از هم جداست متحد جانهائے شیران خداست
جمع گفتم جانہا شان من باسم کان یکی صد جان بود نسبت بجسم
همچو آن یک نور خورشید سما صد بود نسبت بصحن خانها
لیک یک باشد همه انوار شان چونکه برگیری تو دیوار از میان
چون نماند خانها را قاعده مومنان باشند نفس واحده
فرق و اشکالات آید زین مقال لیک نبود مثل این باشد مثال
فرقہائے حد بود از شخص شیر تا به شخص آدمی زاد دلیر
لیک در وقت مثال ای خوش سیر اتحاد از راه جانبازی نگر
کان دلیر آخر مثال شیر بود نیست مثل شیر در جملہ حدود

نے بنے گر تیری سعی سے یہ تمام پر پسر تیرا کرے اس کو تمام
فعل اس کا تیرا ہے فعل اے حکیم مومنوں کو جان باہم اک قدیم
ہیں بہت مومن مگر ایمان ایک ہیں بہت جسم انکے لیکن جان ایک
گاؤ خر کے فہم اور جان سے بھلا عقل و جان ہے آدمی کی بس سوا
آدمی کی عقل و جان سے پھر سوا جان ہے اندر انبیا و اولیا
جان حیوانی نہ رکھے اتحاد چاہ مت تو اتحاد روح باد
گر یہ[1] روٹی کھائے تو وہ سیر ہو گر یہ بوجھ اٹھائے نہ وہ سر زیر ہو
بلکہ یہ خوش ہووے اسکی مرگ سے اُسکا سامان دیکھ حسد سے بس مرے
گرگ و سگ کی جان ہے آپس میں جدا متحد جانہائے شیران خدا
جمع جانوں کو کہا ان کے باسم ایک وہ سو جان ہے نسبت بجسم
جس طرح وہ نور خورشید ایک ہے صحن خانوں کی بہ نسبت سو بنے
نور انکے ایک سب ہو جائیں تب درمیان سے دور دیوار ہیں سب
جو گھروں کا اک نہ ہوئے قاعدہ مومنان ہیں مثل نفس واحدہ
لاتا ہے اک فرق اور شکل مقال یہ نہیں ہے مثل الا ہے مثال
فرق[2] بس بیحد ہے جسم شیر سے جسم انسان تک کہ جو جرأت رکھے
پر مثل کے وقت اسکو دیکھ لے اتحاد از راہ جانبازی کے ہے
وہ دلیر آخر مثال شیر تھا اور نہ مثل شیر بالکل مرتبا

[1] گر یہ آلخ ۸ شعر اگر یہ روٹی کھائے وہ سیر نہ ہو اگر یہ بوجھ اٹھائے وہ سر نہ جھکائے بلکہ یہ خوش ہووے اس کے مرنے سے اور اسکا سامان دیکھکر حسد سے مرے گرگ و سگ کی جان آپس میں جدا ہیں اور شیران خدا کی جانیں متحد ہیں انکی جانوں کو جمع کیا بسبب اسم کے آگے اسکی مثال ہے جس طرح نور خورشید کا ایک ہے اور بہ نسبت صحن خانے کے سو بنتا ہے انکے سب نور ایک ہو جائیں تب درمیان سے دیوارین دور ہو جاتی جبکہ گھروں کا ایک قاعدہ ہووے تو مومن ہیں مثل ایک نفس کے یہ بات ایک فرق و مشکل لاتی ہے یہ مثل نہیں ہے الا مثال ہے یعنی مومن کی جانوں کو جو جمع کہا باعتبار جسم کے کہا ورنہ وہ جانیں سب ایک ہیں جیسے نور خورشید کا ایک ہے بسبب صحن خانہ کے متعدد ہے کیونکہ نور خورشید صحن خانہ میں پانچ جہت سے منقسم ہے ولیکن چھٹی قسم مشترک ہے اسی طرح جان ہر جسم میں پانچ جہت سے منقسم ہے ولیکن چھٹی جہت سے مشمول ہے اور وہ چھٹی جہت رشتۂ نفس ہے کہ انسان میں جاری ہے آگے مثال کے فرق کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] فرق آلخ ۵ شعر جسم شیر سے فرق بیحد ہے جسم انسان تک کہ جو جسم جرأت رکھتا ہے ولیکن مثال کے وقت اسکو دیکھ لے کہ اتحاد از راہ جانبازی کے ہے وہ دلیر مثال شیر کے تھا اور کل شیر کے کل مرتبے میں نہیں تھا یہ مکان نقش متحد نہیں رکھتے ہیں کہ تا میں اُس کی مثال بیان دکھاؤں مثال ناقص ہے۔ میں ہاتھ میں لاؤں تا عقل کو حیرت سے چھڑاؤں یعنی میں نے جان و تن کو مثال دی ہے نور خورشید و صحن خانہ سے اور یہ مثل نہیں ہے کل مرتبے ہیں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

متحد نقشے ندارد این سرا | تاکہ شعلے وانمایم من ترا
متحد نقش دکھین یہ مکان | تاکہ مثل اسکے دکھاؤں میں بیان

ہم مثال ناقصے دست آورم | تا ز حیرانی خرد را وا کنم
بھی مثل ناقص میں لاؤں ہاتھ مین | تا چھڑاؤں عقل کو حیرت سے مین

شب بہر خانہ چراغے می نہند | تا بنور آن ز ظلمت می رہند
رکھتے گھر مینا مین چراغ اب رات کو | تاکہ تاریکی سے چھوٹین اس سے وہ

آن چراغ این تن بود نورش چو جان | ہست محتاج فتیل و این و آن
تن چراغ اور نور اسکا مثل جان | یہ تو وہ محتاج بتی کی ہے جان

آن چراغ شش فتیلہ این حواس | جملگی بر خواب و خور دارد اساس
وہ چراغ شش فتیلہ ہے جو حس | کھانے اور سونے پہ رکھتے ہیں اساس

بے خور و بے خواب نزید نیم دم | با خور و با خواب نزید نیز ہم
ایکدم بے کھائے سوئے نہ جیئے | بھی اگر کھائے و سوئے تو جیئے

بے فتیل و روغنش نبود بقا | با فتیل و روغن او ہم بیوفا
تیل دیئے بتی نہو اس کو بقا | تیل و بتی سے بھی ہو وہ بیوفا

زانکہ نور علتی اش مرگ جوست | چون زید کہ روز روشن مرگ اوست
اسکا نور علتی ڈھونڈھے ہے مرگ | کب جیئے کہ روز روشن ہے مرگ

جملہ حسہای بشر ہم بے بقاست | زانکہ پیش نور روز حشر لاست
یہ بشر کی کل حسین بھی بے بقا | نور روز حشر کے آگے ہیں لا

نور حس و جان بے پایان ما | نیست کلی فانی و لا چون گیا
نور حس جان کا ہماری جان ہے | نہ ہے کل فانی و لا جون گھاس کے

لیک مانند ستارہ و ماہتاب | جملہ محو اند از شعاع آفتاب
پر ہیں مانند ستارہ و ماہتاب | محو سب اندر شعاع آفتاب

آنچنان کہ سوز و درد و زخم کیک | محو گردد چون در آید مار ایک
جیسے درد و سوز پسو کا سدا | محو ہو جاوے جو نکلے اژدہا

آنچنان کہ عور اندر آب جست | تا در آب از زخم زنبور آن رست
جیسے ننگا کودے اندر آب کے | شہد کی مکھی سے پانی مین بچے

میکند زنبور بر بالا طواف | چون بر آرد سر ندارندش معاف
اسکے سر پہ مکھیان گردش کرین | جو نکالے سر نہ اسکو چھوڑدین

آب ذکر حق و زنبور این زمان | ہست یاد این فلان و آن فلان
ذکر حق پانی و مکھی یہ زمان | یاد کرنا یہ فلان اور وہ فلان

دم بخور در آب ذکر و دم مزن | تا رہی از فکر و وسواس کہن
ڈوب آب ذکر مین حرکت نہ کر | فکر و وسواسوں سے تا چھوٹے بشر

بعد از ان تو طبع آن آب صفا | خود بگیری جملگی سر تا بپا
بعدہ عادت اس آب صفا کی | لیوے سر سے پاؤن تک طبع تری

سلہ رکھتے ہین الخ ۳ شعر گھر میں چراغ رات کو رکھتے ہیں کہ تاریکی سے اسکے سبب سے چھوٹین تن چراغ اسکا نور مثل جان کے ہے اور وہ محتاج بتی کے ہین وہ چراغ چھ بتی کا ہے جو اس او کھانے اور سونے پر منحصر ہے ایکدم بغیر کھائے اور سوئے کے نہ جیئے اور اگر کھائے اور سوئے تب بھی نہ جیئے بغیر تیل و بتی کے اسکو بقا نہ ہووے اور تیل و بتی سے بھی بیوفا ہووے اس کا نور علتی مرگ ڈھونڈھتا ہے وہ کب جیئے کہ روز روشن اسکی موت ہے یعنی جبکہ یہ چراغ ہم سامان وہم بے سامان سے ناپائدار ہے روز روشن کے روبرو اسی طرح چراغ جان نور روز محشر کے روبرو فنا ہو جاوے گا اسکا حال ہے فافہم ۱۲
سلہ یہ بشر کی الخ ۵ شعر بشر کا حس سا بھی بے بقا ہین جو روز حشر کے روبرو آئیں ہماری حس جان کا نور جان ہے کل فانی ہونیوالا نہیں ہے مثل گھاس کے ولیکن مانند ستاروں و ماہ کے محو ہیں شعاع آفتاب میں یعنی ہمارے حس جان کا نور کل فنا نہیں ہے بلکہ مثل ستاروں کے موجود ہے اندر شعاع آفتاب کے آگے اسکی مثال ہے جیسے پسو کا درد و سوز محو ہو جاتا ہے جو اژدہا نکلے جیسے ننگا کودے آب میں اور شہد کی مکھی سے پانی میں بچے مکھیاں اسکے سر پر پھرتی ہیں جو سر نکالے اسکو نہ چھوڑین آگے اسکے حقائق ہے ذکر اللہ کا پانی اور مکھی یہ زمانہ ہے یاد کرنا یہ فلان اور وہ فلان [illegible] آب ذکر میں ڈوب اور حرکت نہ کر تا فکر و وسواسوں سے تو چھوٹے یعنی تو ذکر اللہ میں محو ہو کہ خطرات دنیا سے چھوٹے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بعدہ الخ ۵ شعر بعدہ طبیعت اس آب صفا کی عادت تو کل لیوے جس طرح وہ مکھی شراب سے بھاگتی ہے اسی طرح تجھسے بھی بھاگے بعد مقام آب کے چلے وہ دور ہو کہ تو ہم طبع آب کے ہو یعنی جبکہ ذکر اللہ میں تو ڈوبا اور اسکا ہم طبع ہوا پھر تو چاہے ذکر چھوڑدے کچھ نقصان نہوگا آگے اسکے حقائق ہین بہت مردم [illegible] کہ یہان سے مر گئے ہین فانی نہیں ہین صفاتوں میں مل گئے ہین کل صفات انکے صفات حق میں ہین مثل جیسے سارے آفتاب ہین یعنی بہت اولیا اللہ ہین کہ دنیا سے

سفر کر گئے اور صفات حق میں موجود ہیں اور وہ فانی نہیں ۱۲

آنچنان کز آب آن زنبور شر	می گریزد از تو ہم گیرد حذر	جس طرح وہ شر کی مکھی آب سے	بھاگتی ہے تجھسے بھی بچکر رہے
بعد از ان خواہی تو دور از آب باش	کہ بسر ہم طبع آبی خواجہ تاش	بعدہ چاہے تو ہو دور آب سے	کہ ہوا ہم طبع تو ہے آب کے
پس کسانی کز جہان بگذشتہ اند	لا نیند و در صفات آغشتہ اند	ہین بہت مردم کہ جہان سے مرگئے	نہ ہین فانی ہین صفاتو مین سنے
در صفات حق صفات جملہ شان	ہمچو اختر پیش آن خور بی نشان	کل صفات انکی صفات حق مین گم	بے نشان مانند اختر شمس کے
گر ز قرآن نقل خواہی ای حرون	خوان جمیع ہم لدینا محضرون	چاہئے گر قرآن سے نقل اے حرون	پڑھ جمیع ہم لدینا محضرون
محضرون معدوم نبود نیک بین	تا بقای روحہا دانی یقین	محضرون معدوم نے ہے دیکھ لے	تا بقا روحون کی تجھ اوپر کھلے
روح محجوب از بقا بس در عذاب	روح واصل در بقا پاک از حجاب	روح فاصل ہے بقا سے با عذاب	روح واصل ہے بقا سے بے حجاب
زین چراغ حس حیوان المراد	گفتمت ہان تا بجوئی اتحاد	اس چراغ حس حیوان سے تجھے	بس کہا آکر اتحاد ہرگز نہ لے
روح خود را متصل کن ای فلان	زود با ارواح قدس سالکان	روح اپنی متصل کر جلد تر	سالکون کی روح سے تو اے بشر
صد چراغت ار مرند ار زیستند	باش فارغ چون یگانہ نیستند	گر مرین زندہ ہون تیرے سو چراغ	نے یگانہ ہین تو رہ اُنسے فراغ
زان ہمہ جنگند این اصحاب ما	جنگ کس نشنید اندر انبیا	اسلئے لڑتے ہین یہ سب آدمی	نے کسی نے جنگ نبیون مین سنی
زانکہ نور انبیا خورشید بود	نور حس ما چراغ و شمع و دود	کیونکہ نور انبیا خورشید تھا	نور حس اپنا چراغ بے ضیا
یک بمیرد یک بماند تا بروز	یک بود بے نور دیگر با فروز	اک مرے اور ایک جلے تا سحر	ایک بے نور اور اک با نور تر
جان حیوانی بود حی از غذی	ہم بمیرد او بہر نیک و بدی	ہے غذا سے جان حیوانی حیات	مرتی ہے ہر نیک و ہر بد کے سات
گر بمیرد این چراغ و طے شود	خانہ ہمسایہ مظلم کے شود	گر چراغ اسکا بجھے مردنکو	خانہ ہمسایہ کا کب تاریک ہو
نور آن خانہ چو بے این ہم بپاست	پس چراغ حس ہر خانہ جداست	نور اس گھر کا جو بے اسکے رہا	پس چراغ حس ہے ہر گھر کا جدا
این مثال جان حیوانی بود	نے مثال جان ربانی بود	یہ مثال اک جان حیوانی کی ہے	نے مثال اک جان ربانی کی ہے

سلہ چاہے الخ ۷ شعر اگر تو قرآن سے انکی نقل چاہے پڑھ لے جمیع ہم لدینا محضرون یعنی وہ سب ہمارے پاس حاضر ہین محضرون معدوم نہین ہین تو دیکھ لے تا تجھ کو بقا روحون کی ظاہر ہو جائے روح بقا سے جدا ہے بسبب عذاب کے اور روح بقا سے واصل ہے بے حجاب اس چراغ حس حیوان سے تجھ کو پہلے کہدیا ہے کہ اتحاد ہرگز نہ لے گا پس اپنی روح کو جلدی سالکون کی روح سے متصل کر سالکون کی روح کے ساتھ اگر تیرے سو چراغ مرین اور زندہ ہو وین وہ تیرے یگانہ نہین ہین تو اُنسے فارغ ہو اسواسطے یہ سب آدمی لڑتے ہین کسی نے انبیا مین لڑائی کبھی نہ سنی یعنی یہ انسان عوام مثل حیوانون کے ہین لائق اتحاد کے نہین ہین پس تو اولیا کرام سے مل کر انمین نفاق نہین بلکہ مثل انبیا علیہ السلام کے نفس واحد ہین جب کہ اُن کو بقا ہے تجھ کو بھی بقا ہوگی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ ۸ شعر کیونکہ نور انبیا خورشید تھا اور نور حس ہمارا بے ضیا ہے ایک مرے اور ایک سحر تک رہے ایک بے نور اور ایک با نور ہے جان حیوانی غذا سے زندہ ہے کہ ہر نیک و بد کے ساتھ ہے اگر چراغ اس کا بجھ جاوے گھر ہمسائے کا کب تاریک ہو تو اُس گھر کا جو بغیر اس کے رہا پس یہ چراغ حس ہر ایک کے گھر کا جدا ہے پس جان جو جان حیوانی کی مثال ہے اور جان ربانی کی مثال نہیں ہے شب تاریک سے ماہ پیدا ہوا ہے اور نور ہر سوراخ کے اوپر اُس کا پڑا پس نور اُن سو گھرون کا ایک جان ایک گھر مین نور نہ ہووے بغیر اُن دوسرے گھرون کے یعنی عوام مثل نور چراغ کے ہین کہ ایک گھر مین روشنی اور دوسرے گھر مین تاریکی ہوتی ہے اور انبیا و اولیا مثل نور خورشید کے ہین کہ سب گھرون مین ان کی روشنی برابر ہوتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

باز از ہندوی شب چون ماہ زاد / بر سر ہر روزنی نوری فتاد
نور آن صد خانہ را تو یک شمر / کہ نماند نور آن بی این دگر
تا بود خورشید تابان بر افق / ہست در ہر خانہ نور او قنق
باز چون خورشید جان آفل شود / نور جملہ خانہا زایل شود
این مثال نور آمد مثل نی / مر ترا ہادی عدو را رہزنی
بر مثال عنکبوت آن زشت خو / پردہ ہای گندہ را بافد او
از لعاب خویش پردہ نور کرد / دیدۂ ادراک خود را کور کرد
گردن اسپ ار بگیرد برخورد / ور بگیرد پاش بستاند لگد
کم نشین بر اسپ توسن بی لگام / عقل و دین را پیشوا کن ای غلام
اندرین آہنگ منگر سست و پست / کاندرین رہ صبر و شق نفس ہست
باز گرد و قصہ مسجد بگو / با سلیمان نبی نیک خو

ہندوی شب سے جو مہ پیدا ہوا / نور ہر سوراخ کے اوپر پڑا
نور تو ان سو گھروں کا ایک جان / ایک میں ہی نور ہووے دیگران
جس تلک خورشید تابان ہو یہان / نور ہر اک گھر میں رہوے میہمان
ڈوب جاوے جب کہ یہ خورشید جان / سب گھروں کا نور ہو دور اور نہان
یہ مثال نور ہے نے مثل ہے / راہزن دشمن کو ہی ہادی تجھے
ہو وہ مکڑی کی مثال اک زشت خو / موٹے موٹے پردے جو بنتی ہو وہ
نور کا پردہ لعاب اپنا کیا / دیدۂ ادراک کو اندھا کیا
پکڑے گر سر اسپ کا کھائے ثمر / لات کھائے پانون کو پکڑے اگر
بیٹھ کم گھوڑے پے جو ہو بے لگام / عقل و دین کو کر تو رہبر ای غلام
اس ارادہ میں نہ دیکھو اب سست تو / صبر اس رہ میں ہے مشکل نفس کو
پھر تو لوٹ اور قصہ مسجد کا کہو / با سلیمان نبی نیک خو

بقیۂ قصہ بنای مسجد اقصیٰ و بنا کردن سلیمان علیہ السلام آنرا و امداد رسیدن او را از غیب

باقی قصہ بنائے مسجد اقصیٰ کا اور بنانا سلیمان علیہ السلام کا اُسکو اور پہونچنا مدد کا اُن کو غیب سے

چون سلیمان کرد آغاز بنا / پاک چون کعبہ مبارک چون منا

جو سلیمان نے شروع کی وہ بنا / پاک چون کعبہ مبارک جون منا

سلہ جب تلک آلخ ۵ شعر جب تک یہ خورشید تاباں ہو نور ہر ایک گھر میں مہمان رہے جبکہ ڈوب جاوے پھر خورشید جان سب گھروں کا نور پوشیدہ ہو جاوے یہ مثال نور کی ہے مثل نہیں ہے دشمن کو راہزن اور تجکو ہادی ہے آگے اس کی مثال ہے وہ عدو مکڑی کے مانند زشت خو ہے کہ جو پردے موٹے موٹے وہ بنتی ہے اپنا لعاب نور کا پردہ کیا اور دیدۂ ادراک کو اندھا کیا یعنی ریاکار مثل مکڑی کے روشنی باطن سے بھاگتے ہیں اور اپنے جسم کو اپنا اندیشہ سے موٹا کرتے پردہ ادراک کرتے ہیں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ پکڑے آلخ ۴ شعر اگر اسپ کا سر پکڑے ثمر کھائے اور اگر پانون پکڑے تو لات کھائے یعنی ریاکار دل سے نقصان اور اولیا سے نفع حاصل ہوتا ہے کیونکہ مثل سر و پا کے اعلیٰ و اسفل کا فرق ہے جو گھوڑا کہ بے لگام ہو اس پر کم بیٹھ اور عقل و دین کو رہبر کر یعنی جو بے شرع ہو تو عقل و دین کے موافق اس کو پا اور مطیع مت ہو اس ارادے میں تو سست مت دیکھ اس راہ میں نفس کو صبر مشکل ہے یعنی تلاش پیر کامل کی جلدی کر پھر لوٹ اور قصہ مسجد کا کہہ مع سلیمان علیہ السلام نبی نیک خو کے آگے قصہ مسجد اقصیٰ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ جو سلیمان نے آلخ ۷ شعر جو سلیمان علیہ السلام نے وہ بنا شروع کی پاک مانند کعبہ مبارک مانند منیٰ کے اس بنا میں ایک عظمت دیکھتی تھی دوسرے بناؤں کے مانند افسردگی نہیں تھی جو اس بنا کے واسطے پتھر پہاڑ سے توڑتے وہ ظاہر کہتے کہ ہم کو [illegible] واسطے ہمکو لیچلو آدم کدہ سے آب و گل کے طور پر خود کوہ سے پارہ سنگ کے تابان ہوئے بغیر اٹھانے کے پتھر آتے تھے اور در و دیوار سب زندہ ہو گئے تھے سلہ حقائق ہیں حق نے فرمایا ہو کہ در و دیوار جنت کی نہیں مثل دیواروں کے بیجان علم ہے دیواروں کے مانند زندہ ہو دو گھر جیسے شاہنشاہ رہتا ہے یعنی جنت کے در و دیوار مثل جسم انسان کے چلتے پھرتے ہیں اور وہ باتیں بھی کرتے ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

در بنایش دیدہ می شد کر و فر — بی فسردہ چون بناہای دگر
در بنا ہر سنگ کز کُہ می شکست — فاش میرو ابی میگفت از نخست
ہمچو از آب و گل آدم کدہ — نور از آن کُہ پارہ ہا تابان شدہ
سنگ بی حمال آیندہ شدہ — وان در و دیوار ہا زندہ شدہ
حق ہمی گوید کہ دیوار بہشت — نیست چون دیوارہا بیجان و زشت
چون در و دیوار تن با آگہی ست — زندہ باشد خانہ چون شاہنشہی ست
ہم بہشت و میوہ ہم آب زلال — با بہشتی در حدیث و در مقال
زانکہ جنت را نہ ز آلت بستہ اند — بلکہ از اعمال و نیت بستہ اند
این بنا ز آب و گل مردہ بدست — آن بنا از طاعت زندہ شدہ ست
این باصل خویش ماند پر خلل — وان باصل خود کہ علم ست و عمل
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب — با بہشتی در سوال و در جواب
فرش بی فراش پیچیدہ شدہ — خانہ بی کناس روبیدہ شدہ
تخت او سیار بی حمال شد — حلقہ او در مطرب و قوال شد
خانہ دل بین ز غم ژولیدہ شد — بیکناس از توبہ روبیدہ شد
ہست در دل زندگی دارالخلد — در زبانم چون نمی آید چہ سود
چونکہ گشت آن مسجد اقصی تمام — ز اہتمامات سلیمان علیہ السلام
چون سلیمان در شدی ہر بامداد — مسجد اندر بہر ارشاد عباد

اُس بنا میں ایک عظمت دکھتی تھی — اور بناؤں کی نہ مثل افسردگی
اُس بنا کو سنگ کہ سے توڑتے — کہتے ظاہر ہے چلو اُس کے لئے
آب و گل آدم کدہ کے طور سے — نور کہ سے پارہ ہا تابان ہوئے
بے اُٹھائے سنگ آئندہ ہوئے — وہ در و دیوار سب زندہ ہوئے
حق سے کہے دیوار جنت کی نہیں — مثل دیوار و نکے بیجان کریہین
مثل دیوار بدن ہے علم سے — زندہ وہ گھر جسمیں شاہنشاہ ہے
[1] بھی بہشت و میوہ بھی آب زلال — اہل جنت سے ہیں کرتے قیل و قال
نے بنائی جنت آلہ سے وہ لے — بل بنائی نیت و اعمال سے
آب و گل سے یہ بنا مردہ ہوئی — طاعتوں سے وہ بنا زندہ ہوئی
اصل اپنی سے رہے یہ پر خلل — اصل سے وہ اپنی با علم و عمل
ہیں لباس و تخت و تاج و قصر آب — جنتی سے باسوال و با جواب
فرش بے فراش کے خود ہوگئے طے — خانہ بے جاروب کے خود صاف ہی
بے اُٹھائے سیر تخت اسکا کرے — حلقہ و دور اُس کا قوالی کرے
خانہ دل غم سے پژمردہ ہوا — اور بے جاروب توبہ سے جھڑا
دل کے اندر زندگی جنت کی ہے — فائدہ کیا جو زبان نے کہہ سکے
جب[2] ہوئی وہ مسجد اقصیٰ تمام — اہتماموں سے سلیمان علیہ السلام
جب سلیمان جاتے اُس مسجد میں تھے — ہر سحر ارشاد کرنے کے لئے

[1] بھی بہشت الخ ۹ شعر بھی بہشت اور میوہ اور بھی آب زلال اہل جنت سے باتین کرتے ہین بنائے جنت آلہ سے نہین ہوئی ہر بلکہ نیت و اعمال سے بنائی ہوئی ہے یہ بنا آب و گل سے مردہ ہوئی اور وہ بنا طاعتون سے زندہ ہوئی یہ اپنی اصل سے پر خلل رہے اور وہ اپنی اصل سے باعلم و عمل رہے لباس و تخت اور تاج و قصر آب اہل جنت سے بولتے چالتے ہین فرش بغیر فراش کے خود طے ہوئے خانہ بغیر جاروب کے خود صاف ہوئے بغیر اٹھانے کے تخت خود سیر کرے اور حلقہ و دور اُس کا قوالی کرے خانہ دل غم سے پژمردہ ہوا اور بغیر جاروب کے توبہ سے جھڑا پس دل کے ساتھ زندگی جنت کی ہے کیا فائدہ جو زبان کہہ نہ سکے یعنی جیسے جنت کی در و دیوار زندہ و پاک ہے اسی طرح دل پاک و صفائی و زندگی رکھتا ہے اہل اللہ کا آگے رجوع بقصہ ہے ۱۲

[2] جب ہوئی الخ ۵ شعر جب مسجد اقصیٰ تمام ہوئی حضرت سلیمان کے اہتمام سے جب سلیمان علیہ السلام اُس مسجد میں جاتے تھے ہر سحر ارشاد کرنے کے لئے کبھی نصیحت قول و لحن و ساز سے کرتے کبھی فعلاً یعنی سجدہ و نیاز سے پند فعلی کھینچتی ہے از بس خلق کو ہر ہر سے کے جان و دل مین وہ پہونچتی ہے وہم سرداری کا جس مین کم ہو لشکر مین اُس کا اثر بہت ہو یعنی قالی نصیحت سے فعلی نصیحت مخلوق کی جان و دل مین زیادہ اثر کرتی ہے جیسے رئیس سادہ مزاج ہوتا ہے تو لشکر میں اُس کا اثر سوا ہوتا ہے چنانچہ اس کی مثال مین قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے افعال کا بیان ہے فافہم ۱۲

پند دادی گر بگفت و لحن ساز	گر بفعل اعنی رکوع یا نیاز	گاہ کرتے پند قول و لحن و ساز	گاہ فعلوں یعنی سجدہ یا نیاز
پند فعلی خلق را جذاب تر	کہ رسد در جان ہر با گوش و کر	پند فعلی کھینچے از بس خلق کو	پہونچے ہر بہرے کے جان و کان میں وہ
وندر آن وہم امیری کم بود	در حشم تاثیر آن محکم بود	وہم سرداری ہو جس میں کم ذرا	ہوا اثر لشکر میں اسکا بس سوا

قصۂ آغاز خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ و خطبہ وے در بیان آنکہ ناصح فعال بفعل بہ از ناصح بقول

قصہ شروع خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا اور خطبہ پڑھنا انکا اس بیان میں کہ ناصح عالم فعلی بہتر ہے ناصح عالم قولی سے

قصۂ عثمان کہ بر منبر برفت	چون خلافت یافت بشتابید تفت	قصہ عثمانؓ کہ منبر پر گئے[۵۱]	جو خلافت پائی جلدی سے چڑھے
منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست	رفت بوبکر و دوم پایہ نشست	تین پائے منبر نبوی کے تھے	دوسرے پر بیٹھے بوبکر آن کے
بر سوم پایہ عمرؓ در دور خویش	از برائے حرمت اسلام و کیش	تیسرے پائے پہ بیٹھے آ عمرؓ	عہد میں اپنے ادب دین کا وہ کر
دور عثمانؓ آمد و بالائے تخت	بر شد و بنشست آن مسعود بخت	عہد میں عثمانؓ اپنے آن کر	بس ہوئے منبر کے اوپر جلوہ گر
پس سوالش کرد مردے بوالفضول	کان دو ننشستند بر جائے رسولؐ	اک فضولی نے سوال انسے کیا	کہ نہ بیٹھے دونوں وہ حضرت کی جا
پس تو چون جستی برایشان سروری	چون برتبت تو ز ایشان کمتری	تمنے ان پر چاہی کیسے سروری	مرتبے میں تمکو ہے انسے کمی
گفت اگر جایم سوم پایہ بدے	وہم مثلے عمر آن را شدے	بولے گر میں تیسرے پر بیٹھتا	وہم تمکو ہو عمرؓ کے مثل کا
در دوم پایہ شدم من جائے جو	گوئیم مثل ابوبکرست او	دوسرے پائے پہ گر میں بیٹھتا	کہتے تم یہ مثل بوبکر اب ہوا
ہست این بالا مقام مصطفےٰ	وہم مثلے نیست با آن شہ مرا	پس یہ بالا ہے مقام مصطفےٰ	وہم مثلی نے ہو اس شہ سے مرا
بعد ازان بر جائے خطبہ آن ودود	تا بقرب عصر لب خاموش بود	بعدہ خطبہ کی جا وہ باحیا	عصر تک خاموش لب بیٹھا رہا
زہرہ نی کس را کہ گوید ہین بخوان	یا برون از مسجد آید آن زمان	نے مجال اک کو کہ کہدے تم پڑھو	یا کہ اب تم باہر اس مسجد سے ہو

۵۱ قصہ الخ ۶ شعر قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے کہ جب خلافت پائی جلد منبر پر چڑھے منبر نبوی کے تین پائے تھے دوسرے پائے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تیسرے پائے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے اپنے عہد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آن کر منبر کے اوپر جلوہ گر ہوئے ایک فضول گو نے انسے سوال کیا کہ وہ دونوں حضرت کی جا پر نہ بیٹھے تم نے ان پر کیسے سبقت چاہی تم کو تو ان کے مرتبہ سے کمی ہے آگے جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے فافہم ۱۲

۵۲ بولے الخ ۵ شعر کہا اگر میں تیسرے پایہ پر بیٹھتا تم کو وہم عمرؓ کی ہمسری کا ہوتا اور اگر دوسرے پر بیٹھتا تم کہتے کہ ہمسر ابوبکرؓ سے ہوا پس یہ مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ہے اور وہم ہمسر ہونے کا اس سے میرا نہیں ہے بعدہ باحیا خطبہ کی جا عصر تک لب خاموش بیٹھے رہے کسی کی مجال نہیں تھی کہ کہے کہ تم پڑھو یا تم اس مسجد سے باہر ہو باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

هیبتی بنشسته بد بر خاص و عام — پر شده از نور یزدان صحن و بام
هر که بینا ناظر آن نور بود — کور را زان تاب هم گرمی بود
تا ز گرمی فهم کردی آن ضریر — که بر آمد آفتابی بس منیر
لیک این گرمی گشاید دیده را — تا ببیند عین هر بشنیده را
گرمیش را ضجرتی و حالتی — زان تپش دل را گشادی فسحتی
کور چون شد گرم از نور قدم — از فرح گوید که من بینا شدم
سخت خوش مستی ولی ای بو الحسن — پاره‌ای راه است تا بینا شدن
این نصیب کور باشد ز آفتاب — صد چنین والله اعلم بالصواب
وانکه او این نور را بینا بود — شرح او کی کار بو سینا بود
گر بود صد تو که باشد این زبان — کو بجنباند بکف پرده عیان
وای بر وی کو بساید پرده را — تیغ اللهی کند دستش جدا
دست چه بود خود سرش را بر کند — آن سری کز جهل سر را سر کند
این به تقدیر سخن گفتم ترا — ورنه خود دستش کجا و این کجا
خاله را خایه بدی خالو بدی — این بتقدیر آمده است از او بدی
از زبان تا چشم کو پاک از شکست — صد هزاران سال گویم اندکست

رکھتا ہیبت آ کی تھا ہر خاص و عام — نور یزدان سے ہوا پر صحن و بام
تھا جو بینا دیکھتا وہ نور تھا — کور کو بھی اس سے گرمی تھی ہوا
تاکہ اس گرمی سے اندھا جانتا — آفتاب روشن اک تابان ہوا
پر یہ گرمی کھولتی ہے چشم کو — تاکہ دیکھے عین جو سنتا ہے وہ
اسکی گرمی کی تپش او رحال ہے — اس تپش سے بسط دل کو ہوئے
گرم جو اندھا ہوا اس نور سے — مین ہوا بینا وہ فرحت سے کہے
ہے بہت خوش مست تو اے ہوشیار — تھوڑی رہ ہی بینا ہونے تک اے یار
یہ نصیب اندھوں کو ہو با آفتاب — ایسے سو واللہ اعلم بالصواب
جو کہ ہے اس نور کا بینا تمام — شرح اسکی کب ہو بو سینا کا کام
جو ہو سو حصہ تو کب ہو اس زبان — ہاتھ سے پردہ اٹھا دیوے عیان
حیف ہے اسپر کہ پردہ کھووے وہ — تیغ اللہ کاٹے اسکے ہاتھ کو
ہاتھ کیا ہے بلکہ کاٹے اسکا سر — کہ کرے وہ جہل سے سر جاری شر
بات یہ فرضی کہی تجھسے بیان — ورنہ ہاتھ اسکا کہاں اور یہ کہاں
ہوتے خالو ہوتا خالہ کا ذکر — آیا یہ تقدیر سے ہوتا وہ گر
گر زبان سے چشم تک کر شک سے پاک — مین کہوں سو سال تو ہے ذرہ خاک

۵۱ کشاییت الخ ۵ شعر ہر ایک خاص و عام انکی ہیبت رکھتا تھا وہ نور حق سے صحن و بام پر ہوا جو بینا تھا وہ نور دیکھتا تھا اور اندھوں کو اس بات سے گرمی سوا تھی تاکہ اس گرمی سے اندھا جانتا تھا کہ ایک آفتاب روشن تابان ہوا آگے ویسکے تھائی ہین ولیکن گرمی چشم کو کھولتی ہے تاکہ عین دیکھے جو کہ وہ سنتا ہے اسکی گرمی کو تپش اور انکا حال ہے اس تپش سے دل کو بسط ہوتی ہے جو اندھا گرم ہوا اس نور سے وہ از راہ فرحت کے کہے کہ مین بینا ہوا تو بہت خوش مست ہے اے ہوشیار بینا ہونے تک تھوڑی راہ ہے ای یار یہ اندھوں کو نصیب ہے آفتاب سے اور ایسے سو حصہ اللہ خوب جانتا ہے یعنی جو انوار اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتا ہے اہل دید اسکو ہنگام صحبت کے دیکھتے ہین اور غافل اس نور کی گرمی پاتے ہین ولیکن وہ گرمی چشم باطن کو بینا کرتی ہے اور دل کو بسط دیتی ہے جبکہ تو اسے سالک اس گرمی سے خبردار ہوا پس بینا ہونے تک تھوڑی راہ ہے یہ بات اندھوں کو اولیاء اللہ سے نصیب ہے پس جس کی صحبت مین یہ گرمی تو پاوے جانیے کہ اسکے دل مین نور عرفان ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو کہ الخ ۳ شعر جو شخص اس نور کا بینا ہے شرح کرنا اسکی بو علی سینا کا کب کام ہے یعنی حکمائے اہل عقل اس نور عرفان کی کب شرح کر سکتے ہین اگر سو حصے ہو تو کب اسوقت مین ہو سکتا ہے کہ ہاتھ سے پردہ اٹھا دیوے ظاہر افسوس اسپر ہے کہ وہ پردہ کھووے اور تیغ اللہ کی اسکا ہاتھ کاٹے ہاتھ کیا بلکہ اسکا سر کاٹے کہ وہ سر جہل سے شر جاری کرے یعنی حکیم بو علی سینا اسوقت اگر چاہے کہ پردہ غفلت کا آنکھ سے اٹھا کر مثل اولیا کے بینا ہو اور شرح اسرار انکی بیان کرے تیغ غیرت الٰہی اسکا ہاتھ کاٹے بلکہ سر کاٹے ہلاک کرے کیونکہ یہ راز کوئی اہل قال کو حاصل نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بات یہ الخ ۲ شعر بیان بات تجھسے فرضی کہی ورنہ ہاتھ اسکا کہاں اور یہ کہاں خالہ کا ذکر ہوتا تو خالو ہوتی اور یہ تقدیر سے آیا ہے اگر وہ ہوتا راز زبان سے چشم تک کو شک سے پاک کر سو برس تک میں کہوں تو ایک ذرہ ہے یعنی قال و مشاہدہ مین بڑا فرق ہے تو نا امید مت ہو کہ نور قدم ایک دم میں ہو سکے اگر خدا چاہے اختر گردان کرتا ہے ظلمت کو دور اور اختر حق ابن دمعت نور اسکی قدرت اختروں سے سو اثر کانون مین ہر دم دیتی ہے پانسو برس کی راہ کا آسمان خاک سے نزدیک بیان اثر مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون مشو نومید نور از آسمان
اختر گردون ظلم را ناسخ است
سعد اثر در کانہا از اختران
چرخ پانصد سالہ راہ ای مستعین
سہ ہزاران سال و پانصد از زحل
در ہمش آرد چو سایہ در ایاب
وز نفوس پاک اختروش مدد
ظاہرا آن اختران قوام ما

حق چو خواہد می رسد در یک زمان
اختر حق در صفاتش راسخ است
می رساند قدرتش در ہر زمان
در اثر نزدیک آمد با زمین
دمبدم خاصیتش آرد عمل
طول سایہ چیست پیش آفتاب
سوی اختر ہای گردون می رسد
باطن ما گشتہ قوام سما

مت ہو نا امید تو نور قدم
اختر گردون کرے ظلمت کو دور
قدرت اسکی اخترون سے سو اثر
پانسو برسون کی رہ کا آسمان
[۱]ہزاران پانسو سالہ زحل
مثل سایہ اسکو ملتے ہو شتاب
پاک نفسون سے مدد چون اختران
اخترون سے ظاہرا ہمکو قوام

گر خدا چاہے تو پہونچے ایکدم
اختر حق اپنا رکھے وصف نور
دیتی کانون مین ہر ہر دم اے پسر
خاک سے نزدیک اثر مین ہر زمین
ہر گھڑی تاثیر اسکی دے عمل
طول سایہ کیا ہے پیش آفتاب
اختران چرخ کو پہونچے بنلن
باطنا ہم سے فلک کو ہو قیام

دربیان آنکہ حکما گویند آدمی عالم صغیر است و حکمای الٰہی گویند کہ آدمی عالم کبیر است زیرا کہ علم آن حکما بر صورت آدمی مقصور بود و علم اینہا بر باطن

بیان مین اسکے کہ حکما کہتے ہین آدمی عالم صغیر ہے اور حکماء الٰہی کہتے ہین آدمی عالم کبیر ہے کسواسطے کہ عالم اُن حکما کا صورت آدمی پر ناقص تھا اور علم ان کا باطن پر

پس بصورت عالم اصغر توئی
ظاہرا آن شاخ اصل میوہ است
گر نبودی میل و امید ثمر
پس بمعنی آن شجر از میوہ زاد

پس بمعنی عالم اکبر توئی
باطنا بہر ثمر شد شاخ ہست
کی نشاندی باغبان بیخ شجر
گر بصورت از شجر بودش نہاد

[۸]پس بظاہر عالم صغرا ہے تو
اصل میوہ کی ہو شاخیں ظاہرا
گر نہوتی خواہش امید ثمر
وہ شجر معنی مین میوہ سے اُگا

پس بمعنی عالم کبریٰ ہے تو
اصل شاخون کا ہے میوہ باطنا
کب لگاتا باغبان بیخ شجر
گرچہ ظاہر مین شجر سے وہ ہوا

[۱] سہ ہزاران الخ ۴ شعر تین ہزار پانسو برس کی زحل ہر گھڑی اسکی تاثیر عمل دے مانند سایہ کے اسکو قدرت ملتے طول سایہ کیا ہے آگے آفتاب کے اخترون کے مانند پاک نفسون سے مدد اختران چرخ کو پہونچتی ہے پوشیدہ ظاہرا ہمکو اخترون سے قیام باطنا فلک کو ہمسے قیام یعنی اولیاء اللہ سے باطن مین آسمان کو مدد پہونچتی ہے جیسے ظاہر مین اخترون سے مخلوق کو مدد پہونچتی ہے پس حکماء کہتے ہین انسان کو عالم صغیر اور صوفیہ کرام عالم کبیر کہتے ہین چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پس بظاہر ۸ شعر پس ظاہر مین تو عالم صغیر ہے اور معنی مین تو عالم کبریٰ ہے آگے اس کی مثال ہے شاخین اصل میوے کی ظاہر مین اور میوہ اصل ہے شاخون کا باطن مین اگر خواہش امید ثمر نہ ہوتی کب باغبان بیخ شجر کی لگاتا شجر معنی مین میوہ سے اُگا اگرچہ ظاہر مین میوہ شجر سے ہے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم و انبیا میرے فرزند سب ہون زیر لواکے اسواسطے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین رمز ترجمہ مین پچھلون کا اگلا ہون اگرچہ مین ظاہر مین آدم سے پیدا ہون ولیکن باطن مین دادا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مصطفی زین گفت کادم و انبیا — خلف من باشند در زیر لوا
بہر این فرمودہ است آن ذوفنون — رمز نحن الآخرون السابقون
گر بصورت من ز آدم زادہ ام — من بمعنی جد جد افتادہ ام
کز برای من بدش سجدہ ملک — وز پی من رفت بر ہفتم فلک
پس ز من زائید در معنی پدر — پس ز میوہ زاد در معنی شجر
اول فکر آخر آمد در عمل — خاصہ فکری کو بود وصف ازل
حاصل اندر یک زمان از آسمان — میرود می آید ایدر کاروان
نیست بر این کاروان این رہ دراز — کہ مفازہ رفت آید بر مفاز
دل بکعبہ میرود در ہر زمان — جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
این دراز و کوتہی مر جسم راست — چہ دراز و کوتہ آنجا کہ خداست
چون خدا مر جسم را تبدیل کرد — رفتنش بی فرسخ و بی میل کرد
صد امید است این زمان بردار گام — عاشقانہ ای فتی خل الکلام
گرچہ پیلی چشم بر ہم میزنی — در سفینہ خفتہ رہ میکنی

مصطفی بولے کہ آدم و انبیا — ہون مرے فرزند سب زیر لوا
اسلئے فرماتے ہین وہ ذوفنون — رمز نحن الآخرون السابقون
ظاہر آدم سے گر پیدا ہو ہین — باطناً دادا کا بھی دادا ہو ہین (ہے سب حقیقت کا اصلی ہونا ۱۲)
تھے[۱] وہ مسجود ملک میرے لئے — پہونچے بالائے فلک میرے لئے
پس ہے مجھسے پیدا معنی مین پدر — پیدا میوہ سے ہے معنی مین شجر
فکر اول آخر آیا ہے عمل — خاصکر وہ فکر جو وصف ازل
الغرض دم بھر مین گردون سے یہان — آتا اور جاتا ہے اب اک کاروان
نے دراز اس کاروان پر ہے یہ راہ — کہ بیابان ہے بڑا یا رستگاہ
ہر گھڑی کعبہ کو جو دل جاتے ہین — طبع دل کی پکڑے تن احسان سے
یہ دراز و کوتہی تن کو روا[۲] — کیا دراز و کوتہ جس جا ہو خدا
جسم کو تبدیل جب حق نے کیا — جانا بے چلنے کا بس اسکو دیا
جلد چل کہ سو امید اسوقت ہے — عاشقانہ اور باتین چھوڑ دے
گرچہ تو کشتی کے اندر سوئے ہے — لیک سوتے مین تو رستہ طے کرے

تفسیر این حدیث کہ مثل امتی کمثل سفینۃ نوح من تمسک بہا نجی و من تخلف عنہا غرق

تفسیر اس حدیث کی کہ مثل امتی کمثل سفینۃ نوح من تمسک بہا نجی و من تخلف عنہا غرق

سلہ تھے وہ الخ ۶ شعر وہ مسجود ملک تھے میرے لئے اور گئے بالائے فلک میرے لئے معنی تن مجھسے پدر پیدا ہے اور معنی مین شجر میوے سے پیدا ہے فکر اول اور عمل آخر مین آیا ہے خاصکر وہ فکر کہ جو وصف ازل ہے الغرض ایک کاروان دم بھر مین آسمان سے آتا جاتا ہے اُس کاروان پر یہ راہ دراز نہین ہے کہ بیابان بڑا ہے یا جگہ رستگاری کی بڑی ہے ہر گھڑی دل کعبہ کو جاتا ہے جسم طبع دل کی احسان سے پکڑتا ہے یعنی بظاہر حضرت رسول مقبول صلعم آدم علیہ السلام کے بیٹے ہین اور معنی مین آدم علیہ السلام و ہم تمام عالم آپ سے پیدا ہوا ہے پس دل دم بھر مین آسمان سے آتا جاتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ دراز الخ ۴ شعر یہ دراز و کوتہ جسم کو روا ہے دراز کوتہ کیا ہے جس جا خدا ہے جب جسم کو تبدیل کیا چلنا بے چلنے کا اس کو دیا امید اُسوقت ہے جلد چل عاشقون کے مانند اور دوسری باتین چھوڑ دے اگرچہ تو کشتی مین سوتا ہے ولیکن سونے مین تو راہ طے کرتا ہے یعنی جسم ہر جگہ مانند روح کے پاک ہوا بے چلنے چلنا بجھ کو دیا اگر تو کشتی مرشد پر سوار رہے اور راہ سلوک کی خود بخود طے ہو آگے اس کی مثال ہے حدیث نبوی فرماتے ہین فافہم ۱۲

پھر این فرمود پیغمبر که من　　همچو کشتی ام بطوفان زمن
ما و اصحابیم چون کشتی نوح　　هر که دست اندر زند یابد فتوح
چونکه با شیخی تو دور از زشتی　　روز و شب سیاری و در کشتی
در پناه جان جان بخشی توی　　کشتی اندر خفتهٔ ره میزنی
مگسل از پیغمبر ایام خویش　　تکیه کم کن بر فن و بر کام خویش
گرچه شیرے چون روے رہ بے دلیل　　همچو روبه در ضلالی و ذلیل
هین مپر الا که با پرهاے شیخ　　تا ببینی عون لشکرهاے شیخ
یکزمانے موج لطفش بال تست　　آتش قهرش دمے حمال تست
قهر او را ضد لطفش کم شمر　　اتحاد هر دو بین اندر اثر
یکزمان چون خاک سبزت میکند　　یکزمان پر باد و گبزت میکند
جسم عارف را دهد وصف جماد　　تا برو روید گل و نسرین شاد
لیک او بیند نه بیند غیر او　　جز بمغز پاک ندهد خلد بو
مغز را خالی کن از انکار یار　　تا که ریحان یابی از گلزار یار
تا بیابی بوے خلد از یار من　　چون محمد بوے رحمن از یمن
گر صفت معراجیان گر بیستی　　چون براقت برکشاید نیستی

اس لئے فرمایا حضرت نے کہ مین　　مثل کشتی ہون یہان طوفان مین
ہین مرے اصحاب چون کشتی نوح　　جو کہ پکڑے ہاتھ سے پائے فتوح
شیخ جب پایا برائی سے چھٹا　　رات دن کشتی مین تو ہی طالبا
خالق جان کی حمایت مین رہا　　رہ چلے کشتی مین تو سوتا ہوا
تو نہ ٹوٹ مت اپنے نبی وقت سے　　مت بھروسا کر تو کسب کام پے
شیر تو ہو گر چلے وہ بے دلیل　　مثل روبہ تو ہو گمراہ اور ذلیل
مت اڑے لیکن تو پرے شیخ کے　　تا مدد دیکھے تو فوج شیخ سے
موج لطف اسکی ہو بال ایکدم تری　　قہر کی آتش ہو حمال اک گھڑی
لطف کا ضد قہر سے اسکی نہ جان　　ایک ہین دونون اثر مین دیکھ عیان
سبز کرتا خاک سا دم مین تجھے　　کرتا فوراً پر ہوا دم مین تجھے
جسم عارف کو وہ کرتا خاک ہے　　اسکے اوپر تا گل و نسرین اگے
پر وہ دیکھے ہے نہ دیکھے غیر اسے　　خلد بو بجز پاک مغزون کی نہ دے
مغز خالی حق سے کر انکار سے　　پائے تا بو یار کی گلزار سے
خلد کی بو یار سے تو پائے تا　　بوے رحمن جون یمن سے مصطفے
گر صفت معراجیون ہین تو ملے　　نیستی مین جون براق اب تو اڑے

۱ اسلئے الخ ۷ شعر حضرت نے اسواسطے فرمایا کہ مین مثل کشتی کے ہون یہان طوفان میں ہین اور میرے اصحاب مانند کشتی نوح کے ہین جو ہاتھ سے پکڑے وہ نجات پائے جبکہ شیخ پایا برائی سے چھٹا رات دن کشتی مین تو ہے اے طالب خالق جان کی حمایت مین رہا اور کشتی مین راہ چلے سوتا ہوا اپنے نبی وقت سے مت ٹوٹ اور بھروسا مت کر اپنے کسب ہنر پر اگر تو شیر ہے اور راہ بے دلیل چلے مثل روبہ کے گمراہ اور ذلیل ہووے تو مت اڑ ولیکن شیخ کے پر سے اڑ تا مدد دیکھے لشکر شیخ سے یعنی تو اپنے شیخ وقت سے مت بگاڑ اور اسکے ظل و حمایت میں رہ کہ راہ سلوک کی اس کی کشتی مین خود بخود طے ہوا در تجھے کوشش نہ کرنا پڑے اور ہر ایک بلا سے تو بچے آگے مدد شیخ کا بیان ہے فافہم ۲ موج الخ ۶ شعر اسکی موج لطف بازو ہوا ایکدم تیری اور اسکی آتش قہر حمال ہوا ایک دم تیرے لطف کا ضد اسکے قہر کو مت جان دونوں اثر مین ایک ہین ظاہر دیکھ وے خاک کے مانند سبز کرے دم مین تجکو اور فوراً اوپر ہوا کرے دم مین تجکو جسم عارف کو وہ خاک کرتا ہے تاکہ اسکے اوپر گل و نسرین اگے لیکن وہ مرشد دیکھتا ہے اور غیر اسکو نہیں دیکھتا ہے بجز پاک مغزون کے خلد بو نہین دیتی ہے حق کے انکار سے مغز خالی کر تا یار کی بو پاوے گلزار سے یعنی مرشد کا لطف و قہر تیرے جسم کو گلزار کردے تاکہ بو اسکی بجز عارف کے کوئی نہ پاوے تو اپنے مغز کو انکار حق سے خالی کر کہ جو تو کہتا ہے خالق خلق سے جدا ہے جب تو بو گلزار یار سے پاویگا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۳ خلد کی الخ ۲ شعر تا خلد کی بو یار سے پائے جیسے بو رحمن کی یمن سے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے پائی اگر تو صفت معراجیون مین ملے نیستی مین تو براق کے مانند اڑے نہ مثل معراج زمینی کے تھر تک بلکہ مانند معراج شاخی کے شجر تک نہ مثل معراج بخاری کے فلک تک بلکہ معراج جنینی کے مانند عقل تک نیستی کا اسپ ایک براق خوب ہے کہ طرف ہستی کے جانے اگر تو اسپر سوار ہوئے گویا کو اسکا سم مس کرتا ہے یہان تک کہ جہان جس کو پیچھے چھوڑتا ہے تو کشتی مین بیٹھ اور جلدی روان ہو جیسے جان سوئے معشوق جان جائے یعنی اگر تو اولیاء اللہ کی صفت مین ملے نیستی کا عجب براق ہے کہ جو تو اسپر سوار ہو وہ ہستی کو پہنچادے راہ سلوک کا عروج و نزول یہان مولانا فرماتے ہین کہ جب تو صفت اولیا مین ملے اول نیستی فنا مین مثل براق کے اڑے اور پھر نیستی فنا سے ہستی بقا کی سمت جائے پس تو مرشد کی کشتی مین بیٹھکر معشوق جان کے پاس پہونچے باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲

نے چو معراج بخاری تا سما — بل چو معراج جنینی تا نُہا
خوش براقے گشت خنگ نیستی — سوے ہستی آردت گر نیستی
کوہ و دریاہا سمش مس میکند — تا جہان حس را پس می کند
پا بکش در کشتی و میر دروان — چون سوے معشوق جان جان روان
دست نے و پائے نے رو تا قدم — آنچنان کہ تاخت جانہا از عدم
بردریدے در سخن پردہ قیاس — گر نبودی سمع سامع را نعاس
اے فلک بر گفت او گوہر ببار — از جہان او جہانا شرم دار
گر بباری گوہرت شش تا شود — جامدت گوینده و بینا شود
پس نثارے کردہ باشی بہر خود — چونکہ ہر سرمایۂ تو صد شود
ہمچو آن ہدیہ کہ بلقیس از سبا — بر سلیمان میفرستاد اے کیا

نے چو معراج بخاری تا فلک — بل چو معراج جنینی عقل تک
خوش براق اک نیستی کا خنگ ہے — سوئے ہستی لائے گر تو سر چڑھے
کوہ و دریا کرتا ہی سم اسکا مس — اور جہانِ حس کو وہ کرتا ہی حس
بیٹھ تو کشتی میں جلدی ہو رواں — جیسے جان جائے سوے معشوق چلن
تا قدم بے ہاتھ پاؤن کے تو جا — جون عدم سے جان آئی اس جگہا
پھاڑتا پردہ قیاسی بات کو — کان گنگ ہوتا نہ سامع کا اگر
قول پر اسکے فلک کر دُر نثار — یہ جہان اسکے جہان سے شرمسار
گوہر شش تا ترا قربان سے ہو — گویا بینا ہو ترا جامد سے جو
واسطے اپنے کیا قربان ہو وہ — تاکہ ہر پونجی تری ہو جائے سو
جیسے تحفہ بھیجا وہ بلقیس نے — بس سلیمان کو سبا کے شہر سے

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس از شہر سبا بسوے سلیمان علی نبینا و علیہ السلام

قصہ تحفہ بھیجنا بلقیس کا شہر سبا سے سلیمان علیہ السلام کے پاس

ہدیہ بلقیس چل استر بدست — بار آنہا جملہ خشت زر بدست
چون بصحرائے سلیمانی رسید — فرش آن را جملہ زر پختہ دید
بر سر زر تا چہل منزل براند — تا کہ زر را در نظر آبے نماند
بارہا گفتند زر را وابریم — سوے مخزن ما چو بیکار اندریم

بار جو چالیس خچر پہ لدا — خشت زر تھین تحفہ وہ بلقیس کا
پہونچے صحراے سلیمانی مین جو — فرش کل سونے کا دیکھا ہکا رد
زر پہ تا چالیس منزل وہ چلے — تا نظر مین قدر زر کی نہ رہے
بارہا بولے کہ زر واپس کرین — سوے مخزن کیونکہ ہم بیکار ہین

۵۱ تا قدم الخ ۵ شعر قدم تک بغیر ہاتھ پاؤن کے تو جا جیسے عدم سے جان یہان آئی ہے مین پردہ قیاسی ناب کرکے پھاڑتا اگر کان سامع کا بہرا نہ ہوتا اے فلک اس کے قول پر گوہر نثار کر و اے جہان اس کی بشریت سے شرمندہ ہو کہ تیرا گوہر شش درجہ کا ہووے قربان سے اور گویا تیرا بینا جامد سے ہو وہ اپنے واسطے قربان کیا ہے تاکہ ہر ایک پونجی تیری سو حصہ ہو جاوے یعنی وہ سالک راز بیان کرکے کان سامع کا پھاڑتا اگر بہرا نہ ہوتا پس اس کے کلام پر اے فلک گوہر نثار کر کہ تیرا گوہر چھ درجہ کا ہووے فافہم ۱۲

۵۲ جیسے تحفہ الخ ۸ شعر۔ جیسے بلقیس نے تحفہ بھیجا سلیمان علیہ السلام کو شہر سبا سے جو چالیس خچر پر بار لدا وہ سونے کی اینٹین تھیں تحفہ بلقیس کا لیکر جب سلیمان علیہ السلام کے صحرا مین پہونچے اس کا کل فرش سونے کا دیکھا وہ سونے پر چالیس منزل چلے تاکہ نظر میں قدر سونے کی نہ رہے بارہا انھون نے کہا کہ یہ زر واپس کرین طرف مخزن کے کیونکہ ہم بیکار ہین ایسا میدان کہ زر خالص رکھتا ہے تحفہ بنو وہان لے جایئن ہم نادان ہین آگے اس کے حقائق ہین وہ شخص کہ خدا تک عقل کو تحفہ سے گئے وہان عقل کمتر ہے خاک راہ سے وہان پر جو تحفہ کا کھوٹا پن کھلا انکو شرمندگی نے واپس کیا یعنی عقل کو جو درگاہ حق مین تحفہ لے گئے تو اس تحفہ کا کھوٹا پن وہان جاکر کھلا پس شرمندگی نے اس کو واپس کردیا کہ لائق نہین ہے غرضکہ عقل سے چاہے کہ خدا تک پہونچے یہ محال ہے کیونکہ عقل کے وہان پر پر جلتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

عرصۂ کش خاک زر دہ دہی ست	زر بہدیہ بُردن آنجا ابلہی ست	ایسا میدان کہ زر خالص سے ہے	تحفہ زر لیجائے وان نادان ہی
اسے بیردہ عقل ہدیہ تا آنکہ	عقل آنجا کمتر است از خاک راہ	ایکہ حق تک عقل تحفہ لے گئے	عقل وان کمتر ہے خاک راہ سے
چون کساد ہدیہ آنجا شد پدید	شرمساری شان ہمی واپس کشید	کھوٹا ہی تحفہ کا جو وان پر کھلا	شرمساری نے انھین واپس کیا
باز گفتند از کساد واز روا	چیست بر ما بندہ فرمانیم ما	[1] پھر وہ بولے کھوٹا ہو یا ہو کھرا	بندہ حکمی ہم تو ہین پھر ہمکو کیا
گر زر و گر خاک ما را بُرد نیست	امر فرمانندہ بجا آوردنیست	خاک یا زر ہوئے لے جانا ہمین	حکم حاکم ہے بجا لانا ہمین
گر بفرمایند کہ واپس برید	ہم بفرمان تحفہ را باز آورید	گر کہین کہ اسکو تم واپس کرو	یا کہین کہ تحفہ تم پھر لا کے دو
امر و فرمان را ہمی باید شنید	تا بدانجا ہدیہ را باید کشید	حکم حاکم ہم کو سننا چاہیئے	وان پہ داخل تحفہ کرنا چاہیئے
پس روان گشتند ہدیہ آوران	تا بہ تختِ آن سلیمانِ جہان	تحفہ لانے والے سب آگے بڑھے	تخت گہ تک وہ سلیمان کے گئے
خندہ اش آمد چون سلیمان آن بدید	کز شما من کے طلب کردم مزید	دیکھا ان کو تو سلیمانؑ بس ہنسے	اسقدر کب چاہا مین نے تمسے ہے
من نمی گویم مرا ہدیہ دہید	بلکہ گفتم لائقِ ہدیہ شوید	مین نہین کہتا ہون تحفہ مجکو دو	کہتا ہون تم لائق اس تحفہ کے ہو
کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہاست	کہ بشر آنرا نیارد نیز خواست	[2] کہ مجھے تحفے ہین نادر غیب سے	کہ بشر نے تاب اس کی لا سکے
می پرستید اختری کو زر کند	رو باو آرید کو اختر کند	پوجتے اختر ہو جو کہ زر کرے	ہو رجوع اُس سے کہ وہ اختر کرے
می پرستید آفتابِ چرخ را	خوار کردہ جان عالی نرخ را	پوجتے ہو آفتابِ چرخ کو	خوار کی ہی جان عالی نرخ کو
آفتاب از امر حق طباخ ماست	ابلہی باشد کہ گوئیم او خداست	حکم حق سے خور ہے باورچی مرا	وہ گدھا ہے جو کہے اسکو خدا
آفتابت گر بگیرد چون کنی	آن سیاہی زو تو چون بیرون کنی	پکڑے گر خور کو ترے تو کیا کرے	گہن کی کب دور ظلمت کر سکے
نے بدرگاہ خدا آری صداع	کین سیاہی را ببر دادہ شعاع	[3] عجز نے درگاہ حق مین تو کرے	کہ سیاہی دور کر اور نور دے

ؔ۱ پھر وہ الخ ے شعر پھر انھون نے کہا کھوٹا ہو یا کھرا ہم تو بندے حکمی ہین پھر ہمکو کیا ہی خاک یا زر ہو ہمکو تو لیجانا ہے حکم حاکم کا ہمکو بجالانا ہے اگر کہیکہ اسکو تم واپس کرو یا کہوین کہ تم پھر تحفہ لاکر دو حکم حاکم سننا چاہیئے اور وہان پر تحفہ داخل کرنا چاہیئے سب تحفہ لانے والے آگے بڑھے اور تختگاہ تک وہ سلیمان علیہ السلام کے گئے جو انکو دیکھا تو سلیمان ہنسے اور کہا کہ اسقدر ہنسے تم سے کب چاہا تھا مین نہین کہتا ہوں کہ مجکو تحفہ دو یہ کہتا ہون کہ تم لائق تحفہ کے ہو یعنی سلیمان علیہ السلام نے اُنسے کہا کہ مین تم سے تحفہ دنیا کا نہین چاہتا ہون بلکہ یہ چاہتا ہون کہ تم لائق تحفہ کے ہو کہ قبول ہووے پس ثابت ہوا کہ جسکو تحفہ بھیجتے ہین خود اسکے قابل ہونا چاہیئے کہ تحفہ ہمسر کو بھیجتے ہین ادنیٰ اعلیٰ کو نہین بھیجتا ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ؔ۲ کہ مجھے الخ ۵ شعر کہ تحفے مجکو نادر غیب سے ہین کہ بشر اُس کی تاب نہ لاسکے اختر پوجتے ہو کہ جو زر کرتا ہے اُس سے رجوع ہو کہ وہ اختر کرتا ہے آفتاب چرخ کو پوجتے ہو اور خوار کی ہے جان اعلیٰ قیمت حکم خدا سے خورشید میرا باورچی ہے جو اس کو خدا کہے وہ گدھا ہے اگر تیرے خورشید کو پکڑے تو کیا کرے گہن کی ظلمت کو کب دور کر سکے یعنی مجکو حق وہ تحفہ دیتا ہے کہ بشر اسکی تاب نہ لاسکے اور تم شمس پرست ہو شمس والے کو کیون نہین پوجتے ہو کہ سب اُس کے اختیار مین ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
ؔ۳ عجز نے الخ ۵ شعر تو نہین عجز درگاہ خدا مین کرے گا کہ اے اللہ سیاہی خورشید کی دور کر دو نور دے گر تجکو آدھی رات کو مارے پھر خورشید کہان ہے تاکہ تو اُس سے مدد لے یا امان چاہے اکثر آفتین رات کو ہوتی ہین تیرا معبود ہمیشہ غائب ہوتا ہے حق کی جانب تو راستون کے مانند جھک کہ اخترون سے چھوٹے اور محرم بنے جب کہ تو محرم ہو تو اب مین سے وہ کہون تاکہ تو آفتاب آدھی رات کو دیکھے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

گر گذشت نیم شب خورشید کو ‌ ‌ تابناکی یا امان خواہی ازو
حادثات اغلب بشب واقع شود ‌ ‌ وان زمان معبود تو غائب بود
سوی حق گر راستانہ خم شوی ‌ ‌ وارہی از اختران محرم شوی
چون شوی محرم گشایم با تو لب ‌ ‌ تا ببینی آفتاب نیم شب
جز روان پاک او را شرق نے ‌ ‌ در طلوعش روز و شب را فرق نے
روز آن باشد کہ او شارق شود ‌ ‌ شب نماند چونکہ او بارق شود
چون نماید ذرہ پیش آفتاب ‌ ‌ خور چنان باشد دران انوار ناب
آفتابے را کہ رخشان می شود ‌ ‌ دیدہ در پیشش کند حیران شود
ہمچو ذرہ بینیش در نور عرش ‌ ‌ پیش نور بیحد موفور عرش
بینیش مسکین و خوار و بیقرار ‌ ‌ دیدہ را قوت شدہ از کردگار
کیمیایے کہ ازو یک ماثرے ‌ ‌ بر دخان افتاد و گشت او اخترے
نادر اکسیرے کہ از وے نیمتاب ‌ ‌ بر ظلامی زد کردش آفتاب
بوالعجب مینا گرے کز یک عمل ‌ ‌ بست چندین خاصیت را بر زحل
باقی در ہاے جان و اختران ‌ ‌ ہم برین مقیاس اے طالب بدان
دیدۂ حسی زبون آفتاب ‌ ‌ دیدۂ ربانی را جوی و بیاب
کان نظر نوری و آن ناری بود ‌ ‌ نار پیش نور بس تاری بود
تا زبون گردد بہ پیش آن نظر ‌ ‌ شعشعات آفتاب با شرر

نیم شب گر تجکو مارے خور کہان ‌ ‌ تا تو روے اُس سے بلجا ہے امان
ہوتی ہین آفات اکثر رات کو ‌ ‌ غائب اسدم ہے تیرا بس معبود جو
سوے حق گر راستانہ تو جھکے ‌ ‌ اخترون سے چھوٹے اور محرم بنے
جو تو محرم ہو کہون مژدہ مین اب ‌ ‌ تا تو دیکھے آفتاب نیم شب
جان پاکون[1] کو نہی بغیر اسکے شرق ‌ ‌ راتدن مین نے طلوع اُسکے سے فرق
جب کرے وہ شرق تو وہ روز ہے ‌ ‌ شب نہ رہوے جب چمکنے وہ لگے
جیسے ذرہ چمکے آگے شمس کے ‌ ‌ شمس ہو اُس نور مین اس طور سے
شمس کو کہ ہے درخشندہ جہان ‌ ‌ دیدہ اُسکے آگے حیران ہو یہان
دیکھے نور عرش مین ذرہ اسے ‌ ‌ ظاہر آگے نور بیحد عرش کے
دیکھے تو اس کو ذلیل و بیقرار ‌ ‌ آنکھ کو قوت ہو حق سے آشکار
کیمیا ہے کہ دھوئین پر جو پڑا ‌ ‌ اک اثر اُسکا تو وہ اختر ہوا
ہے عجب اکسیر کہ کچھ اس سے تاب ‌ ‌ ڈالے ظلمت پر کیا اک آفتاب
کیمیا[2] ہے بوالعجب کرکے عمل ‌ ‌ خاصیت رکھین بہت اندر زحل
باقی اختر اور سب وہ ہاے جان ‌ ‌ بھی اسی مقیاس پر طالب تو جان
چشم حسی شمس سے عاجز رہے ‌ ‌ چشم ربانی کو تو ڈھونڈھ اور لے
وہ نظر نوری و یہ ناری سے ہو ‌ ‌ نار آگے نور کے ظلمت رکھے
تا ہو بدتر اُس نظر کے روبرو ‌ ‌ روشنی خورشید کی اے نیک خو

سلہ جان پاکون الخ ۸ **شعر** بغیر جان پاکون کے اُس کا شرق نہین ہے اور رات دن مین اُس کے طلوع سے فرق نہین ہے جب کہ وہ شرق کرے تو وہ دن ہے اور رات نہ رہوے جب کہ وہ چمکنے لگے جیسے ذرہ آگے شمس کے چمکے اور شمس اُس نور مین اس طور سے ہووے شمس کہ درخشندہ جہان ہے اور دیدہ اُسکے آگے حیران یہان ہے نور عرش مین اُس آفتاب کو ذرہ دیکھے بظاہر آگے نور عرش مین اُس آفتاب کو ذرہ دیکھے بظاہر آگے نور عرش بیحد کے تو اس کو دیکھے ذلیل اور بیقرار اور آنکھ کو قوت حق سے ہووے ظاہر کیمیا ہے کہ دھوئین پر جو پڑا ایک اثر اسکا ہو تو وہ اختر ہوا عجب اکسیر ہے کہ کچھ اس سے تاب ظلمت پر ڈالی ایک آفتاب کیا یعنی وہ نور طلوع کرتا ہے پاکون کی جان سے اور رات دن مین کچھ خلل نہین کرتا ہے مگر اُس شخص کو کہ ہر وقت دن ہے اُس نور کے آگے آفتاب مانند ذرے کے ہے اور اسی سے آفتاب و اختر ظاہر ہوئے ہین پس حصول اسکے کو فقیر ہی کہتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کیمیا الخ ۵ **شعر** عجب کیمیا گر ہے عمل کرکے بہت خاصیت رکھین زحل مین باقی اختر اور سب گوہر جان بھی اسی قیاس پر ہیں اے طالب تو جان لے چشم حسی شمس سے عاجز رہے چشم ربانی کو ڈھونڈھ اور حاصل کر وہ نظر نور سے اور یہ نار سے ہے نار آگے نور کے ظلمت رکھتی ہے تا اُس نظر کے روبرو وہ بدتر ہووے روشنی خورشید کی یعنی چشم سر آفتاب سے عاجز ہوتی ہے اور چشم دل نہین ہوتی تو اسکو حاصل کر کہ وہ نظر نوری اور یہ نظر ناری ہے کہ روشنی خورشید کی اُس نظر کے روبرو بدتر ہوتی ہے جیسے شیخ عبداللہ مغربی کہ نظر نورانی رکھتے تھے چنانچہ اسکا حال مثال مین آگے ہے فافہم ۱۲

کرامات شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہٗ

گفت عبداللہ شیخ مغربی ۔ شصت سال از شب ندیدم من شبی
من ندیدم ظلمتی در شصت سال ۔ نی بروز و نی بشب از اعتدال
صوفیان گفتند صدق قال او ۔ نیم شب رفتیم در دنبال او
در بیابانهای پُر از خار و گو ۔ او چو ماه بدر ما را پیش رو
روی پس ناکرده میگفت او بشب ۔ ہین گو آمد میل کن بر دست چپ
باز گفتی بعد یکدم سوی راست ۔ میل کن زیرا که خاری پیش پاست
روز گشتی پای بوسش کرده ما ۔ زانکه بودش پاک از گل ہر دو پا
نی ز خاک و نی ز گل بر وی اثر ۔ نی خراش خار و آسیب حجر
مغربی را مشرقی کرده خدای ۔ کرده مغرب را چو مشرق نور زای
نور این شمس شموس فارس است ۔ روز خاص و عام را او حارس است
چون نباشد حارس آن نور مجید ۔ که ہزاران آفتاب آرد پدید
تو بنور او ہمی رو در امان ۔ در میان اژدها و کژدمان
پیش پیش میرود آن نور پاک ۔ میکند ہر رہزنی را چاک چاک
یوم لا یخزی النبی راست دان ۔ نور یسعی بین ایدیہم بخوان
گرچه گردد در قیامت آن فزون ۔ از خدا اینجا بخواہید آزمون

کرامات شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہٗ کی

بولے[سلہ] عبداللہ شیخ مغربی ۔ ساٹھ سال اک شب نہ دیکھی شب بھی
نے سیاہی دیکھی میں نے ساٹھ سال ۔ دن کو اور نے رات کو تھا اعتدال
بولے صوفی بات سچ کہتے ہیں وہ ۔ ہم تھے پیچھے اُنکے آدھی رات کو
تھا گڑھوں سے صحرا پُر اور خار سے ۔ وہ ہمارے پیشرو جوں ماہ تھے
رات کو بے منہ کے پھیرے کہتے وہ ۔ ہے گڑھا تم آؤ اُلٹے ہاتھ کو
کہتے پھر دم بھر میں وہ کہ دیکھنا ۔ سیدھی جانب خار ہے اک پیش پا
دن ہوئے پابوس اُنکے ہم ہوئے ۔ گرد رہ سے اُنکے پاؤں پاک تھے
نے گل اور نے خاک کا اسیر اثر ۔ خار و پتھر کا نہ زخم اور نے ضرر
مغربی[سلہ] کو مشرقی حق نے کیا ۔ مغرب کو روشن کیا بس شرق سا
نور اس شمس شموسوں کا یہاں ۔ خاص و عاموں کے ہے دل کا نگہبان
کیوں نہ ہو وہ نور پاک اب نگہبان ۔ کہ ہزاروں شمس کرتا ہے عیاں
نور سے اُسکے تو جا اندر امان ۔ اژدہا اور کژدموں کے درمیان
تیرے آگے جائے ہے وہ نور پاک ۔ کرتا ہے ہر راہزن کو چاک چاک
یوم[عسہ] لا یخزی النبی سچ جان تو ۔ نور یسعی[عسہ] بین ایدیہم پڑھو
گرچہ محشر میں زیادہ ہووے وہ ۔ آزمایش یاں خدا سے مانگ تو

سلہ بولے الخ ۸ شعر شیخ عبداللہ مغربی نے کہا کہ ساٹھ برس ایک رات راتوں سے نہیں دیکھی میں نے ساٹھ برس سیاہی نہیں دیکھی نہ دن کو نہ رات کو کہ اعتدال تھا صوفیوں نے کہا کہ وہ سچ کہتے ہیں کہ ہم انکے پیچھے تھے آدھی رات کو صحرا میں گئے اور صحرا گڑھوں و غار سے پُر تھا اور وہ ہمارے پیشرو ماہ کے مانند تھے رات کو بغیر منہ پھیرنے کے وہ کہتے تھے کہ گڑھا ہے تم اُلٹے ہاتھ کو آؤ پھر دم میں کہتے کہ دیکھ جانب خار ہے آگے پاؤں کے دن ہوا کہ ہم پابوس انکے ہوئے اُن کے پاؤں گرد راہ سے پاک تھے نہ مٹی اور نہ خاک کا اسیر اثر نہ خار و پتھر کا سپر زخم و نہ ضرر یعنی چشم دل انکی روشن تھی کہ تاریکی شب میں وہ مثل دن کے راہ دیکھتے تھے اسکو روشن دل کہتے ہیں آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ مغربی الخ ۸ شعر مغربی کو حق نے مشرقی کیا مغرب کو روشن کیا مثل مشرق کے نور اس آفتاب آفتابوں کا یہاں خاص و عاموں کے دل کا نگہبان ہے وہ نور پاک اب کیوں نہ نگہبان ہو کہ ہزاروں شمس عیاں کرتا ہے اُسکے نور سے اندر امن کے جا درمیان اژدہا و بچھوؤں کے وہ نور پاک تیرے آگے جاتا ہے اور ہر ایک راہزن کو چاک چاک کرتا ہے ترجمہ اُس دن کہ خدا خجل نہ کرے اپنے پیغمبر کو سچ جان تو ترجمہ نور جو کوشش کرے درمیان دونوں ہاتھ آنکے پڑھو اگرچہ محشر میں وہ زیادہ ہووے آزمایش یہاں خدا سے مانگ تو کہ وہ ابر ظلمت کو بخشے نور جان اللہ خوب جانتا ہے یعنی نہ نور محمدی کہ آفتاب آفتابوں کا ہے اور یہ آفتاب اُس سے روشن ہے پس وہ نور اس جہان میں خاص و عاموں کا نگہبان ہے اگرچہ حشر میں زیادہ ہوگا تو اس کا امتحان حق سے یہاں چاہئے آگے پھیر دینا تخت سلیمان علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲ عسہ اُس دن کو کہ خدا خجل نہ کرے پیغمبر اپنے کو عسہ نور جو کوشش کرے درمیان دونوں ہاتھوں کے ۱۲

کو ببخشد ہم بیغ وہم بلاغ	نور جان واللہ اعلم بالبلاغ
کہ وہ بخشے ابر ظلمت کو تاب	نور جان واللہ اعلم بالصواب

باز گردانیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آن ہدیہا کہ آوردہ بودند سوے بلقیس و دعوت سلیمان ایشان را بایمان و ترک آفتاب پرستی کردن

پھیر دینا سلیمان علیہ السلام کا قاصدان بلقیس کو مع اس تحفہ کی کہ بلقیس کی جانب سے لائے تھے اور دعوت کرنا سلیمان علیہ السلام کی انکو ساتھ ایمان و ترک آفتاب پرستی کے

باز گردید اے رسولان خجل	زر شما را دل بما آرید دل
این زر من بر سر آن زر نہید	کوری تن فرج استر را دہید
فرج استر لائق حلقہ زرست	زر عاشق روے زرد صفرست
کہ نظرگاہ خداوندست آن	کہ نظر انداز خورشیدست کان
کو نظرگاہ شعاع آفتاب	کو نظرگاہ خداوند لباب
از گرفت من ز جان اسپر کنید	گرچہ اکنون ہم گرفتار منید
مرغ فتنہ دانہ بر بام ست او	پر کشادہ بستہ دام ست او
چون بدانہ داد او دل را بجان	ناگرفتہ مرد را بگرفتہ دان
آن نظر کہ سوے دانہ میکند	آن گرہ دان کو بپا بر میزند
دانہ گوید گر تو مید زدی نظر	من ہمی دزدم ز تو صبر و مقر

سلہ لوٹ جاؤ قاصدان پر خجل	لیو تم زر ہمکو لا کر دیو دل
میرا یہ زر سر پہ اُس زر کے رکھو	یہ زر تن فرج خچر مین بھرو
فرج خچر شایان حلقہ زر کے ہے	زر عاشق زرد روئی کو رکھے
سلہ کہ وہ ہے اللہ کا مدنظر	کان ہے خورشید کی حد نظر
کہ وہ ہو خورشید کی حد نظر	کہ وہ ہے اللہ کا مدنظر
جان سپر میری گرفتون سے کرو	تم گرفتار اب بھی میرے گرچہ ہو
مرغ مفتون دانہ اسکا بام پے	پر کشادہ پر بندھا ہے دام سے
قید دانہ مین جو دل کو وہ رکھے	جانو بے پکڑا ہوا وہ قید ہے
جو نظر وہ بس سوے دانہ کرے	جانو پاؤن پر گرہ اپنی رکھے
دانہ کہوے جو چرائے تو نظر	صبر تجھ سے مین چراتا ہون مگر

سلہ لوٹ الخ ۳ شعر اے قاصدان پرخجل تم لوٹ جاؤ اور زر کو تم لیو اور دل لاکر دیو یہ میری تند اُس زر کے سر پہ رکھو اور یہ زر تن خچر کی فرج مین بھرو خچر کی فرج لائق حلقہ زر کے ہے زر عاشق زرد روئی کو رکھتا ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ وہ ہے الخ ۸ شعر کہ وہ زر عاشق اللہ کا مدنظر ہے اور کان زر ہے خورشید کی حد نظر کہ وہ خورشید کا مدنظر ہے اور وہ کان کا مدنظر ہے میری گرفتون سے تم اپنی جان سپر کرو اگرچہ تم ابھی میرے گرفتار ہو آگے اس گرفتاری کی مثال ہے مرغ عاشق دانہ بام پر کشادہ بیٹھا ہے ولیکن دام حرص سے بندھا ہوا ہے جو وہ دل کو قید دانہ مین رکھتا ہے جان لو کہ وہ بے پکڑا ہوا قید ہے جو کہ وہ نظر طرف دانے کے کرتا ہے جان لو کہ پاؤن پر وہ اپنے گرہ رکھتا ہے دانہ کہوے کہ جو تو نظر چرائے مین تجھ سے صبر چراتا ہون تو میرے پیچھے نظر پھیلاتا ہے مین تجھ سے غافل نہین ہون یعنی ریاکارون کو بھی دنیا اسی طرح بے دام پھانسے ہوئے ہے جیسے گل خوار نے گل کھائے اور اپنی شکر کھوئی چنانچہ قصہ اس کا آگے مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

چون کشیدست آن نظر اندر پیم
پس بدانی کز تو من غافل نیم

تو چھپا تا ہے نظر تیچھے مرے
مین نہین غافل ہون تجھسے جانیے

قصہ عطارے کہ سنگ ترازوے او از گل سرشوی بود ودزدیدن مشتری گل خوارہ ازان گل ہنگام سنجیدن

پیش عطارے یکی گل خوار رفت
تا خرد ابلوج و قند خاص زفت

پس بر عطار طرار دودل
موضع سنگ ترازو بود گل

گفت عطار اے جوان ابلوج من
ہست نیکو بے تکلف بے سخن

لیک گل سنگ ترازوے منست
گر ترا میل شکر بخریدن ست

گفت ہستم در مہمی قند جو
سنگ میزان ہر چہ خواہی باش گو

گفت باخود پیش آنکہ گل خورست
سنگ چہ بود گل نکوتر از زرست

ہمچو آن دلالہ کو گفت اے پسر
نو عروسے یافتم بس خوب تر

سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست
کان ستیزہ دختر حلواگرست

گفت بہتر این چنین خود گر بود
دختر او چرب و شیرین تر بود

گر نداری سنگ و سنگت از گل ست
این بہ و بہ گل مرا میوہ دل ست

اندران کفہ ترازو ز اعتداد
او بجائے سنگ آن گل را نہاد

پس برائے کفہ دیگر بدست
ہم بقدر آن شکر را می شکست

چون نبودش تیشہ او دیر ماند
مشتری را منتظر آنجا نشاند

رویش آنسو بود گل خور ناشگفت
گل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت

قصہ اُس عطار کا کہ اُسکے ترازو کے بانٹ مٹی کے بنے ہوئے تھے اور چرانا مشتری گل خوارہ کا اُسکو ہنگام تولنے کے

پیش[۱] عطار ایک گل خوارہ گیا
تا خریدے قند و شکر وہ ذرا

پیش اس عطار خوش چالاک کے
پس بجائے سنگ گل کے بانٹ تھے

بولا عطار اے جوان شکر مری
ہے بہت عمدہ نہین ہے وہ بُری

بانٹ مٹی کے ہین لیکن سب مرے
گر شکر لینا تجھے منظور ہے

بولا[۲] شکر مجکو لینا ہے وے
بانٹ تیرے ہووین گو ہر چیز کے

سوچا اُسکے آگے جو گل کھائے ہے
سنگ کیا ہے مٹی بہتر زر سے ہے

جیسے اک دلالہ بولی اے پسر
اک نئی دلہن مری ہے خوب تر

خوبصورت ہے وہ بھی اک عیب ہے
کہ وہ حلوائی کی لڑکی ہے وے

بولا بہتر ہوا گر وہ ایسی ہو
چرب و شیرین زیادہ لڑکی ہووے وہ

گر نہ پتھر کا ہے بانٹ اور گل کا ہے
خوب گل میوہ سے ہے خوشتر مجھے

گن[۳] کے پلے مین ترازو کے رکھے
اُسنے گل کے بانٹ پتھر کی جگھے

دوسرے پلے کے لائق وہ بشر
توڑتا تھا ہاتھ سے اپنے شکر

تیشہ اُسکا جو نہ تھا تو اس جگہ
مشتری کو منتظر بیٹھا رکھا

اُسکا منھ تھا اُسطرف گل خوار نے
گل کی چوری خفیہ کی اُس بانٹ سے

[۱] پیش عطار الخ ۱۴ شعر آگے عطار کے ایک گل خوار گیا تا کہ قند و شکر خریدے پاس اس عطار چالاک کے بجائے سنگ کے مٹی کے بانٹ تھے عطار نے کہا کہ اے جوان شکر میری بہت عمدہ ہے بُری نہین ہے ولیکن میرے سب بانٹ مٹی کے ہین اگر تجکو شکر لینا منظور ہے آگے گل خوار کا جواب ہے فافہم ۱۲ [۲] بولا الخ ۶ شعر کہا کہ مجکو شکر لینا ہے ولیکن تیرے بانٹ گو ہر چیز کے ہون اُس کے آگے سوچا کہ جو گل کھائے ہے پتھر کیا ہے مٹی زر سے بہتر ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک دلالہ نے کہا کہ اے پسر ایک نئی دولہن خوبصورت ملی ہے لیکن ایک عیب بھی ہے کہ وہ حلوائی کی لڑکی ہے کہا کہ بہتر ہووے اگر وہ ایسی ہووے چرب و شیرین وہ لڑکی سوا ہووے اگر پتھر کا بانٹ نہیں ہے گل کا ہے مجھے گل میوے سے خوشتر ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] گن کے الخ ۵ شعر پلہ ترازو مین گن کے رکھے اسنے گل کے بانٹ سنگ کی جگہ دوسرے پلے کے لائق وہ بشر ہاتھ سے اپنے شکر توڑتا تھا اسکا تیشہ جو اس جگہ نہ تھا خریدار کو منتظر رکھا اُسکا منھ اسطرف تھا کہ گل خوار نے پوشیدہ گل چرائے اُن بانٹوں سے ڈرتے ڈرتے کہ وہ شاید ناگہان دیکھ لیوے مجکو از راہ امتحان کے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

ترس ترسان کہ نیاید ناگہان　　چشم او بر من فتد از امتحان
دید عطار آن و خود مشغول کرد　　کہ فزون تر زند ہین ای روی زرد
گر بدزدی از گِل من می بری　　رو کہ ہم از پہلوے خود می خوری
تو ہمی ترسی ز من لیک از خری　　من ہمی ترسم کہ تو کمتر خوری
چون بہ بینی مر شکر را آزمود　　پس بدانی احمق و عاقل کہ بود
گرچہ مشغولم چنان احمق نیم　　کہ شکر افزون کشی تو از نیم
مرغ زان دانہ نظر خوش میکند　　دانہ ہم از دور راہش می زند
گر ز ناے چشم حظے می بری　　نے کباب از پہلوے خود می خوری
این نظر از دور چون تیر ست و سم　　عشقت افزون میشود صبر تو کم
مال دنیا دام مرغان ضعیف　　ملک عقبی دام مرغان شریف
تا بدین ملکے کہ او دامیست ژرف　　در شکار آیند مرغان شگرف
من سلیمان می نخواہم ملکتان　　بلکہ من برہانم از ہر ہُلکتان
کاین زمان ہستید خود مملوک ملک　　مالک ملک آنکہ او بجہد ز ہلک
باژگونہ اے اسیران جہان　　نام خود کردید امیران جہان
اے تو بندہ این جہان محبوس جان　　چند گوئی خویش را خواجہ جہان
اے رسولان میفرستم آن رسول　　رد من بہتر شمارا از قبول

ڈرتے ڈرتے وہ کہ شاید ناگہان　　دیکھ لیوے مجکو از رہ امتحان
دیکھا جو عطار نے شاغل کیا　　آپ کو کہ وہ چرائے اور سوا
گر چرائے ہے وہ گل لیجائے ہو　　جا تو نقصان آپ اپنا کھائے ہی
مجھسے از راہ خری ڈرتا ہی تو　　ڈرتا مین ہون کم نہ کھائے اسے تو
تو شکر کا امتحان جب کر کرے　　جانے احمق اور عاقل کون ہے
گر ہون شاغل ایسا احمق مین نہیون　　کہ شکر کو مجھسے لیوے تو فزون
مرغ دانے سے نظر کو خوش کرے　　دانہ اسکی راہ مارے دور سے
گر گلوے چشم کی لذت تو لے　　نے کباب اپنے تو پہلو سے چکھے
یہ نظر ہے دور سے جون تیر سم　　عشق زیادہ ہو ترا اور صبر کم
۵۲ مال دنیا دام مرغان ضعیف　　ملک عقبیٰ دام مرغان شریف
ملک ایسے مین کہ دام اک سخت ہے　　مرغ پاک آکے کب اسمین پھنسے
مین سلیمان ملک نے چاہون ترا　　بلکہ کرتا ہون ہلاکت سے رہا
ملک کے مملوک تم خود ہو بھلا　　سنو رے جو وہ ہی مالک ملک کا
رسم الٹی اے اسیران جہان　　خود کو کہتے ہو امیران جہان
۵۳ بندۂ عالم ہے تو محبوس جان　　کب تلک کہوے مین ہون خواجہ جہان
اے رسولو بھیجتا ہون تم کو کیا　　تم کو مقبولی سے بہتر رد مرا

دلداری کردن و نواختن سلیمان　　دلداری کرنا اور نوازنا سلیمان کا رسولون کو

سلہ ۵ دیکھا الخ ۸ شعر جو دیکھا عطار نے شاغل کیا آپ کو کہ وہ اور سوا چرائے اگر چرا ہے وہ گل لیجاتا ہو جا تو تو آپ نقصان اپنا کھاتا ہے از راہ خری کے تو ڈرتا ہے اور مین ڈرتا ہون کہ تو اسے کم کھائے تو شکر کا جب امتحان کرے تب جانے کہ احمق و عاقل کون ہے اگرچہ مین شاغل ہون مگر ایسا احمق نہین ہون کہ تو مجھ سے شکر سوا لیجائے آگے اسکی مثال ہے مرغ دانہ سے نظر خوش نہ کرے دانہ اسکی راہ مارتا دور سے اگر تو گلوے چشم کی لذت لیوے نہین کباب اپنے پہلو سے چکھتا ہے یہ نظر دور سے مثل تیر و سم کے ہے عشق سوا ہو تیرا اور صبر کم ہو یعنی چشم کی لذت گلو سے لیتا ہے تو اپنے پہلو کا کباب کیون نہین کھاتا ہے یعنی طمع نفس کے واسطے نظر نامحرم پر الناپ عشق بڑھتا ہے لیکن صبر کم ہوتا ہے گویا نفس کے واسطے تو خود کو ہلاک کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ مال دنیا الخ ۵ شعر مال دنیا کا مرغان ضعیف کا دام ہے اور ملک عقبیٰ کا مرغان شریف کا دام ہے ایسے ملک مین کہ ایک دام سخت ہے مرغ پاک آکر اُس مین کب پھنستے یعنی مین آگے بلقیس کے ایک دام تحفہ مین کب پھنستا ہون مین سلیمان تیرا ملک نہین چاہتا ہون ہلاکت سے تمکو رہا کرتا ہون تم ملک کے مملوک خود ہو اور وہ مالک ملک کا ہے کہ جو نجات پاوے اے امیران جہان رسم الٹی ہے کہ تم خود کو کہتے ہو امیران جہان یعنی امیر و مالک و ملک نہین ہو کہ کوئی دم تم کو اس دنیا سے رہائی نہین ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ بندہ الخ ۲ شعر تو بندۂ جہان و محبوس جان ہو کب تک کہیگا کہ میں خواجہ جہان ہون اے رسولون مین بھیجتا ہون تمکو کیا ہے تمکو مقبولی سے رد بہتر ہے آگے نوازنا سلیمان علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہر رسولان را و دفع وحشت و آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن ہدیہ

اور دفع کرنا وحشت و آزار دل اُنکے سے اور عذر قبول نہ کرنا تحفے کا

پیش بلقیس آنچہ دیدید از عجب　　باز گوئید از بیابان ذہب
کہ چہل منزل بروے زر مید　　وز چنین ہدیہ خجل چون میشدید
تا بداند کہ بہ زر طامع نہ ایم　　ما ز زر زر آفرین آوردہ ایم
آنکہ گر خواہد ہمہ خاک زمین　　سر بسر زر گردد و دُرِّ ثمین
حق برائے او کند ای زر گزین　　روز محشر این زمین را نقرہ گین
فارغیم از زر کہ ما بس پُر فنیم　　خاکیان را سر بسر زرین کنیم
از شما کے کدیۂ زر می کنیم　　ما شما را کیمیاگر می کنیم
ترک آن گیرید کہ ملک سباست　　کہ برون از آب و گل بس ملکہاست
تختہ بندست آنکہ تختش خواندۂ　　صدر پنداری و بر در ماندۂ
بادشاہی نیستت بر ریش خود　　بادشاہی چون کنی بر نیک و بد
بے مراد تو شود ریشت سفید　　شرم دار از ریش خود ای کژ امید
مالک الملک است ہر کس سر نہد　　بے جہان خاک صد ملکش دہد
لیک ذوقِ سجدۂ پیش خدا　　خوشتر آید از دو صد دولت ترا

[1] جو ہے دیکھا آگے تم بلقیس کے　　کہنا اس سونے کے بس میدان مے
زر پہ جو چالیس منزل تم بہے　　ایسے تحفے سے خجل جو تم ہوئے
تا کہ جانے طامع ہم زر کے نہین　　بخشتا زر ہمکو ہے زر آفرین
وہ اگر چاہے تو کل خاک زمین　　زر ہو بالکل اور ہو در ثمین
حق کرے اُس کے لئے ائے زر گزین　　روز محشر اس زمین کو نقرہ گین
[2] زر سے فارغ ہون کہ میں پُر فن ہون　　خاکیون کو زرین بالکل میں کرون
تم سے کب مین خواہش زر کرتا ہون　　تمکو بس مین کیمیا گر کرتا ہون
چھوڑ دو تم اُسکو کہ ملک سبا　　کہ بہت ملک آب و گل سے ہین سوا
قید ہے وہ تخت جس کو کہتے ہو　　صدر جانا رہ گئے تم در پہ ہو
[3] اپنی داڑھی پہ نہین شاہی تجھے　　نیک و بد پر شاہی کیونکر کر سکے
تیری بے مرضی ہو کل داڑھی سفید　　شرم کر داڑھی سے اپنی کج امید
جو کرے عجز اُس خدائے ملک سے　　اس جہان کے غیر سو ملک اسکو دے
ذوق سجدہ کا تجھے پیش خدا　　لاکھ دولت سے ہو بہتر اور بھلا

[1] جو ہے الخ ۵ شعر جو تمنے دیکھا ہے آگے بلقیس کے کہنا اس سونے کے میدان سے جو چالیس منزل تم زر پر بہے اور ایسے تحفے سے تم خجل ہوئے تاکہ وہ جانے کہ ہم طامع زر کے نہین ہم کو زر بخشتا ہے زر آفرین وہ اگر چاہے تو کل خاک زمین بالکل زر ہو در ثمین ہو حق اس کے لئے کرے بروز محشر زمین کو نقرہ سے بہ سین [2] زر الخ ۵ شعر زر سے فارغ ہون کہ پُر فن ہون خاکیون کو بالکل مین زرین کرون مین تم سے کب خواہش زر کی کرتا ہون بس تم کو کیمیاگر کرتا ہون اس کو چھوڑ دو کہ وہ ملک سبا ہے بلکہ بہت ملک اس آب و گل سے علاوہ ہین وہ قید ہے کہ جس کو تم تخت کہتے ہو صدر جانا تا اور تم در پر رہ گئے یعنی اس ملک دنیا کے علاوہ اور بہت ملک ہین جس کو تم تخت کہتے ہو وہ قید ہے تم نے صدر اُس کو جانا پر حقیقت مین دروازہ پر رہ گئے ہو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اپنی الخ ۷ شعر تجکو اپنی داڑھی پر شاہی نہین ہے نیک و بد پر شاہی کیونکر کر سکتا ہے تیری بے مرضی کل داڑھی سفید ہوا اپنی داڑھی سے شرم کرائے کج امید آگے اس کے حقائق ہین جو عجز کرے اس مالک ملک سے سوا اس جہان کے اور سو ملک وہ اس کو دے تجکو ذوق سجدہ کا آگے خدا کے لاکھ دولت سے بہتر ہو تو نالہ کرین نہین چاہتا ہون ملک کو ملک سجدہ کا تجکو عنایت کر بادشاہون کی مجرومی سے کبھو شراب بندگی سے بو نہ پائی ورنہ وہ مانند ادہم کے ونگ ہو کر ملک دنیا چھوڑ دیتے بیدرنگ یعنی تو عجز درگاہ باری مین کر کہ بندگی تجکو عنایت کرے اور اس ملک کے سبب سے بادشاہ بندگی سے محروم رہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

بس بنالی کہ نخواہم ملکہا — ملک آن سجدہ مسلم کن مرا
پادشاہانِ جہان از بدرگی — بو نہ بردند از شراب بندگی
ورنہ ادہم وار سرگردان و دنگ — ملک را برہم زدندے بیدرنگ
لیک حق بہرِ ثباتِ این جہان — مُہرشان بنہاد بر چشم و زبان
تا شود شیرین بریشان تخت و تاج — تا ستانند از جہانداران خراج
از خراج ار جمع آری زر چو ریگ — آخر آن از تو بماند مردہ ریگ
ہمرہِ جانت نگردد ملک و زر — زر بدہ سرمہ ستان بہرِ نظر
تا ببینی این جہان چاہیست تنگ — یوسفانہ آن رسن آری بچنگ
تا بگوید چون ز چاہ آئی ببام — جان کہ یا بشری لنا ہذا غلام
ہست در چہ انعکاساتِ نظر — کمترین آنکہ نماید سنگ زر
وقت بازی کودکان را ز اختلال — می نماید آن خزفہا زر و مال
عارفانش کیمیاگر گشتہ اند — تا کہ شد کانہا بر ایشان نژند

نالہ کر کے میں نہ چاہوں ملک کو — ملک سجدہ کا عنایت مجکو ہو
کجروی سے بادشاہوں نے کبھو — نے شراب بندگی سے پائی بو
ورنہ وہ مانند ادہم ہو کے دنگ — چھوڑ دیتے ملک دنیا بیدرنگ
[۱] پر جہان کو باقی رکھنے کے لئے — انکے مُہر ہین حق نے کین دل آنکھ پے
تاکہ ہو محبوب انکو تخت و تاج — یا وہ لیوین بادشاہون سے خراج
جمع گر تو زر خراجون سے کرے — تجھسے آخر مال میراثی رہے
ملک و زر ہمرہ نہ جان کے ہو ترے — زر کو دے بہرِ نظر سرمہ کو لے
تا تو دیکھے یہ جہان اک چہ ہے تنگ — مثل یوسف کے وہ رسی لا بچنگ
تاکہے جب چاہ سے آئے ببام — جان کہ یا بشری لنا ہذا غلام
[۲] چاہ مین معکوس ڈالی ہے نظر — وہ ہے کمتر سنگ کو جو دیکھے زر
کھیل مین لڑکون کو ناقص عقل سے — مال و زر وہ ٹھیکری دکھلائے ہے
عارف اسکے کیمیاگر ہو گئے — انکے آگے کان بس ناچیز ہے

دیدن درویشے جماعت مشایخ را در خواب و درخواست کردن روزی حلال از ایشان کہ بہ مشغول شدن کسب از عبادت می مانم و ارشاد ایشان

دیکھنا درویش کا جماعت مشائخ کو خواب مین اور چاہنا روزی حلال کا اُنسے کہ بسبب مشغولی کسب کے عبادت سے باز رہتا ہون اور ارشاد کرنا اُنکا اُس کو

[۱] پر جہان الخ ۶ شعر یکن جہان کو باقی رکھنے کے واسطے آنکھ و دل پر اُن کے حق نے مہرین کردین تاکہ تخت و تاج اُنکو محبوب ہو تاکہ بادشاہون سے وہ خراج لیوین اگر تو زر جمع خراجون سے کرے آخر تجھ سے مال میراثی رہے تیری جان کے ہمراہ ملک و مال نہ ہو دے زر کو دے اور واسطے نظر کے سرمے کو لے تاکہ تو دیکھے کہ یہ جہان ایک چاہ تنگ ہے مثل یوسف کے وہ رسی ہاتھ مین لا تاکہ جان سے جب کہ چاہ سے بام پر لائے ترجمہ اسے خوشخبری واسطے میرے کہ یہ غلام ہے یعنی تو زر کو حق کی راہ میں صرف کر اور سرمہ توحید کو حاصل کر کہ چشم باطن روشن ہو کہ بھلائی اس دنیا کی تجھپر کھلے اور مثل یوسف کے چاہ دنیا سے تجھکو نجات ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۲] چاہ مین الخ ۳ شعر نظر الٰہی ڈالے ہے معکوس اس چاہ مین وہ کمتر ہے کہ جو سنگ کو زر دیکھے آگے اس کی مثال ہے کہ لڑکون کو کھیل مین بسبب عقل ناقص کے ٹھیکریان مال و زر دکھلائی دیتی ہین عارف خدا کیمیاگر ہو گئے اُن کے آگے کان ناچیز ہے چنانچہ مثال مین قصہ مشائخ کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

او را بہ میوہ ہاے تلخ و ترش و شیرین شدن بدادن مشائخ آنہارا

ساتھ میوہ ہاے تلخ و ترش کے اور شیرین ہو جانا اُنکا بسبب دینے مشائخون کے

آن یکے درویش گفت اندر سحر — خضریان را من بدیدم خواب در
گفتم ایشانرا کہ روزی حلال — از کجا نوشم کہ آن نبود وبال
مر مرا سوے کہستان راندند — میوہ ہا زان بیشہ می افشاندند
کہ خدا شیرین بگردان میوہ را — در دہان تو بہمت ہاے ما
ہین بخور پاک و حلال و بے حسیب — بے صداع و نقل بالا و نشیب
پس مرا زان رزق نطقے رو نمود — ذوق گفت من خرد ہا می ربود
گفتم این فتنہ است یارب دہ نہان — بخششے دہ از ہمہ خلقان نہان
شد سخن از من دل خوش یافتم — چون انار از ذوق می بشگافتم
گفتم ار چیزے نباشد در بہشت — غیر این شادی کہ دارم در سرشت
ہیچ نعمت آرزو ناید دگر — زین نہ پردازم بجوز و نیشکر
ماندہ بود از کسب یکدو حبہ ام — دوختہ در آستین جبہ ام

بولا[سلہ] اک درویش مین نے صبح کو — خواب مین دیکھے مشائخ بس نکو
بولا مین اُنسے کہ روزی حلال — مین کہان سے کھاؤن کہ نہ ہو وبال
وہ پہاڑون مین مجھے بس لیگئے — اور میوے توڑ کر مجھکو دیئے
کہ خدا ہمت ہماری سی کرے — میٹھا اُن میوونکو بس منھ مین ترے
کھا تو یہ پاک اور حلال اور بے حساب — بے بکھیڑے اور پرتلے بے رنج و تاب
لطف اک اس رزق سے آیا مجھے — عقل گم ہوتی تھی میرے قول سے
بولا[سلہ] مین آفت ہے یہ یارب نہان — خلق سے آزاد کر مجھکو نہان
دل ہوا خوش جو سخن مجھسے کیا — جون انار از ذوق سے بس مین کھلا
بولا مین جنت مین نہ شے ہو کوئی — اس سوا شادی کے جو مجھکو ملی
دوسری نعمت کی نے خواہش مجھے — نیشکر کھاتا نہین ہون اسلئے
مبلغ اک دو رہ گئے تھے کسب کے — آستین مین میرے جبہ کے سلے

درگذرانیدن درویش کہ این زر بدین ہیزم کش دہم کہ من روزے حلال یافتم و رنجیدن ہیزم کش

درویش کے دل مین گذرنا کہ یہ روپئے ہیزم کش کو دون مین کہ مین نے روزی حلال کی پائی ہے اور رنجیدہ ہونا ہیزم کش کا

سلہ ۵۱ بولا الخ ۶ شعر ایک درویش نے کہا کہ مین نے صبح کو خواب مین بہت مشائخ دیکھے مین نے اُن سے کہا کہ روزی حلال مین کہان سے کھاؤن کہ وبال نہ ہو وہ مجھ کو پہاڑون مین لے گئے اور مجھکو میوے توڑ کر دیے کہ خدا ہماری ہمت سے میوون کو شیرین کرے تیرے منھ مین کہ تو کھا کہ یہ پاک و حلال و بے حساب ہین بے اوپر تلے پھرنے اور بے رنج و ملال کے مجھ کو اس ذوق سے ایک لطف آیا کہ عقل گم ہوتی تھی میرے کلام سے یعنی اسکی جو مین خوبیان بیان کرتا تھا تو سننے والون کی عقل میرے بیان سے گم ہوتی تھی آگے ارجع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ بولا مین الخ ۵ شعر مین نے کہا اے رب یہ آفت ہے یہان خلق سے مجھکو آزاد کر پوشیدہ دل خوش ہوا جو سخن مجھسے نکلا اور مانند انار کے اس ذوق سے مین کھلا مین نے کہا کہ جنت مین کوئی شے ہو سوا اس شادی کے کہ مجھکو ملی ہے دوسری نعمت کی خواہش نہین ہے اس واسطے نیشکر نہین کھاتا ہون ایک دو روپیہ کسب کے رہ گئے تھے میرے جبہ کی آستین مین سلے ہوئے یعنی اس قوت حلال کے ملنے کے سبب سے وہ خوشی ہوئی کہ جنت مین کوئی شے اسکے سوا نہ ہو آگے دو روپیہ درویش کو دینے کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن یکی درویش ہیزم میکشید — خستۂ و ماندہ ز بیشہ می رسید
پس بگفتم من ز روزی فارغم — زین سپس از بہر رزقم نیست غم
میوۂ مکروہ بر من خوش شدست — رزق خاص جسم را آمد بدست
چونکہ من فارغ شدستم از گلو — حبۂ چندست من بر ہم بدو
بر ہم این زر را بدین تکلیف کش — تا دو سہ روزک شود از قوت خوش
خود ضمیرم را ہمی دانست او — زانکہ سمعش داشت نور از شمع ہو
بود پیشش سر ہر اندیشۂ — چون چراغی در درون شیشۂ
ہیچ پنہان می نشد از وی ضمیر — بود بر مضمون دلہا او خبیر
پس ہمی منکید با خود زیر لب — در جواب فکرتم آن بوالعجب
کہ چنین اندیشی از بہر ملوک — کیف تلقی الرزق ان لم یرزقوک
من نمیکردم سخن را فہم لیک — بر دلم میزد عتابش نیک نیک
سوی من آمد بہیبت ہمچو شیر — تنگ ہیزم را ز خود بنہاد زیر
پرتو حالی کہ از ہیزم نہاد — لرزہ بر ہفت عضو من فتاد
گفت یارب گر ترا خاصان ہند — کہ مبارک دعوت و فرخ پے اند
لطف تو خواہم کہ مینا گر شود — این زمان این تنگ ہیزم زر شود
در زمان دیدم کہ زر شد ہیزمش — ہمچو آتش بر زمین می تافت خوش
من دران بیخود شدم تا دیر گہ — چونکہ با خویش آمدم من از ولہ

ایک ہیزم کش فقیر بے نوا — آتا صحرا سے تھکا اور خستہ تھا
سوچا مین فارغ ہون اب اس رزق سے — رزق کا نہ غم ہے بعد اسکے مجھے
میوہ ناخوش مجھپہ اب خوش ہو گیا — رزق تن کا خاصکر ہاتھ آگیا
جو کہ مین فارغ ہوا ہون اکل سے — ہین یہ مبلغ چند مین دیدون ست
دو تین یہ زر اسکو بس تکلیف سے — تا یہ خوش دو تین دن ہو قوت سے
فکر سے میرے اُسے بھی تھی آگہی — سمع ہو سے شمع روشن اسکی تھی
اُسکے آگے فکر کا سر نہان — شمع تھی فانوس مین جیسے عیان
کوئی پوشیدہ نہ تھی اُس سے ضمیر — دل کے مضمونون سے تھا بس وہ خبیر
چپکے چپکے کہتا تھا خود زیر لب — بس جواب فکر مین وہ بوالعجب
ایسا اندیشہ ترا بہر ملوک — کیف تلقی الرزق ان لم یرزقوک
مین سمجھتا تھا نہین باتین و لیک — میرے دل پر غصہ کرتا نیک نیک
آیا حملہ کر کے مجھپر مثل شیر — اور رکھا لکڑی کا گٹھا سے زیر
پرتو اس حملہ کا جو مجھ پہ پڑا — لرزہ سات اندام مین میرے پڑا
بولا یارب گر ترے خاصان ہین — کہ مبارک دعوت و خوش جان ہین
کیمیا گر چاہون لطف ہووے ترا — گٹھا اب لکڑی کا زر ہووے مرا
دیکھا اُسدم لکڑیان زر ہو گئین — مثل آتش کے چمکنے وہ لگین
دیر تک مین اُس مین بیخود بن رہا — ہوش مین تا حیرت سے جبکہ مین ہوا

س۵۱ ایک ہیزم کش الخ ۲ شعر ایک فقیر ہیزم کش بینوا صحرا سے آتا تھا تھکا ہوا مین سوچا کہ فارغ ہون اس رزق کا غم نہین ہے بعد اس کے مجھ کو میوہ ناخوش آب خوش ہو گیا خاصکر رزق تن کا ہاتھ آگیا جو کہ مین فارغ کھانے سے ہوا ہون چند مبلغ ہین مین اس کو دیدون یہ زر اسکو دون کہ بہت تکلیف مین ہے تا کہ یہ دو تین دن خوش اس رزق سے میری فکر سے اُس کو آگہی تھی کہ سمع ہو سے اُس کی شمع روشن تھی یعنی وہ روشن دل تھا اسواسطے اُس کو میری فکر سے آگہی تھی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ س۵۲ اسکے آگے الخ ۷ شعر فکر کا بھید اس کے آگے جیسے شمع فانوس مین عیان تھی کوئی ضمیر اُس سے پوشیدہ نہ تھی دل کے مضمون سے وہ خبردار تھا چپکے چپکے ہونٹون مین وہ کہتا تھا جواب فکر میری مین وہ بوالعجب کہ ایسا اندیشہ تیرا واسطے اولیا کے ترجمہ کیونکر ملاقات کرتا تو رزق سے اگر نہ دین وہ رزق تجھ کو مین سمجھتا نہ تھا باتین ولیکن میرے دل پر وہ غصہ کرتا تھا مجھپر حملہ کر کے آیا مثل شیر کے اور لکڑیون کا گٹھا رکھا سے اتار کر پرتو اُس کے حملہ کا جو مجھپر اثر پڑا تو میرے ساتون اندام مین لرزہ پڑا آگے اسکے دعا کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ س۵۳ بولا الخ ۷ شعر دل مین کہا کہ یارب اگر تیرے خاصان ہین کہ مبارک دعوت و خوش جان ہین مین چاہتا ہون کہ لطف تیرا کیمیا گر ہو کہ میرا گٹھا لکڑی کا زر ہووے اسدم دیکھا کہ لکڑیان زر ہو گئین مثل آتش کے وہ چمکنے لگین مین دیر تک اسمین بیخود رہا جب کہ حیرت سے مین ہوش مین آیا بعدہ کہا کہ اے خداوہ کیا اگر غیور ہین مین نہین چاہتا ہون شہرت پھر انکو لکڑیان کردے اسے مین بے تامل ویسی ہی جیسی کہ تھین وہ شاخ زر پھر لکڑیان ہو گئین عقل و نظر اس کام سے دنگ ہو گئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع۱ کیونکر ملاقات کرتا تو رزق سے اگر نہ دین وہ رزق تجھ کو ۱۲

بعد ازان گفت ای خدا گر آن کبار	بس غیور اند و گریزان ز اشتہار	بعدہ بولا خدایا وہ کبار	گر غیور اسب ہین چاہون اشتہار
باز این را بند ہیزم ساز زود	بے توقف ہم بران حالی کہ بد	لکڑیان پھر انکو کردے ابھی مین	بے تامل ویسی ہی جیسی کہ تھین
در زمان ہیزم شدہ اغصان سر	مست شد در کار او عقل و نظر	لکڑیان پھر ہوگئین وہ شاخ زر	عقل دنگ اس کام سے ہوئی و نظر
بعد ازان بر داشت ہیزم را و رفت	سوے شہر از پیش من او تیز و تفت	بعدہ وے لکڑیان وہ چلدیا	میرے آگے شہر کی جانب گیا
خواستم تا در پے آن شہ روم	پرسم ازوے مشکلات و بشنوم	مین نے چاہا اسکے پیچھے مین چلون	پوچھون اس سے مشکلین اور مین سنون
بستہ کرد آن ہیبت او مرا	پیش خاصان رہ نباشد عامہ را	روکا اس ہیبت نے انکی تب مجھے	آگے خاصون کے نہ رہ عامون کو ہے
ور کسے را رہ شود گو سر فشان	کان بود از رحمت و از جذب شان	گر ملے رہ کہدو سر قربان کیے	کیا وہ رحمت اور جذب انکی سے ہے
پس غنیمت دار آن توفیق را	چون بیابی صحبت صدیق را	مین غنیمت جانون اس توفیق کو	پاؤ جو تم صحبت صدیق کو
نے چو آن ابلہ کہ یابد قرب شاہ	سہل و آسان در فتد آن دم ز راہ	نے جیسے اس احمق کہ پائے قرب شاہ	سہل و آسان کرے اسکو وہ تباہ
چون ز قربانی دہندش بیشتر	پس بگوید ران گاوست این مگر	دیوین قربانی سے اسکو بیشتر	کہوے یہ اک گاؤ کی ران ہے مگر
نیست این از ران گاو اے مفتری	ران گاوت می نماید از خری	گاؤ کی یہ ران نہین ہے جو تجھے	بس خری سے گاؤ کی ران دکھتی ہے
بذل شاہانست این بے رشوتے	بخشش محض است این از رحمتے	شاہ کی بخشش یہ بے رشوت کے ہے	انکی بخشش محض یہ رحمت سے ہے

تحریص کردن سلیمان رسولان را بباز گشت و ہجرت بلقیس

حرص دلانا سلیمان کا رسولون کو واسطے رجوع و ہجرت بلقیس کے

ہمچنانکہ شہ سلیمان در نبرد	جذب خیل و لشکر بلقیس کرد	جیسے لڑنے مین سلیمان نے کیا	جذب لشکر اور حشم بلقیس کا

۵۳ بعدہ آلخ ۵ شعر بعدہ وہ لکڑیان لیکر چلدیا میرے آگے شہر کی جانب گیا مین نے چاہا کہ اس کے پیچھے چلون اور پوچھون اس سے مشکلین اور مین سنون اس کی ہیبت نے روکا مجکو کیونکہ آگے خواصون کے عامون کو راہ نہین ہے آگے اس کے قائق مین گر راہ ملے کہدو کہ سر قربان کرے کہ راہ ملنا رحمت و جذب ان کے سے ہے توفیق وجذب اُنکے سے ہے اس توفیق کو غنیمت جانو کہ جو تم صحبت صدیق کی پاؤ یعنی اگر کامل کی صحبت مین تم کو راہ ملے غنیمت جانو بلکہ اسکو رحمت وجذب حق کا جانو کہ یہ عنایت حق کی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ نے چون آلخ ۷ شعر نہ مانند اس احمق کے ہے کہ قرب شاہ کا پاوے اور اسکو سہل و آسان تباہ کردے اسکو قربانی سے زیادہ دیوین وہ کہے کہ یہ ایک گاؤ کی ران ہے پس یہ گاؤ کی ران نہین ہے جو کہ تجھے خری سے گاؤ کی ران دکھتی ہے بغیر رشوت کے محض اُن کی بخشش رحمت سے ہے یعنی جو چیز کہ بادشاہ دے اُس کو تم حقیر شے مت جانو بلکہ اُس کو بخشش شاہ کی جانو اسی طرح اگر اولیا اللہ کی صحبت تمکو نصیب ہو وہ تم عنایت حق کی جانو اور اسکو حقیر مت جانو آگے ایسی ہی حرص دلانا سلیمان علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جیسے آلخ ۳ شعر جیسے سلیمان علیہ السلام نے لڑنے مین کیا لشکر و حشم بلقیس کو جذب کیا اے عزیزو تم یہان جلد آؤ بحر بخشش کا موجزن و روان ہے ساحل پر ڈالتی بے خطر جوش سے ہردم موج اس کی سو کو ہر باقی حال لگے ہے فافہم ۱۲

که بیائید اے عزیزان زود زود	که برآمد موجہا از بحر جود	که تم آؤ اے عزیزو جلد یان	موجزن ہے بحر بخشش اور رواں
سوے ساحل میفشاند بے خطر	جوش موج بحر زیاں صد گہر	ڈالتی ساحل پہ ہے بس بے خطر	جوش سے بحر ہر دم سو گہر
الصلا گفتیم اے اہل رشاد	کاین زمان رضوان در جنت کشاد	الصلا کہتا ہون مین اہل صفا	کھولا در رضوان نے اب خلد کا
پس سلیمان گفت کاے پیکان زود	سوے بلقیس و بدین دین بگرود	بس سلیمان بولے جاؤ قاصدو	سوے بلقیس اور اُسے راغب کرو
بس بگوئیدش بیا اینجا تمام	زود که ان الله یدعو بالسلام	کہدو اُس سے کہ یہان آئے تمام	جلد کہ ان الله یدعوا بالسلام
ہین بیا اے طالب دولت شتاب	که فتوح است این زمان فتح باب	آؤ تو اے طالب دولت شتاب	کہ فتوحات اب ہے اور ہے فتح باب
اے که تو طالب نئہ تو ہم بیا	تا طلب یابی ازان یار وفا	ہے تو طالب گر نہین ہے تو بھی آ	تا طلب دے تجکو وہ یار وفا
ملک بر ہم زن تو ادہم وار زود	تا بیابی ہمچو او ملک خلود	مثل ادہم چھوڑ اپنے ملک کو	مثل اسکے ملک جنت پائے تو

سبب ہجرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ و ترک ملک خراسان

سبب ہجرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ و چھوڑنا ملک خراسان کا

خفته بود آن شه شبانه بر سریر	حارسان بر بام اندر دار وگیر	تخت پر سوتا تھا وہ شہ رات کو	بام پر کرتے نگہبان ہاے ہو
قصد شه از حارسان آنہم نبود	که کنند زان دفع دزدان رنود	قصد شہ یہ پاسبانون سے نتھا	کہ کرین چورون کو دفع اور جدا
وے ہمیدانست کانکہ عادلست	فارغست از واقعه امن دلست	جانتا تھا وہ کہ عادل ہے کوئی	فارغ و واقعہ سے وہ رکھے امنی
عدل باشد پاسبان کامہا	نے بشب چوبک زنان بر بامہا	پاسبان کامو نکا ہے تا عدل ہے	نے صدا نوبت کی شب کو بام پر
لیک بد مقصودش از بانگ رباب	ہمچو مشتاقان خیال آن خطاب	بانگ نوبت سے اسے مقصود تھا	مثل مشتاقان خیال اس قول کا

سلہ الصلا آلخ ۶ شعر الصلا اے اہل صفا مین کہتا ہون کہ رضوان نے دروازہ کھولا ہے جنت کا پس سلیمان علیہ السلام نے کہاکہ اے قاصدو تم جاؤ بلقیس کی طرف اور اُسے راغب کرو اُس سے کہدو کہ یہان آئے جلد تحقیق الله بلاتا ہے والسلام آگے اس کے حقائق ہین اے طالب دولت تو آجلدی کہ اب فتوحات ہین اور فتح باب ہے اسے تو اگر طالب نہین ہے تو بھی آتا کہ وہ یار وفا تجھ کو طلب دے مانند ادہم کے اپنے ملک کو چھوڑتا اُس کے مانند تو ملک جنت کا پائے یعنی اے طالب دولت سہی اولیاء الله کے جانب آؤ کہ فتوحات تم کو ملین اور اگر تجھ کو طلب نہین ہے تب بھی آؤ کہ یار وفادار تجھ کو طلب عنایت کرے جیسے ابراہیم ادہم نے رجوع کی اور یار پایا چنانچہ ان کا قصہ آگے مثال مین بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ شاہ آلخ ۵ شعر وہ شاہ تخت پر سوتا تھا شب کو اور بام پر نگہبان ہاے وہو کرتے تھے قصد شاہ کا پاسبانون سے نہ تھا کہ چورون کو دفع کرین وہ جانتا تھا کہ جو عادل ہے واقعے سے فارغ ہے اور امنی رکھتا ہے کیونکہ کامون کا پاسبان عدل ہے نہ کہ صدا نوبت کی بام پر ہے بانگ نوبت سے اسے ایک مقصود تھا نہ مثل مشتاقون کے خیال اس قول کا ہے یعنی بام پر وہ نگہبانی کے واسطے نہین بجواتا تھا بلکہ مانند عاشقون کے آواز کا مشتاق تھا کہ جو روز الست اُنھون نے یار کی آواز سنی ہے اور اس قصہ مین وہ صلا آدمی پر ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

نالۂ سرنا و تہدید دہل / چیزکے مانند بدان ناقور کل
پس حکیمان گفته اند این لحنہا / از دوار چرخ بگرفتیم ما
بانگ گردشہای چرخست اینکہ خلق / می سرایندش بطنبور و بحلق
مومنان گویند کہ آثار بہشت / نغز گردانید ہر آواز زشت
ما ہمہ اجزای آدم بودہ ایم / در بہشت آن لحنہا بشنودہ ایم
گرچہ بر ما ریخت آب و گل شکے / یاد مان آید از آنہا اندکے
لیک چون آمیخت با خاک کرب / کے دہد این زیر و آن بم آن طرب
آب چون آمیخت با بول و کمیز / گشت زامیزش مزاجش تلخ و تیز
چیزکے از آب ہستش در جسد / بول از ان رو آتشے را میکشد
گر نجس شد آب این طبعش بماند / کآتش غم را بطبع خود نشاند
پس غذای عاشقان آمد سماع / کہ درو باشد خیال اجتماع
قوتے گیرد خیالات ضمیر / بلکہ صورت گردد از بانگ صفیر
آتش عشق از نواہا گشت تیز / آنچنان کہ آتش آن جوز ریز

نالۂ[1] سرنا و دھمکا ڈھول کا / سامنے اس صور کل کے ہے ذرا
پس حکیمون نے کہا لحن و صدا / گردش افلاک سے ہمنے لیا
دور فلکی کی صدا ہے جو کہ خلق / گاتی ہے اسکو بطنبور اور حلق
کہتے مومن ہین اثر نے خلد کے / کر دیا آواز بد کو خوب ہے
جملہ ہم اجزا ہوئے آدم کے ہین / ہمنے یہ الحان سنی ہین خلد مین
آب و گل نے گرچہ شک ہمپر رکھا / یاد آتا ہمکو ہے اُس سے ذرا
خاک غم مین جو ہمین پھانسا ہم / وہ طرب کب ہمکو دے یہ زیر و بم
جیسے[2] کچھ پیشاب مین پانی ملا / تیز اور کڑوا مزاج اسکا ہوا
جو وجود اسکے مین ہو پانی ذرا / اسلئے پیشاب آتش دے بجھا
طبع وہ ہے گر نجس پانی ہوا / طبع خود سے آتش غم دے بجھا
پس غذا عشاق کی گانا ہوا / بس خیال اس مین ہو ملنے یار کا
قوت اک پکڑے خیالات ضمیر / بل دکھادے صورت اک بانگ صفیر
لحن سے بس عشق کے آتش ہو تیز / جس طرح آتش رکھے وہ جوز ریز

[1] نالہ الخ ۔ شعر نالہ سرنا و دھمکا ڈھول کا اس صور کل کے روبرو ذرا سا ہے یعنی یہ آواز مزامیر کی اُس آواز الست سے روبرو اندک ہے کیونکہ وہ آواز تمام جہان مین پُر ہے آگے حال نغمہ کا بقول حکماء کے بیان فرماتے ہین پس حکماء نے کہا کہ لحن و صدا گردش افلاک سے ہم نے لیا ہے یہ صدا دور فلک کی ہے جو کہ خلق گاتی ہے اُسکو طنبور و حلق سے یعنی حکماء نے سوچا کہ جو شے ہوا مین گردش کرتی ہے ضرور اس سے آواز پیدا ہوتی ہے جبکہ فلک گردش کرتا ہے تو ضرور اس سے آواز ہوتی ہوگی چنانچہ انھون نے رصد اسکی بنا کر آواز فلک کو سنا اور اس سے یہ چھ راگ و ۳۶ راگنیان علم موسیقی کی پیدا ہین اسلئے جسوقت وہ راگ راگنیان بہنگام گانے کے آواز فلک کے برابر ہو جاتی ہین اثر اسکا سامعین کے دلون مین پیدا ہوتا ہے آگے حال نغمہ کا بقول صوفیہ فرماتے ہین مومن کہتے ہین کہ اثر نے خلد کے آواز بد کو خوش کر دیا ہے ہم سب اجزا آدم کے ہوئے ہین ہمنے یہ الحان جنت مین سنے ہین آب و گل نے اگرچہ ہمپر شک رکھا ہے اس سے ہمکو ذرا یاد آتا ہے خاک غم مین جو ہمکو بالکل پھانسا ہے وہ طرب یہ زیر و بم ہمکو کب دے یعنی جو کہ ہماری روح نے جنت مین بشمولی روح آدم علیہ السلام کے یہ الحان سنے ہین اور وہ دنیا مین بسبب وجود خاکی کے غافل ہو گئی ہو مگر کبھی کبھی وہ آواز یاد آجاتی ہو آگے اسکی مثال ہو فافہم ۱۲ [2] جیسے الخ ۔ شعر کہ پیشاب مین کچھ پانی ملا اسکا مزاج تیز و کڑوا ہوا جو وجود پیشاب مین پانی ذرا سا ہے اسواسطے پیشاب آتش کو بجھا دیتا ہے طبیعت پانی کی وہ ہو اگرچہ پانی نجس ہوا ہو اپنی طبیعت سے آتش غم کو بجھا دیتا ہو یعنی آواز الست اس آواز مین اسی طرح سے ملی ہوئی ہو کہ وہ اپنے اثر سے عشاق مین آتش دنیا کو دفع کر دیتی ہو پس غذا عشاق کی گانا ہوا کہ اس مین یار کے ملنے کا خیال ہوتا ہے خیالات دل ایک قوت پکڑے بلکہ دکھا دے ایک صورت بانگ صفیر سے آتش عشق الحان سے تیز ہو جیسے آتش رکھتا ہو وہ جوز پھینکنے والا یعنی روح نے جو یار کی آواز پر بزم الست جس راگنی مین سنی ہو اب عاشق دنیا مین جب وہ راگنی سنتا ہو بیخودی وحد کی طاری ہوتی ہو چنانچہ محبوب الہیؒ صاحب فرماتے ہین کہ مین نے آواز الست راگنی پوربی مین سنی ہے کہ میرے کان مین بھری ہوئی ہے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے وقت پائے نفس کے رحمن کی آواز رحمن کو راگنی یمن مین سنا تھا بقول بحر العلوم آگے قصہ جوز ریز تشنہ کا مثال مین اس کے فرماتے ہین فافہم ۱۲

حکایت آن مرد تشنہ کہ از سر جوزبن جوز در آب می ریخت کہ در گو بود و آب نمی رسید تا با فتادن جوز بانگ آب بشنود و او را چون سماع بانگ آب در طرب می آورد

حکایت اُس مرد تشنہ کی کہ جوز کے درخت سے پھینکتا تھا جوز پانی مین کہ گڑھے مین بھرا تھا اور وہ اس تک پہنچ نہین سکتا تھا آواز پانی کی اُس جوز کے گرنے سے سنی کیونکہ آواز پانی کی اسکو مانند راگ کے وجد مین لاتی تھی

در مغولی بود آب آن تشنہ راند　　بر درخت جوز و جوزی میفشاند
می فتاد از جوزبن جوز اندر آب　　بانگ می آمد ہمی دید او حباب
عاقلی گفتش کہ بگذار اے فتا　　جوزہا خود تشنگی آرد ترا
بیشتر در آب می افتد ثمر　　آب در پستی است از تو دور تر
بیشتر در آب می افتد بہ بین　　می برد آبش تراچہ سود ازین
تا تو از بالا فرود آئی بزیر　　آب جویش بردہ باشد ابھلیر
گفت قصدم زین فشاندن جوز نیست　　تیز تر بنگر برین ظاہر مایست
قصد من آنست کاید بانگ آب　　ہم ببینم بر سر آب این حباب

[1] تھا گڑھے مین پانی وہ تشنہ چڑھا　　جوزبن پر اور گراتا جوز تھا
پھینکتا وہ جوزبن سے اندر آب　　بانگ سنتا دیکھتا تھا وہ حباب
بولا اک عاقل کہ چھوڑ اور مو چلا　　جوز کرتا تشنگی ہے اور سوا
گرتے ہین پانی مین اکثر یہ ثمر　　پانی پستی مین ہے تجھ سے دور تر
گرتے پانی مین ہین اکثر دیکھ لے　　پانی لے جائے تجھے کیا سود ہے
جب تلک اوپر سے نیچے آئے تو　　پانی لیجائے بہا کر جوز کو
[2] بولا گرنے جوز سے نے قصد ہے　　غور کر ظاہر پہ اسکے مت رہے
قصد میرا وہ کہ آئے بانگ آب　　اور دیکھون آب پر بھی یہ حباب

[1] تھا گڑھے مین الخ ۶ شعر گڑھے مین پانی تھا اور وہ تشنہ درخت جوز پر چڑھا اور جوز گراتا تھا پھینکتا تھا وہ جوز درخت سے پانی مین آواز سنتا اور حباب دیکھتا تھا ایک عاقل نے کہا کہ چھوڑ علیحدہ ہو جوز تشنگی سوا کرتا ہے یہ ثمر اکثر پانی مین گرتے ہین و پانی پستی میں ہے تجھ سے دور تر اکثر پانی مین گرتے ہین دیکھ لے پانی بہا لے جائے اور تجھ کو کیا فائدہ جب تک کہ تو اوپر سے نیچے اترے پانی جوز کو بہا کر لے جائے آگے جواب ہے فافہم ۱۲ [2] بولا الخ ۴ شعر کہا جوز کے پھینکنے سے نہ قصد ہے تو غور کر اور اسکے ظاہر پر مت رہے میرا قصد وہ ہے کہ آواز پانی کی آئے اور بھی یہ حباب دیکھون تشنہ کو اور شغل عالم مین کیا ہے حوض کے گرد پھرنا ہمیشہ گرد مہر و گرد آب و بانگ آب مانند طواف کعبہ حاجی کے صواب ہے یعنی تشنہ کو آواز پانی کی تسکین دیتی ہے اسی طرح تشنگان یار کو آواز اس دریائے معنی کی ہے تسکین دیتی ہے اس واسطے صوفیان اہل جنت وجد و سمع سے سیراب ہوئے ہین بقول استاد ؎

کسانیکہ یزدان پرستی کنند　　بآواز دولاب مستی کنند

چنانچہ مثنوی کے پیرائے مین مولانا حال وجد و سماع کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

تشنہ را خود شغل چہ بود در جہان	گرد پاے حوض گشتن جاودان	شغل اور عالم مین تشنہ کو ہی کیا	گرد پھرنا حوض کے اوپر سدا
گرد جو گرد آب و بانگ آب	ہمچو حاجی طائف کعبہ صواب	گرد نہر و گرد آب اور بانگ آب	چون طواف کعبہ حاجی کے صواب
ہمچنین مقصود من زین مثنوی	ای ضیاء الحق حسام الدین توئی	مثنوی[1] سے میرا قصد ہی سبھی	اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
مثنوی اندر فروع و در اصول	جملہ آن تست کردستی قبول	مثنوی اندر فروع اندر اصول	تیری ملک ہی سب کیا تو نے قبول
التجا بر تست و بر امداد تو	تکیہ بر اشفاق و بر اسعاد تو	التجا تجھ سے تری امداد سے	تکیہ تیری یاری و اشفاق پر
مثنوی اندر اصول و در فروع	میکند زیر لواے تو رجوع	مثنوی اندر اصول اندر فروع	کرتی ہی تیرے لوا کے سو رجوع
مثنوی اندر اصول و ابتدا	جملہ بہر تست و بر تست انتہا	مثنوی کی ابتدا تیرے لئے	اصل مین اور انتہا تیرے لئے
در قبول تست عز مقبلے	زانکہ شاہ جان سلطان ولی	تیری مقبولی مین عزت اسکی ہی	کیونکہ شاہ جان اور دل تو ہی ہی
در قبول آرند شاہان نیک و بد	چون قبول آرند نبود ہیچ رد	نیک و بد کو شاہ کرتے ہین قبول	رد نہین کرتے جو رکھتے ہین قبول
چون نہالے کاشتی آبش بدہ	چون کشادش دادۂ بکشا گرہ	جو نہال[2] اک بویا پانی اسکو دے	جو دیا کھلنا گرہ تو کھول دے
قصدم از الفاظ او راز تو است	قصدم از انشاش آواز تو است	قصد الفاظون سے تیرا راز ہی	قصد انشا سے تری آواز ہی
پیش من آوازت آواز خدا است	عاشق از معشوق حاشا کے جدا است	ہے تری آواز آواز خدا	حاشا کب معشوق سے عاشق جدا
اتصالے بے تکیف بے قیاس	ہست رب الناس را با جان ناس	وصل ہی بے کیف اور بے قیاس	خالق انسان کو باجان ناس
لیک گفتم ناس من نسناس نے	ناس غیر جان جان اشناس نے	پر کہا ناس اور نسناس اب کہا	ناس غیر جان بجان سے آشنا
ناس مردم باشد و کو مردمی	تو سر مردم ندیدستی دمی	ناس مردم ہے کہان ہی مردمی	دیکھا ز مردم تو دم بھر بھی کوئی
مار میت اذ رمیت خواندۂ	لیک جسمی در تجزی ماندۂ	مار میت[3] اذ رمیت کو پڑھا	پر تو ہی جسم اور قسمت مین رہا

[1] مثنوی الخ ۲ شعر مثنوی سے میرا قصد سب اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہو مثنوی اصل و شاخ مین تیری ملک ہی تو نے سب قبول کیا ہی التجا تجھ سے اور تیری امداد سے ہی تکیہ تیری یاری و اشفاق کپہ ہے مثنوی اندر اصل و فروع کے تیرے لوا کی طرف رجوع کرتی ہے مثنوی کی ابتدا اصل مین تیرے واسطے ہے اور انتہا بھی تیرے واسطے ہے تیرے قبول کرنے مین عزت اسکی ہے کیونکہ شاہ جان و دل تو ہی ہے بادشاہ نیک و بد قبول کرتے ہین جس کو قبول کرتے اُسکو رد نہین کرتے ہین یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مثنوی کل تمہارا کلام ہے تم نے اگر قبول کیا ہے اُسکو رد مت کرو باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ [2] جو نہال الخ ۲ شعر جو ایک نہال تو بویا اسکو پانی دے جو کھلنا دیا تو گرہ کھولدے قصد الفاظ سے تیرا راز ہے اور انشا سے قصد تیری آواز ہے تیری آواز آواز خدا ہے حاشا معشوقون سے عاشق کب جدا ہے وصل بے کیف و بے قیاس ہے خالق انسان کو ساتھ جان ناس کے لیکن ناس کہا نسناس نہین کہا کہ ناس سواے جان کے آشنا نہین ہو ناس مردم ہے مردمی کہان ہی مردم تو کوئی دم بھر نہین دیکھا یعنی حق تعالی کو ساتھ جان کے وصل بے کیف ہے مگر جان انسان کامل سے ساتھ و نہ نسناس یعنی اہل نفس کے ساتھ نہین ہے آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲ [3] مار میت الخ ۲ شعر مار میت اذ رمیت کو پڑھا لیکن تو جسم ہے اور تقسیم مین رہا پس تو ملک جسم اپنے کو مانند بلقیس کے ترک کردے سلیمان کے واسطے ترک کر اپنے قول پر مین لاحول نہین کرتا ہون بلکہ طعنہ زن کے وسواس سے مین کرتا ہون میرے کلام پر وہ طنز کرتا ہے دل مین وسواس و گمان و انکار سے مین لاحول کرتا ہون یعنی علاج نہین ہے جو تیرے دل مین ضد میرا کلام ہے جو کہ میرا کہنا خود گلو پکڑتا ہے مین چپ ہوا خود تو کہہ بعد اسکے یعنی مین اپنے قول پر لاحول نہین کرتا ہون بلکہ طعنہ زن کی بدگمانی پر کرتا ہون مین چپ ہوتا ہون تو بعد اسکے خود کہہ یعنی تو اے طعنہ زن اگر میرے کلام پر طعنہ کرتا ہو تو اب مین خاموش ہون و تحمل کرتا ہون تو کلام کر دیکھون تو کیا کہتا ہو آگے تمثیل کا بیان ہے خیال کر فافہم ۱۲ [4] نہین پھینکا تو نے جو وقت پھینکا تو نے ۱۲

ملک جسمت را چو بلقیس ای غبی
ترک کن بہر سلیمانِ نبیؑ

میکنم لاحول نے از گفت خویش
بلکہ از وسواس آن اندیشہ کیش

کو خیالے میکند در گفت من
در دل از وسواس و انکارات ظن

میکنم لاحول یعنی چارہ نیست
چون ترا در دل بضدم گفتنی ست

چونکہ گفت من گرفت در گلو
من خمش گردم تو زین پس خود بگو

ملک جسم اپنے کو جون بلقیس کے
ترک تو کردے سلیمان کے لئے

کرتا نہ لاحول اپنے قول پے
بلکہ طعنہ زن کے ہین وسواس سے

میرے کہنے پر وہ کرتا طنز ہے
دل مین وسواس و گمان انکار سے

کرتا ہون لاحول یعنی چارہ نہ
میری ضد کہنا جو تیرے دل مین ہو

جوکہ خود کہنا مرا اٹکے گلو
مین ہون چپ خود کہو بعد اسکے تو

دربیان تحمل کردن از ہر بے ادبے وطریق رفق سپردن

بیان تحمل کرنے ہر بے ادب سے اور طریق رفاقت کرنے کا

آن یکی نائی کہ خوش نے میزدست
ناگہان از مقعدش بادی بجست

نائے را بر کون نہاد او کہ ز من
گر تو بہتر میزنی بستان بزن

اے سلمان خود ادب اندر طلب
نیست الا حمل از ہر بے ادب

ہر کرا بینی شکایت میکند
کان فلان کس راست طبع و خوے بد

این شکایت گو بدان کو بدخو ست
کہ مر آن بدخوے را او بدگو ست

زانکہ خوشخو آن بود کو در خمول
باشد از بدخوی و بدطبعان حمول

لیک در شیخ این گلہ از امر خداست
نے پے خشم و ممارات و ہوا ست

آن شکایت نیست ہست اصلاح جان
چون شکایت کردن پیغمبران

ناحمول انبیا از امر دان
ورنہ حمال است بد را حلمشان

طبع را کشتند در حمل بدی
ناحمولی گر بود ہست ایزدی

ایک[1] نائی خوش بجاتا نے کو تھا
ناگہان اک گوز اس سے سر ہوا

کون پر نے کو رکھا کہ تو بجا
گر بجاتی مجھ سے ہے بہتر سوا

اے مسلمان تو طلب مین ہو ادب
پر تحمل ہے بے ادب سے ہو ادب

بس شکایت کرتا تو دیکھے جسے
کہ فلان طبع رسا خود بد رکھے

یہ شکایت[2] وہ کرے بدخو ہے
کہ وہ اُس بدخو کی بدگوئی کرے

کیونکہ وہ خوشخو ہے تنہائی مین جو
بدطبعون بدخو کا متحمل ہو وہ

شیخ مین پر شکوہ حکم حق سے ہو
نے ہے خشم و دشمنی کی راہ سے

نے وہ شکوہ بلکہ ہے اصلاح جان
جیسے شکوہ کرتے ہین پیغمبران

نے تحمل انبیا کو حکم سے
ورنہ حمال اُن کا بد حمال ہے

طبع[3] تحمل بدی کی ہو گئے ہے
نے تحمل ہے تو ہے اللہ سے

[1] ایک نائی اخ ہم شعر ایک نے نواز نے کو بجاتا تھا ناگہان ایک گوز اسکا سرہوا نے کو اس نے کون پر رکھا کہ تو بجا اگر مجھ سے سوا بہتر بجاتی ہے آگے حقائق ہین اے مسلمان طلب مین ادب نہین ہوتا ہے تحمل کرنا بے ادب سے ادب ہے پس جسکو تو شکایت کرتا دیکھے کہ فلان طبع رسا خوے بد رکھتا ہے یعنی طالب مین ادب نہین رہتا ہے گر بے ادب سے تحمل کرنا ادب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] یہ شکایت اخ ۵ شعر یہ وہ شخص شکایت کرے کہ جو بدخو ہو وہ اس بدخو کی بدگوئی کرتا ہے کیونکہ وہ شخص جو تنہائی مین ہے اور بدطبعون اور بدخو کا متحمل ہے لیکن شیخ مین جو شکوہ حکم حق سے ہے از راہ خشم و دشمنی کے نہین ہے اصلاح جان ہے جیسے انبیا شکوہ کرتے ہین انبیا کو حکم حق سے تحمل نہین ہے ورنہ انکا حلم بدی کا حمال ہے یعنی تحمل کرنا بدگوئی پر انبیا کا ۱۲ اور جو کہ تحمل نہین کرتے ہین غصہ جو ہین حکم حق سے ہوتا ہے کیونکہ وہ اصلاح جان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] طبع اخ ۴ شعر طبع انبیا کی بدی کی متحمل ہوتی ہے جو تحمل نہین ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اے سلیمان درمیان زاغ و باز کے حلم حق ہو اور سب مرغون سے واقفیت کر بلبل گویا کے تو پر مت توڑ اور باز کو کبک سے مت لڑا تیرے حکم کے آگے بلقیس زبون ہے ترجمہ ہدایت کر قوم میری کو تحقیق وہ نہین جانتے ہین یعنی اے مرشد جو تو دانا اور احمقون مین حاجب حلم حق ہو کر جاہلان اہل دنیا سے موافق ہو اور ہدایت اُن کو کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

اے سلیمان درمیان زاغ و باز — حلم حق شو باہمہ مرغان بساز
بلبل بسیار گو را پر مکن — باز را و کبک را بر ہم مزن
اے دو صد بلقیس حلمت را زبون — کاہد قومی انہم لایعلمون

اے سلیمان درمیان زاغ و باز — حلم حق ہو کر تو سب مرغوں سے ساز
بلبل گویا کے پر مت توڑ تو — مت لڑا تو باز کو اور کبک کو
تیرے حلم آگے ہو بلقیس ایک ہین — کاہد قومی انہم لایعلمان

تہدید فرستادن سلیمان علیہ السلام پیش بلقیس کہ اصرار میندیش بر شرک و تاخیر مکن کہ فی التاخیر آفات

دھمکی بھیجنا سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو کہ اصرار مت کر شرک پر اور تاخیر مت کر کہ تاخیر مین آفتین ہین

ہین بیا بلقیس ورنہ بد شود — لشکرت خصمت شود مرتد شود
پردہ دار تو درت را بر کند — جان تو با تو بجان خصمی کند
جملہ ذرات زمین و آسمان — لشکر حق اند گاہ امتحان
باد را دیدی کہ با عادان چہ کرد — آب را دیدی کہ این طوفان چہ کرد
آنچہ بر فرعون زد آن بحر کین — آنچہ بر قارون نمودست این زمین
وانچہ آن بابیل با آن پیل کرد — وانچہ پشہ کلۂ نمرود خورد
وانکہ سنگ انداخت داؤد بدست — گشت سہ صد پارہ و لشکر شکست
سنگ می بارید بر اعدای لوط — تاکہ در آب سیہ خوردند غوط
گر بگویم از جمادات جہان — عاقلانہ یاری پیغمبران
مثنوی چندان شود کہ چل شتر — گر کشد عاجز شود از بار بر

[سلہ] جلد آ بلقیس ورنہ ہو برا — دشمن اور باغی ہو سب لشکر ترا
پردہ دار ابتر ترے در کو کرے — جان تیری دشمنی تجھسے رکھے
[سلہ] سارے ذرات زمین و آسمان — حق کے لشکر ہین بوقت امتحان
باد کو دیکھا کیا کیا عاد سے — آب کو دیکھا کہ کیا طوفان رکھے
جو کچھ اس دریا نے فرعون پر کیا — اور زمین نے جو کہ قارون پر کیا
جو کیا ابابیل نے اس پیل سے — جو کیا مچھر نے اس نمرود سے
پھینکا جو داؤد نے اس سنگ کو — مارا لشکر تین سو ٹکڑے وہ ہو
سنگ برسے دشمنوں پر لوط کے — تا وہ غرق آب سیہ ہو گئے
ہین جمادات جہان کی یاوری — گر کہوں پیغمبروں سے جو کری
[سلہ] اسقدر ہو مثنوی کہ نہ اٹھے — وہ اگر چالیس اونٹوں پر لدے

سلہ جلد آ الخ ۲ شعر اے بلقیس جلد آ ورنہ برا ہووے باغی و دشمن سب لشکر تیرا ہووے پردہ دار تیرے دروازے کو ابتر کرے اور تیری جان تجھسے دشمنی رکھے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ سارے الخ ے شعر سب ذرات زمین و آسمان کے لشکر حق کے ہین وقت امتحان کے باد کو دیکھا کہ کیا کیا عاد سے و آب کو دیکھا کہ کیا کیا طوفان رکھتا ہے جو کچھ اس دریا نے فرعون پر کیا اور زمین نے جو کہ قارون پر کیا جو کیا ہے ابابیل نے اس پیل سے جو کیا اس مچھر نے نمرود پر جو داؤد نے اس سنگ کو پھینکا تو مارا لشکر کو تین سو ٹکڑے ہو کر لوط کے دشمنوں پر سنگ برسے تاکہ وہ غرق آب سیاہ ہو گئے ہین جمادات جہان کی مددگاری اگر کہوں جو پیغمبروں سے کی ہے یعنی سب موجودات جہان حق کے لشکر ہین کہ اسکے حکم سے باغیان حق کے ساتھ کیا کیا کچھ کیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اسقدر الخ ۶ شعر اسقدر مثنوی ہووے کہ نہ اٹھے اگر وہ چالیس اونٹ پر لدے جبکہ کافر پر گواہی دست و پا دیوے وہ حق کا لشکر ہووے اور یہ کافر ہووے اسے منکر ہونے والے حق سے فعل مین تو درمیان اسکے لشکر کے ہے خوف کر تیرا جزو جزو اُسکے لشکر کا لشکر مطیع ہے اب اطاعت سے وہ تیرا مطیع ہے اگر وہ کہے چشم کو پر درد ہووے اور وہ درد سو مغز تجھ سے نکالے اگر دانتوں سے کہے کہ تم وبال لاؤ تو دانتوں سے گوشمال دیکھے یعنی جیسے جماد حق کے حکم مین ہین اُسی طرح تیرے جزو جزو بھی سب حق کے لشکر ہین جسکو وہ حکم دے وہ وبال لائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دست بر کافر گواہی میدہد | لشکر حق میشود سر می نہد
دست کافر پہ گواہی جبکہ دے | حق کا لشکر ہووے وہ یہ سر رکھے

ای نمودہ ضد حق در فعل درس | درمیان لشکر اوئی بترس
حق سے ای ضد کرنیوالے فعل پر | درمیان لشکر کے ہو تو اسکے ڈر

جزو جزوت لشکر او در وفاق | مر ترا اکنون مطیع اند از نفاق
تیرا جز جز لشکر اسکا ہے مطیع | اب بغاوت سے وہ تیرا ہے مطیع

گر بگوید چشم را کو را افشار | درد چشم از تو برآرد صد دمار
گر کہے وہ چشم کو پر درد ہو | سو نکالے مغز تجھسے درد وہ

گر بدندان گوید او بنما وبال | پس ببینی تو ز دندان گوشمال
گر کہے دانتوں کو تم لاؤ وبال | دیکھے تو دانتوں سے از بس گوشمال

باز کن طب را بخوان باب العلل | تا ببینی لشکر تن را عمل
کھول[١] تو طب کو پڑھ باب العلل | تا تو دیکھے لشکر تن کا عمل

چونکہ جان جان ہر جزوت ویست | دشمنی با جان جان آسان کی است
جان کی جان ہر جزو کی تیری وہ ہے | دشمنی کب سہل جان کی جان سے

خود رہا کن لشکر دیو و پری | کز میان جان کنندم صفدری
لشکر دیو و پری سے تو گذر | کہ کروں میں جان میں تیرے اثر

ملک را بگذار بلقیس از نخست | چون مرا یابی ہمہ ملک آن تست
چھوڑ اسے بلقیس پہلے ملک کو | مجھکو پائے ملک وہ سب ملک ہو

خود بدانی چون بر من آمدی | کہ تو بے من نقش گرمابہ بدی
جانے تو خود پاس میرے آئے جو | نقش تھی حمام کی بے میرے تو

نقش اگر خود نقش سلطان غنیست | صورتست از جان خود بی چاشنیست
نقش ہے گر نقش سلطان غنی | ہے وہ صورت جان سے بے چاشنی

زینت او از برای دیگران | باز کردہ بیہدہ چشم و دہان
زینت اسکی دوسروں کے واسطے | آنکھ منھ بیہودہ کھولا کس لئے

اے کہ در بیگار خود را باختہ | دیگران را تو ز خود نشناختہ
تو نے[٢] اک بیگاری اپنے کو کیا | دوسروں کو خود سے نے جانا ذرا

تو بہر صورت کہ آئی بیستی | کہ منم این واللہ آن تو نیستی
آیا جس صورت پہ تو قائم رہا | کہ یہ میں ہوں واللہ نے تو وہ ذرا

یکزمان تنہا بمانی تو ز خلق | در غم و اندیشہ مانی تا بحلق
خلق سے تنہا تو گر دم بھر رہے | فکر و غم میں حلق تک تو غرق ہے

این تو کے باشی کہ تو آن واحدی | کہ خوش و زیبا و سرمست خودی
تو یہ کب ہے بلکہ وہ واحد تو ہے | کہ خوش و زیبا و سرمستی رکھے

مرغ خویشی صید خویشی دام خویش | صدر خویشی فرش خویشی بام خویش
مرغ اپنا صید اپنا اپنا دام | صدر اپنا فرش اپنا اپنا بام

جوہر آن باشد کہ قائم با خودست | آن عرض باشد کہ فرع او شدست
وہ ہی جوہر جو کہ قائم آپ ہے | وہ عرض ہے جو کہ وہ شاخ اک بنے

سـ١ـہ کھول الخ ٧ شعر تو طب کھول اور باب مرض کا پڑھ تاکہ تو لشکر تن کا عمل دیکھے تیرے ہر ایک جزو کی جان وہ ہی ہے کب دشمنی سہل ہے جان کی جان سے یعنی جان کی جان خدا ہے آگے رجوع بقصہ ہے تو لشکر دیو و پری سے گذر کہ میں تیری جان میں اثر کروں اسے بلقیس پہلے ملک کو چھوڑ دے جو تو مجھکو پائے وہ سب ملک ملک تیری ہووے تو خود کو جانے جو میرے پاس آئے کہ تو ایک نقش حمام کا بغیر میرے تھی اگر سلطان کا نقش ہے تو وہ ایک نقش ہے پس وہ صورت ہے اور جان سے بے چاشنی ہے اس کی زینت دوسروں کے واسطے ہے اور ہاتھ منھ بیہودہ کس واسطے کھولا یعنی اگر تو میرے پاس آئے تو خود کو پہچانے ورنہ تو مثل ایک نقش کے بے جان ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ١٢ سـ٢ـہ تو نے الخ ٢ شعر تو نے خود کو ایک بیگاری کہا دوسروں کو خود سے ذرا نہیں جانا یعنی وہ بھی تو ہی کہے تو جس صورت پر آیا قائم رہا کہ میں یہ ہوں اور واللہ تو وہ ذرا نہیں ہو اگر تو دم بھر میں خلق سے تنہا رہے فکر و غم میں حلق تک تو غرق ہے آگے حقائق میں یہ تو کب ہے بلکہ تو وہ واحد ہے کہ خوش و زیبا و سرمستی رکھتا ہے مرغ اپنا و صید اپنا و دام اپنا و صدر اپنا و فرش اپنا و بام اپنا وہ جوہر ہے کہ جو قائم خود ہے اور وہ عرض ہے جو ایک شاخ بنتا ہے یعنی تو خود ذات حق ہے اور خود کو مثل دوسروں کے بیگاری جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢

گر تو آدم زادۂ چون او نشین / جملہ ذرات را در خود ببین
چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست / چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست
این جہان خم ست و دل چون جوی آب / این جہان حجرست و دل شہر عجاب

گر ہے آدم زاد تو مثل اسکے بیٹھ / جملہ ذرون کو تو اندر اپنے دیکھ
خم مین کیا ہے جو نہین ہے نہر مین / گھر مین کیا ہے جو نہین ہے شہر مین
یہ جہان خم اور دل جون نہر ہے / یہ جہان گھر اور دل چون شہر ہے

ظاہر گردانیدن سلیمان ؑ کہ خالصًا لامر اللہ جہد است در ایمان تو یک ذرہ غرضے نیست مرا نہ در نقش تو و نہ در حسن تو و نہ در ملک تو چون چشم جانت باز شود خود بہ بینی

ظاہر کرنا سلیمان ؑ کا کہ خاص واسطے اللہ کے کوشش ہے اور تیرے ایمان مین ایک ذرہ مجکو غرض نہین ہے نہ تیرے نقش مین نہ تیرے حسن مین اور نہ تیرے ملک مین جب کہ آنکھ جان تیری کی کھلے گی تو خود دیکھ لیگی

ہین بیا کہ من رسولم دعوتی / چون اجل شہوت کشم نی شہوتی
ور بود شہوت امیر شہوتم / نے اسیر شہوت روی بتم
بت شکن بودست اصل اصل ما / چون خلیل حق و جملہ انبیا
گر درآیم از رہی در بتکدہ / بت سجود آرد نہ ما در معبدہ

جلد آ کہ مین نبی ہون دعوتی / توڑون شہوت جیسے اجل نے شہوتی
گر ہو شہوت مین ہون شہوت کا امیر / نہ ہون لوٹے بت نہ شہوت کا اسیر
بت شکن ہے اصل کی اصل امری / چون خلیل اللہ اور جملہ نبی
بتکدے مین آؤن گر مین آپ سے / بت کرے معبد مین سجدہ بس مجھے

سلہ گر ہے آخ ۳ شعر اگر تو آدم زاد ہے اسکے مانند بیٹھ اور سب ذرون کو اپنے اندر دیکھ آگے اسکی مثال ہے خم مین کیا ہے جو کہ نہر مین نہین ہے گھر مین کیا ہے جو کہ شہر مین نہین ہے یہ جہان خم ہے اور دل مانند نہر کے ہے یہ جہان گھر ہے اور دل مانند شہر کے ہے یعنی جو ذات اُسکی تمام جہان مین پر ہے وہ ہی جسم انسان مین ہے مگر ہر جا ایک کے ساتھ ظہور کرتی ہے جیسے تابش آفتاب کی ہر ایک جا پر ہے مگر ذرے مین چمکتی ہے اسی طرح ذات حق کی ہر ایک شے مین ہے مگر انسان مین اور ہی چمک دکھاتی ہے الا اسکے دیکھنے کو چشم باطن چاہیئے یہ توحید ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جلد آ آخ ۲ شعر اے بلقیس جلد آ کہ مین پیغمبر اہل دعوت ہون شہوت توڑتا ہون مانند اجل کے اور اہل شہوت نہین ہون اگر شہوت ہو مین شہوت کا امیر ہون نہ روے بت و نہ شہوت کا اسیر ہون میری اصل کی اصل بت شکن ہے مانند خلیل اللہ کے و جملہ انبیا کے بتکدے ہین اگر مین آپ سے آؤن بت معبد مین سجدہ مجھکو کرے یعنی مولانا مقام تشبیہ سے تنزیہ کی جانب جانا بیان فرماتے ہین آگے اسکے حقائق ہین بتخانہ مین احمد صلعم اور ابو جہل گئے اس جانے اور اُس جانے مین فرق ہے وہ آئین بت اُنکو سجدہ کرین اور اگر یہ آئے بت کو یہ سجدہ کرے مانند امت کے جہان شہوتی بتخانہ ایک ہے اور انبیا کفار کا گھر ہے یعنی دنیا ایک بتخانہ ہے انبیا و کفار دونون اُس مین رہتے ہین مگر فرق دونون مین اتنا ہے کہ دنیا انبیا کی تابعدار ہے اور کفار دنیا کے فرمانبردار ہین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
احمد و بوجہل در بتخانہ رفت	زین شدن تا آن شدن فرقیست زفت	دیر مین بوجہل و احمد بس گئے	فرق اُس جانے مین اس جانے مین ہے
این در آید سر نہند اورا بتان	آن در آید سر نہد چون امتان	آئین وہ سجدہ کرین انکو بتان	آئے یہ سجدہ کرے جون امتان
این جہان شہوتے بتخانہ ایست	انبیا و کافران را لانہ ایست	ہے جہان شہوتی بتخانہ ایک	انبیا کفار کا کاشانہ ایک
لیک شہوت بندۂ پاکان بود	زر نہ سوزد زانکہ نقد کان بود	پر یہ شہوت بندۂ پاکان ہے	نے جلے زر کیونکہ نقد کان ہے
کافران قلب اند و پاکان ہمچو زر	اندرین بوتہ درند این دو نفر	کھوٹا زر کافر ہین پاکان مثل زر	اس کٹھالی مین ہین یہ دونون نفر
قلب چون آمد سیہ شد در زمان	زر در آمد زری او شد عیان	کھوٹا زر آئے سیہ ہو اُس زمان	زر کھرا آئے کھرا پن ہو عیان
دست و پا انداخت اندر بوتہ زر	در رخ آتش ہمی خندہ چو خور	اس کٹھالی مین وہ مارے دست و پا	اور ہنسے جون خور وہ آتش مین پڑا
جسم ما روپوش باشد در جہان	ما چو دریا زیر این کہ در نہان	تن مرا روپوش ہے اندر جہان	مثل دریا زیر کہ ہون مین نہان
شاہ دین را منگر ای نادان بطین	کین نظر کردست ابلیس لعین	شاہ دین کو دیکھ مت مٹی سے تو	کہ نظر حاصل تھی یہ ابلیس کو
کے توان اندود این خورشید را	با کفے گل تو بگو آخر مرا	کب کرے آلودہ اس خورشید کو	ایک مٹھی خاک سے کہہ مجھکو تو
گر بریزی خاک و صد خاکستر ش	بر سر نورا و بر آید بر سرش	گر تو پھینکے خاک اُس کے نور پر	خاک وہ تجھ پر پڑے وہ لوٹکر
کہ کہ باشد کہ بپوشد روے آب	طین کہ باشد کہ بپوشد آفتاب	کاہ کیا ہے کہ چھپائے روے آب	مٹی کیا ہے کہ چھپائے آفتاب
خیز بلقیسا چو ادہم شاہ وار	دود از این ملک سہ روزہ برآید	اُٹھ تو اے بلقیس ادہم کی مثال	ملک فانی کی ہوس سے نکال

بقیہ قصۂ ابراہیم ادہم روح اللہ روحہ | باقی قصۂ ابراہیم ادہم روح اللہ روحہ کا

فارسی	فارسی	اردو	اردو
بر سر تختے شنید آن نیکنام	طقطقے وہائے ہوئے شب ز بام	رات کو اُسنے سنا بس تخت پے	ہائے ہوا اور کھٹ کھٹاہٹ بام سے
گامہاے تند بر بام سرا	گفت با خود این چنین زہرہ کرا	دلمین سوچا کہ یہ طاقت کسکو ہے	کہ کرے یہ کام مشکل بام سے
بانگ زد بر روزن قصر کہ کیست	این نباشد آدمی مانا پریست	روزن خانہ سے بس آواز دی	کون ہے نے آدمی بل ہے پری

سلہ پر یہ شہوت الخ ۶ شعر و لیکن یہ شہوت پاکون کی بندہ ہے زر نہین جلتا ہے کیونکہ نقد کان ہے کافر کھوٹا زر و پاک مثل زر خالص کے ہین اس کٹھالی دنیا مین یہ دونون زر ہین اگر کھوٹا زر آئے سیاہ اسدم ہووے اور اگر کھرا زر آئے کھرا پن عیان ہووے اس کٹھالی مین وہ ہاتھ پانون مارے اور ہنسے مانند خورشید کے آتش مین پڑا میرا بدن روپوش جہان مین ہے اور مانند دریا کے زیر کاہ پوشیدہ ہون شاہ دین کو تو مٹی سے مت دیکھ کہ یہ نظر ابلیس کو حاصل تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کب کرے الخ ۴ شعر کب آلودہ کرے اُس خورشید کو ایک مٹھی خاک سے تو مجھ کو کہ اگر تو خاک اُس کے نور پر پھینکے وہ خاک تجھ پر لوٹ کر پڑے کاہ کیا ہے کہ روے آب کو چھپائے مٹی کیا چیز ہے کہ آفتاب کو چھپائے اے بلقیس تو اُٹھ ادہم کے مانند اور ملک فانی کی ہوس سر سے نکال یعنی اولیاء اللہ کو ایک بشر تو مشت خاک سے نہ جان آگے ابراہیم ادہم کا قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ رات کو الخ ۳ شعر رات کو اُسنے ایک تخت پر سنا ہاے ہوا و کھٹ کھٹاہٹ بام سے دل مین سوچا کہ یہ کسکو طاقت ہے کہ یہ مشکل کام بام پر کرے پس روزن خانہ سے آواز دی کہ کون ہے تو آدمی نہین بلکہ پری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سر فرو بردند قومے بوالعجب	ما همی گردیم شب بهر طلب
هین چه می جوئید گفتند اشتران	گفت اشتر بام بر که جست آن
پس بگفتندش که بر تخت جاه	تو همی جوئی ملاقات اله
خود همان بد دیگر او را کس ندید	چون پری از آدمی شد ناپدید
معنیش پنهان و او در پیش خلق	خلق کی بینند غیر ریش و دلق
چون ز چشم خویش و خلقان دور شد	همچو عنقا در جهان مشهور شد
جان سیمرغے که آمد سوے قاف	جملهٔ عالم ازو بافند لاف
چون رسید اندر سبا آن نور شرق	غلغلے افتاد در بلقیس و خلق
روحهاے مرده جمله پر زدند	مردگان از گور تن سر بر زدند
یک دگر را مژده میدادند هان	یک ندائے میرسد از آسمان
زان ندا دینها همی گردد گبر	شاخ و برگ دل همی گردد سبز
از سلیمان آن نفس چون نفخ صور	مردگان را وا رهانید از قبور
مر ترا بادا سعادت بعد ازین	غم گذشت والله اعلم بالیقین

چھانٹ کر اُس قوم نے کی گفتگو	ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ہم سب رات کو
ڈھونڈھتے کیا ہو کہا ہم اونٹ کو	بولا چھت پر اونٹ کب تلاش ہو
بولے وہ کہ تخت شاہی پر سدا	کس طرح ڈھونڈھے تو ہو وصل خدا
خود وہی تھا نے کسیکو وہ دکھا	جون پری تھا آدمی سے چھپ گیا
معنی پنہان اور وہ ہے پیش خلق	خلق کب دیکھے سوائے ریش و دلق
خود سے اور مخلوق سے جو دور ہو	مثل عنقا سب میں وہ مشہور ہو
جان سیمرغ آئے جو کہ قاف کو	جملہ عالم اُس پے مارے لاف کو
جبکہ پہونچا وہ سبا میں نور شرق	شور بس کرنے لگے بلقیس و خلق
روح سب مردون کی خوش خرم ہوئی	زندگی مردون کو گور میں ملی
دیتے آپس میں مبارکبادیان	کہ یہ پہونچی ہے ندائے آسمان
رونق دین اس ندا سے کرتے تھے	شاخ دل کو سبز ابھی کرتے تھے
پس سلیمان سے وہ دم جون نفخ صور	زندہ مردون کو کرے اندر قبور
بعدہٗ تجکو سعادت ہو یہین	غم گیا واللہ اعلم بالیقین

بقیہ قصہ اہل سبا و ارشاد سلیمان عم مر آل بلقیس را کہ ہر یکی اندر خود و مشکلات

باقی قصہ اہل سبا کا اور ارشاد کرنا سلیمان عم کا قوم بلقیس کو کہ ہر ایک خود میں و مشکلات

سلہ ۵۱ چھانٹ کر آخر ۲ شعر اُس قوم نے چھانٹ کر گفتگو کی کہ ہم سب ڈھونڈھتے پھرتے ہیں رات کو کیا ڈھونڈھتے ہو کہا ہم اونٹ کو ڈھونڈھتے ہیں اس نے کہا چھت پر کب تلاش ہوتا ہے اُنھون نے کہا کہ تخت شاہی پر کس طرح ڈھونڈھتا ہے وصل خدا کا آگے اس کے حقائق ہیں خود وہی تھا اور کسیکو وہ نہ دکھا پری کے مانند آدمی سے وہ چھپا معنے پوشیدہ اُس کا اور وہ آگے خلق کے خلق کب دیکھتی ہے بجز ریش کے اور لباس کے جو خود سے و مخلوق سے دور ہو عنقا کے مانند وہ سب میں مشہور ہو یعنی بام پر جو تلاش شتر کرتی تھی وہ خود ذات تھی کہ مثل بشر ہو کر آئی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ جان سیمرغ آخر ۲ شعر جو جان سیمرغ کوہ قاف کو آئے تمام عالم اُس پر لاف مارتا ہے جبکہ وہ سبا میں نور شرق پہونچا پس شور کرنے لگی بلقیس و خلق اللہ یعنی جناب رسول مقبول صلعم جبکہ سبا ناسوت میں آئے سب مشتاق ہوئے و خلق مثل سبا کے شور و غل کرنے لگی مردون کی روح خوش و خرم ہوئی مُردون نے زندگی گور تن میں پائی آپس میں مبارکبادیان دینے لگے کہ یہ ندائے آسمانی پہونچی ہے رونق دین کی اُس ندا سے کرتے تھے اور اپنی شاخ دل کو سبز کرتے تھے پس سلیمان علیہ السلام سے وہ دم مانند نفخ صور کے مردون کو کرنے اندر قبور کے یعنی جناب رسول مقبول صلعم کے تشریف لانے سے دنیا میں مردہ دل زندہ ہوتے تھے بعدہ تجکو سعادت یہیں ہو غم گیا اللہ خوب جانتا ہے ساتھ یقین کے آگے قصہ اہل سبا کے حقائق میں ہے فافہم ۱۲

دین دیدہ کشایند وصید کردن ہر مرغ را بصفیر ہمان جنس مرغان

دین مین نظر کرین اور شکار کرنا ہر مرغ کا اُسی جنس کے مرغون کی صفیر سے

قصہ گویم از سبا مشتاق وار	چون[۵۱] آمد بسوے لالہ زار	کہتا ہون[۵۱] قصہ سبا مشتاق وار	جون صبا آیا بسوے لالہ زار
لاقت الاشباح یوم وصلہا	عادت الاولاد صوب اصلہا	لاقت الاشباح یوم وصلہا	عادت الاولاد صوب اصلہا
		ملاقات کی بدنون نے روز وصل اپنے کے	عود کیا اولاد نے طرف اصل اپنی کے ۱۲
امة العشق خفی فی الامم	مثل جود حولہ یوم السقم	امة العشق خفی فی الامم	مثل جود حولہ یوم السقم
		گروہ عاشقونکا پوشیدہ ہے آدمیون مین ۱۲	مانند اُس سخی کے کہ گرد اُسکے رنج وملامت ہے
ذلة الارواح من اشباحہا	عزة الاشباح من ارواحہا	ذلة الارواح من اشباحہا	عزة الاشباح من ارواحہا
		خواری جانون کی انکے جسمون سے ہے ۱۲	ارجمندی جسمون کی انکی ارواح سے ہے ۱۲
ایہا العشاق السقیا لکم	انتم الباقون والبقیا لکم	ایہا العشاق السقیا لکم	انتم الباقون والبقیا لکم
		اے عاشقو پینا شراب محبت کا تمھارے لئے ہے ۱۲	تم ہمیشہ رہوگے اور ہمیشگی تمھارے لئے ہے ۱۲
ایہا الشابون قوموا واعشقوا	ذاک ریح یوسف فاستنشقوا	ایہا الشابون قوموا واعشقوا	ذاک ریح یوسف فاستنشقوا
		اے جوانو کھڑے رہو اور عاشق ہو ۱۲	وہ عشق بوے یوسف ہے پس سونگھو اس بو کو ۱۲
منطق الطیر سلیمانی بیا	بانگ ہر مرغے کہ آید می سرا	منطق[۵۲] الطیر سلیمانی تو آ	بانگ مرغون کو کہ جو آئے سُنا
چون بمرغانت فرستادست حق	لحن ہر مرغے بدادستت سبق	بھیجا حق نے پاس مرغونکے تجھے	لحن مرغون کا دیا پہلے سے تجھے
مرغ جبری را زبان جبر گو	مرغ پر اشکستہ را از صبر گو	مرغ جبری کو تو کہہ بس جبر سے	مرغ پر ٹوٹے کو کہہ تو صبر سے

۵۱ کہتا ہون الخ ۲ شعر قصہ سبا کا کہتا ہون مشتاق کے مانند کہ صبا کے مانند آیا طرف لالہ زار کے ترجمہ ملاقات کی بدنون نے بروز وصل اپنے کے عود کیا اولاد نے طرف اصل اپنی کے ترجمہ گروہ عاشقون کا پوشیدہ ہے آدمیون مین مانند اُس سخی کے کہ گرد اُس کے رنج وملامت ہے ترجمہ خواری جانون کی ان کے جسمون سے ہے ارجمندی جسمون کی ارواح انکی سے ہے ترجمہ اسے عاشقو شراب محبت کا پینا تمھارے لئے ہے تم ہمیشہ رہوگے اور ہمیشگی تمھارے لئے ہے ترجمہ لئے جوانو کھڑے ہو اور عاشق ہو وہ عشق بوے یوسف ہے پس سونگھو اس بو کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ منطق الطیر آہ ۴ شعر اے منطق الطیر سلیمانی تو آ بانگ مرغون کی کہ جو آئے سُنا یعنی وحی الٰہی جو آئے ہم کو سُنا تجھ کو مرغون کے پاس بھیجا اللہ نے اور لحن مرغون کا اول تجھ کو دیا مرغ جبری کو زبان جبری سے کہہ مرغ پر ٹوٹے کو صبر سے کہہ مرغ صابر کو تو خوش رکھ اور معاف مرغ عنقا کو سنا اوصاف قاف سے ہر ایک کی زبان مین یا رسول اللہ تم راز الٰہی سنادو کہ تا تسکین ہووے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

مرغ صابر را تو خوش دار و معاف
مرغ عنقا را بخوان اوصاف قاف

مر کبوتر را حذر فرما ز باز
باز را از حلم گو و احتراز

وان خفاشی را که ماند او بینوا
می کنش با نور جفت و آشنا

کبک جنگی را بیاموزان تو صلح
مر خروسان را نما اشراط صبح

همچنین میرو ز هدهد تا عقاب
ره نما والله اعلم بالصواب

مرغ صابر کو تو خوش رکھ اور معاف
مرغ عنقا کو سنا اوصاف قاف

اور کبوتر کو بچا تو باز سے
باز کو رکھ باز حلم و ساز سے

اور چمگادڑ کو جو ہے بینوا
کر موافق نور سے اور آشنا

کبک جنگی کو سکھا دے صلح تو
اور بتا مرغوں کو شرط صبح تو

اسطرح ہدہد سے جا تو تا عقاب
رہ نما واللہ اعلم بالصواب

آزاد شدن بلقیس از ملک و مست شدن او از شوق ایمان و التفات او از ہمہ ملک منقطع شدن الا از تخت

آزاد ہونا بلقیس کا ملک سے اور مست ہونا اسکا شوق ایمان سے اور رجانا اسکے التفات کا سب ملک سے الا تخت سے باقی رہنا

چون سلیمان سوی مرغان سبا
یک صفیری کرد بست آن جمله را

جز مگر مرغی که بیجان بود و پر
یا چو ماهی گنگ بود از اصل کر

نی غلط گفتم که کر گر سر نهد
پیش وحی کبریا سمعش دهد

چونکه بلقیس از دل و جان عزم کرد
بر زمان رفته هم افسوس خورد

ترک مال و ملک کرد او آنچنان
که بترک نام و ننگ آن عاشقان

آن غلامان و کنیزان بناز
پیش چشمش همچو پوسیده پیاز

سوے مرغان سبا کر کے صفیر
اس سلیمان نے کیا سبکا اسیر

ان سوا مرغوں کے جو بیجان تھے
یا تھے بہرے مثل مچھلی اصل سے

نے غلط بولا جو بہرا سر رکھے
وحی کے آگے حق اسے شنوائی دے

عزم دل سے جو کیا بلقیس نے
کھایا افسوس اور گذشتہ عمر پے

چھوڑا ملک و مال اسنے آپ سے
چھوڑتا جون ننگ و نام عشاق ہے

وہ غلام اور لونڈیان با حسن و ناز
آگے اسکے مثل بوسیدہ پیاز

۵۱ اور کبوتر آنکہ شعر کبوتر کو باز سے تو بچا اور باز کو کھلا رکھ علم و ساز سے اور چمگادڑ کو جو بے نوا ہے موافق اور آشنا کر نور سے کبک جنگی کو صلح سکھا دے اور مرغون کو بتا دے شرط صبح کی اس طرح ہدہد سے عقاب تک راہ بتلا اللہ خوب جانتا ہے یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم عام سے خاص تک سب کو راستی عنایت کرو آگے رجوع بقصہ ہے جانب مرغان سبا کے آواز دے کر اس سلیمان علیہ السلام نے سب کو اسیر کیا ان مرغون کے سوا جو کہ بیجان تھے یا بہرے تھے مانند مچھلی اصل سے ہین نے غلط نہین کہا کہ جو بہرا سر رکھے وحی کے آگے حق اسے شنوائی دے یعنی جو کوئی گوش شنوا نہین رکھتا ہے اگر وہ وحی الٰہی سے آگے سر رکھے حق اس کو گوش شنوا عنایت کرے آگے بلقیس کا حال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ عزم آخ ہم شعر جو بلقیس نے از دل و جان دل سے کیا اور گذشتہ عمر پر افسوس کھایا اس نے ملک و مال آپ سے چھوڑا جیسے عاشق ننگ و نام چھوڑتے ہین وہ غلام وہ لونڈی سب سراپا ناز اس کے آگے مانند پیاز بوسیدہ کے تھے باغ اور محل اور آب روان عشق کے سبب سے ایک بھی نظاہر دیکھتے تھے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

باغہا و قصرہا و آب رود — پیش چشم از عشق گلخن می نمود
عشق در ہنگام استیلا و خشم — زشت گرداند لطیفان را بچشم
مر زمرد را نماید گندنا — غیرت عشق این بود معنی لا
لا الہ الا ہو اینست اے پناہ — کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ
ہیچ آل و ہیچ مخزن ہیچ رخت — مے دریغش آمد الا جز کہ تخت
پس سلیمان از دلش آگاہ شد — کز دل او تا دل او راہ بد
آن کسی کو بانگ مرغان بشنود — از ضمیر ہر یکے واقف بود
نالۂ مخفی موران بشنود — ہم فغان سر دوران بشنود
آنکہ گوید رمز قالت نملۃ — ہم بداند رمز این طاق کہن
دید از دورش کہ آن تسلیم کیش — تلخش آمد فرقت آن تخت خویش
گر بگویم آن سبب گردد دراز — کہ چرا بودش بہ تخت آن عشق ساز
گرچہ این کلک و قلم خود بیحس است — نیست جنس کاتب او را مونس است
ہمچنین ہر آلت پیشہ ورے — ہست بیجان مونس ہر جانورے
این سبب را من معین گفتمی — گر نبودے چشم فہمت را نمی
از بزرگی تخت کز حد میفزود — نقل کردن ہیچ نوع امکان نبود
خردہ کارے بود تفریقش خطر — ہمچو اوصال بدن بایکدگر
پس سلیمان گفت گرچہ فی الاخیر — سرد خواہد شد برو تاج و سریر

باغ اور محلات اور آب وان — عشق سے دکھتے تھے اک گلخن عیان
سلہ عشق وقت جوش اپنے خشم سے — بد دکھاتا نیک کو ہے آنکھ سے
اور زمرد کو دکھائے گندنا — عشق کی غیرت ہے یہ معنی لا
لا الہ الا ہو ہے اے پناہ — کہ دکھے مہ تجکو اک دیگ سیاہ
کچھ خزانہ مال اور کچھ رخت سے — نے تھا افسوس اسکو الا تخت سے
دل سے آگاہی سلیمان کو ہوئی — اُسکے دل سے اُسکے دل تک راہ تھی
سلہ وہ کوئی کہ بانگ مرغونکی سنے — ہر ضمیر دل سے آگاہی رکھے
چونٹیوں کا نالۂ مخفی سنے — شور اسرار زمانہ بھی سنے
جو کہ کہوے رمز قالت نملۃ — پس وہ جانے رمز بھی طاق کہن
سلہ دور سے دیکھا فراق تخت جو — تھا گران اس صاحب تسلیم کو
گر کہوں اسکا سبب ہووے دراز — کس لئے وہ تخت سے تھی عشقباز
گرچہ یہ کلک و قلم نے حس رکھے — جنس نے کاتب کا مونس اسکا ہے
ایسے ہی ہر آلہ اہل کسب کا — مونس اہل جان کا بیجان ہوا
اس سبب کو میں معین کہتا اگر — تمکا چشم فہم نے رکھتی اثر
سلہ تھا بزرگی میں وہ تخت از حد سوا — اور کسی نوع سے وہ جا سکتا نہ تھا
تھا مرصع ڈر بگڑ جانے کا تھا — جیسے باہم عضو ہے اک دوسرا
پس سلیمان بولے گرچہ تخت سے — انتہا میں ہوگی نفرت بس اُسے

سلہ عشق الخ ۵ شعر عشق وقت خشم و جوش کے نیک بد دکھلاتا ہے آنکھ سے اور زمرد کو گندنا دکھلائے عشق کی غیرت ہے اور یہ معنی لا ہے لا الہ الا ہو یہ ہے کہ تجکو ماہ دکھے ایک دیگ سیاہ یعنی عشق یہ شے ہو کہ ہنگام پرجوش نیک بد دکھائے اور غیرت سے نفی کر کے اثبات کردے آگے رجوع بقصہ ہے مال و خزانہ اور اسباب سے کچھ افسوس اسکو نہ تھا الا تخت سے تھا اسکے دل سے آگاہی سلیمان علیہ السلام کو ہوئی اُنکے دل سے بلقیس کے دل تک ایک راہ تھی آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ وہ کوئی الخ ۴ شعر گر کوئی کہ بانگ مرغونکی سنے ہر ایک ضمیر سے آگہی رکھے یعنی جو شخص آواز مرغوں کی سنے کہ وہ اپنی زبان سے باتیں کرتے ہیں وہ ضمیر کیوں نہیں جانے کہ وہ بھی باطن میں ہے چونٹیوں کا نالہ پوشیدہ سنے اور شور اسرار زمانہ بھی سنے کہ کہوے رمز قالت نملۃ وہ جانے رمز آسمان کہنہ کے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ دور سے الخ ۵ شعر دیکھا دور سے جو فراق تخت کو اُس صاحب تسلیم کو گران تھا اگر اسکا سبب کہوں دراز ہووے کس واسطے کہ وہ تخت سے عشقباز تھی اگرچہ یہ قلم حس نہیں رکھتا ہے وہ جنس کاتب کا نہیں ہے الا مونس اسکا ہے ایسے ہی ہر ایک آلہ کسب کا جو ہے اہل جان ہو اس سبب میں معین کہتا اگر چشم فہم تمکا اثر نہ رکھتی یعنی اشیاء دنیا اگرچہ بیجان ہیں مگر اہل جان کی مونس ہیں کہ وسیلہ انکے سے کاربرآری ہوتی ہے مگر چشم فہم پر نم ہے کہ سمجھ نہیں سکتی ہے اسی طرح سے بلقیس کا تخت تھا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ تھا بزرگی میں الخ ۲ شعر وہ تخت بزرگی میں سوا تھا اور کسی نوع سے وہ جا نہ سکتا تھا وہ مرصع تھا اور خوف بگڑ جانے کا تھا جیسے عضو باہم ایک دوسرا ہے پس سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اگرچہ تخت سے انتہا میں نفرت اسکو ہوگی آگے حقائق اسکے ہیں جان و دل وحدت سے جبکہ رنگین ہو تو جان کو رونق ہے اور جسم کو نہ آگے مثال ہے کہ ہر جو گوہر قعر دریا سے عیاں ہو کوئی خاشاک کو پھر وہاں نہ دیکھے جبکہ آفتاب پرضیا طلوع ہو برج عقرب کو ۱۲

۱۲ پھر کون رکھے خیال یعنی جبکہ وحدت سے جان رنگین ہوئے پھر چشم کو کیا قدر و منزلت رہے جیسے آفتاب جبکہ طلوع ہو پھر شب کون دیکھ سکتا ہے آگے رجوع بقصہ فافہم ۱۲

چون ز وحدت جان برون آید سری | جسم را با فر او نبود فرے
چون برآید گوهر از قعر بحار | بنگری اندر کف و خاشاک و خار
سر بر آرد آفتاب با شرر | دم عقرب را که سازد مستقر
لیک خود با این همه بر بد و حال | جست باید تخت او را انتقال
تا نگردد خسته هنگام لقا | کودکانه حاجتش گردد روا
هست بر ما سهل و او را بس عزیز | تا بود بر خوان حوران دیو نیز
عبرت جانش بود آن تخت باز | چون دلق و چارقی پیش ایاز
تا بداند در چه بود آن مبتلا | از کجا ها در رسید او تا کجا
خاک را و نطفه را و مضغه را | پیش چشم ما همی دارد خدا
از کجا آوردمت اے بدنیت | که از آن آید همی خفریقیت
تو بدان عاشق بدی در دور آن | منکر آن فضل بودے آن زمان
این کرم چون دفع آن انکار تست | که میان خاک میکردی نخست
حجت انکار شد انشاء تو | از دوا بدتر شد این بیمار تو
خاک را تصویر این کار از کجا | نطفه را خصمی و انکار از کجا
چون در آن دم بیدل و بے سر بدی | فکرت و انکار را منکر بدی
از جمادی چونکه انکارت برست | هم ازین انکار حشرت شد درست
پس مثال تو چو آن حلقه زنی ست | کز درونش خواجه گوید خواجه نیست

جان و دل وحدت سے جب رنگین نہ | جان کو رونق نہو پھر جسم سے
قعر دریا سے جو گوہر ہو عیان | نے کف و خاشاک کو دیکھے وہان
جب طلوع ہو آفتاب پر ضیا | برج عقرب کون پھر رکھے بھلا
باوجود[1] اس سب کے تخت اسکا شے | ابتدا مین چاہیئے لانا اُسے
تا نہو دل خستہ ہنگام لقا | مثل کودک حاجت اسکی ہو روا
سہل ہمکو اور اُسے دشوار ہے | خوان پر پریون کے دیو خوار ہے
عبرت اسکی جان کو وہ تخت ہو | جیسے چپلی گودڑی ایاز کو
تاکہ جانے مبتلا وہ کس مین تھی | اور کہان سے وہ کہان تک آ گئی
خاک کو نطفہ کو مضغہ حمل کو | حق رکھے ایسے ہی میرے روبرو
مین کہان سے تجکو لایا زشت خو | کہ تجھے آتی ہے بخشش اس سے جو
اُسکا تو عاشق تھا اسکے دور مین | منکر ان فضلون کا تھا اس طور مین
یہ کرم[2] دافع ترے انکار کا | جو کہ پہلے خاک مین کرتا تو تھا
حجت انکار ہوئی تیری ظہور | تیرا بیمار اور دوا سے پر فتور
خاک کو اسکا تصور تھا کہان | دشمنی انکار نطفہ کو کہان
جو کہ اس دم بیدل و بے سر تھا تو | فکر اور انکار کا منکر تھا تو
تیرا انکار اب جمادی سے اگا | حشر اور انکار سے ثابت ہوا
حلقہ زن کی ہو مثل تیری یہ بین | خواجہ اندر سے کہے خواجہ نہین

سلہ باوجود الخ ۸ شعر باوجود اس سب حال کے اس کا تخت ابتدا مین لانا چاہیئے تا دل خستہ ہنگام ملاقات کے نہ ہو مثل کودک حاجت اُس کی روا ہووے ہم کو سہل اور اُس کو دشوار ہے دیو بھی پریون کے خوان پر رہے اُس کی جان کو وہ تخت عبرت ہو جیسے پرانے جوتے اور گودڑی ایاز کو تھی تاکہ جانے وہ کس مین مبتلا تھا اور کہان سے کہان تک وہ آ گیا خاک کو ونطفہ کو ومضغہ کو حمل کو حق ایسے ہی رکھے ہمارے روبرو آگے اس کے حقائق ہین مین کہان سے لایا تجکو اے زشت خو کہ جو تجھے بخشش اُس سے ہو تو اُسکا عاشق تھا اُسکے دور مین اور ان فضلون کا منکر تھا اس طور مین یعنی ہر ایک مقام مین انسان حق رکھتا ہے مگر وہ اپنی اصل کو بھولا ہوا ہے مگر اولیا اللہ کے وہ اصل روبرو ہے کہ حق کہان سے کہان تک لایا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ یہ کرم الخ ۶ شعر یہ کرم تیرے انکار کا دافع ہے جو کہ اول خاک مین تو کرتا تھا یعنی آدم علیہ السلام کے پتلے کو جو خاک فرشتون نے چاہی تو خاک نے انکار کیا وہ سبب ظہور ہوئی تیرا بیمار دوا سے زیادہ بیمار رہا خاک کو اسکا تصور کہان تھا نطفے کو دشمنی و انکار کہان جو کہ فکر و انکار کا تو منکر تھا تیرا انکار اب جمادی سے اگا اس انکار سے حشر ثابت ہوا یعنی جو کہ حکما منکر ہین اس امر کے کہ حشر جمادی کا نہ ہوگا پس مولانا ثابت کرتے ہین کہ انکار نا حشر کا اس قول سے خود ثابت ہے کہ جمادی کا حشر ہوگا یہ مثال تیری حلقہ زن کی ہے کہ خواجہ اندر سے کہے خواجہ نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

حلقه زن زین نیست دریابد که هست / پس ز حلقه برندارد هیچ دست
پس هم انکارت مبین میکند / کز جماد او حشر صد فن میکند
چند صنعت رفت ای انکار تا / آب و گل انکار زاد از هل اتی
آب و گل میگفت خود انکار نیست / بانگ میزد بیخبر کاخبار نیست
من بگویم شرح این از صد طریق / لیک خاطر لغزد از گفت دقیق
شرح آنرا لب ببستم ای کیا / بهر نقل تخت بلقیس از سبا

سلہ حلقہ زن اور اس سے جانے کہ وہ ہے / ہاتھ کب حلقہ سے باز اپنا رکھے
کرتا ظاہر بس ترا انکار ہے / کہ جمادی سے وہ سو محشر کرے
چند صنعت جو گئین انکار تا / ہل آتی سے آب و گل نے بس چنا
آب و گل کہتا تھا خود انکار نے / بانگ دی ہے بے خبر اخبار نے
شرح اسکی سو طریقہ سے کہون / قول کی دقت سے مین پر خوف ہون
شرح اسکی چھوڑ دی بلقیس کے / بس سبا سے تخت لانے کیلئے

چاره کردن سلیمان علیه السلام در احضار تخت بلقیس از سبا

تدبیر کرنا سلیمان علیہ السلام کا حاضر کرنے مین تخت بلقیس کے سبا سے

پس سلیمان گفت با لشکر عیان / تخت او را حاضر آید این زمان
گفت عفریتی که تختش را بفن / حاضر آرم تا تو زین مجلس شدن
گفت آصف من باسم اعظمش / حاضر آرم پیش تو در یکدمش
گرچه عفریت اوستاد سحر بود / لیک آن از نفخ آصف رو نمود
حاضر آمد تخت بلقیس آن زمان / لیک ز آصف نه ز فن عفریتیان
گفت حمد الله برین و صد چنین / که بدیدستم ز رب العالمین
پس نظر کرد آن سلیمان سوی تخت / گفت آری گول گیری ای درخت

سلہ اپنے لشکر سے سلیمان نے کہا / لاؤ اسدم تخت اسکا تم اٹھا
دیو اک بولا کہ اسکے تخت کو / لاؤن مین جبتک یہان سے تم اٹھو
بولا آصف اسم اعظم سے ابھی / آپ کی خدمت مین لاؤن اے نبی
دیو گرچہ سحر مین اُستاد تھا / دم مین آصف کے مگر وہ آگیا
تخت بلقیس آگیا اسدم نے لے / دم سے آصف کے نہ فن سے دیو کے
شکر حق ایسے و سو اسطرح کے / مین نے دیکھے ہین خدائے پاک سے
سلہ پس سلیمان نے جو دیکھا سوئے تخت / بولے احمق گیر ہے تو اے درخت

سلہ حلقہ زن الخ ۲ شعر حلقہ زن اور اس سے جانے کہ وہ ہے ہاتھ حلقہ سے کب باز رکھے ہے تیرا انکار بس ظاہر کرتا ہے کہ وہ جمادی کا حشر کرے چند صنعت جو گئین تا انکار ہل اتی سے چنا آب و گل کہتا تھا کہ خود انکار نہین ہے آواز دی ہے اسے بیخبر اخبار نہین ہے یعنی اس انکار سے خود اقرار حشر کا ثابت ہے کہ خواجہ اس خاک مین موجود ہے ورنہ محض خاک کو اقرار و انکار سے کیا نسبت پس ذات حق کی ہر شے مین موجود ہے و اللہ علی کل شئ محیط کے یہ معنی ہین اسکی شرح سو طریقہ سے کہون دل کی دقت سے مین ڈرتا ہون اسکی شرح چھوڑ دون سبا سے بلقیس کے تخت لانے کے لئے آگے بلقیس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اپنے الخ ۲ شعر سلیمان ؑ نے اپنے لشکر سے کہا تم اسدم تخت اسکا اٹھا کر لاؤ اک دیو بولا کہ جبتک تم اٹھو یہان سے مین تخت لاؤن آصف نے کہا کہ اسم اعظم سے ابھی آپ کی خدمت مین لاؤن اے نبی اگرچہ دیو سحر مین استاد تھا لیکن دم سے آصف کے اسیدم تخت بلقیس کا آگیا لیکن آصف کے دم سے نہ دیو کے فن سے شکر حق کا ایسے و سو اس طرح کے عجائب مین نے خدائے پاک سے دیکھے ہین یعنی آصف نے کہا کہ ایسے و سو اس طرح کے عجائبات مین نے دیکھے شکر حق کا کرنا چاہیئے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ پس سلیمان نے الخ ۲ شعر پس سلیمان علیہ السلام نے جانب تخت کے دیکھا پایا کہ اے درخت تو احمق گیر ہے آگے سنگ و چوب کے کہ منقش ہین بہت نادان اپنا سر رکھتے ہین ساجد مسجود جان سے بیخبر ہین اور جان سے تھوڑا اثر اور حرکت دیکھتے ہین دیکھا اور حیران ہوا کہ سنگ نے بات کی و اشارے سجدہ کئے جو کھیل نہ خدمت کی سمجھ کر شیر سنگین کو شیر جانا اُس شیر حقیقی نے بخشش کی اُس کتے کو ہڈی ڈالدی حق نے فرمایا کہ اگرچہ وہ کتا میری راہ پر نہین ہو ولیکن میری ہڈی لطف عام ہو یعنی کفار نے جو بتان سنگین کچھ حرکت و اثر پایا اسکو سجدہ کیا یہ بھی بخشش حق ہو کہ سگ [illegible] کو گویا ایک ہڈی ڈالدی ہو کہ وہ اس سے خوش ہین جیسے کفار عرب ساجد بتون کے تھے چنانچہ حلیمہ سعدیہ کا قصہ آگے بیان ہے فافہم ۱۲

پیش سنگ و چوب چون نقشے کنند — اے بسا گولان کہ سرہا می نہند
ساجد و مسجود از جان بے خبر — دیدہ از جان جنبشے و اندک اثر
دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ — کہ سخن گفت و اشارت کرد سنگ
نزد خدمت را چو نا موضع بباخت — شیر سنگے را شقی شیرے شناخت
از کرم شیر حقیقی کرد جود — استخوانے سوے سگ انداخت زود
گفت گرچہ نیست آن سگ بر قوام — لیک ما را استخوان لطفی ست عام

پیش سنگ و چوب کہ نقشین مین — اے بہت نادان سر اپنا رکھین
ساجد و مسجود جان سے بے خبر — جان سے دیکھی حرکت اور تھوڑا اثر
دیکھا اور حیران ہو کے سنگ نے — بات کی جب دم اشارے سب کیے
نزد خدمت کی جو کھیلی بے جگہ — شیر جانا شیر سنگین کو دل
بخشش اس شیر حقیقی نے کری — ہڈی اس کتے کو جلدی ڈالدی
بولا وہ کتا نہین گر راہ سپے — پر مری ہڈی تو لطف عام ہے

قصہ یاری خواستن حلیمہؓ از بتان چون عقب فطام مصطفےٰ را گم کرد و لرزیدن بتان و بہ سجدہ افتادن

قصہ مدد چاہنا حلیمہؓ کا بتون سے جو بعد دودھ چھڑانیکے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گما دیا اور کانپنا بتون کا اور سجدہ مین گرنا

قصۂ راز حلیمہ گویمت — تا زداید داستان او غمت
مصطفےٰ را چون ز شیر او باز کرد — بر کفش برداشت چون ریحان و ورد
میگریزانیدش از ہر نیک و بد — تا سپارد آن شہنشہ را بجد
چون ہمی آورد امانت را ز بیم — شد بکعبہ آمد او اندر حطیم
از ہوا بشنید بانگے کای حطیم — تافت بر تو آفتابے بس عظیم
اے حطیم امروز آید بر تو زود — صد ہزاران نور از خورشید جود
اے حطیم امروز آرد در تو رخت — محتشم شاہی کہ پیک اوست بخت
اے حطیم امروز بیشک از توی — منزل جانہای بالا می شوی
جان پاکان طلب طلب جوق جوق — آیدت از ہر نواحی مست شوق

[سلہ] کہتا ہون قصہ حلیمہؓ کا تجھے — تاکہ چھیلے داستان غم کو ترے
مصطفےٰ کو جو چھڑایا دودھ سے — مثل گل انکو ہتھیلی پر رکھے
نیک و بد سے وہ بھگاتی انکو تھین — سونپین تا اس شہ کو دادا کے تئین
جو امانت لائین وہ با خوف و بیم — سوے کعبہ آئین وہ اندر حطیم
غیب سے آواز آئی اے حطیم — چمکا اک تجھپر ہے خورشید عظیم
اے حطیم آج آئے تجھپر جلد تر — شمس بخشش سے ہزارون نور فر
اے حطیم آج ایک شہ لاتا ہے رخت — تیرے اندر جو قاصد اسکا تخت
اے حطیم آج از سر نو ہووے تو — جان پاکون کا منازل گہ تو
جان پاکان فوج فوج اور جوق جوق — آئین تجھپر ہر طرف سے مست شوق

سلہ کہتا ہون الخ ۔ اشعر قصہ حلیمہ کا تجھ سے کہتا ہون تاکہ تیرے غم کو وہ داستان چھیلے جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ سے چھڑایا مانند گل کے انکو ہتھیلی پر رکھتی تھین نیک و بد سے وہ انکو بھگاتی تھین تاکہ اس شاہ کو سونپین ان کے دادا کو جو امانت کو لائین بسبب خوف و بیم کے جانب کعبہ کے آئین وہ حطیم مین غیب سے آواز آئی کہ اے حطیم تجھپر چمکا ہے ایک خورشید عظیم اے حطیم آج تجھپر آئے جلد تر شمس بخشش سے ہزارون نور اے حطیم آج ایک شاہ لاتا ہے اسباب تجھ مین کہ قاصد اس کا تخت ہے اے حطیم آج تو سر نو ہووے جان پاکون کی منزل گاہ جان پاکون کی فوج فوج اور جوق جوق تجھپر آئین ہر طرف سے مست شوق ہو کر حلیمہؓ حیران اس آواز سے ہوئی کہ نہ کوئی آگے و نہ پیچھے میرے ہے یعنی حلیمہ سعدیہ اس آواز پر ہوئین حیران کہ کوئی میرے آگے و پیچھے نہین یہ آواز کون دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گشته حیران آن حلیمه زان صدا	نه کسی در پیش نی سوی خفا
شش جهت خالی ز صوت وین ندا	شد پیاپے آن ندا را جان فدا
مصطفی را بر زمین بنهاد او	تا کند آن بانگ خوش را جستجو
چشم می انداخت آن دم سو بسو	که کجا یست آن شه اسرار گو
کین چنین بانگ بلند از چپ و راست	میرسد یا رب رساننده کجاست
چون ندید او خیره و نومید شد	جسم لرزان همچو شاخ بید شد
باز آمد سوی آن طفل رشید	مصطفی را در مکان خود ندید
حیرت اندر حیرت آمد بر دلش	گشت بس تاریک از غم منزلش
سوی منزلها دوید و بانگ داشت	که که بر دردانه ام غارت گماشت
مکیان گفتند ما را علم نیست	ما ندانستیم کاینجا کودکیست
ریخت چندان اشک و کرد او بس فغان	که ازو گریان شدند آن مکیان
سینه کوبان آنچنان بگریست خوش	کاختران گریان شدند از گریه‌اش

ہوئی حلیمہ حیران اس آواز سے	نے کوئی آگے نہ پیچھے جز ہوا
ششجہت خالی ندا و صوت سے	اُس ندا پر جان فدا ہر بار ہے
مصطفی کو بس زمین پر وہ بٹھا	ڈھونڈھتی آواز خوش کو ہر جگہ
ڈالتی اُس دم نظر ہر سمت وہ	کہ کہاں ہے وہ شہ اسرار گو
ایسی خوش آواز دہنے بائیں سے	آئی یارب کہنے والا کس جگہے
جو نہ دیکھا حیران اور نومید ہوئی	جسم کانپا مثل شاخ بید کی
لوٹ کر اُس طفل کی سو جو گئیں	مصطفی کو اُس جگہ دیکھا نہیں
حیرت اندر حیرت اُنپر آگئی	غم سے بس تاریک اُنکی جان ہوئی
دیتیں آواز ہر مکان پر دوڑ کے	کہ مرا دُردانہ لوٹا کس نے ہے
مکیان کہتے نہ ہم کو علم ہے	کہ یہاں پر لڑکا تھا نہ ہم جانتے
اسقدر وہ روئیں اور بس کی فغان	کہ لگے رونے سب اُنپر مکیان
سینہ کوٹا اور روئیں اسقدر	کہ ستارے روئے اُنکے نوحہ پر

حکایت آن پیر که دلالت کرد حلیمه را براستعانت بتان

حکایت اُس بوڑھے کی کہ راہ بتائی حلیمہ سعدیہ کو واسطے مدد لینے بتوں کے

پیر مردے پیشش آمد با عصا	کای حلیمه چه فتاد آخر ترا
پیر مرد اک آگے آیا لے عصا	کا اے حلیمہ کیا تجھے آخر پڑا

سلہ شش جہت آلخ ۲ شعر ششجہت خالی ندا و صوت سے کہ اُس ندا پر جان ہر بار فدا ہے پس مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر وہ بٹھا کر آواز خوش کو ہر جگہ ڈھونڈھتی تھیں کہ وہ شاہ اسرار گو کہاں ہے ایسی خوش آواز چپ و راست سے آئی یا خدا کہنے والا کس جگہ ہے جو نہ دیکھا تو حیران و نا امید ہوئی جسم مثل شاخ بید کے کانپا لوٹ کر اُس طفل کی جانب جو گئیں مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس جگہ نہیں دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ حیرت اندر آلخ ۵ شعر حیرت اندر حیرت سے اُنپر آگئی اور اُن کی جان غم سے تاریک ہو گئی ہر مکان پر آواز دوڑ کر دیتی کہ میرا دُردانہ کس نے لوٹا ہے اہل مکہ کہتے کہ ہمکو علم نہیں ہے اور یہاں پر ہم لڑکا نہیں جانتے ہیں اس قدر وہ روئیں اور بس فغان کی کہ سب رونے لگے اُنپر اہل مکہ نے سینہ کوٹا اور اسقدر روئیں کہ ستارے اُن کے نوحہ پر روئے آگے حکایت بوڑھے کی ہے فافہم ۱۲

سلہ پیر مرد آلخ ۱ شعر ایک پیر مرد عصا لیکر کے آیا کہ اے حلیمہ تجھ کو اتر کیا پڑا ہے کہ ایسی آگ کو دل سے بھڑکا دیا اور جگر کو ماتم سے سوزان کیا کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میں دائی ہوں اور لائی ہوں کہ اُس کے دادا کو سونپوں جو حطیم میں آئی تو ندا غیب سے آتی ہے وہیں سنتی اُسکی صدا ہوں باقی حال اُس کا آگے ہے فافہم ۱۲

کاین چنین آتش ندل افروختی — وین جگرہا را زماتم سوختی
گفت احمد را ز ضیعم معتمد — پس بیاوردم کہ بسپارم بجد
چون رسیدم در حطیم آوازہا — می رسید و می شنیدم از ہوا
من چو آن الحان شنیدم از ہوا — طفل را بنہادم آنجا زان صدا
تا بہ بینم این صدا آواز کیست — کہ ندائے بس لطیف و بس شہیست
نے ز کسے دیدم بگرد خود نشان — نے ندائے منقطع شد یک زمان
چونکہ واگشتم ز حیرتہاے دل — طفل را آنجا ندیدم واے دل
گفتش اے فرزند تو اندہ مدار — کہ نمایم من ترا یک شہریار
کہ بگوید گر بخواہد حال طفل — او بداند منزل و ترحال طفل
پس حلیمہ گفت اے جانم فدا — مر ترا اے شیخ خوب و خوش ندا
ہین مرا بنماے آن شاہ نظر — کش بود از حال طفل من خبر
برد او را پیش عزی کاین صنم — ہست در اخبار غیبی معتنم
ما ہزاران گم شدہ زو یافتیم — چون بخدمت سوے او بشتافتیم
پیر کرد او را سجود و گفت زود — اے خداوند عرب وے بحر جود
گفت اے عزی تو بس اکرامہا — کردۂ تا رستہ ایم از دامہا
بر عرب حق است از اکرام تو — فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
این حلیمہ سعدی از امید تو — آمد اندر ظل شاخ بید تو
کہ ازو فرزند طفلے گم شدہ است — نام آن کودک محمدؐ آمدہ است
چون محمدؐ گفت آن جملہ بتان — سرنگون گشتند ساجد آنزمان

دل سے ایسی آگ کو بھڑکا دیا — اور جگر ماتم سے بس سوزان کیا
بولی احمد کی میں دائی ہوں سنو — لائی ہوں کہ سونپوں دادا کے کو
جون حطیم اندر میں آئی تو ندا — غیب سے آئی وہیں سنتی صدا
غیب سے[1] میں نے سنی جو وہ ندا — اس ندا سے طفل واں بٹھلا دیا
دیکھوں تا کسکی ندا کی ہے صدا — کہ یہ بس مرغوب اور خوش ہے ندا
نے کسی کا گرد پایا کچھ نشان — نے ندا موقوف ہوئی تا اک زمان
جو پھری حیرت سے میں اس طفل کو — اُس جگہ نے دیکھا افسوس ہائے جو
بولا اے بیٹی مری غمگین نہ ہو — میں بتاتا ہوں تجھے اک شاہ کو
گر کہے اور پوچھے تو لڑکے کا حال — جانتا ہے منزل اور جانے کا حال
پس حلیمہؓ بولی میری جان فدا — تجھ پہ ہو اے شیخ خوب و خوش ندا
جلد بتلا مجھکو وہ شاہ نظر — کہ اُسے ہو میرے بچے کی خبر
لیگیا عزی کے اُسکو سامنے — کہ یہ بت آگہ ہے حال غیب سے
گم شدہ لاکھ اس سے ہم نے پائے ہیں — جبکہ خدمت میں ہم اسکی آئے ہیں
سجدہ[2] بوڑھے نے کیا اسکو کہا — اے خداوند عرب بحر سخا
بولا اے عزی کئے تو نے کرم — تا چھٹے بس دام آفاتوں سے ہم
ہی عرب پر حق ترے اکرام سے — تا عرب تیری اطاعت فرض ہے
یہ حلیمہ سعدیہ امید سے — ظل شاخ بید میں آئی ترے
ایک بچہ چھوٹا اسکا گم گیا — نام بچے کا محمدؐ ہے رکھا
جو کہا نام محمدؐ بت سبھی — ہو گئے سجدے کو اوندھے اُس گھڑی

[1] غیب سے آلخ ۱ شعر جو میں نے وہ ندا غیب سے سنی اس ندا سے طفل کو وہاں بٹھا دیا تاکہ دیکھوں کہ کس کی ندا کی یہ صدا ہے کہ از بس مرغوب خوش ہے کسی کا گرد کچھ پتہ نہ پایا اور نہ ندا ایک زمانہ تک موقوف ہوئی جو میں حیرت سے پھری اس طفل کو اُس جگہ نہ دیکھا افسوس وہائے جو ہے بوڑھے نے کہا کہ اے بیٹی میری غمگین مت ہو میں تجھے ایک بادشاہ بتاتا ہوں اگر تو کہے و پوچھے لڑکے کا حال وہ جانتا ہے منزل اور جانیکا حال پس حلیمہؓ نے کہا کہ میری جان تجھپر فدا ہے اے شیخ خوب و خوش ندا جلد مجھکو بتلا وہ بادشاہ نظر کہ اُسے میرے بچے کی خبر ہو اس کو عزی کے سامنے لے گیا کہ یہ بت خبردار ہے خبر غیب سے ہم نے اس سے لاکھوں گم شدہ پائے ہیں جبکہ ہم اس کی خدمت میں آئے ہیں باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲ [2] سجدہ آلخ ۶ شعر بوڑھے نے سجدہ کیا اسکو اور کہا اے خداوند عرب و بحر سخا کہ اے عزی تو نے کرم کئے تا ہم چھٹے دام آفتوں سے حق ہے تا کہ عرب پر تیرے اکرام سے حق ہے تاکہ عرب پر تیری طاعت فرض ہے یہ حلیمہ سعدیہ امید سے تیری ظل شاخ بید میں آئی ہے ایک چھوٹا بچہ اس کا گم گیا کہ نام اُس بچہ کا محمدؐ رکھا ہے جو نام محمدؐ کا کہا سب بت سجدہ کو اوندھے ہو گئے اُس دم آگے جواب بتوں کا ہے فافہم ۱۲

کہ بروائے پیراہن چہ جستجوست | آن محمد را کہ عزل ما ازوست
جا تو اے بوڑھے کہ کیا ہی ڈھونڈھتا[1] | اُس محمدؐ کو جو ہمکو دے مٹا

ما نگون و سنگسار انیم ازو | ما کساد و بے عیار انیم ازو
ہم نگون اور سنگسار اب اس سے ہین | ہم بُرے اور نابکار اب اس سے ہین

آن خیالاتے کہ دیدندے زما | وقت فترت گاہ گاہ اہل ہوا
وقت فترت دیکھتے تھے وہ خیال | گاہ گاہ ہمسے جو اہل ضلال

گم شود چون بارگاہ او رسید | آب آمد مر تیمم را درید
گم ہوئے جو آئی اسکی بارگاہ | آب آیا لی تیمم نے ہے راہ

دور شو اے پیر فتنہ کم فروز | ہین ز رشک احمدی ما را مسوز
دور ہو اے بوڑھے فتنہ مت جگا | رشک احمد سے ہمین تو مت جلا

دور شو بہر خدا اے پیر تو | تا نسوزی ز آتش تقدیر تو
دور ہو اے بوڑھے تو حق کیلئے | تا جلے نے آتش تقدیر سے

اینچہ دُم اژدہا افشردن است | ہیچ دانی چہ خبر آوردن است
اژدہا کی دُم دباتا کیا ہے یہ | جانتا ہے کیا خبر لاتا ہے یہ

زین خبر خون شد دل دریا و کان | زین خبر لرزان شود ہفت آسمان
اس خبر سے خون ہوا دریا و کان | اس خبر سے کانپے ساتون آسمان

چون شنید از سنگہا پیر این سخن | پس عصا انداخت آن پیر کہن
پتھرون[2] سے جو سنا اس بات کو | پھینکا بوڑھے نے عصا کو تنگ ہو

پس ز لرز و خوف و بیم آن ندی | پیر دندان ہا بہم بر میزدی
اس ندا کی خوف و لرز و بیم سے | دانت سب اس بوڑھے کے بجنے لگے

آنچنان کاندر زمستان مرد عور | او ہمی لرزید میگفت ای ثبور
جیسے سردی مین کوئی ننگا رہا | کانپتا اور کہتا وہ ای مین مرا

چون دران حالت بدید آن پیر را | پاؤ سر گم کرد زن تدبیر را
دیکھا اُس بوڑھے کو اس حالت مین جو | بس حلیمہؓ بھولین سب تدبیر کو

گفت پیرا گرچہ من در محنتم | حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
بولی بوڑھے گرچہ محنت ہی مجھے | درمیان حیرت کے حیرت ہے مجھے

ساعتے بادم خطیبے میکند | ساعتے سنگم ادیبے میکند
ایک ساعت باد میری ہے خطیب | ایک ساعت سنگ میرا ہے ادیب

باد با حرفم سخنہا میدہد | سنگ و کوہم فہم اشیا میدہد
باد باتین ساتھ حرفون کے کرے | سنگ اور کوہ فہم اشیا مجکو دے

گاہ طفلم را ربودہ غیبیان | غیبیان سبز پوش آسمان
میرا[3] بچہ لے گئے کہ غیبیان | جو ہین غیبی سبز پوش آسمان

از کہ نالم با کہ گویم این گلہ | من شدم سودائی اکنون صد دلہ
کس سے روؤن اور کہون کس سے گلہ | مین ہوئی سودائی ہون اب صد دلہ

ستہ[1] جا تو آخر ۸ شعر اے بوڑھے تو کیا ڈھونڈھتا ہے اُس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جو ہمکو مٹا دے ہم اس سے نگونسار و سنگسار ہین ہم بُرے اور نابکار اس سے ہین وقت فترت کے دیکھتے تھے وہ خیال کبھی کبھی ہم سے جو گمراہ یعنی فترت اُس زمانہ کو کہتے ہین جو درمیان زمانہ جناب رسول مقبول صلعم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھا وہ خیالات گم ہوگئے جو اسکی بارگاہ آئی آب آیا اور تیمم نے راہ لی اے بوڑھے دور ہو اور فتنہ کو مت جگا رشک احمد سے تو ہمکو نہ جلا اے بوڑھے دور ہو حق کے واسطے تا آتش تقدیر سے نہ جلے یہ کیا اژدہا کی دُم دباتا ہی تو جانتا ہی کہ یہ کیا خبر لاتا ہے اس خبر سے دریا و کان کا دل خون ہوا اس خبر سے کانپین ساتون آسمان آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ستہ[2] پتھرون سے آخر ۸ شعر اس بات کو جو سنا پتھرون سے بوڑھے نے عصا پھینکا تنگ ہو کر اس ندا کے خوف و لرزہ اور بیم سے اُس بوڑھے کے دانت بجنے لگے آگے مثال ہے جیسے سردی مین کوئی ننگا رہا کانپتا اور کہتا وہ کہ ہا ہے مین مرا اُس بوڑھے کو جو دیکھا اُس حالت مین حلیمہؓ نے سب تدبیر کو بھولی کہا کہ اے بوڑھے اگرچہ مجھکو محنت ہی ولیکن حیرت مین حیرت مجھکو ہے ایک ساعت باد میری خطیب ہے اور ایک ساعت سنگ میرا ادیب ہے ہوا باتین حرفون کے ساتھ کرتی ہے سنگ و کوہ فہم اشیا کا مجھکو دیتا ہے یعنے اولیاء اللہ سے ہوا و سنگ و کوہ باتین کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ستہ[3] میرا آخر ۵ شعر میرا بچہ بھی غیبی لے گئے کہ جو غیبی سبز پوش آسمان کے ہین کس سے روؤن اور کس سے گلہ کہون مین سودائی ہوئی ہون پریشان خیرت نے غیب کہنا بند کیا اتنا کہون کہ بچہ میرا گما اور کوئی چیز اگر مین کہون تو خلق کہیے کہ اس کو جنون ہوگیا ہے بوڑھے نے کہا کہ اے حلیمہؓ شاد ہو در سجدہ شکر کا کر اور تو مت رو یعنی مین غیب کا راز اگر کہون تو مجھکو لوگ مجنون کہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

غیرتش از شرح غیبم لب ببست	این قدر گویم کہ طفلم گم شدست	غیب کہنا بند غیرت نے کیا	بس کہوں اتنا مرا بچہ گما
گر بگویم نیز دیگر من کنون	خلق بندندم بزنجیر جنون	اور کوئی چیز گر مین اب کہون	خلق کہوے ہو گیا اسکو جنون
گفت پیرش کے حلیمہؓ شاد باش	سجدۂ شکر آر و رو کم خراش	بولا بوڑھا اسے حلیمہؓ شاد ہو	کر تو سجدہ شکر کا اور مت تو رو
تو مخور غم کہ نگردد یاوہ او	بلکہ عالم یاوہ گردد اندرو	غم نہ کھا[1] تجھسے گمے گا وہ نہین	بلکہ عالم گم ہو اُس مین بالیقین
ہر زمان از رشک و غیرت پیش و پس	صد ہزاران پاسبانستش و حرس	رشک سے غیرت کے ہر دم پاسبان	آگے پیچھے اسکے ہین صدہا یہان
آن ندیدی کان بتان ذو فنون	چون شدند از نام طفلت سرنگون	وہ نہ دیکھا تو نے بت کیسے ہوئے	سرنگون بچے کے تیرے نام سے
این عجب قرنیست بر روی زمین	پیر گشتم من ندیدم جنس این	اس زمین پر یہ عجب اک قرن ہے	مین ہوا بوڑھا نہین دیکھا اُسے
زین رسالت سنگہا چون نالہ داشت	تا چہ خواہد بر گنہگاران گماشت	اس رسالت سے جو روتے سنگ تھے	بت پرستون سے وہ تا کیا کچھ کرے
سنگ بی جرمست در معبودیش	تو نہ مضطر کہ بندہ بودیش	سنگ معبودی مین بے جرمی رکھے	تو نہ مضطر اُسکا جو ہین وہ بنے
آنکہ مضطر اینچنین ترسان شدہ است	تا کہ بر مجرم چہا خواہد بست	جبکہ مضطر اس طرح پُرخوف ہے	مجرمون کو تا کہ وہ کیا کچھ کرے

خبر شدن عبد المطلب از گم شدن مصطفےٰؐ و طالب شدن او گرد شہر و نالیدن بر در کعبہ و از حق طلب کردن او را

خبر ہونا عبد المطلب کا گم ہونے مصطفےٰؐ سے اور ڈھونڈھنا اُسکا گرد شہر کے اور رونا درِ کعبہ پر اور خدا سے طلب کرنا اُنکو

چونکہ خبر یابید جد مصطفےٰؐ	از حلیمہؓ و ز فغانش بر ملا	جو خبر[2] دادا کو احمدؐ کے ہوئی	شور کرنے سے حلیمہؓ کے اتنی
وز چنان بانگ بلند و نعرہا	کہ بمیلے می رسید از وے صدا	ایسا نعروں کا بلند آوازہ تھا	کوس بھر تک لگ سکی جاتی تھی صدا
زود عبد المطلب دانست چیست	دست بر سینہ ہمیزد می گریست	جانا عبد المطلب نے ہے یہ کیا	سینہ کوٹا اور کیا گریہ بکا
آمد از غم بر در کعبہ بسوز	کای خبیر از سر شب و راز روز	در پہ کعبے کے گیا غم کا اسیر	کہ اے رات اور دن کے بھیدونکے بصیر

۱ غم نہ کھا الخ ۔ شعر ۷ غم مت کھا وہ تجھسے نہین گمے گا بلکہ عالم اُس مین گم ہو بالیقین غیرت کے رشک سے ہر دم پاسبان آگے پیچھے اُس کے صدہا یہان ہین وہ تو نے نہ دیکھا کہ بت کیسے ہوئے سرنگون تیرے بچے کے نام سے اس زمین پر یہ قرن عجیب ہے مین بوڑھا ہوا مین نے ایسا نہین دیکھا اس رسالت سے جو سنگ روتے تھے تاکہ بت پرستون سے وہ کیا کچھ کرے سنگ معبودی مین وہ بے جرمی رکھے تو مضطر نہین ہے جو بندہ اس کا لہذا جب کہ مضطر اس طرح پُرخوف ہے مجرمون پر تاکہ وہ کیا کچھ کرے یعنی جبکہ سنگ باوجود بے جرمی کے اسقدر پُرخوف ہین تو وہ مجرمون کے ساتھ کیا کچھ کرے گا آگے عبد المطلب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ جو خبر الخ ۴ شعر جو دادا کو احمدؐ کے خبر ہوئی شور کرنے سے حلیمہؓ کے نعروں کا ایسا بلند آوازہ تھا کہ کوس بھر تک اس کی صدا جاتی تھی عبد المطلب نے جانا کہ یہ کیا ہے سینہ پیٹا اور گریہ و بکا کیا در پر کعبہ کے غم کا اسیر کیا کہ اسے رات دن کے بھید دن کے خبردار باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

خویشتن را من نمی بینم فنے | تا بود ہمراز تو ہیچو منان منے
مین[۱] نہ دیکھون آپکو مین ہون فنا | تا ہون قربان تجھسے مین مثل منا

خویشتن را من نمی بینم ہنر | تا شوم مقبول این مسعود در
یا ہنر کو دیکھتا ہون خود کو تا | ہوؤن مقبول اُس درِ مسعود کا

یا سر و سجدہ مرا قدرے بود | یا با شکم دو لبے خندان شود
یا مرے سجدہ و سر کی قدر ہو | یا کہ گریہ سے مجھے خندان کرو

لیک در سیماے آن دُرِّ یتیم | دیدہ ام آثار لطفت اے کریم
مجکو پیشانی مین اُس کے پڑ کھا | لطف کا آثار تیرا اسے خدا

کہ نمی ماند بما گرچہ بماست | ما ہمہ مسیم و احمد کیمیاست
نے وہ ہمسا گرچہ ہم سے وہ ہوا | ہم ہین مس اور ہے محمد کیمیا

آن عجائب ہا کہ من دیدم برو | من ندیدم بر ولی و بر عدو
وہ عجائب دیکھے مین نے اس مین | کہ نہ دیکھے ہر ولی اور خصم مین

اینچہ فضل تو درین طفلیش داد | کس نشان ندہد بصد سالہ جہاد
فضل سے طفلی مین جو اُسکو دیا | نے کوئی صد سالہ سعی سے پتا

چون یقین دیدم عنایتہاے تو | بر روے او ذرّیست از دریاے تو
جو[۲] عنایت دیکھی اُسپر بالیقین | تیرے دریا کا وہ ہے دُرِّ ثمین

من ہم او را می شفیع آرم بتو | حال او واے حال دان با من بگو
مین شفیع لاتا ہون اُسکا تجکو | تو خبیر اب تجھسے حال اسکا کہو

اندرون کعبہ آمد بانگ زود | کہ ہم اکنون رخ بتو خواہم نمود
آئی اک کعبہ کے اندر سے صدا | کہ ابھی مین اسکو دیتا ہون بتا

یا دو صد اقبال و محفوظ ماست | یا دو صد طلب ملک محفوظ ماست
دو سو اقبالون مین وہ محفوظ ہے | اور ملک دو سو مین وہ محفوظ ہے

ظاہرش را شہرۂ گیہان کنیم | باطنش را از ہمہ پنہان کنیم
اس کا ظاہر شہرۂ عالم کرون | اسکا باطن سب سے پوشیدہ رکھون

زر کانست آب و گل ما زرگریم | گہ کنش خلخال و گہ خاتم بریم
آب و گل زر ما اور زرگر بس مین ہمن | گہ انگوٹھی گہ مین پازیب گہہ بہون

گہ حمائل ہاے شمشیرش کنیم | گاہ بند گردن شیرش کنیم
گہ[۳] حمائل تیغ کی اس کو کرون | گاہ طوق شیر بھی اسکو کرون

گہ ترنج تخت بر سازیم از | گاہ تاج فرقہاے ملک جو
گہ ترنج تخت مین اسکو کرون | گاہ کر کے تاج شاہو نپر رکھون

عشقہا داریم با این خاک ما | زانکہ افتادست در قعدہ رضا
عشق رکھتا ہون مین ساتھ اس خاک کے | کہ پڑے ہی قاعدہ تسلیم پے

گہ چنین شاہے ازو پیدا کنیم | گہ ہم او را پیش شہ شیدا کنیم
گاہ اُس سے ایسا شہ پیدا کرون | گاہ اسکو شاہ پر شیدا کرون

---

[۱] مین آگئے شعر مین تا خود کو نہ دیکھون کہ مین فنا ہو جاؤن مین قربان تجھپر ہون مثل منا کے خود کو یا ہنر نہین دیکھتا ہون کہ تا ہون مقبول اُس درِ مسعود کا یا میرے سر و سجدہ کی قدر ہو یا رونے سے خندہ کرون لیکن مجھکو پیشانی مین اسکے دکھائی دئے آثار لطف تیرے اسے خدا وہ ہمسا نہین اگرچہ وہ ہم سے ہوا ہے اور ہم مس ہین اور محمد صلعم کیمیا ہین مین نے اُس مین وہ عجائب دیکھے ہین کہ نہ دیکھے ہر ولی اور عدو مین جو کچھ اسکو طفلی مین فضل سے دیا نہ کوئی سو برس کی سعی سے بتاوے یعنی طفلی مین حضور کو حق نے فضل سے وہ کچھ دیا تھا کہ سو برس کی کوشش مین کوئی پتا نہ دیوے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] جو عنایت الخ ۶ شعر جو عنایت اُسپر دیکھی تو تجھے اس سے یقین ہے کہ تیرے دریا کا وہ دُرِّ ثمین ہے مین اسکو شفیع لاتا ہون کہ تو خبیر ہے اسکا حال مجھسے کہہ ایک ندا کعبہ کے اندر سے آئی کہ مین ابھی اسکو دکھاتا ہون وہ دو سو اقبالون مین ہمارا محفوظ ہے اور دو سو ملک مین وہ محفوظ ہے اسکا ظاہر عالم مین مشہور کرون اُسکا باطن سب سے پوشیدہ رکھون آب و گل زر ہے اور مین زرگر ہون کبھی انگوٹھی اور کبھی پازیب بناؤن آگے اس کا بیان ہے مثال مین فافہم ۱۲ [۳] گہ حمائل الخ ۷ شعر کبھی حمائل تیغ کی اسکو کرون کبھی طوق شیر کا اسکو کرون کبھی ترنج تخت اسکا کرون کبھی اسکا تاج کر کے شاہون پر رکھون مین اس خاک کے ساتھ عشق رکھتا ہون کہ تسلیم کے قاعدے پر پڑی ہے کبھی اس سے ایسا شاہ پیدا کرون کبھی اسکو شاہ پر شیدا کرون صدہا عاشق و معشوق اس سے ہین جستجو و فغان و شور مین یہ کام میرا اُس سے اٹھے ہین یہ ہے کہ میرے کامون سے رغبت نہین رکھتی ہے اسواسطے خاک کو فضیلت دیتے ہین کہ کیونکر ہم مفلس پر رغبت رکھتے ہین یعنی خاک سے مین بسبب اسکے عجز کے عشق رکھتا ہون کہ میرے کامون مین وہ دخل نہین رکھتی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۔

صد هزاران عاشق و معشوق ازو — در فغان و در نفیر و جستجو
کار ما این است بر کوری آن — که بکار ماند ارد میل جان
زین فضیلت خاک را زان رو دهیم — زانکه نعمت پیش بیرگان نهیم
زانکه دارد خاک شکل اغبری — وز درون دارد صفات انوری
ظاهرش با باطنش گشته بجنگ — باطنش چون گوهر و ظاهر چو سنگ
ظاهرش گوید که ما اینیم و بس — باطنش گوید نکو بین پیش و پس
ظاهرش منکر که باطن هیچ نیست — باطنش گوید که بنمایم بایست
ظاهرش با باطنش در چالش اند — لاجرم زین صبر نصرت میکشند
زین ترش رو خاک صورتها کنیم — خندهٔ پنهانش را پیدا کنیم
زانکه ظاهر خاک اندوه و بکاست — در درونش صد هزاران خنده هاست
کاشف السریم کار ما همین — کاین نهانها را برآریم از زمین
گرچه دزد از منکری دم می زند — شحنه آن از عصر پیدا میکند
فضلها دزدیده اند این خاکها — تا مقر آریم شان از ابتلا
بس عجب فرزند کو را بوده است — لیک احمد بر همه افزوده است
شد زمین و آسمان خندان و شاد — کاینچنین شاهی زما دو جفت زاد
می شگافد آسمان از شادیش — خاک چون سوسن شد از آزادیش
ظاهرت با باطنت ای خاک خوش — چونکه در جنگ اند و اندر کشمکش

عاشق و معشوق صدہا اس سے ہین — جستجو مین اور فغان و شور مین
یہ مرا کام اسکے اندھے پن پہ ہی — کہ مرے کامون سے نے رغبت رکھے
ہم فضیلت خاک کو دین اس لیے — کیونکہ ہم رکھتے ہین نعمت خوار پے
١ شکل خاکی کیونکہ رکھتی خاک ہے — اور صفات نور باطن مین رکھے
ظاہر اسکا کرتا باطن سے ہی جنگ — اُسکا باطن جون گہر ظاہر مین سنگ
کہوے ظاہر مین تو ہون جو کچھ کہ ہون بس — کہوے باطن سوچ لے تو پیش و پس
کہوے ظاہر کہ نہین کچھ باطنا — کہوے باطن کہ دکھاؤن ٹھہر جا
ظاہر و باطن مین اسکے جنگ ہے — صبر سے پاتے ہین نصرت اسلئے
ہم ترش رو خاک سے صورت کرین — خندۂ پنہان کو پیدا ہم کرین
٢ کیونکہ ظاہر خاک کا رنج و بکا — اندر اسکے سیکڑون خندہ بھرا
بھید مین کھولون میرا یہ کام ہی — کہ کرون ظاہر یہ پنہان خاک سے
چور گرچہ مارے دم انکار سے — شحنہ دھمکا کرکے وہ پیدا کرے
خاک نے فضل ابھرائے جو ہین — امتحان سے ہم مقر اسکو کرین
بس عجب فرزند اُسکے ہو گئے — لیکن احمد سب پہ افزون تر ہوئے
بس زمین اور آسمان خندان ہوا — ایسا ہم دونون نے شاہنشہ جنا
آسمان شادی سے اُسکے چاک ہے — اُسکی آزادی سے سوسن خاک ہے
٣ خاک ظاہر تیرا باطن سے ہی خوش — جو کہ لڑتے ہین وہ رکھین کشمکش

١ شکل خاکی الخ ۔ شعر شکل خاکی رکھتی ہے اور صفات نور باطن رکھتی ہے اسکا ظاہر باطن سے جنگ کرتا ہے اسکا باطن مانند گوہر کے اور ظاہر مین سنگ ہی کہوے ظاہر مین تو ہون جو کچھ ہون اور باطن مین کہوے تو سوچ لے آگے پیچھے ظاہر کہوے کہ باطنا کچھ نہین باطن کہوے کہ دکھادون ٹھہر جا اسکے ظاہر و باطن مین جنگ ہے اس لئے صبر سے پلتے ہین فتحمندی ہم خاک سے ترش رو صورت کرین اور خندہ پوشیدہ کو ہم پیدا کرین یعنی خاک کے اندر نور حق بھرا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢

٢ کیونکہ الخ ۔ شعر کیونکہ ظاہر مین خاک رنج و بکا کرتی ہی اور اسکے اندر سیکڑون خندے بھرے ہین مین بھید کھولون میرا یہ کام ہی کہ ظاہر کرون پنہان خاک سے آگے اسکی مثال ہی اگرچہ چور انکار سے دم مارے شحنہ دھمکا کر وہ ظاہر کردے خاک نے جو کہ فضل چرائے ہین امتحان سے ہم اقرار اسے کرادین بس عجب اس سے فرزند پیدا ہووے ولیکن احمد صلعم سب سے زیادہ تر ہے پس زمین و آسمان خندان ہوا کہ ایسا شاہنشاہ ہم دونون نے جنا آسمان اسکی شادی سے چاک ہی اور اس آزادی سے خاک سوسن ہی یعنی خاک مین جو نور پنہان تھا وہ فرزند انسان اُس سے پیدا ہوئے خصوصًا سب سے زیادہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا آگے ظاہر و باطن خاک کا بیان ہی فافہم ١٢ ٣ خاک ظاہر الخ ۔ شعر اے خاک تیرا ظاہر باطن سے خوش ہو جیسا کہ جو لڑتے ہین وہ کشمکش رکھتے ہین آگے حقائق ہین حق کے واسطے جو کوئی خدمت کرتا ہی اُسکا معنی ہا سبب سے دشمنی رکھتا ہی ظلمت اسکی نور سے جنگ رکھے اور ماسکے شمس جان کو کچھ زوال تہو میرے واسطے جو کوئی امتحان کرے اپنی پشت پر آسمان اُسکے پاؤن کو رکھے اُسکا ظاہر ظلمت سے فغان رکھے تیرا باطن گلستان اندر گلستان کے ہی اسواسطے صوفی قصدًا ترش روئی رکھتے ہین تاکہ وہ ایک نور کش ہی لیکن یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے

کہ جو میرے واسطے اپنے نفس سے لڑے آسمان اپنی پشت پر اسکا پاؤن رکھے پس صوفی تند مزاج اسواسطے ہوتا ہی کہ افسردہ دل آدمی سے بھاگین اور اسکو نقصان نہ پہنچاوے گی اسکی شان ہی فافہم ١٢

ہر کہ باخود بہر حق باشد بجنگ	تا شود معنیش خصم بود و رنگ
ظلمتش با نور او شد در قتال	آفتاب جانش را نبود زوال
ہر کہ کوشد بہر ما در امتحان	پشت زیر پایش آرد آسمان
ظاہرش از تیرگی افغان کنان	باطن تو گلستان در گلستان
قاصدا چون صوفیان روی ترش	تا نیامیزند با ہر نور کش
عارفان رو ترش چون خارپشت	عیش پنہان کردہ در خار درشت
باغ پنہان کردہ گل وان خار فش	کای عدو دور از این در دور باش
خارپشتا خار حارس کردۂ	سر چو صوفی در گریبان بردۂ
تا کسے در چار دانگ عیش تو	گم شود زین گلرخان خارخو
طفل تو گرچہ کہ کودک خو بدست	ہر دو عالم خود طفیل او بدست
ما جہانے را باو زندہ کنیم	چرخ را در خدمتش بندہ کنیم

حق کی خاطر جو کوئی خود سے لڑے	معنی اسکا ہو عدو اسباب سے
ظلمت اسکی نور سے رکھے جدال	ہو نہ اسکے شمس جان کو کچھ زوال
واسطے میرے کرے جو امتحان	پشت اپنی پر رکھے با آسمان
اسکا ظاہر رکھے ظلمت سے فغان	تیرا باطن گلستان در گلستان
صوفی قصدًا ترش روئی رکھتے ہین	تا نہ ہر اک نور کش سے ملین
عارفان[1] ترش رونے جون سئی	ترش روئی مین کری عشرت خفی
گل چھپایا خار کھوئے باغ نے	گل ہے کے دشمن دور اس در سے رہے
مثل سئی کا نہ نگہبان کر لیا	مثل صوفی سر گریبان مین لیا
تا کہ جملہ بس تمہارے عیش مین	گلرخان خار خو سے گم رہین
تیرا لڑکا ہے اگرچہ طفل خو	ہین طفیل اسکے دو عالم جان تو
ساتھ اس کے مین جہان زندہ کرون	آسمان کو اسکا مین بندہ کرون

نشان جستن عبد المطلب از موضع مصطفی علیہ السلام کہ کجایش جویم و جواب آمدن

نشان پوچھنا عبد المطلب کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ سے کہ کہان انکو ڈھونڈھون مین اور جواب آنا

گفت عبد المطلب کاینم کجاست	اے علیم السر نشان دہ راہ راست
از درون کعبہ آوازش رسید	گفت کاہم جویندہ طفل رشید

بولے[2] عبد المطلب ہے کہان	اے علیم اسکا مجھے دے تو نشان
آئی بس کعبہ کے اندر سے صدا	اسے تو جویندہ ہے نیک فعل کا

سنہ[1] عارفان الخ ۶ شعر عارفان ترش رو ہے نے مانند سئی کے ترش روئی مین عشرت پنہان کی ہے گل چھپایا اور خار کھولے باغ نے تاکہ گل سے کے دشمن اس دروازے سے دور رہین مثل سئی کے خار کو نگہبان کر لیا اور مانند صوفی کے سر گریبان مین لے لیا تاکہ سب تمہارے عیش مین ان گلرخان خار خو سے گم رہین یعنی اولیاء اللہ کو کوئی نہ پہچانے آگے رجوع بقصہ ہے اگرچہ تیرا لڑکا طفل خو ہے لیکن دونون عالم اسکے طفیل مین اسکے ساتھ ہین جہان زندہ کرون اور آسمان کو اسکا بندہ کرون یعنی جیسے سئی جانور اپنا سر کانٹون مین چھپا کر دشمنون سے نجات پاوے اسی طرح صوفی بھی بسبب ترش روئی کے حاسدون سے بچتے ہین آگے عبد المطلب کی تلاش کا بیان ہے فافہم ۱۲ سنہ[2] بولے الخ ۵ شعر عبد المطلب نے کہا کہ اب کہان ہے اے علیم اسکا مجکو پتا دے کعبے کے اندر سے صدا آئی کہ اسے تو اپنے فرزند کا جوینده ہے ہاتف نے کہا کہ اسوقت تو غم مت کھا کہ اس شاہ جہان سے بتا دون کہ فلانے صحرا مین ہے زیر درخت بس جلدی گیا وہ پیر نیک بخت اسکے ہمراہ سب امیران قریش گئے کیونکہ انکے دادا عبد المطلب اعیان قریش سے تھے باقی آگے حال سب ہے فافہم ۱۲

ہاتفش گفتہ مخور غم کاین زمان با تو زان شاہ جہان بدہم نشان
در فلان وادیست زیر آن بید درخت پس روان شد زود پیر نیکبخت
در رکاب او امیران قریش زانکہ جدش بود ز اعیان قریش
تا بہ پشت آدم اسلافش ہمہ مہتران رزم و بزم ملحمہ
این نسب خود قشر او را بودہ است کز شہنشاہان مہ پالودہ است
مغز او خود از نسب دورست و پاک نیست جنسش از سمک کس تا سماک
نور حق را کس نجوید زاد و بود خلعت حق را چہ حاجت تار و پود
کمترین خلعت کہ بدہد در ثواب بر فزاید بر طراز آفتاب

بولا ہاتف غم نہ کھا کہ اس زمان تجھکو اس شاہ جہان سے دون نشان
کہ فلان صحرا مین ہے زیر درخت پس گیا جلدی وہ پیر نیکبخت
اسکے ہمرہ سب امیران قریش جو تھا دادا انکا اعیان قریش
سلہ پشت آدم تک تھے انکے جد سب بزم مین اور رزم مین عالی نسب
یہ نسب ہے پوست انکا جان سے کہ شہنشاہون سے وہ مہ پاک ہے
مغز ہے یہ وہ خود نسب سے ہے جدا جنس نے اسکی زمین سے تا سما
نور حق کا نہ وطن ڈھونڈھے کوئی خلعت حق کو نہ حاجت دوخت کی
ادنی خلعت جو کہ دے اندر ثواب اسکو کب پہونچے ہے نقش آفتاب

بقیہ قصہ دعوت سلیمان ؑ بلقیس را با یمان

باقی قصہ سلیمان علیہ السلام کی دعوت ایمان کی کرنا بلقیس کو

خیز بلقیسا بیا و ملک بین بر لب دریای یزدان دُر بچین
خواہرانت ساکن چرخ سنی تو بمُرداری چہ سلطانی کنی
خیز بلقیسا بیا دولت بنگر جاودان از دولت ما برخور
خواہرانت را ز بخششہای او ہیچ میدانی کہ آن سلطان چہ داد
خیز بلقیسا در آ و بحر جود ہر دمے بردار بے سرمایہ سود

سلہ دوڑ بلقیس آ و دیکھ اب ملک کو چُن لب دریا سے حق پر در کو تو
رہتی ہین بہنین تری افلاک پے کیا تو اس مردار مین شاہی کرے
دوڑ بلقیس آ و دولت دیکھ تو پھل مری دولت سے کھا تو نیکو
تیری بہنون کو تو جانے ہے کیا از رہ بخشش شہنشہ نے دیا
دوڑ بلقیس آ و اندر بحر جود اور بے پونجی کے لے ہر دم تو سود

سلہ پشت آدم الخ ۵ شعر پشت آدم تک سب انکے اجداد بزم و رزم مین عالی نسب تھے یہ نسب انکا پوست ہے شہنشاہون
سے وہ ماہ پاک ہے وہ مغز ہے اور خود نسب سے جدا ہے اس کی جنس نہین ہے زمین سے آسمان تک نور حق کا کوئی وطن نہین
ڈھونڈھتا ہے خلعت حق کو حاجت دوخت کی نہین ہے جو کہ ادنی خلعت ثواب مین دے اس کو نقش آفتاب کب پہونچتا ہے یعنی
خداوند عالم اہل طاعت کو ثواب مین ادنے خلعت جو دیتا ہے نقش آفتاب اس کی روشنی کو کب پہونچتا ہے آگے قصہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کی دعوت کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ دوڑ بلقیس الخ ۹ شعر اے بلقیس دوڑ اور آکر دیکھ اب ملک کو
اور لب دریا حق پر چن تو گوہر کو تیری بہنین رہتی ہین آسمان پر تو کیا اس مردار مین شاہی کرتی ہے دولت دیکھ تو اور پھل میری دولت
سے تو کھا تیری بہنون کو تو جانتی ہے کہ کیا از راہ بخشش کے بادشاہ نے دیا ہے دوڑ بلقیس اور آ بحر جود مین اور بے پونجی کے ہر دم فائدہ
لے تیری سب بہنین باعیش و طرب ہین تجھ کو یہ رنج و تعب کیون خوش آیا ہے دوڑ بلقیس اور آ کہ سعادت یار ہووے اور ملک سبا سے
بیزار تو ہو تو خوشی سے ڈھول کوٹتی ہے مانند گدا کے کہ مین گھوڑے کی مالک اور شاہ ہون سگ نے ایک اندھا گدا کوچہ مین
دیکھا حملہ کرتا اور اس کی گدڑی کھینچتا یعنی اے بلقیس تو مانند گدا و سگ کے ڈھول کوٹتی ہے کہ مین بادشاہ ہون تو اُسکے
مانند ہے کہ کتے نے کوچہ مین گدا کو پاکر اُسکی گدڑی پھاڑی پس یہ دنیا مثل گھوڑے کے ہے اور اس کے کتے شاہ و گدا ہین
آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خواہر انت جملہ در عیش و طرب — بر تو چون خوش گشت این رنج و تعب
خیز بلقیسا سعادت یار شو — وز ہمہ ملک سبا بیزار شو
تو ز شادی چون گدائے طبل زن — کہ منم شاہ و رئیس گولخن

تیری بہنین سب ہین باعیش و طرب — تجکو کیون خوش آیا یہ رنج و تعب
دوڑ بلقیس آ سعادت یار ہو — کہ سبا کے ملک سے بیزار ہو
تو خوشی سے ڈھول کوٹے جون گدا — کہ مین ہون گھورے کی مالک او شاہ

مثل قانع شدن آدمی بہ دنیا و حرص او در طلب و غفلت او از دولت روحانیان کہ ابنائے جنس ویند و نعرہ زنان کہ یا لیت قومی یعلمون

مثل قانع ہونے آدمی کی دنیا پر اور حرص اُسکی طلب مین اور غفلت اُسکی روحانیون سے کہ ہمجنس اُسکی ہین اور نعرہ مارنا اُنکا کہ یا لیت قومی یعلمون

آن سگے در کو گدائے کور دید — حملہ می آورد و دلقش میکشید
گفتمایم این را و لے بار دگر — شد مکرر بہر تاکید نظر
کور گفتش آخر آن یاران تو — بر کہ اند این دم شکار و صید جو
قوم تو در کوہ می گیرند گور — در میان کوے میگیری تو کور
ترک این تزویر کن شیخ نفور — آب شوری جمع کردہ چند کور
کاین مریدان من و من آب شور — میخورند از من ہمی گردند کور
آب خود شیرین کن از بحر لدن — آب بد را دام این کوران مکن
خیز شیران خدا بین گورگیر — تو چہ سگ چونی بزرقی کورگیر
گورچہ از صید غیر دوست دور — جملہ شیر و شیرگیر و مست نور

دیکھا سگ نے اندھا کوچہ مین گدا — حملہ کرتا اُسکی گدڑی کھینچتا
کہدیا اُس کو مکرر اب و لے — کہتا ہون مین واسطے تاکید کے
اسکو اندھے نے کہا کہ تیرے یار — ڈھونڈھتے ہین صید کرتے ہین شکار
قوم تیری کوہ مین پکڑی ہے گور — اور کوچون مین پکڑتا ہے تو کور
کہدو چھوڑے مکر کو شیخ نفور — گھیرے اندھے اور تو ہے آب شور
یہ مرے طالب ہین مین ہون آب شور — مجھسے کھاتے ہین وہ بس ہوتے ہین کور
شیرین کر بحر لدن سے اپنا آب — دام اندھون کا نہ کر آب خراب
دیکھ اُٹھکر شیر حق ہین گورگیر — مکر سے تو مثل سگ ہے کورگیر
کور کیا صید سوا اللہ سے ہین دور — سب ہین شیر اور شیرگیر و مست نور

سلہ کہدیا آگے ۲ شعر اُس کو مکرر کہدیا و لیکن اب مین کہتا ہون واسطے تاکید کے اُس سگ کو اندھے نے کہا کہ یار تیرے صید ڈھونڈھتے ہین و شکار کرتے ہین تیری قوم کوہ پر گور خر پکڑتی ہے اور تو کوچون مین اندھا گدا پکڑتا ہے آگے حقائق ہین کہدو کہ چھوڑے مکر کو شیخ نفرت کیا گیا کہ اندھون کو گھیرتا ہے اور خود ہے آب شور یہ میرے مرید ہین اور مین آب شور ہین ہون مجھسے آب شور کھاتے ہین اور اندھے ہوتے ہین بحر لدن سے اپنا آب شیرین کر اور آب خراب کو اندھون کا دام مت کر اُٹھکر دیکھ کہ شیر حق کے گورگیر ہین اور تو مکر سے کتون کے مانند اندھا پکڑنے والا کور کیا ہین بلکہ صید ماسوے اللہ سے دور ہین سب ہین شیر اور شیرگیر اور مست نور کے یعنی پیران ریاکار آب شور ہین کہ احمقون کو بلا کر اندھا کرتے ہین پس تو اپنے آب باطن کو اولیا کے دریا سے شیرین کر اور دیکھو کہ شیر حق کی گورگیر ہین اور کور کیا چیز بلکہ ماسوے اللہ کا شکار بھی نہین کرتے ہین کہ وہ سب شیرگیر اور مست نور کے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

در نظارهٔ صید و صیادی شه / کرده ترکِ صید و مرده در وله
همچو مرغ مرده شان بگرفته یار / تا کند او جنس ایشان را شکار
مرغ مرده مضطر اندر وصل بین / خواندهٔ القلب بین اصبعین
مرغ مرده را هر آنکو شد شکار / چون ببیند شد شکار شهریار
هر که او زین مرغ مرده سر بتافت / دست آن صیاد را هرگز نیافت
گوید او منگر بمرداری من / عشق شه بین در نگهداری من
من نه مردارم مرا شه کشته است / صورت من شبه مرده گشته است
جنبشم زین پیش بود از بال و پر / جنبشم اکنون ز دستِ دادگر
جنبش فانیم بیرون شد ز پوست / جنبش باقیست اکنون چون از اوست
هر که کج جنبد به پیش جنبشم / گرچه سیمرغ ست زارش می‌کشم
هین مرا مرده مبین گر زنده‌ای / در کفِ شاهم نگر گر بنده‌ای
مرده زنده کرد عیسیٰ از کرم / من بکفِ خالقِ عیسیٰ درم
کی بمانم مرده در قبضهٔ خدا / بر کفِ عیسیٰ مدار این هم روا
عیسیم لیکن هر آنکو یافت جان / از دمِ من او بماند جاودان
شد ز عیسیٰ زنده لیکن باز مرد / شاد آنکو جان بدین عیسیٰ سپرد
من عصایم در کفِ موسیِ خویش / موسیم پنهان و من پیدا به پیش
بر مسلمانان پل دریا شوم / باز بر فرعون اژدرها شوم

صید و صیادی سے شہ کی دیدہ بین[1] / صید گیری چھوڑ دی مردہ عشق ہین
مثل مرغ مردہ وہ پابند یار / تا کرے وہ جنس اپنی کو شکار
مرغ مردہ مضطر اندر وصل ہین / ہے پڑھا القلب بین الاصبعین
مرغ مردہ کا ہوا جو کہ شکار / جبکہ دیکھا ہے شکار شہریار
جو کوئی اُس مرغ مردہ سے پھرا / نے ملا ہاتھ ہرگز اُس صیاد کا
وہ کہے مت دیکھ مرداری مری / دیکھ عشق شہ کو ہے یاری مری
مین نہین مردار کشتہ شہ کا ہون / مثل مردے کے ہین صورت رکھتا ہون
پہلے[2] جنبش میرے بال و پر سے تھی / ہاتھ سے اب حق کے جنبش ہے مری
جنبش فانی گئی اس جسم سے / جنبش باقی ہے اب جو اس سے ہے
میری جنبش آگے جو ٹیڑھا چلے / مارون اُسکو گرچہ وہ سیمرغ ہو
گر ہے زندہ مجکو نے مردہ تو دیکھ / گر ہے بندہ دستِ شہ مین مجکو دیکھ
مردہ زندہ جو دے عیسیٰ کرین / خالقِ عیسیٰ کے ہین ہاتھ مین
کب رہون مردہ بدستِ کبریا / دستِ عیسیٰ پر بھی مت کر یہ روا
مین ہون عیسیٰ جس کسی نے پائی جان / میرے دم سے بس رہے وہ جاودان
زندہ عیسیٰ سے ہوا وہ پھر مرا / جسنے اس عیسیٰ کو جان دی رہے وہ سدا
مین[3] عصا ہون ہاتھ مین موسیٰ کے یہان / میرا موسیٰ ہے نہان مین ہون عیان
پل مسلمانون کا دریا پر بنون / اور پھر فرعون پر اژدر بنون

سلہ صید آگے شعر شاہ کے صید و صیادی سے دیدہ صید گیری چھوڑ دی کہ مردہ عشق ہین مثل مرغ مردہ کے وہ پابند یار ہین تا کہ اپنی جنس کو شکار کرین مرغ مردہ مضطر ہے اور بلا وصل وہ ہجر مین پڑا ہے ترجمہ قلب درمیان دو انگلیون پروردگار کے ہے جو شخص مرغ مردہ کا شکار ہوا جبکہ دیکھا شکار شہریار جو کوئی اس مرغ مردہ سے پھرا ہرگز اُس صیاد کا ہاتھ نہ ملا وہ کہے مرداری مت دیکھ بلکہ دیکھ عشق شاہ کو میری مددگاری ہے مین مردار نہین ہون شاہ کا کشتہ ہون اور مثل مردہ کے صورت رکھتا ہون یعنی اولیاء اللہ مرغ مردہ ہین ولیکن صورت و معنی مین زندہ ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پہلے آگے شعر میری پہلی جنبش بال و پر سے تھی اب حق کے ہاتھ سے ہے میری جنبش جنبش فانی گئی اس جسم سے جنبش باقی ہے کہ جو اس سے ہے میری جنبش کے آگے جو ٹیڑھا چلے مین اسکو مارون اگرچہ وہ سیمرغ ہے اگر تو زندہ ہے مجکو مردہ مت دیکھ اگر بندہ ہے دست شاہ مین مجکو دیکھ عیسیٰ مردہ کو زندہ بخشش سے کرے مین خالق عیسیٰ کے ہاتھ مین ہون کب مردہ ہون بدست کبریا یہ بات دست عیسیٰ پر بھی مت روا رکھ مین عیسیٰ ہون جسنے میرے دم سے جان پائی وہ ہمیشہ رہے اور جو زندہ عیسیٰ سے ہوا وہ پھر مرا جسنے اس عیسیٰ کو جان دی وہ رہے سدا یعنی اول مجکو جنبش جسم جنبش سے تھی اور اب جنبش مجکو حق سے ہے مین بظاہر مردہ ہون لیکن باطن مین حق سے زندہ ہون مین ہی عیسیٰ ہون کہ جسنے مجھ سے جان پائی وہ ہمیشہ زندہ رہا کیونکہ جسنے عیسیٰ سے جان پائی وہ پھر مرا وہ خوش نصیب کہ جسنے جان امر عیسیٰ یعنی اولیاء اللہ کو سونپی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مین عصا ہون آگے شعر مین عصا ہون ہاتھ مین موسیٰ کے یہان میرا موسیٰ نہان ہے اور مین عیان ہون مسلمانون کا پل دریا پر ہون اور پھر فرعون پر اژدر بنون یعنی عصا کو تو تمام مت دیکھ کہ عصا بغیر دست حق کے نہین ہوتا ہے موج طوفان کی عصا تھی رعیت جادوگرونکے دبدبے کھا گئے باد عصا تھی عدو ہود پر کہ قوم عاد سے دود نکالا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ قلب درمیان دو انگلیون پروردگار کے ہے ۱۲

این عصا را اے پسر تنہا مبین — کہ عصا بے کف حق نبود چنین
موج طوفان ہم عصا بد کو ز درد — طنطنہ جادو پرستان را بخورد
ہم عصا بد باد بر اعداے ہود — کہ بر آورد از بقیہ عاد دود
ہم عصاے بود پشہ در نبرد — کہ بر آورد از سر نمرود گرد
گر عصا ہاے خدا را بشمرم — رزق این فرعونیان را بر درم
لیک زین شیرین گیاہے زہر مند — ترک کن تا چند روزے می چرند
گر نباشد جاہ فرعون و سرے — از کجا یابد جہنم پرورے
فربہش کن آنگہش کش اے قصاب — زانکہ بے برگند در دوزخ کلاب
گر نبودے خصم و دشمن در جہان — پس بمردے خشم اندر مردمان
دوزخ آن خشم است و خصمی بایدش — تا زید ورنہ رحیمی بکشدش
بودے جہان گر لطف بے قہری بدی — در کمال بادشاہی کے شدی
ریشخندی کردہ اند آن منکران — بر مثلہا و بیانِ ذاکران
تو اگر خواہی بکن ہم ریشخند — چند خواہی زیست اے مردار چند
شاد باشید اے محبان در نیاز — بر ہمین در کہ این شود امروز باز
ہر جو یکے باشدش کردے دگر — درمیانِ باغ از سیر و گذر
ہر یکے با جنس خود در کرد خود — از براے پختگی نم مے خورد
تو کہ کرد زعفرانی زعفران — باش و آمیزش مکن با ضیمران

اس عصا کو دیکھ مت تنہا پسر — کہ عصا بے دست حق نے ہو مگر
موج طوفان بھی عصا تھی رب سے — دید بے جادوگرون کے کھلائے
باد عصا تھی بھی عدو ہود پے — کہ نکالا دود قوم عاد سے
[1] بھی عصا مچھر تھا اندر جنگ کے — کہ نکالا مغز کو نمرود سے
گر خدا کے مین عصاؤن کو گنون — مکران فرعونیون کا توڑ دون
لیکن اس شیرین گیہ پرزہر سے — چھوڑ دے تا تھوڑے دن چر لین اسے
گر نہوتی جاہ فرعون کی روش — کیسے پاتی بس جہنم پرورش
موٹا کر کے ذبح کر قصاب انھین — کیونکہ کتے بھوکے بس دوزخ مین ہین
گر نہین ہوتے جہان مین دشمنان — خشم مر جاتا بس اندر مردمان
خشم و دوزخ دشمن اسکو چاہیے — تا جئے ورنہ رحیم ابتر کرے
[2] ہوتا لطف عالم مین بے قہر و ملال — بادشاہی کو نہین ہوتا کمال
جو تمسخر اب کیا منکرینے ہے — ذاکرون کی بس مثال و ذکر پے
تو بھی گر چاہے تمسخر کر و سے — کب تک اے مردار تو زندہ رہے
اے محبو خوش ہو تم اندر نیاز — اور پاس در کے کہ ہے یہ آج باز
[3] ہوتی ہر حاجت کی کیاری ہے جدا — باغ مین لہسن و گاجر سے سدا
اپنی کیاری مین ہر اک جنس اپنی سے — پختگی کے واسطے پانی پیئے
زعفران کی تو ہو کیاری زعفران — ٹھہر اور ریحان سے مت مل بجان

[1] بھی عصا الخ ۷ شعر مچھر بھی عصا تھا جنگ مین کہ مغز نمرود کا نکالا اگر مین خدا کے عصاؤن کو گنون ان فرعونیون کا مکر توڑ دون ولیکن اس شیرین گھاس پر زہر کو تو چھوڑ دے کہ چند دن اسے چر لین اگر فرعون کی جاہ و روش نہ ہوتی کیسے جہنم پرورش پاتی اے قصاب انکو موٹا کر کے ذبح کر کیونکہ دوزخ مین کتے بھوکے ہین اگر جہان مین دشمن نہ ہوتے خشم مردم مر جاتا خشم دوزخ ہے دشمن اسکو چاہیے تاکہ جیئے ورنہ رحیم ابتر کرے یعنی اگر کفار پیدا نہوتے جہنم کا پیٹ کاہے سے بھرتا اگر دشمن نہ ہوتے خصم پیدا کیسے ہوتا آگے بیان اس کا ہے فافہم ۱۲ [2] ہوتا الخ ۴ شعر اگر لطف عالم مین بے قہر و ملال ہوتا تو بادشاہی کو کمال نہ ہوتا جو منکرینے تمسخر اب کیا ہے ذاکرون کی مثال اور ذکر پر تو بھی اگر چاہتا ہے تمسخر کر ولیکن کب تک اے مردار تو زندہ رہیگا اے محبو تم خوش ہو نیاز مین اور اس دروازے کہ آج کھلا ہوا ہے یعنی اے دوستو تم خوش ہو اپنے نیاز پر کہ آج دروازہ قبولیت کا کھلا ہے واگر منکر تمسخر کرتے ہین تو کرنے دو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] ہوتی الخ ۸ شعر ہر ایک حاجت کی کیاری جدا جدا ہوتی ہے باغ مین لہسن و گاجر سے ہمیشہ اپنی کیاری مین ہر ایک اپنی جنس سے پختگی کے واسطے پانی پیتے ہین تو زعفران ہو اور ریحان سے مت مل اے زعفران تو پانی پی تا تو ہو پختے زعفرانی جلوسے مین شلغم کی کیاری کی طرف متوجہ نہ کر تا کہ پختگی ہم طبع و ہم خو نہ ہووے تو کیاری ہو وہ بھی کیاری ہے جدا جدا کیونکہ ترجمہ زمین اللہ کی فراخ ہے خاص وہ زمین کہ بڑی ہے اور سفر مین گم ہوتی ہین دیو اور پری اس دریا اور جنگل و کوہ مین وہم و خیال منقطع رہین یعنی جبکہ اس زمین مین یہ حال ہوتا ہے تو اس زمین باطن مین وہم و خیال کب جا سکتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

آب می خور زعفرانا تا رسی — زعفرانی اندر آن حلوا رسی
تو مکن در گردِ شلغم پوز خویش — تا نگردد با تو او ہم طبع و کیش
تو بکردی او بکردی سود عہ — زانکہ ارض اللہ آمد واسعہ
خاصہ آن ارضی کہ از پہنا دی — در سفر گم میشود دیو و پری
اندر آن بحر و بیابان و جبال — منقطع میگردد اوہام و خیال
این بیابان در بیابا نہاے او — ہمچو اندر بحر یک تار مو
آب استادہ کہ سیرش نہان — تازہ تر خوشتر ز جو ہاے روان
کز درون خویش چون این چادر دان — سیر پنہان دارد و پاے نہان
مستمع خفتہ ہست کوتہ کن خطاب — اے خطیب این نقش را کم زن بر آب

پانی پی اے زعفران تا ہو پہنچے تو — زعفرانی اندر اس حلوہ کی ہو
منہ نہ کر شلغم کی کیاری کی تو — تا نہووے تجھ سے وہ ہم طبع و خو
تو ہو کیاری وہ بھی کیاری میں ملے — کیونکہ ارض اللہ آیا واسعہ
خاصکر بس وہ زمین کہ ہو بڑی — گم سفر میں ہوتے ہیں دیو و پری
اندر اُس دریا و جنگل کوہ کے — منقطع وہم و خیال از بس رہے
یہ بیابان[1] اس بیابان میں دکھے — جیسے دریا میں پڑا اک بال ہے
پانی ٹھہرا ہو کہ سیر اسکی نہان — تازہ تر اس بحر سے کہ ہو روان
جس طرح باطن میں اپنی روح جہان — سیر پوشیدہ رکھے پاؤن وان
سامع سوتا ہے خطاب اب مت کرے — اے خطیب اب نقش مت کر آب پے

بقیہ قصہ دعوت سلیمان علیہ السلام بلقیس را کہ فرصت غنیمت است

باقی قصہ دعوت کرنا سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو کہ فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیسا کہ بازار یست تیز — زین خسیسان کساد افگن گریز
خیز بلقیسا کنون با اختیار — پیش از آنکہ مرگ آرد گیر و دار
خیز بلقیسا بیا پیش از اجل — در نگر شاہی و ملکے بے دغل
خیز بلقیسا بجاہ خود مناز — اندرین درگہ نیاز آور نہ ناز
خیز بلقیسا و مستیز با قضا — ورنہ مرگ آید کشد گوش ترا
بعد از ان گوشت کشد مرگ آنچنان — کہ چو دزد آید بہ شحنہ موکشان

دوڑ[2] بلقیسا کہ ہے بازار تیز — ان خسیسوں بد وضع سے کر گریز
دوڑ بلقیسا تو اب با اختیار — پہلے اس سے کہ ہو تجھ پر موت بار
دوڑ بلقیسا اجل سے پہلے آ — بادشاہی دیکھ اور ملک بقا
دوڑ بلقیس اور نہ کر رتبے پہ ناز — لا نہ اس درگہ میں ناز اور لا نیاز
دوڑ بلقیسا قضا سے مت رُکے — ورنہ موت آ کان کھینچے پس ترے
بعدہ موت ایسے کھینچے تیرے کان — پیش شحنہ جیسے چور آئے کشان

[1] یہ بیابان الخ ٣٣ شعر یہ بیابان اس بیابان میں دکھائی دیتا ہے جیسے دریا میں ایک بال پڑا ہے پانی ٹھہرا ہے کہ سیر اسکی پوشیدہ ہے تازہ تر اس نہر سے کہ روان ہووے جیسے باطن اپنے میں روح وجہان سیر پوشیدہ رکھے اور پاؤن روان سامع سوتا ہے اب خطاب مت کر اے خطیب مت کر نقش آب پہ یعنی اس بیابان میں بیابان ایسا ہے جیسے دریا میں بال آب اُس دریا کا ٹھہرا ہوا ہے مگر آب نہر سے تیز تر وہ روان ہے آگے قصہ دعوت سلیمان علیہ السلام کا ہے فافہم ١٢ [2] دوڑ الخ ٣٨ شعر اے بلقیس دوڑ کہ بازار تیز ہے اور ان خسیسوں بد وضع سے بھاگ اے بلقیس دوڑ اب با اختیار اس سے پہلے کہ موت تجھ پر بار ہوا ہے اے بلقیس دوڑ اجل سے پہلے بادشاہی دیکھ اور ملک بقا کا اے بلقیس دوڑ اپنے رتبے پر ناز مت کر اس درگاہ میں ناز مت لا نیاز لا اے بلقیس دوڑ قضا سے مت رہ ورنہ موت آکر تیرے کان کھینچے بعدہ موت ایسے تیرے کان کھینچے جیسے آگے کوتوال کے چور کھینچتا آوے کہ ٹک ان جزدون سے تو نعل چراوے اور اگر حیرانی ہے تو آ او لعل چرا تیری بہنوں کو ملک بقا ملا اور تو نے یہ ملک فنا لیا ہے یعنی ازواج انبیا کو وہ ملک بقا ملا ہے اور تو اس ملک پر قانع ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢

زین خران تا چند باشی نعل دزد گر همی دزدی بیا و لعل دزد
خواہرانت یافتہ ملکِ خلود تو گرفتہ مملکت کور و کبود
ای خنک آنرا کزین ملکت بجست کہ اجل این ملک را ویران کنست
خیز بلقیسا بیا بارے ببین ملکتِ شاہان و سلطانان دین
شستہ در باطن میان بوستان ظاہر اخارے میانِ دوستان
بوستان با او روان ہر جا رود لیک آن از خلق پنہان میشود
میوہا لابہ کنان کز من بچر آبِ حیوان آمدہ کز من بخور
طوف میکن بر فلک بے پر و بال ہمچو خورشید و چو بدر و چون ہلال
چون روان باشی روان و پاے نہ میخوری صد لوت و لقمہ خائی نہ
نے نہنگ غم زند بر کشتیت نے پدید آید ز مردن زشتیت
ہم تو شاہ و ہم تو لشکر ہم تو تخت ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت
گر تو نیکو بختی و سلطان زفت بخت غیر تست روزی بخت رفت
تو بمانی چون گدائے بے نوا دولت خود ہم تو باش ای مجتبیٰ
چون بباشی بخت خود ای معنوی پس تو کہ بختی ز خود کہ گم شوی
تو ز خود کے گم شوی ای خوشخصال چونکہ عین تو ترا شد ملک و مال

کب تک ان خر سے چرائے نعل تو گر چرانی ہے چرا آ لعل تو
تیری بہنون کو ملا ملک بقا اور لیا تو نے ہے یہ ملک فنا
وہ[1] ہے اچھا بھاگا جو اس ملک سے کہ اجل اس ملک کو ویران کرے
دوڑ اے بلقیس آ اور دیکھ تو ملک شاہون خسروان دین کو
بیٹھے باطن مین ہین اندر بوستان ظاہرا ہین خار اندر دوستان
جائین جس جا باغ ساتھ انکے چلے ہو وہ پوشیدہ ولیکن خلق سے
عاجزی میوے کرین کہ ہمکو کھا آب حیوان آیا پی مجکو ذرا
سیر[2] کر افلاک پر بے پر و بال مثل خورشید و قمر مثل ہلال
مثل جان کے تو چلے نی پاؤن ہو سو غذا تو کھائے نے کھانا ہو وہ
نے نہنگ غم ہو کشتی پر ترے نے برائی موت کچھ تجھپر رکھے
بھی تو شاہ اور بھی تو لشکر بھی تو تخت بھی تو نیکو بخت ہووے بھی تو بخت
گر تو خوش قسمت ہے اور سلطان و شاہ بخت تیرا غیر اک دن ہو تباہ
تو رہے مثلِ گدائے بے نوا اپنی دولت خود ہو تو اے مجتبیٰ
جو تو اپنا بخت ہووے معنوی بخت اپنے سے نہ تو ہو گم کبھی
خود سے تو گم ہووے کب اے خوشخصال عین تو ہی تیرا ہو جو ملک و مال

قصہ عمارت کردن سلیمانؑ مسجد اقصےٰ را | قصہ تعمیر کرنا سلیمانؑ کا مسجد اقصےٰ کو

سلہ وہ ہے اچھا الخ ۵ شعر وہ اچھا ہے کہ جو اس ملک سے بھاگا کہ اجل اس ملک کو ویران کرے دوڑ اے بلقیس اور آ دیکھ ملک شاہان دین کو آگے اس کے حقائق ہین باطن مین باغ کے اندر بیٹھے ہین اور ظاہر مین خار ہین اندر دوستون کے جہان وہ جائین انکے ساتھ باغ چلے ولیکن وہ باغ پوشیدہ ہو خلق سے میوے عاجزی کرین کہ ہمکو کھا آب حیوان آیا کہ مجکو پی یعنی اولیاء نفس ظاہر مین خراب حال اور باطن مین وہ خوش و خرم ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ سیر کر الخ ۹ شعر آسمان پر سیر کر بے پر و بال مانند خورشید کم ماہ ہلال کے مانند جان کے تو چلے اور پاؤن نہووے سو غذا تو کھائے اور وہ کھانا نہووے نہ نہنگ غم تیری پر پڑے اور نہ موت کچھ تجھپر برائی رکھے بھی تو بادشا اور بھی تو لشکر اور تخت وبھی تو نیک بخت وبھی تو بخت ہووے اگر تو خوش قسمت و سلطان ہو تیرا بخت غیر ہے ایک دن تباہ ہووے تو مانند گدائے بے نوا کے رہے پس تو اپنی دولت خود ہو اے مجتبیٰ جو تو اپنا بخت ہو اے معنوی تو اپنے بخت سے کم نہووے کبھی تو خود سے کب گم ہووے اے خوشخصال عین تو ہی ہے کہ جو ملک و مال تیرا ہووے بعدہ وحی آئی درگاہ حق سے اُس سلیمان ونبی نیک پے یعنے تجکو سیر افلاک حاصل ہو جبکہ تو خود بخت ہو جائے تو سب کچھ تیرا اب پھر تو جو چاہے وہ کر یہ عین توحید ہے آگے تعمیر مسجد اقصےٰ کا بیان ہے فافہم ۱۲

بہ تعلیم وحی خدا جست حکمتہا و معاونت ملائکہ و دیو و پری

بموجب تعلیم وحی الٰہی کے واسطے حکمتون کے از راہ مدد فرشتون و دیو و پری کے

بعدازان آمد ندا از پیش تخت	سلیمان آن نبی نیک بخت	بعدۂ وحی آئی اس درگاہ سے	اس سلیمان اور نبی نیک سے
نامے سلیمان مسجد اقصےٰ بساز	لشکر بلقیس آمد در نماز	مسجد اقصےٰ سلیمان کر تو ساز	خیل بلقیس آیا پڑھنے کو نماز
چونکہ او بنیاد آن مسجد نہاد	جن و انس آمد بدن در کار داد	جو انھون نے رکھی مسجد کی بنا	جن و انس اسکو بناتے تھے سدا
یک گروہ از عشق و قومی بیمراد	ہمچنانکہ در رہِ طاعت عباد	عشق سے اک قوم قوم اک بیمراد	جسطرح طاعت کی رہ مین ہو عباد
خلق دیو انند و شہوت سلسلہ	میکشد شان سوے دکان و غلہ	دیو خلق اور شہوتین زنجیر ہین	جانب دکان کھینچے ہے انھین
ہست این زنجیر از خوف و ولہ	تو مبین این خلق را بے سلسلہ	بس یہ ہے زنجیر خوف و عشق سے	جان مت خلق سب بے زنجیر ہے
میکشاندشان سوے کسب و شکار	میکشد شان سوے کانہا و بحار	کھینچے انکو ہے سوے کسب و شکار	کھینچے انکو ہے سوے کان و بحار
میکشاندشان بسوے نیک و بد	گفت حق فی جیدہا حبل المسد	کھینچے ہے انکو بسوے نیک و بد	بولا حق فی جیدہا حبل المسد
قد جعلنا الحبل فی اعناقہم	و اتخذنا الحبل من اخلاقہم	قد جعلنا الحبلُ فی اعناقہم تحقیق ڈالدیا ہمنے رسی کو انکی گردنون میں ۱۲	و اتخذنا الحبل من اخلاقہم اور پکڑا ہمنے رسی کو انکی بہ خلقیون سے
لیس من مستقذر مستنقہ	قط الا طائرہ فی عنقہ	لیس من مستقذر مستنقہ نہین ہے کوئی بد و نیک سے ۱۲	قط الا طائرہ فی عنقہ ہرگز مگر کہ نامۂ اعمال اسکی گردن مین پڑا
نیست این خلق بے بند گران	ہست آن بند و کمند آن خونفشان	ہے نہین یہ خلق سب بے بند گران	ہے کمند و بند وہ اور خونفشان
حرص تو در کار بد چون آتش ست	اخگر از رنگ خوش آتش خوش ست	کار بد مین حرص آتش ہے تری	رنگت انگارہ کی خوش آتش نے کی

سلہ مسجد اقصیٰ کا بیان آتا ہے شعر مسجد اقصے اے سلیمان تو بنا کہ لشکر بلقیس کا آیا نماز پڑھنے کو جو انھون نے مسجد کی بنا رکھی سب جنات و انسان اس کو بناتے تھے اگر ایک قوم عشق سے اور ایک قوم بے مراد جس طرح طاعات کی راہ مین عباد ہون آگے اس کے حقائق ہین دیو مخلوق اور شہوتین زنجیر ہین کہ جانب دکان کے انھین کھینچتی ہے پس یہ زنجیر خوف و عشق سے ہے تو مت جان کہ یہ خلق سب بے زنجیر کے ہے زنجیر خوف انکو کھینچتی ہے جانب کسب و شکار کے اور زنجیر عشق انکو کھینچتی ہے جانب کان و دریا کے آن کو یعنی انکو کھینچتی ہے طرف بد کے حق نے کہا ترجمہ اس کی گردن مین رسی کھجور کی ہے یعنی زنجیر کشش کی دو ہین ایک عشق کی اور ایک خوف کی عشق کی زنجیر طرف دریائے اصل کے کھینچتی ہے، ورنہ زنجیر خوف کی طرف دنیے کسب شکار کے کھینچتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قد جعلنا الخ یہ شعر ترجمہ تحقیق ڈالدیا ہم نے رسی کو انکی گردنون مین اور پکڑا ہم نے رسی کو انکی بدخلقیون سے ترجمہ نہین ہے کوئی بد و نیک سے ہرگز مگر نامہ اعمال اس کی گردن مین پڑا ہے یہ خلق نہین بغیر بند گران کے وہ کمند و بند ہے اور خونفشان ہے کار بد مین تیری حرص آتش ہے رنگت انگارے کی خوش آتش نے کی یعنی سب مخلوق بند گران مین گرفتار ہے اور وہ حرص ہے چنانچہ اس کی مثال آگے ہے فافہم ۱۲-

آن سواد فحم در آتش نهان	چونکه آتش شد سیاهی شد عیان	کوئلے کی ظلمت آتش میں نہان	جب گئی آتش ہوئی ظلمت عیان
اخگر از حرص تو شد فحم سیاه	حرص چون شد ماند آن فحم تباه	کوئلا انگارہ دہکتا حرص سے	حرص گئی تو کوئلہ تیرہ رہے
آن زمان که فحم اخگر می نمود	آن ز حسن کار نار حرص بود	کوئلا انگارہ دہکتا جو کہ تھا	حسن تھا وہ حرص کی بس آگ کا
حرص کارت را بیارائیده بود	حرص رفت و ماند کارت تو کبود	حرص نے تیرے بنایا کام کو	حرص جانے کام تیرہ تیرا ہو
غوره را که بیارائیده غول	پخته پندارد کسی کو هست گول	غول کھلاتا ہے خوش غورہ کو جو	پختہ جو جانے اُسے احمق ہے وہ
آزمایش چون نماید جان او	کند گردد ز آزمون دندان او	جان اُسکی آزمایش جو کرے	دانت کھٹے امتحان سے ہوں ترے
از هوس آن دام دانه می نمود	عکس غول حرص آن خود دام بود	وہ ہوس سے دام دانہ دیکھتا	دام تھا وہ عکس غول حرص کا
حرص اندر کار دین و خیر جو	چون نماند حرص ماند نغز او	حرص کار خیر دین میں ڈھونڈھ تو	جو نہووے حرص رہ کار نکو
خیر با نغز نه از عکس غیر	تاب حرص از رفت ماند تاب خیر	خیر بہتر ہے نہیں با عکس غیر	جائے تاب حرص جو ہے تاب خیر
تاب حرص از کار دنیا چون برفت	فحم باشد مانده از اخگر بتفت	کار دنیا سے جو جائے حرص تو	کوئلہ رہ جائے انگارے سے وہ
کودکان را حرص می آرد غزا	تا شوند از ذوق دل دامن سوار	حرص دے لڑکوں کو دھوکا اسکا	ذوق دل سے ہو دیں تا دامن سوار
چون ز کودک رفت آن حرص بدش	بر دگر اطفال خندان آیدش	حرص لڑکوں سے گئی جو تھی انہیں	دوسرے لڑکوں کے اوپر وہ ہنسیں
کرچه میکرد و چه می دید مزین	خل ز عکس حرص بنمود انگبین	کرتا میں کیا تھا دیکھا اسمیں کیا	سرکہ عکس حرص سے شہد دکھا
آن بناهای انبیا بی حرص بود	لاجرم پیوسته رونقها فزود	انبیا کی وہ بنائے حرص تھی	اسلئے اُس کی سدا رونق بڑھی
ای بسا مسجد بر آورده کرام	لیک نبود مسجد اقصاش نام	اے بہت مسجد کو لائے ہیں کرام	مسجد اقصیٰ ہوا نہ انکا نام
کعبه را که هر زمان عزی فزود	آن ز اخلاصات ابراهیم بود	مرتبہ کعبے کا جو ہر دم بڑھا	وہ تھا سب اخلاص ابراہیم کا
فضل آن مسجد ز خاک و سنگ نیست	لیک در بانیش حرص و جنگ نیست	قدر مسجد کی نہ خاک و سنگ سے	پر بنا میں اُسکی حرص و جنگ نے
نی کتب شان چون کتب دیگران	نی مساجدشان نه کسب و خانمان	جون کتب غیروں کی نی انکی کتاب	انکے نے مسجد نہ گھر نے اکتساب

۱؎ کوئلہ کی آنچ ۲؎ شعر سیاہی کوئلے آتش میں پوشیدہ ہے جبکہ آتش گئی سیاہی عیان ہوئی کوئلا انگارہ حرص سے دہکتا ہے جب حرص گئی کوئلہ سیاہ رہے کوئلا انگارہ جو کہ دہکتا تھا وہ حسن تھا آتش حرص کا تیری حرص نے کام کو بنایا اگر حرص جائے کام تیرا تیرہ ہووے غول جو غورہ کو خوش دکھلاتا ہے اُسکو جو پختہ جانے وہ احمق ہے اُسکی جان جو آزمایش کرے دانت تیرے امتحان سے کھٹے ہوویں یعنی حرص آتش ہے اور یہ دین کو مثل کوئلہ کے روشن رکھتی ہے جبکہ حرص جائے بدے رونق کے رہیں باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ ہوس آنچ ۲؎ شعر وہ دام ہوس سے دانہ دکھتا تھا وہ دام تھا عکس غول حرص کا تو حرص کار خیر میں ڈھونڈھ جبکہ حرص نہ ہو کار نیک رہے خیر بہتر ہے عکس غیر سے نہیں ہے جبکہ تاب حرص جائے تاب خیر رہے کار دنیا سے جو حرص جائے کوئلہ وہ انگارہ سے رہ جائے حرص لڑکوں کو دھوکا دے تھا ہر ذوق دل سے تا دامن سوار ہوویں حرص لڑکوں سے گئی کہ جو انکو تھی گئی دوسرے لڑکوں کے اوپر وہ ہنسیں یعنی حرص اگر روکتا ہے تو کار دین میں کر اگر حرص رہے تو کار بہتر رہ جائے تو وہ انگارہ سے کوئلہ رہ جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کرتا میں اتنے ۲؎ شعر میں کیا کرتا تھا اور میں کیا دیکھا حرص کے عکس سرکہ شہد دکھا وہ انبیا کی بنا بے حرص تھی اسلئے اُسکی ہمیشہ رونق بڑھی اے بہت کرام مسجد لائے ہیں مگر مسجد اقصیٰ انکا نام نہیں ہوا جو ہر دم مرتبہ کعبے کا بڑھا وہ سب اخلاص ابراہیم کا تھا قدر مسجد کی خاک و سنگ سے نہیں ہے ولیکن بنا میں اسکی حرص و جنگ نہیں ہے انکی کتاب غیروں کی کتاب کے مانند نہیں ہے اور نہ انکی مسجد و نہ خانہ نہ کسب اور نہ انکا قصہ خواب و نہ غضب نہ قیاس نہ خیال وہ تھا ادب یعنی حضرت رسول مقبول صلعم کے برابر کوئی نبی نہ تھا اور نہ اگلے دین کے برابر کسی کا دین تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

فارغ ایشان ز غضب شان ز نکال — ز تفاس و ز قیاس و ز خیال
ہر یکے را دادہ حق در مرتبت — صد ہزاران حشمت و ہم مکرمت
ہر یکے شان را یکی نسبت دگر — مرغ جان شان طائر از پس دگر
دل ہمی لرزد ز ذکر حال شان — قبلۂ افعال ما افعال شان
مرغ شان را بیضہا زرین بدست — نیم شب جان شان سحر گہین شدست
ہر چہ گویم من بجان نیکوی قوم — نقص گردم گشتہ ناقص گوی قوم
مسجد اقصی بسازید اے کرام — کہ سلیمان باز آمد والسلام
ور ازین دیوان و پریان سر کشند — جملہ را املاک در چنبر کشند
دیو یکدم کج رود از مکر و زرق — تازیانہ آیدش بر سر چو برق
چون سلیمان شو کہ تا دیوان تو — سنگ برند از پی ایوان تو
چون سلیمان باش بی وسواس و ریو — تا ترا فرمان برد جنی و دیو
خاتم تو این دل ست و ہوش دار — تا نگردد دیو را خاتم شکار
پس سلیمانی کند بر تو مدام — دیو با خاتم حذر کن والسلام
آن سلیمانی دلا منسوخ نیست — در سر و سرت سلیمانی کنیست
دیو ہم وقتے سلیمانی کند — لیک ہر جولاہہ اطلس کے تند
دست جنبانند چو دست او و لیک — در میان ہر دو شان فرقیست نیک

انکا نفس نہ خواب اور نہ ادب — نہ قیاس اور نہ خیال اور نہ غضب
مرتبہ[۱] میں حق نے کی انکو عطا — سیکڑوں حشمت بزرگی پس سوا
کرّ و فر ہر اک سے انکے دوسرے — مرغ جان انکے کو اڑنا اور ہے
ذکر حال انکے سے کانپے دل مرا — فعل انکا قبلہ میرے فعل کا
مرغ کا انکے ہے بیضہ مثل زر — نیم شب کو دیکھے انکی جان سحر
جان سے نیکی جو کہوں اس قوم کی — ہوؤں ناقص گو کہ وہ ناقص کہی
مسجد اقصیٰ بناؤ اے کرام — کہ سلیمان آیا پھر ہے والسلام
اس[۲] سے سرکش دیو پریاں گر رہیں — پس فرشتے سب کو زندانی کریں
دیو اکدم مکر سے ٹیڑھا چلے — اس پہ مثل برق کے کوڑا پڑے
جو سلیمان ہو کہ تا دیوان ترے — کھودیں پتھر تیرے گھر کے واسطے
ہو سلیمان کی طرح بے مکر ریو — تا ترے محکوم جن ہوویں اور دیو
ہے انگوٹھی تیرا دل ہو ہوشیار — تا انگوٹھی دیو کی ہو نہ شکار
پس سلیمانی کرے تجھ پر مدام — دیو اس انگشتری سے والسلام
وہ[۳] سلیمانی نہیں منسوخ ہے — اس سلیمانی کا مالک تو رہے
دیو بھی گاہے سلیمانی کرے — ایک ہر جولاہا اطلس کب بنے
ہاتھ ہلائے مثل ہاتھ اسکے وہ — اک بڑا فرق اندر ان دونوں کے ہے

سلہ مرتبہ میں الخ ۲ شعر حق نے عطا کی انکو مرتبہ میں سیکڑوں بزرگی و حشمت سوا ہر ایک سے کر و فر سے ان کے دوسرے ہیں مرغ جان کو انکے اڑنا اور ہوا ہے ذکر حال سے میرا دل کانپتا ہے اور انکا فعل میرے فعل کا قبلہ ہے انکے مرغ کا بیضہ زریں ہے اور نیم شب کو انکی جان سحر دیکھتی ہے اس قوم کی جان سے اگر نیکی کہوں ناقص گو ہوں کہ وہ ناقص کہی ہے اے کرام مسجد اقصیٰ بناؤ کہ پھر سلیمان آیا ہے والسلام یعنی اولیاء کرام کا اگر میں حال بیان کروں ناقص گو ہوؤں پس تم بھی مسجد اقصیٰ بناؤ کہ سلیمان آیا ہے یعنی اپنے دلوں کو لوث دنیا سے پاک کرو تا نزول الٰہی اس میں ہو اسی کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں آگے سلیمان اہل دل کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس سے الخ ۹ شعر اگر اس سے دیو پریاں سرکش رہیں فرشتے سب کو مقید کریں اگر دیو ایکدم مکر سے ٹیڑھا چلے اس پر مانند برق کے کوڑا پڑے سلیمان کے مانند ہو کر تا دیو تیرے گھر کے واسطے پتھر کھودیں مانند سلیمان کے بے مکر ہو کہ تا جن و دیو تیرے محکوم ہوں تیرا دل انگوٹھی ہے ہوشیار رہ تا انگوٹھی دیو کی شکار نہ ہووے کہ تجھ پر سلیمانی کرے دیو ہمیشہ اس انگشتری سے یعنی انگشتری دل کو اپنے محفوظ رکھ کہ نفس تیرا اسکو اپنا مغلوب کر کے تجھ پر حکومت نہ کرے کیونکہ دل کو قلب اسی واسطے کہتے ہیں کہ جب روح کا غلبہ ہوتا ہے تو دل روح کی جانب پلٹ جاتا ہے اور جبکہ نفس کو غلبہ ہوتا ہے تو اسکا مطیع ہوتا ہے کیونکہ قلب پلٹنے والے کو کہتے ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ سلیمانی الخ ۳ شعر وہ سلیمانی منسوخ نہیں ہے کیونکہ اس سلیمانی کے مالک تو رکھتا ہے کبھی دیو بھی سلیمانی کرے ولیکن ہر ایک جولاہہ کب اطلس بنتا ہے ہاتھ ہلاتا ہے مثل ہاتھ اسکے ولیکن بڑا فرق ہے ان دونوں کے اندر یعنی حکومت روح کی منسوخ نہیں ہے او وہ تجھ میں موجود ہے پس حکومت روح اور حکومت نفس میں بڑا فرق ہے جیسے دونوں جسمانی نام کے ... چنانچہ انکا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

قصہ شاعر و صلہ دادن شاہ و یکے دہ کردن وزیر حسن نام

در بیان این حدیث معنوی یک حکایت بشنو اندر مثنوی
شاعرے آورد شعرے پیش شاہ بر امید خلعت و اکرام و جاہ
شہ مکرم بود فرمودش ہزار از زر سرخ و کرامات و نثار
پس وزیرش گفت کاین اندک بود دہ ہزارش ہدیہ دہ تا وا رود
از چنون شاعر بس از تو بحر دست دہ ہزار ست ہم کہ گفتم اندک ست
قصہ گفت آن شاہ را و فلسفہ تا بر آمد عشر خرمن از کفہ
دہ ہزارش داد و خلعت در خورش خانۂ شکر و ثنا گشت آن سرش
پس تفحص کرد کاین سعی کہ بود شاہ را اہلیت من کے نمود
پس بگفتندش فلان الدین وزیر آن حسن نام و حسن خلق و ضمیر
در ثنائے وے یکے شعر دراز بر نوشت و سوے خانہ رفت باز
بے زبان و لب ہمان نعمائے شاہ مدح شہ میکرد و خلعتہائے شاہ

قصہ شاعر و صلہ دینا بادشاہ کا اور ایک کو دس کرنا وزیر حسن نام کا

اس[1] بیان میں ہے حدیث معنوی اک حکایت سن تو اندر مثنوی
ایک شاعر شعر لایا پیش شاہ واسطے امید خلعت اور جاہ
شہ کریم از بسکہ تھا اسکو ہزار اشرفی دلوائیں از راہ نثار
پس وزیر اس سے یہ بولا ہے قلیل دس ہزار انعام دے تا ہے جلیل
ایسے[2] شاعر کو سخی تجھ جیسے سے دس ہزار اب جو کہا تھوڑا وہ ہے
مدح کی پس عقل شہ کی سنتے تا عشر اک گندم کے خرمن سے ملا
دس ہزار اور خلعت اک بھاری دیا اسکا سر شکر و ثنا سے پر ہوا
کی تجسس کسنے سعی میری کری شہ کو اہلیت مری کسنے کہی
پس کہا اسکو حسن نامی وزیر ہے فلاں اور حسن خلقوں کا امیر
مدح میں اسکی قصیدہ اک لکھا بسکہ عمدہ اور گھر اپنے گیا
بے زبان و لب سے مدح کرتے تھے خلعت و نعمات وہ اس شاہ کے

باز آمدن شاعر بعد چندین سال بامید ہمان صلہ و ہزار دینار فرمودن شاہ

پھر آنا شاعر کا بعد چند سال کے بامید اسی صلے کے اور ہزار دینار کا حکم دینا شاہ کا

[1] اس بیابان میں الخ یہ شعر اس بیابان میں قول معنوی کا ہے تو ایک حکایت سن مثنوی میں ایک شاعر آگے بادشاہ کے شعر لایا واسطے امید خلعت وجاہ کے بادشاہ از بسکہ کریم تھا اس کو ہزار اشرفیاں دلائیں از راہ تصدق کے پس وزیر نے اس سے کہا کہ یہ قلیل ہے دس ہزار انعام لے کہ تا بہتر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ایسے شاعر الخ یہ شعر ایسے شاعر کو تجھ جیسے سخی سے دس ہزار جو میں نے کہا وہ بھی تھوڑا ہے عقل شہ کی اس نے مدح کی تا عشر اک گندم کے خرمن سے ملا ہے دس ہزار اشرفی اور ایک خلعت بھاری دیا اس کا سر شکر و ثنا سے پر ہوا اس نے تجسس کیا کہ میری سعی کس نے کی اور شاہ سے میری اہلیت کس نے بیان کی پس لوگوں نے اسکو کہا کہ حسن نامے وزیر کہ فلانا ہے اور یہ حسن خلق کا امیر ہے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا از بسکہ عمدہ اور اپنے گھر گیا بے زبان اور لب سے مدح کرتے تھے وہ خلعت اور نعمات اس بادشاہ کی آگے شاعر کا بیان ہے فافہم ۱۲

بر قاعدۂ خویش و گفتن وزیر نو ہم حسن نام شاہ را کہ این سخت بسیار است و ما را خرج ہاست و خزینہ خالی ست و من اورا بہ دہ یکے راضی کنم	اور پر قاعدے اپنے کے اور کہنا نئے وزیر حسن نام کا شاہ کو کہ یہ بہت دشوار ہے اور خرچ ہمارا زیادہ ہو اور خزانہ خالی ہی مین اُسکو دس سے ایک پر راضی کرتا ہون

بعد سالے چند بہر رزق گشت ‌‌ ‌ شاعر از فقر و عوز محتاج گشت
گفت وقت فقر و تنگی دو دست ‌ ‌ جست جوے آزمودہ بہتر است
درگہے را کآزمودم از کرم ‌ ‌ حاجت نو را ہمان جانب برم
معنی اللہ گفت آن سیبویہ ‌ ‌ یولہون فی الحوائج ہم لدیہ
گفت الہنا فی حوائجنا الیک ‌ ‌ والتمسناہا وجدناہا لدیک
صد ہزاران عاقل اندر وقت درد ‌ ‌ جملہ نالان پیش آن دیان فرد
ہیچ دیوانہ فلیوی آن کند ‌ ‌ بر بخیلے عاجزے کدیہ کند
گر ندیدندے ہزاران بار بیش ‌ ‌ عاقلان کے جان کشیدندے بہ پیش
بلکہ جملہ ماہیان در موجہا ‌ ‌ جملہ پرندگان بر اوجہا
بلکہ جملہ موجہا بازی کنان ‌ ‌ ذوق و شوقش اعیان اندر عیان
پیل و گرگ و شیر اندر اشکار نیز ‌ ‌ اژدہاے زفت و مور و مار نیز

سلہ بعد تھوڑے سال کے وہ رزق کو ‌ ‌ ہو گیا محتاج شاعر تنگ ہو
سوچا وقت تنگدستی فقر کے ‌ ‌ آزمودہ کی تجسس خوب ہے
آزمائی جو کرم سے بارگاہ ‌ ‌ پھر نئی اسکو کرون حاجت پناہ
سلہ معنی اللہ کے کہے وہ سیبویہ ‌ ‌ یولہون فی الحوائج ہم لدیہ
گفت الہنا فی حوائجنا الیک ‌ ‌ والتمسناہا وجدناہا لدیک
لاکھون عاقل رنج کے وقت انکے ‌ ‌ روتے ہین سب آگے اس دیان کے
کوئی دیوانہ کرے بیہودگی ‌ ‌ کہ بخیل عاجزے مانگے بھیک بھی
گر نہ صد بار افزون دیکھتے ‌ ‌ آگے اسکے جان نہ عاقل کھینچتے
سلہ بلکہ ماہی جملہ اندر موج کے ‌ ‌ اور پرندے جملہ اوپر اوج کے
بلکہ جملہ موج بازی کرتے ہین ‌ ‌ ذوق شوق انکے مین ہین افزا نشین
شیر ہاتھی بھیڑیے اور بھی شکار ‌ ‌ اژدہاے فربہ اور بھی مور و مار

سلہ بعد الخ سہ شعر چند سال کی بعد رزق کو وہ شاعر محتاج ہو گیا تنگ ہو کر وقت تنگدستی و فقر کے سوچا کہ آزمودہ کی تجسس خوب ہے جو بارگاہ کرم سے آزمائی پھر اسکی حاجت نئی کرون دیگر اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ معنی الخ ۵ شعر معنی اللہ کے سیبویہ نے کہے ترجمہ خواہش کرتے ہین حاجتون مین طرف اُسکے ترجمہ کہا کہ عجز کرتے ہین ہم حاجتون مین تیری طرف ڈھونڈتے ہین ہم تجھ سے اور پاتے ہین ہم تجھے اور پاتے ہین ہم نزدیک تیرے لاکھون عاقل رنج کے وقت روتے ہین آگے اس خدا کے کوئی دیوانہ بیہودگی کرے کہ بخیل عاجز سے بھیک مانگے اگر صد ہا بار بلکہ زیادہ نہ دیکھتے آگے اُس کے جان عقلمند نہ رکھتے یعنے اللہ کے روبرو سب روتے و عجز کرتے ہین اور اسی سے حاجت چاہتے ہین پس اللہ کے معنی حاجت روا کرنے والے کے ہین کیونکہ اللہ مشتق الہ سے ہے اور الہ معنی حاجت روا کے ہین بقول بحر العلوم آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ بلکہ الخ شعر بلکہ ماہی اندر موج کے اور جملہ پرندے اوپر اوج کے بلکہ جملہ موج بازی کرتے ہین ان کے ذوق و شوق کو ہے زیادتی شیر و گرگ و فیل و شکار اژدہا فربہ و بھی مور و مار بلکہ باد و خاک و آب و نار اُس سے مایہ پاتے ہین اور پہلے سے بہرہ مند ہین عجز کرتا ہے آسمان کہ اے حق مجھکو عاجز مت رکھ ایک زمانہ تیری عصمت میری تھم ہے بالیقین دونون ہاتھون مین ہے ترجمہ لیتا ہے دست قدرت مین یعنی جملہ اشیا دنیا مین پیش حق عجز کرتے ہین پس وہ حاجت روا سے عالم ہے کہ اُسکے سب دست قدرت مین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ عہ خواہش کرتے ہین حاجتون مین ہم طرف تیرے
عہ ڈھونڈتے ہین ہم تجھے اور پاتے ہین ہم نزدیک تیرے ۱۲

بلکہ خاک و آب و باد و ہم شرار — مایہ زو یابند و ہم دی ہم بہار
ہر دمش لابہ کند این آسمان — کہ فرو مگذارم ای حق یکزمان
استن من عصمت و حفظ توست — جملہ مطوی یمین آن دو دست
وین زمین گوید کہ دارم بر قرار — ای کہ بر آبم تو کردی استوار
جملگان کیسہ ازو بر دوختند — دادن حاجت ازو آموختند
ہر نبی زو برآورده برات — استعینوا منہ صبرا او صلات
ہین ازو خواہید نہ از غیر او — آب در یم جو مجو از خشک جو
ور بخواہی از دگر ہم او دہد — بر کف میلش سخا ہم او نہد
آنکہ معرض را ز زر قارون کند — رو بسوی او کنی بجہت چون کند
بار دیگر شاعر از سودای داد — رو بسوی آن شہ محسن نہاد
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو — پیش محسن آرد و بنہد گرو
محسنان با صد عطا و جود و بر — زر نہادہ شاعران را منتظر
پیششان شعری بہ از صد تنگ شکر — خاصہ شاعر کو گہر آرد ز قعر
آدمی اول حریص نان بود — زانکہ قوت نان ستون جان بود
سوی کسب و سوی غصب و صد حیل — جان نہادہ بر کف از حرص و امل
چون بنادر گشت مستغنی ز نان — عاشق نام است و مدح شاعران
تا کہ اصل و نسل او را بر دہند — در بیان فضل او منبر نہند
تا کہ کر و فر و زر بخشی او — ہمچو عنبر بو دہد در گفتگو

بلکہ باد و خاک و آب اور بھی شرار — مایہ اس سے پائیں وہ اور بھی بہار
ہر دم اس سے عجز کرتا آسمان — کہ مجھے عاجز نہ رکھ حق اک زمان
تیری عصمت سب ہے میری تھم یا یقین — دونون ہاتھ میں ہین مطوی یمین
اور[1] زمین کہوے قرار اب مجکو دے — ای کہ رکھا آب پر تو نے مجھے
گنج اس سے جملہ کامون نے لئے — اس سے بس حاجت روائی اسکی ہے
ہر نبی نے اس سے حاصل کی برات — استعینوا منہ صبرا او الصلات
چاہ اس سے اور غیرون سے نہ لے — چاہ دریا سے نہ نہر خشک سے
گر تو چاہے غیر سے بھی وہ ہی دے — ہاتھ پر میل سخا بھی وہ رکھے
زر سے وہ گمراہ قارون کو کرے — تو کرے طاعت تو کیا کچھ تجکو دے
پھر[2] جو شاعر کو خیال داد تھا — اس شہ محسن کی سو آیا چلا
شاعرون کا تحفہ کیا ہے شعر نو — آگے محسن کے رکھیں لاکر کے وہ
اور محسن سو عطا و جود سے — زر رکھے کہ منتظر شاعر کا ہے
شعر بہتر اسکو ابریشم سے ہے — خاصہ شاعر جو گہر خیزی کرے
آدمی اول حریص نان ہے — کیونکہ قوت نان ستون جان ہے
سوے کسب و سوے غصب و مکر کے — حرص اور امید سے بس جان دے
ہے وہ نادر جو غنی ہو نان سے — مدح شاعر نام کا شائق رہے
تا وہ اصل و نسل کا پھل اسکو دین — اسکی شرح فضل مین منبر رکھین
تا کہ اسکی ہیبت و جود نکو — گفتگو مین مثل عنبر دیوے بو

[1] اور زمین الخ ۶ شعر زمین کہے گی کہ مجکو قرار دے اے خدا تو نے مجکو آب پر رکھا ہے اس سے سب کامون نے گنج لئے اور اس سے حاجت روائی سب کی ہے ہر ایک نبی نے اس سے برات پائی ترجمہ مدد چاہو تم اس سے صبر و صلات مین اس سے چاہ اور غیرون سے نہ لے اور دریا سے چاہ نہر خشک سے مت چاہ اگر تو غیر سے چاہے بھی وہ ہی تجکو دے اور ہاتھ پر رغبت سخاوت کی بھی وہی رکھے وہ گمراہ کو زر سے قارون کرے اگر تو طاعت کرے تو وہ تجکو کیا کچھ دے یعنی وہ خالق سب کو اپنے لطف و کرم سے سب کچھ دیتا ہے جبکہ اپنے گمراہون کو وہ دیتا ہے اگر اسکی طاعت کریگا تو وہ کیا کچھ تجکو دیگا آگے بطرح یقصد ہے فافہم ۱۲

[2] پھر وہی الخ ۹ شعر پھر وہی شاعر خیال داد سے اسی بادشاہ محسن کے پاس آیا شاعرون کا کیا تحفہ ہے شعر نو کو وہ لاکر آگے محسن کے رکھیں اور محسن سو عطا و جود سے زر رکھے کہ زر شاعر کا منتظر ہے اسکو شعر بہتر ہے ابریشم سے خاصکر وہ شاعر کہ جو گوہر خیزی کرے آگے اسکے حقائق ہین آدمی اول حریص نان کا ہے کیونکہ قوت نان ستون جان کی ہے طرف کسب و غصب و مکر کے حرص و امید سے جان دیتا ہے وہ نادر ہے کہ جو نان سے غنی ہے اور مدح شاعر نام آوری کا شائق ہے تاکہ وہ اصل و نسل کا اسکو پھل دین اور اسکے فضل کی شاخ مین منبر پر چڑھین تاکہ اسکی ہیبت نیک جود نیک مثل عنبر کے گفتگو مین بو دے یعنی حارص تو مدح چاہتے ہین مگر یہ نادر ہے کہ غنی مدح شاعر و نام آوری چاہے کہ منبر پر بیٹھکر اسکی مدح گوئی کرین آگے مدح پسندی کا بیان ہے فافہم ۱۲

خلق ما بر صورت خود کرد حق / وصف ما از وصف او گیرد سبق
چونکہ آن خلاق شکر و حمد جوست / آدمی را مدح جوئی نیز خوست
خاصہ مرد حق کہ در فضل ست چست / پر شود زان باد چون خیک درست
ور نباشد اہل زان باد دروغ / خیک بدریدست کے گیرد فروغ
این مثل از خود نگفتم اے رفیق / سرسری مشنو چو اہلے و مفیق
این پیمبر گفت چون بشنید قدح / کہ چرا فربہ شود احمد بہ مدح
رفت شاعر سوے آن شاہ و ببرد / شعر اندر شکر احسان کان نمرد
محسنان مردند احسانہا بماند / اے خنک آنرا کہ این مرکب اند
ظالمان مردند و ماند آن ظلمہا / وائے جانے کو کند مکر و دغا
گفت پیغمبر خنک آنرا کہ او / شد ز دنیا ماند ازو فعل نکو
نام نیکے وز فعل نیک دان / پس نمرد است او یقین بنگر عیان
مرد محسن لیک احسانش نمرد / نزد یزدان دین و احسان نیست خرد
وائے آن کو مرد عصیانش نمرد / تا نپنداری بمرگ او جان ببرد
این رہا کن زانکہ شاعر بر گذر / وام دارست و قوی محتاج زر

اپنی صورت پر ہمین پیدا کیا / ہم نے وصف اسکے سے وصف اپنا لیا
جو کہ وہ خالق ہی شکر و حمد جو / مدح جوئی آدمی کی بھی ہے خو
خاص مرد حق کہ فضل از بس رکھے / باد سے پر ہو وہ مثل مشک کے
گر نہین ہے اہل وہ اس باد کا / ہو شکستہ مشک کب پھولے بھلا
یہ مثل نے آپ سے مین نے کہی / تو اگر ہے اہل مت سن سرسری
یہ پیمبر بولے جو قدح سنے / کس لئے فربہ ہوا احمد مدح سے
سوئے شہ شاعر گیا اور لیگیا / شعر شکر احسان مین کہ نہ مرا
مر گئے محسن و بس احسان رہا / خوب ہی وہ جسنے یہ احسان کیا
مر گئے ظالم و بس ظلم اب رہا / حیف اُس جان پر کرے مکر و دغا
بولے پیغمبر کہ وہ ہے نیک خو / چھوڑ دنیا مین گیا فعل نکو
نام نیک اسکا ہے فعل نیک سے / نے مرا وہ بالیقین تو دیکھ لے
مر گیا محسن و احسان نے مرا / آگے حق کے دین و احسان ہی بڑا
حیف اُسپر وہ مرا عصیان رہا / تا کہ تو جانے نہین ہے وہ مرا
چھوڑ اسکو کیونکہ شاعر رزق سے / ہی قرضدار اور بہت محتاج ہے

بردن شاعر شعر را سوے شاہ و خساست وزیر

لیجانا شاعر کا شعر کو پاس بادشاہ کے اور کنجوسی وزیر کی

سلہ اپنی الخ ۲ شعر ہم کو حق نے اپنی صورت پر پیدا کیا اور اُس کے وصف سے ہم نے وصف لیا جو کہ وہ خالق حمد جو ہے مدح جوئی آدمی کی بھی خو ہے آگے اسکی مثال ہے خاص کر مرد حق کہ از بس فضل رکھتا ہے اور باد سے مانند مشک کے پر ہووے اگر وہ اس باد کا اہل نہین ہے تو وہ مشک شکستہ ہے بھلا کب پھولے یہ مین نے مثل آپ سے نہین کہی ہے اگر تو اہل ہے اُس کو سرسری مت سن یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مذمت سنے احمد کس لئے فربہ ہو مدح سے یعنی خداوند عالم نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے جو اُس کی صفت ہین وہی انسان کی صفتین ہین چونکہ حق حمد پسند ہے پس دوستان حق اُس مدح سے کہ وہ وصف اُن مین ہی خوش ہوتے ہین خاص مدح سے کہ لغو ہو مثل عوام کبقول بحر العلوم آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ سوے شاہ الخ ۸ شعر شاہ کی جانب شاعر گیا اور لیگیا شعر شکر و احسان مین کہ وہ نہین مرا تھا آگے اس کے حقائق ہین محسن مر گئے اور احسان رہا وہ خوب ہے کہ جسنے یہ احسان کیا ظالم مر گئے اور ظلم رہا اُس جان پر افسوس ہے کہ مکر و دغا کرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نیک خو ہے کہ جو فعل نیک دنیا مین چھوڑ گیا اُسکا نام نیک فعل نیک سے ہے وہ بالیقین نہین مرا تو دیکھ لے محسن مر گیا اور احسان نہین مرا کیونکہ حق کے آگے دین و احسان بڑا ہے اسپر افسوس ہو کہ وہ مرا عصیان رہا تا کہ تو جانے کہ وہ نہین مرا اُسکو چھوڑ کیونکہ شاعر رزق سے قرضدار اور بہت محتاج ہو یعنی احسان جملہ افعال مین پیش حق بہتر ہے کہ اگر محسن مر گیا مگر بسبب احسان کے زندہ ہے اور اسی طرح سے ظالم اگر بہ نیت ظلم کے احسان کے ساتھ زندہ رہنا بہتر ہے کہ ثمرہ اس کا نیک ہے آگے شاعر کا بیان ہے فافہم ۱۲

مرد شاعر شعر سوے شہریار برامید بخشش واحسان یار
نازنین شعرے پراز دُرّ درست برامید وے اکرام و بخست
باز شہ بر خوے خود گفتش ہزار چون چنین بُد عادتِ آن شہریار
لیک این بار آن وزیر پُرز جود بر براق عز زدنیا رفتہ بود
بر مقامش او وزیرے نو رئیس گشتہ لیکن سخت بیرحم و خسیس
گفت اے شہ خرجہا داریم ما شاعرے را نبود این بخشش سزا
من بربع عشر آن اے مغتنم مرد شاعر را خوش و راضی کنم
خلق گفتندش کہ او از پیش دست دہ ہزارے زین مِلا وربُردہ است
بعد شکر کلک خائی چون کند بعد سلطانی گدائی چون کند
گفت بفشارم ورا اندر فشار تا شود زار و نزار از انتظار
آنگہ از خاکش دہم از راہ من در رباید ہمچو گلبرگ از چمن
این بمن بگذار کاستادم درین گر تقاضا گر بود ہم آتشین
از ثریا گر بپرد تا ثرے نرم گردد چون ببیند او مرا
گفت سلطانش برو فرمان تراست لیک شادش کن کہ نیکوگوی ماست
گفت او را و صد امید لیس تو بمن بگذار و آن بر من نویس
جنس او و ہمچو او سہ صد ہزار تو رہا کن با من و بر من گذار
پس فگندش صاحب اندر انتظار شد زمستان و دے آمد بہار

آگے شہ کے شعر شاعر لے گیا اس طمع پر کی تھی جو پہلے سخا
شعر نازک اور گوہر سے بھرا پہلی امیدون پہ بخشش کے گیا
اپنی عادت پر کیے شہ نے ہزار ایسی رکھتا تھا جو عادت شہریار
پر وہ اس دفعہ وزیر پُرسخا کوچ اس دنیا سے اُسنے تھا کیا
ایک ہوا اُس جا وزیر نو رئیس پہ وہ شدت سے تھا بیرحم و خسیس
بولا اے شہ خرچ اپنا ہی سوا ایک شاعر کو نہ یہ بخشش روا
عشر کی چوتھائی پر بس مین ابھی مرد شاعر کو کرون راضی خوشی
خلق نے اُس سے کہا کہ دس ہزار پہلے اسنے پائے ہین شہ سے نثار
نیشکر کے بعد نرسل کھائے کون بعد شاہی کے گدائی پائے کون
بولا مین اسکو نچوڑون تنگ کر انتظاری سے ہوتا عاجز بتر
اسدم اُسکو خاک دون مین راہ سے باغ سے لیجائے جون گلبرگ کے
اسمین ہون استاد سونپ اسکو مجھے گر ہو غصہ یا تقاضا وہ کرے
گر زمین سے آسمان تک وہ اُڑے ہووے بس عاجز جو دیکھے وہ مجھے
بولا سلطان جا اجازت ہے تجھے پر اُسے خوش کر کہ وہ مداح ہے
بولا اسکو دو سو اہل امید کو سونپ مجھکو اور لکھ بس حکم تو
جنس اسکی مثل اُسکے لاکھ کو سونپ مجھکو تو اُسے دے مجھکو تو
اُسکو بس صاحب نے اندر انتظار رکھا تا سردی گئی آئی بہار

سلہ آگے شہ کے الخ ۹ شعر شاعر آگے شاہ کے شعر لے گیا اُس طمع پر کہ جو پہلے سخاوت کی تھی شعر نازک اور پر گوہر لیکر اگلی بخششون کی امید پر گیا بادشاہ نے اپنی عادت پر ہزار کہے کہ ایسی عادت بادشاہ رکھتا تھا مگر اس دفعہ اُس وزیر سخی نے اس دنیا سے کوچ کیا تھا اور اُس کی جگہ ایک نیا مقرر ہوا تھا لیکن وہ شدت سے بیرحم و خسیس تھا اُس نے کہا کہ اے شاہ اپنا خرچ سوا ہے ایک شاعر کو اتنی بخشش روا نہین ہے مین ابھی عشر کی چوتھائی پر شاعر کو راضی وخوشی کردون مخلوق نے اُس سے کہا کہ دس ہزار اس نے اوّل پائے ہین تصدق شاہ سے نیشکر کے بعد نرسل کون کھاتا ہے اور شاہی کے بعد گدائی کون پاتا ہے آگے جواب وزیر کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ ۸ شعر کہا کہ مین اس کو نچوڑتا ہون تنگ کر کے تاکہ انتظاری سے عاجز وبدتر ہو اُس دم اگر اُس کو خاک راہ سے دون مانند گلبرگ باغ کے لے جائے مین اس مین استاد ہون تو اسے مجکو سونپ اگر غصہ گر ہو ویا تقاضا کرے اگر زمین سے آسمان تک وہ اُڑے پس وہ عاجز ہووے اگر مجکو دیکھے بادشاہ نے کہا کہ جا تجکو اجازت ہے لیکن اس کو خوش کرکہ وہ مداح ہے کہا کہ اس کو اور دو سو امیدوارون کو مجھے سونپ اور حکم مجھپر لکھ اُس کی جنس اور اس کی مثال لاکھ کو تو مجکو دے پس وزیر نے اُس کو انتظار مین رکھا یہان تک کہ سردی گئی اور موسم بہار آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شاعرش چندانکہ حاجت مینمود	صاحبش در وعدہ حیلہ میفزود	[51] حاجتین بتلاتا شاعر جسقدر	حیلہ وعدہ مین وہ کرتا بیشتر
تاکہ اندر انتظارش پیر شد	پس زبون این غم و تدبیر شد	انتظاری مین وہ تا بوڑھا ہوا	اس غم و تدبیر سے عاجز ہوا
گفت اگر زر نیست کو دشنام دہی	تا رہد جانم ترا باشم رہی	بولا نہ زر ہے اگر دشنام دے	تا چھٹے جان یہ ترا بندہ رہے
انتظارم کشت بارے گو برو	تا رہد این جان مسکین از گرو	انتظاری سے مرا کہہ تو کہ جا	جان مسکین قید سے تا ہو رہا
بعد از آنش داد ربع عشر آن	ماند شاعر اندر اندیشہ گران	عشر کی چوتھائی آخر دی اُسے	رہ گیا حیران شاعر فکر سے
کو چنان نقد و چنان بسیار بود	وینکہ دیر شگفت دستہ خار بود	کہ وہ ایسا نقد اور بسیار تھا	یہ کھلا جو دیر مین تو خار تھا
پس بگفتندش کہ آن دستور راد	رفت از دنیا خدا مزدش داد	[52] پس کہا اُس کو وزیر نیک پے	گذرا دنیا سے خدا بخشے اُسے
کہ مضاعف زو ہمی گشتی عطا	کم ہمی افتاد در بخشش خطا	کہ زیادہ اس سے ہوتی تھی عطا	ہوتی کم بخشش مین تھی اس سے خطا
این زمان او رفت احسان را ببرد	او بمرد الحق و لے احسان نمرد	وہ گیا اُسوقت احسان لیگیا	وہ مرا لیکن نہین احسان مرا
رفت از ما صاحب زاد رشید	صاحب سلاخ درویشان رسید	صاحب تدبیر نیک ہم سے گیا	صاحب آزار فقرا آگیا
رو بگیر این را و زینجا شب گریز	تا نگیرد با تو این صاحب ستیز	لے اسے اور بھاگ جا یاں سے رات کو	تا نہ تجھسے پھیر لے یہ جنگجو
ما بصد حیلہ ازو این ہدیہ را	بستدیم اے بے خبر از جہدہا	ہمنے سو حیلہ سے یہ تحفہ لیا	اُس کی کوشش کرکے تو جانے ہے کیا
رو بدیشان کرد و گفت اے مشفقان	از کجا آمد بگوئید این عوان	اُنسے متوجہ ہو بولا مشفقا	یہ سپاہی ہاے کہان سے آگیا
چیست نام این وزیر جامہ کن	قوم گفتندش کہ نامش ہم حسن	اس وزیر بے حیا کا کیا ہے نام	قوم بولی کہ حسن اسکا ہے نام
گفت یارب نام آن و نام این	چون یکے آمد دریغا اے رب دین	[53] بولا یارب اسکا نام اور اسکا نام	ایک کیسے آیا اے رب انام

۵۱ حاجتین الخ ۲ شعر جس قدر حاجتین شاعر بتلاتا وہ حیلہ وعدہ سوا کرتا تھا یہان تک کہ وہ انتظاری مین بوڑھا ہوا اور اسس غم و تدبیر مین رہا شاعر نے کہا اگر زر نہین ہے تو گالیان دے تا جان چھوٹے اور یہ تیرا بندہ رہے مین انتظاری سے مرا تو کہہ کہ جا تاکہ جان مسکین قید سے رہا ہو آخر کار عشر کی چوتھائی اس کو دی شاعر فکر سے حیران رہ گیا کہ وہ وزیر ایسا نقد بسیار دہندہ تھا اور یہ جو دیر مین کھلا تو خار تھا یعنی ہر کہ دیر آید درست آید اور یہ وزیر دیر مین کھلا اور خار نکلا یہ عجب ہے آگے مقولہ قوم کا ہے کہ جو اُس وقت موجود تھے فافہم ۱۲ ۵۲ پس کہا الخ ۸ شعر پس لوگون نے کہا کہ اسکو وزیر نیک پے دنیا سے گذرا خدا اسکو بخشے اُس سے بخشش مین کم خطا ہوتی تھی وہ اس وقت گیا اور احسان لیگیا وہ مرا ولیکن احسان نہین مرا ہمسے صاحب تدبیر گیا اور صاحب آزار فقرا آگیا اُس کو لے اور یہان سے رات کو بھاگ تاکہ وہ تجھسے واپس نہ کر لیوے یہ تحفہ ہمنے سو حیلہ سے لیا اُس کی کوشش کرکے تو کیا جانتا ہے اُنسے متوجہ ہو کر کہا کہ اے مشفق یہ سپاہی کہان سے آگیا ہے اس وزیر بیحیا کا کیا نام ہے قوم نے کہا کہ اسکا نام حسن ہے آگے شاعر کا بیان ہے فافہم ۵۳ بولا الخ ۴ شعر شاعر نے کہا کہ یارب اُس کا نام اور اس کا نام ایک کیسے ہوا وہ ایسا حسن تھا کہ اس کی بخشش سے سیکڑون وزیر اس سے ہوسکے یہ حسن ایسا ہے کہ اس داڑھی سے سیکڑون رسی بنانا چاہیئے ایسے وزیر کا جو بادشاہ کہنا کرے اُس بادشاہ اور اُس کے ملک کو ہمیشہ رسوا کرے۔ یعنی بادشاہ کو چاہیئے کہ وزیر بد طینت کے کہنے پر عمل نہ کرے کہ وہ دشمن ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کا بدخواہ ہے چنانچہ اُس وزیر کی مثال مین ہامان و فرعون کا قصہ آگے ہے فافہم ۱۲

آن حسن تا مے کہ از یک کلک او　صد وزیر و صاحب آمد جو بجو
این حسن کز ریش زشت این حسن　لیتوان با فیدای جان صد حسن
بر چنین صاحب چہ شہ اصغا کند　شاہ و ملکش را ابد رسوا کند

وہ حسن ایسا کہ اُسکے جو سے　سیکڑون صاحب وزیر اسیے ہو سکے
یہ حسن ایسا کہ اسکی ریش سے　سیکڑون رسی بنانا چاہیئے
ایسے صاحب کا جو شہ کہنا کرے　ملک و ر شہ کو سدا رسوا کرے

دانستن بد رائی این وزیر دون در افساد مروت شاہ بہ وزیر فرعون یعنے ہامان در افساد قبول او پند موسیٰ را

کج فہمی اس وزیر کی خرابی مروت شاہ مین مانند وزیر فرعون یعنی ہامان کے کہ پند موسیٰ کی قبول کرنے مین وہ خرابی کرتا تھا

چند آن فرعون میشد نرم و رام　چون شنیدی او ز موسیٰ آن کلام
آن کلامے کہ بدادے سنگ شیر　از خوشی آن کلام بے نظیر
چون بہامان کہ وزیرش بود او　مشورت کردی کہ کینش بود خو
پس بگفتی تاکنون بودی خدیو　بندہ گردی ژندہ پوشی را بریو
ہم چو سنگے منجنیقے آمدی　آن سخن بر شیشہ خانہ او زدی
ہر چہ صد روز آن کلیم خوش خطاب　ساختی در یکدم او کردی خراب
عقل تو مغلوب دستور ہوا ست　در وجودت رہزن راہ خداست
ناصحے ربانیے پندت دہد　این سخن را او بفن طرحی نہد
کاین نہ بر جایست ہین از جا مشو　نیست چندان با خود آ شیدا مشو

نرم[51] دل فرعون کا کچھ ہوتا تھا　جو کلام پاک موسیٰ سنتا تھا
وہ کلام ایسا کہ دیتا سنگ شیر　پس خوشی اسکی سے جو تھا بے نظیر
جبکہ وہ ہامان سے کہ تھا وزیر　مشورت کرتا کہ اُسکا تھا مشیر
پس وہ کہتا اب تلک تو شاہ تھا　بندہ ہووے اب تو گدڑی پوش کا
وہ سخن چون سنگ گوپھن آتا تھا　اسکے شیشہ خانہ کو تھا توڑتا
جو بہت دن مین کلیم خوش خطاب　پس بنا یا کرتا وہ دم مین خراب
عقل[52] ہی بس تیری محکوم ہوا　وہ ہی تن مین رہزن راہ خدا
ناصحے ربانی پندین دے تجھے　پھیر دے اس بات کو وہ مکر سے
کہ نہ یہ سچ ہی تو ہرگز مت پھرے　ہوش مین آ اُسکا شیدا مت بنے

[51] نرم دل الآخ ۶ شعر فرعون کا دل نرم ہوتا تھا کہ جو کلام پاک موسیٰ علیہ السلام کا سنتا تھا وہ ایسا کلام تھا کہ سنگ شیر دیتا بسبب اُسکی خوشی کے کہ وہ جو بے نظیر تھا جبکہ وہ ہامان وزیر سے مشورہ کرتا کہ وہ مشیر اُس کا تھا پس وہ کہتا کہ تو اب تک بادشاہ تھا اب تو ایک گدڑی پوش کا بندہ ہووے وہ بات مانند سنگ گوپھن کے آتی تھی اور اس کے شیشہ خانہ کو توڑتی تھی جو کلیم بہت روزون مین بنا کرتا تھا وہ دم بھر مین خراب کر دیتا تھا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [52] عقل ہے الآخ ۶ شعر تیری عقل محکوم ہوا کی ہے کہ وہ تن مین رہزن راہ خدا ہے تجکو ناصح ربانی نصیحتین دے وہ مکر سے اس بات کو پھیر دے کہ یہ سچ نہین ہو تو ہرگز مت پھرے ہوش مین آ اور اسکا شیدا مت بنے افسوس ہے اُس بادشاہ پر کہ وزیر اُس کا یہ ہو وہ دوزخ پر کیون نہ دونون جائین وہ بہت اچھا بادشاہ ہے کہ اُسکا دستگیر کامون مین آصف سا وزیر ہو جو اُس کے نزدیک شاہ عادل ہو معنی نورا دریرنور کے اب یہ ہون گے یعنی تیری عقل نفس کی محکوم ہے جو تو پند مرشد کی سنے اور وہ اس سے تجکو پھیر دے پس تو اس سے پناہ مانگ اور مرشد کی ہدایت پر چل اور اگر نفس عقل کا مطیع ہووے اور مرشد کی راہ پہ چلے یہ نور علےٰ نور ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

وای آن شہ کہ وزیرش این بود ‌ جای ہر دو دوزخ پرکین بود
شاد آن شاہے کہ او را دستگیر ‌ باشد اندر کار چون آصف وزیر
شاہ عادل چون قرین او شود ‌ معنی نورٌ علیٰ نور این بود
چون سلیمان شاہ و چون آصف وزیر ‌ نور بر نور است عنبر بر عبیر
شاہ فرعون و چو ہامانش وزیر ‌ ہر دو را نبود ز بدبختی گزیر
پس بود ظلمات بعض فوق بعض ‌ نے خرد یار و نہ دولت روز عرض
من ندیدم جز شقاوت در لیام ‌ گر تو دیدستی رسان از من سلام
ہمچو جان باشد شہ و صاحب چو عقل ‌ عقل فاسد روح را آرد بنقل
آن فرشتہ عقل چون ہاروت شد ‌ سحر آموز دو صد طاغوت شد
عقل جزوے را وزیر خود مگیر ‌ عقل کل را ساز ای سلطان وزیر
مر ہوا را تو وزیر خود مساز ‌ کہ بر آید جان پاکت از نماز
کاین ہوا پر حرص و حالی بین بود ‌ عقل را اندیشہ یوم الدین بود
عقل را دو دیدہ در پایان کار ‌ بہر آن گل میکشد او رنج خار
کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزان ‌ باد ہر خرطوم اخشم دور از ان
ور چہ عقلت ہست با عقل دگر ‌ یار باش و مشورت کن ای پسر
با دو عقل از بلا با وارہے ‌ پاے خود بر اوج گردونہا نہی

حیف اُس شہ پر وزیر اُس کا یہ ہو ‌ دوزخ پرکین ہین جا ایسی دونون کی
خوب ہے وہ شہ کہ اُسکا دستگیر ‌ کام کے اندر ہو آصف سا وزیر
شاہ عادل ہووے نزدیک اسکے جو ‌ معنی نورٌ علیٰ نور اب یہ ہو
(نور اوپر نور کے ۱۲)
جون سلیمان شاہ جون آصف وزیر ‌ نور پر ہے نور عنبر پر عبیر
(نور کے ۱۲)
شاہ فرعون اُسکا ہامان ہو وزیر ‌ نے ہو بدبختی سے دونون کو گزیر
ہوویں ظلمات بعض و فوق بعض ‌ عقل نی یار و نہ دولت روز عرض
(اندھیری پر اندھیرا دوسرا ۱۲)
نے بدونکا جز شقاوت دیکھا کام ‌ تو نے گر دیکھا مرا پہونچا سلام
مثل جان ہے شاہ صاحب مثل عقل ‌ عقل فاسد روح کو دیتی ہے نقل
وہ فرشتہ عقل جون ہاروت ہو ‌ سحر سیکھے اور سو گمراہ ہو
عقل جزوی کو نہ کر اپنا وزیر ‌ عقل کل کو اپنا کر شاہا وزیر
تو ہوا کو مت وزیر اپنا بنا ‌ کہ نمازون سے تری جان ہو جدا
گر ہوا یہ دیکھے نقد حال کو ‌ آخرت کی عقل کو بس فکر ہو
عقل کی دو آنکھ ہے انجام کار ‌ واسطے اُس گل کے کھینچے رنج خار
کہ نہین ابتر کرے اسکو خزان ‌ اور نہ کوئی بھنڈ پر ہو عیان
گر تری عقل عقل ثانی کے ہے ساتھ ‌ یار ہو اور مشورت کر اسکے ساتھ
تو بلا سے چھوٹے ان دو عقل سے ‌ پانون اپنا اوج گردون پہ رکھے

نشستن دیو بر مقام سلیمان علیہ السلام و تشبیہ

بیٹھنا دیو کا اوپر مقام سلیمان عم کے اور تشبیہ کرنا

سلہ چون سلیمان الخ ۵ شعر اگر سلیمانؑ کے مانند شاہ اور آصف کے مانند وزیر ہے نور پر نور و عنبر پر عبیر ہے بادشاہ فرعون اور اسکا ہامان وزیر ہو دونون کو بدبختی سے گریز نہ ہو پس ہووے ترجمہ اندھیرے پر اندھیرا دوسرا نہ عقل نہ دولت یار ہو روز حشر کے بجز شقاوت کے بدون کا کام نہ دیکھا اور اگر تو نے دیکھا ہے تو میرا ابھی سلام پہونچا جان کے مانند شاہ اور عقل کے مانند وزیر ہو عقل فاسد روح کو نقل دیتی ہے یعنی عقل فاسد روح کا انتقال کر دیتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ فرشتہ الخ ۸ شعر وہ فرشتہ عقل مانند ہاروت کے ہے سحر سیکھے اور سو گمراہ ہووہ تو عقل جزوی کو اپنا وزیر مت کر اے بادشاہ عقل کل کو اپنا وزیر کر تو اپنا وزیر ہوا کو مت بنا کہ نمازون سے جان جدا ہو کہ گر ہوا دیکھے ہے نقد حال کو اور آخرت کا عقل کو اندیشہ ہے عقل کی دو آنکھ انجام کار ہے اُس گل کے واسطے کھینچے ہے رنج خار کو کہ اسکو خزان ابتر نہین کرتی ہے اور کسی بھنڈ پر ہو عیان نہین ہوتی ہے اگر تیری عقل عقل ثانی کے ساتھ ہے مددگار رہو اور اُسکے ساتھ مشورہ کر تو بلا سے چھوٹے ان دونون عقل کے سبب سے اور پانون اپنا اوج گردون پہ رکھے یعنی تو عقل کو مثل آصف کے اپنا وزیر کر کہ آسمان پر تو اُڑے اور نفس کو اپنا وزیر مت کر کہ مثل فرعون کے آفت مین پڑے پس عقل جزوی و عقل کلی بہر حال دونون بہتر ہین بنسبت نفس کے آگے اس کی مثال مین دیو کا تخت سلیمان پر بیٹھے بیان ہے فافہم ۱۲

کردن او بکارہای سلیمان علیہ السلام و فرق ظاہر شدن میان ہر دو سلیمان و یافتن مردمان دیو را کہ تشبیہ بہ سلیمان نمودہ

اسکا ساتھ کام سلیمانؑ کے اور فرق ظاہر ہونا درمیان دونون سلیمانؑ کے اور پہچاننا مردم کا کہ دیو سلیمان علیہ السلام کے ہمشکل بنا ہی

دیو گر خود را سلیمان نام کرد — ملک برد و مملکت را رام کرد
صورتِ کارِ سلیمان دیدہ بود — صورت اندر شر دیوی مینمود
خلق گفتند این سلیمان بی صفاست — از سلیمان تا سلیمان فرقہاست
او چو بیدار است این ہمچون وسن — ہمچنانکہ آن حسن تا این حسن
دیو میگفتی کہ حق بر شکل من — صورتی کردہ است خوش اہرمن
دیو را حق صورت من دادہ است — تا نیفتد از شما را او بشست
گر پدید آید بدعوی زینہار — صورتِ او را مدارید اعتبار
دیوشان از مکر این میگفت لیک — مینمود این عکس بر دلہای نیک
نیست بازی با ممیز خاصہ او — کہ بود تمییز و عقلش غیب گو
ہیچ سحر و ہیچ تلبیس و دغل — می نہ بندد پردہ بر اہل دول
پس ہمی گفتند با خود در جواب — باژگونہ میروی ای کج خطاب
باژگونہ رفت خواہی ہمچنین — سوے دوزخ اسفل اندر سافلین

دیوؒ ہمنام سلیمان جب ہوا — ملک و اہلِ ملک کو تابع کیا
صورتِ کارِ سلیمان دیکھی تھی — دیکھتی صورت مین تھی شر دیو کی
خلق کہتی یہ سلیمان ہی بزرق — اس سلیمان سے سلیمان تک ہے فرق
وہ ہی جون بیدار یہ جون خفتہ تن — جسطرح تھا اُس حسن تک یہ حسن
دیو کہتا حق نے میری شکل پے — دیو اک پیدا کیا خوش شکل ہے
میری صورت دیو کو دی حق نے ہے — تا تمھین وہ دام مین اپنے لے
گر کرے وہ دعوے اپنا آشکار — اسکی صورت پر کرو مت اعتبار
دیو اُن کو مکر سے کہتا و لے — عکس یہ دکھتا دلون پر نیک کے
پر تمیزونؒ کو نہ دھوکا خاص دو — کہ تمیز انکا ہو بالکل غیب گو
کوئی جادو اور کوئی مکر و دغا — اہل دل پر نہ رکھے پردہ خفا
پسؒ وہ دلمین کہتے تھے اندر جواب — اُلٹا چلتا ہے تو اب ای کج خطاب
ایسا اُلٹا جائے گو کہ بالیقین — جائے وہ اندر جہنم سافلین

ڡلہ ۸ شعر دیو ہمنام الخ شعر دیو اگرچہ ہمنام سلیمان کا ہوا ملک اور اہل ملک کو تابعدار کیا سلیمان کے کام کی صورت خلق کو دکھتی تھی ولیکن اُس صورت مین سیرت دیو کی دکھتی تھی خلق کہتی تھی کہ سلیمان ہو از راہ مکر کے اس سلیمان سے سلیمان تک فرق ہے وہ مانند بیدار کے اور یہ مانند خفتہ تن کے ہے جیسے اُس حسن تک یہ حسن تھا دیو کہتا تھا کہ حق نے میری شکل پر ایک دیو خوبصورت پیدا کیا ہے میری صورت دیو کو حق نے دی ہے تاکہ مجکو وہ اپنے دام مین پھانسے اگر وہ دعوے اپنا ظاہر کرے اسکی صورت پر اعتبار نہ کرو انکو دیو کرکے کہتا تھا ولیکن نیکون کے دلون پر یہ عکس دکھتا تھا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ڡلہ پر تمیزون الخ ۲ شعر پر تمیزون کو دھوکا نہین ہے صکروہ کہ تمیز انکا بالکل غیب گو ہووے کوئی جادو اور کوئی مکر و دغا نہین رکھتا ہے اہل دل پر پردہ پوشیدگی کا یعنی اہل معنی کو مکر کی باتین دھوکا نہین دیتی ہین کہ نظر انکی معنی پر ہوا کرتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ڡلہ پس وہ الخ ۲ شعر پس وہ دل مین کہتے تھے اندر جواب کے کہ تو اب اُلٹا چلتا ہے ای کج خطاب ایسا اُلٹا جائیگا بالیقین وہ جائیگا اندر دوزخ اسفل السافلین کے اگر وہ معزول و فقیر ہوا ہو اُسکی پیشانی پر زرہ ہے اگر تو نے انگشتری لی ہے ای دوزخی تو سرد ہے مانند زمہریر کے تیری شان و شوکت و کرو فر پر ہم سر کہان قدم بھی نہ رکھین گے اگر ہم سر رکھین غفلت سے پنجہ خاک سے نکل کر مانع ہو یعنی تائید ربانی منع کرے اس کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲

ور اگر معزول گشتست آن فقیر ہست در پیشانیش بدر منیر
تو اگر انگشتری را بردہ دوزخی چون زمہریر افسردہ
ما بوش و عارض و طاق و طرنب سر کجا کہ خود ہمی ننہم سغب
در بغفلت مانیم او را جبین پنجہ معنی برآید از زمین
کہ منہ این سر مر این سرزیر را ہین مکن سجدہ مر این ادبیر را
کردمی من شرح این بس جانفزا گر نبودی غیرت و رشک خدا
ہم قناعت کن تو بپذیر اینقدر تا بگویم شرح این وقتے دگر
نام خود کردہ سلیمان نبی روے پوشی میکند بر ہر غبی
درگذر از صورت و از نام خیز از لقب وز نام در معنی گریز
پس بپرس از خلق او ز افعال او در میان خلق و فعل او بجو
کار ہر کس نیست ہین کن ترک نام مسجد اقصے بسازد کن تمام
شد تمام القصہ مسجد بے فتور بد سلیمان زائر و مسجد مزور

وہ ہوا معزول گر ہے اور فقیر اس کی پیشانی مین ہے بدر منیر
تو نے لی انگشتری اے دوزخی سرد ہی جون زمہریر اب تو غبی
شان و شوکت کر و فر پر تیری ہم سر کہان بلکہ نہ رکھین ہم قدم
اور کہین غفلت سے گر ہم سر لے پنجہ معنی ہو نکل کر خاک سے
سلہ سر نہ رکھ اس سرنگون کے روبرو اور مت کر سجدہ اس بدبخت کو
شرح کرتا اسکی مین بس جانفزا گر نہوتی غیرت و رشک خدا
تو قناعت کر بس اتنے پر ابھی مین کہونگا شرح اسکی پھر کبھی
رکھتا نام اپنا سلیمان اسلیے کرتا ہے روپوشی ہر نادان سے
چھوڑ تو صورت کو بھاگ اب نام سے نام سے معنی کو جانا چاہیے
وجہ اسکی خلق سے اور فعل سے خلق مین اور فعل مین اب ڈھونڈھیے
چپ ہو کہ ہر کسی کا نے ہے کام مسجد اقصے بنانا کر تمام
عہ ہوئی تمام القصہ مسجد بے فتور تھا سلیمان زائر اور مسجد مزور

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجد اقصی بعد از تمام شدن جہت عبادت و ارشاد عابدان و معتکفان و رستن عقاقیر در مسجد و بآن حضرت بسخن در آمدن

آنا ہر روز سلیمان علیہ السلام کا مسجد اقصے مین بعد تمام ہونے کے واسطے عبادت و ارشاد عابدون و معتکفون کے اور اُگنا گھانس عقاقیر کا مسجد مین اور باتین کرنا سلیمان علیہ السلام سے

چون سلیمان نبی شاہ انام ساخت مسجد را و فارغ شد تمام
جس سلیمان نے کری مسجد تمام اور ہوا فارغ کہ تھا شاہ انام

سلہ سر نہ رکھ الخ یعنی شعر کہ اُس سرنگون کے آگے سر نہ رکھو اور اس بدبخت کو سجدہ مت کر اسکی مین شرح کرتا جان فزا اگر غیرت و رشک خدا نہ ہوتا تو اتنے پر ابھی قناعت کر مین پھر کبھی اسکی شرح کہونگا آگے اسکے حقائق ہین اسواسطے نام اپنا سلیمان رکھا کہ ہر نادان سے روپوشی کرتا ہے بس تو صورت کو چھوڑ اور نام سے بھاگ نام سے معنی کو جانا چاہیے اُسکے خلق و فعل سے پوچھو اور اسکو خلق و فعل مین ڈھونڈھو چپ رہو کہ ہر کسی کا کام نہین ہے مسجد اقصے بنانا اور تمام کرنا یعنی جو شخص فعل حق کا رکھے وہ حق مین فنا ہے اور حق اسمین ہے پس فعل اُسکا فعل خدا اور کلام اُسکا کلام خدا ہے پس ... قول و فعل کو کرامت کہتے ہین کہ عقل بشری سے وہ باہر ہو باقی حال اسکا آگے ہو فافہم ۱۲ عہ ہوئی الخ ۲ شعر القصہ مسجد بے فتور تمام ہوئی سلیمان زائر اور مسجد زیارت کی گئی تھی پس سلیمان نے مسجد تمام کی اور فارغ ہوا کہ وہ شاہ جہان کا تھا آگے بیان ہدایت سلیمان علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲

هر صباح او را وظیفه بن بدی ‏ کامدی در مسجد اقصی شدی
ہر صباح انکو وظیفہ تھا سدا ‏ مسجد اقصیٰ مین آنا روز تھا

تو گیاهی رسته بودی اندرو ‏ پس بگفتی نام و نفع خود بگو
اندر اُسکے گھانس اُگتی جو نئی ‏ کہتے اپنے نفع بتلا نام بھی

تو چه داروی و نامت نیز چیست ‏ تو زیان بر کی و نفعت نیز کیست
کیا دوا ہے تو و تیرا نام کیا ‏ کسکو نقصان کسکو نفع ہے ترا

پس بگفتی هر گیاهی فعل و نام ‏ که من آنرا جانم و این را حمام
نام و فعل ہر اک گیہ کرتی بیان ‏ کہ مین اسکی موت ہون اسکی ہون جان

من مر آنرا زهرم و این را شکر ‏ نام من اینست بر لوح قدر
اسکو ہون مین زہر اسکو ہون شکر ‏ نام میرا یہ قدر کی لوح پر

پس سلیمان با حکیمان زان گیاه ‏ شرح کردی ضر و نفعش ای کیا
پس حکیمونکو سلیمان گھانس کے ‏ شرح کرتے نفع اور نقصان سے

آن طبیبان از سلیمان زان گیا ‏ عالم و دانا شدند و مقتدا
اس سلیمان سے طبیب اُس گھانس کے ‏ راز سے بس عالم و دانا ہوئے

تا کتبهای طبیبی ساختند ‏ جسم را از رنج می پرداختند
تا کتابین لکھین طب کے علم کی ‏ رنج جسمی کی دوا دارد کری

این نجوم و طب وحی انبیاست ‏ عقل و حس را سوی بی سو ره کجاست
یہ نجوم و طب ہے وحی انبیا ‏ عقل حس کو بے جہت مین کب رسا

عقل جزوی عقل استخراج نیست ‏ جز پذیرای فن و محتاج نیست
عقل جزوی عقل استخراج نے ‏ سیکھنے فن کے سوا محتاج نے

قابل تعلیم و فهم است این خرد ‏ لیک صاحب وحی تعلیمش دهد
قابل اب تعلیم کے یہ عقل ہے ‏ لیک صاحب وحی اُسے تعلیم دے

جمله حرفتها یقین از وحی بود ‏ اول او لیک عقل آنرا فزود
ابتدا پیشون کی تھی سب وحی سے ‏ عقل نے انکو دے زیادہ کیے

هیچ حرفت را ببین کین عقل ما ‏ تاند او آموختن بی اوستاد
دیکھ ہماری عقل بے اُستاد کے ‏ کوئی پیشہ سیکھ سکتی ہے بھلے

گرچه اندر مکر موی اشکاف بد ‏ هیچ پیشه رام بی اوستا نشد
اگرچہ اندر مکر کے چالاک تھی ‏ پیشہ بے اُستاد نی پایا کبھی

دانش پیشه ازین عقل ار بدی ‏ پیشه‌ی بی اوستا حاصل شدی
عقل پیشہ ہوتی گر اس عقل سے ‏ ہوتا حاصل پیشہ بے اُستاد کے

آموختن پیشه گورکنی قابیل از زاغ

سیکھنا پیشہ گورکنی قابیل کا زاغ سے

۱ ہر صباح الخ ۸ شعر یعنی ہر صبح انکو ہمیشہ وظیفہ تھا کہ مسجد اقصیٰ مین روز آتے تھے اُسکے اندر جو نئی گھانس اُگتی اُس سے فرماتے کہ اپنا نام بتلا کر نفع بھی کہہ تو کیا دوا ہے اور تیرا کیا نام ہے کسکو نقصان اور کسکو نفع تیرا ہے نام و فعل ہر ایک گھانس بیان کرتی تھی کہ مین اسکی موت ہون اور اسکی جان ہون اسکو زہر اور اسکو شکر ہون اور یہ میرا نام لوح قدر ہے پس حکیمون کو سلیمان گھانس کی شرح نفع و نقصان بیان کرتے اس سلیمان سے طبیب اس گھانس کے راز سے عالم و دانا ہوتے تا کہ کتابین طب کی علم کی لکھین اور بیماری جسم کی دوا اور دکرین یعنی یہ علم طب سلیمان ۴ کے عہد مین جاری ہوا ہے اُن کے بیان سے کہ ہر یک بوٹی کی خاصیت انھون نے فرمائی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے ۹۲ یہ نجوم الخ ۷ شعر یہ نجوم و طب وحی انبیا ہے بے جہت مین عقل حس کب رسا ہے عقل جزوی عقل استخراج نہین ہے سوا فن سیکھنے کے محتاج نہین ہے یہ عقل اب قابل تعلیم کے ہے ولیکن صاحب وحی اسے تعلیم دیتا ہے ابتدا سب پیشون کے وحی سے تھی ولیکن عقل نے اُن کو زیادہ کیا تو دیکھ ہماری عقل بغیر اُستاد کے کوئی پیشہ سیکھ سکتی ہے اگرچہ مکر مین چالاک تھی ولیکن پیشہ بے اُستاد کے کبھی نہ پایا اگر اُس عقل سے عقل پیشہ ہوتی پیشہ حاصل ہوتا بے اُستاد کے یعنی یہ عقل تعلیم پیشہ کی پاتی ہے صاحب وحی سے اور اگر عقل پیشہ کی اس عقل سے ہوتی تو پیشہ حاصل ہوتا بے اُستاد کے جیسے قابیل نے پیشہ گورکنی سیکھا زاغ سے یہ قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

پیش ازانکه این حرفه ها باشد		پہلے اُس سے کہ یہ پیشہ ہو	
کندن گورے کہ کمتر پیشہ بود	کے ز فکر و حیلہ و اندیشہ بود	پیشہ کمتر کھودنا قبروں کا تھا	فکر و اندیشے سے کب تھا روا
گر بدی این فہم مر قابیل را	کے نہادی بر سر او ہابیل را	گر سمجھ ہوتی یہ بس قابیل کو	سر پہ کیسے رکھتا وہ ہابیل کو
کہ کجا غائب کنم این کشتہ را	این بخون خاک در آغشتہ را	کہ کہاں غائب کروں اس کشتہ کو	اور اس با خاک و خون آغشتہ کو
دید زاغے زاغ مردہ در دہان	بر گرفتہ ور ہوا گشتہ پران	زاغ مردہ دیکھا منھ میں زاغ کے	کہ ہوا پر اُڑتا ہے اسکو لیے
از ہوا زیر آمد و شد او بفن	از پے تعلیم او را گورکن	اُسنے نیچے آ ہنر کی راہ سے	گور کھودی واسطے تعلیم کے
پس بچنگال از زمین انگیخت گرد	زود زاغ مردہ را در گور کرد	پس زمین کو کندہ پنجوں سے کیا	گور میں اس زاغ مردہ کو رکھا
دفن کردش پس بپوشیدش بخاک	زاغ از الہام حق بد علمناک	دفن کر کے خاک میں پنہاں کیا	زاغ کو الہام حق سے علم تھا
گفت قابیل آہ شد بر عقل من	کہ بود زاغے ز من افزون بفن	بولا قابیل آہ نفرت عقل پے	زاغ فن میں مجھسے افزونی رکھے
عقل کل را گفت مازاغ البصر	عقل جزوی میکند ہر سو نظر	عقل کل کو بولا مازاغ البصر	عقل جزوی کرتی ہے ہر سو نظر
عقل مازاغ است نور خاصگان	عقل زاغ استاد گور مردگان	عقل زاغ آئی نور زندگان	عقل زاغ اُستاد گور مردگان
جان کہ او دنبالہ زاغان پرد	زاغ او را سوے گورستان برد	جان کہ وہ زاغوں کے پیچھے جو پھرے	زاغ گورستان میں لیجائیگا اسے
ہین مدو اندر پے نفس چو زاغ	کو بگورستان برد نے سوے باغ	نفس کے پیچھے نہ جائے مثل زاغ	جائے گورستان میں لے نے سوئے باغ
گر روی رو در پے عنقاے دل	سوے قاف و مسجد اقصاے دل	جاتا ہو عنقائے دل کے پیچھے جا	سوئے اقصے اور قاف دل کی جا
نو گیاہے ہر دم از سوداے تو	میدمد در مسجد اقصاے تو	گھانس نو ہر دم خیالوں کی تری	مسجد اقصے میں ہی تیری اگی
تو سلیمان وار داد او بدہ	پے بر از وے پاے رد بر وے منہ	چون سلیمان اسکا تو انصاف دے	لات مت مار اور اسکا کھوج لے

سلہ پیشہ آخ ۵ شعر کمتر پیشہ قبروں کے کھودنے کا تھا فکر و اندیشے سے کب روا تھا اگر یہ سمجھ قابیل کو ہوتی وہ سر پہ کیسے رکھتا ہابیل کو کہ اس کشتہ کو کہاں غائب کروں اور اس خاک و خون آغشتہ کو کہاں چھپاؤں ایک زاغ دیکھا منھ میں زاغ کے کہ ہوا پر اسکو لیے اُڑتا ہے اُسنے نیچے آ کر از راہ ہنر کے گور کھودی تعلیم کے واسطے باقی قصہ آگے آتا ہے فافہم ۱۲ سلہ پس زمین کو آخ ۶ شعر پس زمین کو اُسنے پنجے سے کندہ کیا اور گور میں اُس زاغ مردہ کو رکھا اُس کو خاک میں دفن کر کے چھپایا کیونکہ زاغ کو الہام حق سے علم تھا قابیل نے کہا کہ افسوس میری عقل پر نفرت ہے کہ زاغ مجھسے فن میں زیادہ ہے آگے اسکے حقائق ہیں عقل کل کو کہا ترجمہ نہیں طغیانی کی بصارت نے اور عقل جزوی ہر سو نظر کرتی ہے عقل مازاغ سے اور زندگی آئی اور عقل زاغ اُستاد مردگان گور کی آئی ہے جو جان کہ زاغوں کے پیچھے پھرے اُس کو زاغ گورستان میں لیجائے یعنی جو جان کہ نفس کے پیچھے پھرے وہ اس کو گورستان میں لیجائیگا آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲
سلہ نفس کے آخ ۷ شعر نفس کے پیچھے مت جا کہ مثل زاغ کے ہے گورستان لیجائیگا نہ جانب باغ کے اگر جاتا ہے تو عنقائے دل کے پیچھے جا جانب اقصے اور قاف دل کے جا تیرے خیالوں کی ہر دم گھانس نئی مسجد اقصے میں تیرے اُگتی ہے تو سلیمان علیہ السلام کے مانند اسکا انصاف دے لات مت مار اور کھوج اسکا لے کیونکہ خاک زمین میں خود رستہ ہے یا نیشکر ہے مگر مترجم اس زمین کا سبزہ ہے دل زمین اور فکر اُس کی سبزہ تھی دل کے بھید فکر ظاہر کرتی تھی یعنی جیسی زمین ہوتی ہے ویسا سبزہ اُس سے اُگتا ہے اسی طرح جیسا دل ہوتا ہے ویسی فکر پیدا ہوتی ہے پس فکر اگر بہتر و نیک ہے جان لو کہ دل اُسکا پاک و صاف ہے اور اگر بری پیدا ہوتی ہے تو جان لو کہ دل اُسکا تیرہ و ناپاک ہو گیا

زانکہ خاکِ این زمین باثبات
باز گوید با تو زانواع نبات

در زمین گر نیشکر در خود نی است
ترجمانِ ہر زمین نبت وے است

پس زمینِ دل کہ نبتش فکر بود
فکرہا اسرار دل را می نمود

گر سخن کش بینم اندر انجمن
صد ہزاران گل بروید ہمچو چمن

ور سخن کش ہیمت ای زان ہرد
میگریزد نکتہ از پشیم چو دزد

مستمع چون نیست خاموشی بہ است
نکتہ از نااہل گر پوشی بہ است

جنبش ہر کس بسوے جاذب است
جذبِ صادق نی چو جذبِ کاذب است

می روی گہ گمرہ و گہ در رشد
رشتہ پیدا نے و آن کت میکشد

اشترے کور ست مہار تو رہین
تو کشش می بین مہار ت نابمین

گر شدی محسوس جذبِ آن مہار
پس بماندی این جہان دار الغرار

گبر دیدی کو پئے سگ میرود
سخرۂ دیوے ستنبہ می شود

در پئے او کے شدی مانندِ حیز
پاسے خود واپس کشیدی گبر تیز

گاؤ اگر واقف ز قصابان بدی
کی پے ایشان بدان دکان شدی

یا بخوردی از کفِ ایشان سبوس
یا بدادی شیر شان از جاپلوس

در بخوردی کے علف ہضمش شدی
گر ز مقصودِ علف واقف بدی

پس ستونِ آنجہان خود غفلت است
چیست دولت کاین دوادو بالقت

اولش دو دو باخر لت بخور
جز درین ویرانہ نبود مرگ خر

کیونکہ یہ خاکِ زمین باثبات
تجھپے ظاہر کردے اقسام نبات

گر زمین مین نی ہے خود یا نیشکر
ہے مترجم اس زمین کا سبز و تر

دل زمین اور فکر سبزہ اسکی تھی
بھید دل کے فکر ظاہر کرتی تھی

سننے والا پاؤن گر اس بزم مین
گل کھلاؤن صدہا اس گلشن مین

دیکھون گر دزد سخن ای بد تجھے
بھاگے نکتہ مجھسے مثل دزد کے

ہی نہ سننے والا چپ رہنا ہے خوب
نکتہ نااہلون سے نا کہنا ہے خوب

سو کے جاذب جنبش ہر کوئی کرے
جذب نے سچا تو جھوٹا جذب ہے

گاہ گمرہ جائے تو اور گہ نکو
رشتہ نے ظاہر کہ کھینچے تجکو جو

اونٹ تو اندھا ہے تیری نہار
تو کشش دیکھ اور نہ دیکھ اپنی مہار

ہوتا گر محسوس وہ جذبِ مہار
جائے دھوکا یہ جہان ہوتا نہ یار

دیکھتا وہ گبر پیچھے سگ کے ہون
اور مسخر دیو صورت کا رہون

جو مخنث اسکے پیچھے جاتا کب
بھاگتا واپس وہ گبر بے ادب

گاے واقف ہوتی گر قصاب سے
پیچھے اسکے جاتی کب دکان کے

یا وہ بھوسی کھاتی اسکے ہاتھ سے
یا وہ دیتی شیر پیاری بات سے

گھانس کھاتی ہضم کب ہوتی اسے
جانتی مقصد کو گر وہ گھانس کے

یہ جہان غفلت سے گر قائم رہے
کیا ہے دولت کہ دوادو لات ہے

اول اسکے دو دو آخر لات کھا
ہے نہ اس ویران مین مرگ خر سوا

ف سننے والا الخ ۵ شعر گر اس بزم مین سننے والا پاؤن مین اس گلشن مین صدہا گل کھلاؤن اسے بد اگر تجکو دزد سخن دیکھون مجھسے نکتہ مثل دزد کے بھاگے سننے والا جو نہین ہے چپ رہنا خوب ہے اور نکتہ نااہلون سے کہنا خوب نہین ہر کوئی طرف جاذب کے جنبش کرتا ہے اگر سچا جذب نہین تو جھوٹا جذب ہے تو کبھی گمراہی کو جاتا ہے اور کبھی نیکی کو رشتہ ظاہر نہین ہے کہ جو تجکو کھینچے آگے اس کی مثالین ہین فافہم ۱۲ ف۲ اونٹ الخ ۹ شعر تو اونٹ اندھا ہے اور مہار تیری رہبر ہے تو کشش کو دیکھ اور مہار کو مت دیکھ اگر وہ جذب مہار محسوس ہوتا پس جائے دھوکا یہ جہان نہ ہوتا دوسری مثال ہے اگر گبر دیکھتا کہ مین پیچھے سگ کے ہون اور مسخر دیو صورت کا رہون مخنث کے مانند اس کے پیچھے کب جاتا وہ گبر بے ادب واپس بھاگتا تیسری مثال ہے اگر گاے قصاب سے آگاہ ہوتی اس کے پیچھے دکان پر کب جاتی یا وہ بھوسی کھاتی اس کے ہاتھ سے زیادہ شیر دیتی پیاری باتون سے یعنی اگر اس کو خبر ہوتی نہ بھوسی کھاتی نہ وہ شیر دیتی وہ گھانس کھاتی اسے ہضم کب ہوتی اگر وہ گھانس مقصد کو جانتی پس یہ جہان غفلت سے اگر قائم رہے دولت کیا ہے یعنی دو دو اور لت یعنی اول اس کے دو دو اور آخر لات کھا کہ اس ویرانہ مین مرگ خر کے سوا نہین ہے یعنی ویرانہ مین خر مردہ کو ڈالتے ہین یہ دنیا جاے مردار ہے مگر غفلت مخلوق سے آباد ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

تو بجد کارے کہ بگرفتی بدست / عیبش اندر بر تو پوشیدہ شدست
زان ہمی تانی ببادون تن بکار / کہ بپوشید از تو عیبش کردگار
ہمچنین ہر فکر کہ گرمی دران / عیب آن فکرت شدست از تو نہان
بر تو گر پیدا شدی زان عیب و شین / زان رمیدے جانت بعد المشرقین
حال کاخر زان پشیمان میشوی / گر شود این حالت اول کی روی
پس بپوشید اول آن بر جان ما / تا کنیم آن کار بر وفق قضا
چون قضا آورد حکم حق پدید / چشم وا گشت و پشیمانی رسید
آن پشیمانی قضائے دیگر است / پس پشیمانی بہل حق را پرست
ور کنی عادت پشیمان خور شوی / زان پشیمانی پشیمان تر شوی
نیم عمرت در پریشانی رود / نیم دیگر در پشیمانی شود
ترک این فکر و پشیمانی بگو / حال یار و کار نیکو تر بجو
ور نداری کار نیکو تر بدست / پس پشیمانیت بر فوتش چہ است
گر ہمیدانی رہ نیکو ترست / ور ندانی چون بدانی کاین بدست
بندانی تا ندانی نیک را / ضد را از ضد توان دید ای فتی
چون ز ترک فکر این عاجز شدی / از گنہ آنگاہ ہم عاجز بدی
چون بدی عاجز پشیمانی ز چیست / عاجزی را باز جو کز جذب کیست
عاجزی بے قادری اندر جہان / کس ندیدست و نباشد این بدان

تونے[1] کوشش سے کیا جو کام ہو / عیب اسکا چھپ گیا اور تیرے
اس لئے تو کام مین پڑ سکتا ہو / کہ چھپایا تجھسے عیب اللہ نے
ایسی ہی ہر فکر کہ گرم اس سے تھا / تجھسے عیب اس فکر کا پنہان ہوا
تجھسے ظاہر ہو تا گر وہ عیب و شین / بھاگتی جان تیری بعد المشرقین
حال کے آخر پشیمان اس سے ہو / گر یہ اول حال ہو کب جائے وو
پہلے مخفی جان ہماری پر رکھا / تا کرین وہ کام از روئے قضا
حکم حق ظاہر قضا نے جو کیا / کھل گئین آنکھین ندامت سے بلا
وہ[2] ندامت اک قضا ہی دوسری / پس ندامت چھوڑ پہونچ حق کو تی
گر تو نادم ہونے کی عادت کرے / اس ندامت سے تو نادم تر رہے
تیری عمر آدھی پریشانی مین جائے / دوسری آدھی پشیمانی مین جائے
ترک اس فکر و ندامت کو کرو / ڈھونڈھ حال و کار یار نیک کو
گر نہ تیرے ہاتھ کار نیک ہی / فوت پر تجھکو ندامت کس لئے
پس[3] تو راہ نیک کو ہے جانتا / گر نہ جانے جانے کیونکر ہے برا
بد نہ جانے تا نہ جانے نیک کو / ضد کو ضد سے دیکھ سکتا ہی جو تو
جب تو ترک فکر سے عاجز ہوا / تب گنہ سے اس گھڑی عاجز ہوا
جب ہوا عاجز ندامت کس سے ہی / عاجزی بتلا ہی کس کے جذب سے
عاجزی بے قادری اندر جہان / نہ کسی نے دیکھی نہ ہووے عیان

[1] تونے الخ ۲ شعر جو تونے کوشش سے کام کیا ہو اسکا عیب تجھپر چھپ گیا ہو تو اس لئے کام مین پڑ سکتا ہو کہ عیب اسکا تجھسے اللہ نے چھپایا ہے ایسے ہی ہر ایک فکر کہ اس سے گرم تھا عیب اس فکر کا تجھسے پوشیدہ ہوا تھا اگر تجھپر عیب و رنج ظاہر ہوتا تا تیری جان بھاگتی اس سے بعد المشرقین وہ حال کہ آخر اس سے پشیمان ہو اگر یہ حال اول ہو کب وہ جائے اول ہماری جان پر مخفی رکھا تا وہ کام از روئے قضا کے ہم کرین جبکہ حکم قضا سے ظاہر کیا آنکھین کھل گئین اور ندامت ملی یعنی اللہ نے عیب ہر کام کا پوشیدہ رکھا ہے بعد کام کے اس کے عیب سے انسان نادم ہوتا ہے اگر وہ عیب اول معلوم ہوتا ہر ایک اس کام سے بھاگتا آگے اس کا بیان ہے فافہم !!

[2] وہ ندامت الخ ۵ شعر وہ ندامت اک قضا دوسری ہی پس تو وہ ندامت چھوڑ اور حق کو پہونچ اگر تو نادم ہونیکی عادت کرے اس ندامت سے نادم تر رہے تیری آدھی عمر پریشانی مین گذری آدھی پشیمانی مین جائے پس تو اس فکر و ندامت کو ترک کر اور حال و کام و یار نیک کو ڈھونڈھ اگر تیرے ہاتھ کام نیک نہین ہے تو اس کام کے فوت ہونے پر نادم کسواسطے ہی یعنی اگر کام نیک تیرے اختیار مین نہین ہی تو تجھے اسکے فوت ہو جانے پر ندامت کسواسطے ہوتی ہی اس سے ثابت ہوا کہ کام نیک تیرے اختیار مین ہی اسواسطے تو اسکے فوت ہو جانے سے نادم ہوتا ہی پس تجھکو چاہیے کہ کار نیک مین تو کوشش کر آگے اسکا بیان ہی فافہم !! [3] پس تو الخ ۲ شعر پس تو راہ نیک کو جانتا ہی اگر نہ جانے پھر کیونکر جانے کہ برا ہی بد نہ جانے تو جب تک نہ جانے نیک کو ضد سے ضد کو اے تو دیکھ سکتا ہی جو تو ترک فکر سے عاجز رہا جب عاجز ہوا ندامت کس سے ہی اور بتلا کہ عاجزی کسکے جذب سے ہے عاجزی قادر ہونے کی جہان مین کسی نے نہ دیکھی اور نہ عیان ہووے اسطرح ہر آئندہ جو تو رکھتا ہے اسکے عیب سے تو محجوبون مین ہی یعنی پس تو راہ نیک جانتا ہی ادم

؎ اگر نہین جانتا ہی کیونکہ ضد سے ضد معلوم ہوتی ہی پس عاجزی کو قادر ہونا لازم ہی ثابت ہوا کہ جس چیز پر تو قادر ہی اسواسطے عاجز ہوتا ہی اسطرح ہر آرزو [illegible]

ہمچنین ہر آرزو کہ می بری	تو ز عیب آن محجبی اندری	اس گھڑی ہر آرزو رکھا جو ہے	ہے حجابون مین تو اسکے عیب سے
ور نمودی علت آن آرزو	خود رمیدی جان تو زان جستجو	علتین گر آرزو کی دیکھتا	بھاگتی جان اس سے نے تو ڈھونڈھتا
گر نمودی عیب آن کار او ترا	کس نبودی کش کشان آن سو ترا	گر دکھاتا عیب تجکو کام کا	کوئی نے لیجاتا اس سو کھینچتا
وان دگر کاری کزان کاری نفور	زان بود که عیبش آمد در ظهور	دوسرا وہ کام کہ نفرت تجھے	اسلیے کہ عیب ظاہر اسکا ہے
ای خدای رازدان خوش سخن	عیب کار بد ز ما پنهان مکن	اے خدا ہے خوش کلام راز دان	عیب کار بد نہ کر ہم سے نہان
عیب کار نیک را منما بما	تا نگردیم از روش سرد و هبا	عیب کار نیک مت ہمکو دکھا	تا روش سے ہون نہ ہم اندر بلا
هم بران عادت سلیمان سنی	رفت در مسجد میان روشنی	بھی سلیمان اپنی اعادات سے	جاتے مسجد مین وہ اللہ روز کے
قاعده هر روز را میجست شاه	که ببیند مسجد اندر نو گیاه	قاعدہ ہر روز کا تھا کہ وہ شاہ	دیکھتے مسجد کے اندر نو گیاہ
دل ببیند سر بدان چشم صفی	آن حشایش که شد از عامه خفی	دیکھتا ہو بھید دل اس آنکھ سے	گھانس کا کہ عام سے پنہان وہ ہے

قصۂ صوفی کہ درمیان گلستان سر بزانوی مراقبہ نہادہ بود یارانش گفتند سر برآر و تفرج کن گلستان و ریاحین و مرغان را کہ فانظروا الی آثار رحمۃ اللہ

ببیند سوے آثار رحمۃ اللہ ۱۲

قصہ اُس صوفی کا کہ گلستان مین سر بزانوی مراقبہ تھا یارون نے اُس سے کہا کہ سر اٹھا اور سیر گلستان و ریاحین و مرغون کی کر کہ فانظروا الی آثار رحمۃ اللہ

دیکھو تم طرف نشانیون رحمت اللہ کے ۱۲

صوفی در باغ از بہر کشاد	صوفیانہ روے بر زانو نہاد	باغ مین صوفی نے اک بہر کشود [۲]	صوفیانہ سر رکھا زانو پہ زود

[۱] علتین الخ ۸ شعر اگر علتین آرزو کی دیکھتا جان اُس سے بھاگتی اور تو نہ ڈھونڈھتا اگر کام کا عیب تجکو دکھاتا کوئی نہ لیجاتا اور نہ اُس سو کھینچتا تجکو دوسرا وہ کام کہ تجھ سے نفرت ہے اسواسطے ہے کہ عیب اُسکا ظاہر ہے اگر مناجات ہے اے خداے خوش کلام رازدان عیب کام بد کا ہم سے پوشیدہ مت کر عیب کام نیک کا ہمکو دکھا تا روش سے ہم بلا مین نہون یعنی آرزو کا عیب اگر تو جانتا کبھی اس طرف نہ جاتا آگے رجوع بقصہ ہے سلیمان علیہ السلام عبادتون پر مسجد اقصےٰ مین جاتے دن کو ہر روز کا قاعدہ تھا کہ وہ بادشاہ مسجد مین دیکھتے نئی گھانس دل دیکھتا ہے اُس آنکھ سے بھید گھاس کا کہ عام سے پوشیدہ ہے یعنی دل چشم باطن سے نہ زہر گھانس کا دیکھتا ہے چنانچہ اسکی مثال مین قصہ صوفی کا آگے فرماتے ہین ۱۲

[۲] باغ مین الخ ۵ شعر ایک صوفی نے باغ مین واسطے کشود کے سر زانو پر رکھا صوفیون کے مانند وہ اپنے خیال مین دوڑا اور فضول لوگ اس صورت سے ملول ہو گئے تو سوتا کیا ہے یہ انگور دیکھو اور درختون اور سبزہ زار کو دیکھ امر حق سن کر کہا ہے دیکھو تم اور منہ کر نشانیون رحمت کی طرف صوفی نے کہا کہ وہ آثار دل ہے اور باہر اس آثار کا آثار ہے عین جان مین سبزی اور گلزار مین اور اسکا عکس باہر ہے جیسے آب مین باغ کا عکس ہوتے آب مین لطف آب سے وہ اضطراب کرتا ہے باغ اور میوہ جملہ دل مین ہین اور عکس لطف اسکا آب و گل پر ہے اگر یہ سرور عکس نہ تا اسے حق نہ کہتا گھر غرور کا یعنی سبزہ و باغ جان دل مین ہے اور اسکا عکس لطف ظاہر صورت پر ہے اسواسطے حق تعالیٰ نے دنیا کو گھر غرور کا کہا ہے آگے اس

پس فرو رفت او بخود اندر نغول — شد ملول از صورت خیال فضول
که چه خسپی آخر اندر رز نگر — این درختان بین و آثار خضر
امر حق بشنو که گفت ست انظروا — سوی این آثار رحمت آر رو
گفت آثارش دلست ای بوالہوس — آن برون آثار آثارست و بس
باغہا و سبزہا در عین جان — بر برون عکسش چو در آب روان
آن خیال باغ باشد اندر آب — که کند از لطف آب آن اضطراب
باغہا و میوہا اندر دل است — عکس لطف آن برین آب و گل است
گر نبودی عکس آن سرو سرور — پس نخواندی ایزدش دار الغرور
این غرور آنست یعنی این خیال — هست از عکس دل و جان رجال
جملہ مغروران برین عکس آمده — بر گمان کاین بود جنت کده
میگریزند از اصول باغہا — بر خیالے میکنند آن لاغہا
چونکہ خواب غفلت آید شان بسر — راست بینند و چہ سود است از نظر
پس بگورستان غریو افتاد آه — تا قیامت زین غلط واحسرتاه
ای خنک آنرا کہ پیش از مرگ مرد — یعنی او از اصل این رز بوے برد
ہمچنین روزے سلیمان از قضا — شد بعادت مسجد اندر ای فتا

وہ خیال اپنے مین ڈوبا او فضول — ہوگئے اس سوتی صورت ملول
سونا کیا ہی دیکھو یہ انگور تو — اور درختون اور سبزہ زار کو
امر حق سن کہ کہا ہی انظروا (دیکھو) — منہ کر اس آثار رحمت کی تو سو
بولا وہ آثار دل ہی جان سے — باہر اس آثار کے آثار ہے
عین جان مین سبزے او گلزار ہین — عکس باہر اسکا ہی جون آب مین
باغ کا وہ عکس ہووے اندر آب — کرتا لطف آب سے وہ اضطراب
باغ و میوہ جملہ اندر دل کے ہی — عکس لطف اسکا اس آب و گل پہ ہے
گر نہ ہوتا عکس یہ سرو سرور — پس نہ کہتا حق اسے دار الغرور
یہ غرور[1] یعنی خیال اب جان ہے — جان و دل کا عکس ہے انسان کے
سب ہوئے مغرور ہین اس عکس پے — اس گمان پر کہ یہ جنت گاہ ہے
بھاگتے ہین اس اصول باغ سے — بازی کرتے ہین خیال خام پے
خواب غفلت جبکہ آخر انکے ہو — دیکھین سچ بے فائدہ اس دید کو
شور گورستان میں اور غوغا پڑا — اس غلط سے حشر تک واحسرتا
اے وہ اچھا پہلے مرنے سے مرا — یعنی اصل انگور کی وہ پا گیا
پس سلیمان ایکدن از رہ قضا — اپنی عادت پر وہ مسجد مین گیا

غمگین شدن سلیمان علیہ السلام از خروب رستن در گوشۂ مسجد اقصے چون خروب بسخن در آمد و خاصیت خود گفت

غمگین ہونا سلیمان علیہ السلام کا خروب کے اُگنے سے گوشۂ مسجد اقصے مین کہ خروب نے باتین کین اور خاصیت اپنی کہی

[1] یہ غرور الخ یعنے شعر یہ غرور یعنے خیال ہے کہ انسان کی جان و دل کا عکس ہے سب اس عکس پر مغرور ہوتے ہین اس گمان پر کہ یہ جنت گاہ ہے اس اصول باغ سے بھاگتے ہین اور بازی کرتے ہین خیال خام پر جبکہ خواب غفلت اُن کا آخر ہو سچ دیکھین پھر اس دید سے کیا فائدہ گورستان مین شور و غل پڑا واحسرتا کا اس غلطی سے حشر تک اے وہ شخص اچھا کہ پہلے مرنے سے مرا یعنی انگور کی وہ اصل پا گیا پس سلیمان ع ایک روز از راہ قضا کے اپنی عادت پر مسجد مین گئے یعنی یہ اشیا اسے دنیا عکس دل ہے اور مخلوق اسپر مغرور ہو کر در گور شور واحسرتا کا حشر تک کرین گے وہ اچھا ہے کہ دل مونے مر گیا اور اپنی اصل کو پا گیا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

تو گیاہے دید اندر گوشۂ	رستہ بروے دانہ ہمچو خوشۂ	دیکھی گوشہ مین اُگی گھاس اک نئی	مثل خوشہ اُسپہ دانے تھے کئی
دید بس نادر گیاہے سبز و تر	میبر بود آن سبزیش نور از بصر	دیکھی نادر گھاس وہ تھی سبز تر	یعنی سبزی اُسکی تھی نور بصر
پس سلامش کرد در دم آن حشیش	او جوابش گفت وشگفت از خویش	پس سلام اُس گھانس نے انکو کیا	کھل گئی خوش ہو جواب انکا سنا
گفت نامت چیست برگو بیدہان	گفت خروبست ای شاہ جہان	بولے کیا ہے نام کہہ تو بے دہان	بولی ہے خروب اے شاہ جہان
گفت اندر تو چہ خاصیت بود	گفت من رُستم مکان ویران شود	بولے کیا ہے خاصیت تجھمین نہان	بولی مجھسے ہوتا ہے ویران مکان
منکہ خروبم خراب منزلم	ہادم بنیاد این آب و گلم	مین ہون خروب مکان مجھسے خراب	گرتی ہے مجھسے یہ بنیاد گل آب
پس سلیمان آن زمان دانست زود	کہ اجل آمد سفر خواہد نمود	پس سلیمان پر یہ اس ساعت کھلا	کہ اجل آئی سفر میرا ہوا
گفت تا من ہستم این مسجد یقین	در خلل ناید ز آفات زمین	بولے جبتک مین ہون یہ مسجد بھی ہے	نے خلل آفت زمین کی لا سکے
تا کہ من باشم وجود من بود	مسجد اقصےٰ مخلل کے شود	جب تلک مین ہون وجود ہووے مرا	مسجد اقصیٰ پہ نے آسکے بلا
پس خراب مسجد ما بے گمان	نبود الا بعد مرگ ما بدان	نے تبہ ہووے مری مسجد تلے	بعد میرے مرگ کے ہو جانیے
مسجدست این دل کہ جسمش ساجدست	یار بد خروب ہر جا مسجدست	دل ہے مسجد ساجد اسکا جسم ہے	یار بد خروب مسجد ہر جگہے
یار بد چون رست در تو مہر او	ہین ازو بگریز و کم کن گفتگو	یار بد کی حب جو تیرے سین اُگے	بھاگ کم کر گفتگو اس یار سے
برکن از بیخش کہ گر سر بر زند	مر ترا و مسجدت را بر کند	کھود اُسے جڑ سے کہ گر پیدا ہو وہ	کھودے مسجد کو ترے اور تیرے کو
عاشقا خروب تو آمد کژے	ہمچو طفلان سوے کژ چون غژے	عاشقا خروب تیری ہے کجی	مثل لڑکون کے کجا اس سو کبھی
خویش را نادان و مجرم دان بترس	تا نہ دزدد از تو این اُستاد درس	خود کو نادان جان اور مجرم ترس	تا نہ یہ اُستاد چھینے تجھسے درس
چون بگوئی جاہلم تعلیم دہ	این چنین انصاف از ناموس بہ	کہہ کہ تھا جاہل اب مین ہین تعلیم دے	خوب ہے انصاف ایسا ننگ سے
از پدر آموز اے روشن جبین	ربنا گفت و ظلمنا پیش ازین	باپ سے تو سیکھ کہ پہلے کہا	ربنا اور پس ظلمنا بر ملا

سـ۱ دیکھی الخ ۱۴ شعر ایک گھانس نئی گوشے مین اُگی دیکھی کہ مثل خوشہ کے اُسپر کئی دانہ تھے جو وہ گھانس سبز و نادر دیکھی کہ سبزی اسکی تھی نور بصر کا پس اُس گھانس نے اُنکو سلام کیا اور جواب انکا سنا تو خوش ہو کر کھل گئی فرمایا سلیمان علیہ السلام نے کہ تیرا کیا نام ہے تو بغیر دہن کے کہہ بولی میرا نام خروب ہے اے شاہ جہان باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۲ بولے الخ ۶ شعر فرمایا کہ کیا خاصیت تجھ مین ہے پوشیدہ کہا کہ مجھ سے مکان ویران ہوتا ہے مین خروب ہون کہ مجھ سے خراب ہوتا ہے اور مجھ سے گرتی ہے یہ بنیاد آب و گل کی پس سلیمان پر یہ اسدم کھلا کہ اجل آئی اور میرا سفر ہوا فرمایا کہ مین جب تک ہون یہ مسجد بھی ہے آفت زمین کی خلل نہ لا سکے جب تک مین ہون وجود میرا رہ سکے مسجد اقصٰے پر بلا نہین میری مسجد تباہ نہ ہووے ولیکن بعد مرگ میرے کے جان لے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سـ۳ دل مسجد اور ساجد اس کا وجود ہے اور یار بد خروب ہے ہر جا جو تجھ مین یار بد کی اُگے بھاگ اور کم گفتگو اس یار سے اس کو جڑ سے کھود اگر وہ پیدا ہو کھودے مسجد کو تیرے خروب تیری کجی ہے لڑکون کے مانند مت جا کبھی اس طرف خود کو نادان و مجرم جان خوف سے تا یہ اُستاد حق تجھ سے درس نہ چھینے تو کہہ اب مین جاہل ہون اور تعلیم دے ایسا انصاف خوب ہے ننگ سے اپنے باپ سے سیکھ کہ اول کہا کہ اے رب میرے ظلم کیا مین نے بر ملا یعنی دل مسجد کو ساجد بدن اور خروب یار بد ہے پس تو یار بد کی محبت سے بھاگ کر تیرے دل کو خروب کر دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

نی بہانہ کرد نی تزویر ساخت / نی لوای مکر و حیلت برفراخت
نے بہانہ نے فریب اُس نے کیا / نے کیا حیلے کے نیزے کو کھڑا

باز آن ابلیس بحث آغاز کرد / کہ بدم من سرخرو کردیم زرد
پھر شروع ابلیس نے کی بحث کو / زرد رو مجکو کیا تھا سرخ رو

رنگ رنگ تست صباغم توئی / اصل جرم و آفت و داغم توئی
رنگ تیرا رنگریز اب میرا تو / اصل جرم و رنج نالہ میرا تو

ہین بخوان رب بما اغویتنی / تا نگردی جبری و کژ کم تنی
جلد پڑھ تو رب بما اغویتنی / تا نہو جبری و گمراہ اے دنی

بر درخت جبر تا کے بر جہی / اختیار خویش را یکسو نہی
تو درخت جبر پر کب تک چڑھے / اختیار اپنے کو تو اک سو رکھے

ہمچو آن ابلیس ذریات او / با خدا در جنگ و اندر گفتگو
مثل ابلیس اُسکی ذریات سے / گفتگو و جنگ میں اللہ سے

چون بود اکراہ با چندین خوشی / کہ تو در عصیان ہمی دامن کشی
کب کراہت ہے جو اتنا خوش ہے تو / کہ سوئے عصیان جو دامن کش ہے تو

آنچنان خوش کس رود در مکرہی / کس چنان رقصان رود در گمرہی
خوش کراہت میں ہے ایسا جاے کون / ایسا رقصان گمرہی میں آئے کون

بیست مردہ جنگ میکردی در آن / کت ہمی دادند پند آن دیگران
بیس کے مانند انسے لڑتا تو / جو نصیحت دوسرے دیتے تیرے کو

کہ صواب اینست و راہ اینست و بس / کہ زند طعنہ مرا جز ہیچ کس
کہ صواب اب ہے وہ رہ سیدھی ہے یہ / کون طعنہ دے بجز ناکس مجھے

کی چنین گوید کسے کو مکرہ است / چون چنین جنگد کسی کو بیرہ است
کب کہے کوئی کہ وہ گمراہ ہے / کیون لڑے کوئی کہ وہ بیراہ ہے

ہرچہ نفست خواست داری اختیار / ہرچہ عقلت خواست آری اضطرار
نفس جو چاہے تو کرے اختیار / عقل جو چاہے تو لائے اضطرار

داند آن کو نیکبخت و محرم است / زیرکی ز ابلیس و عشق از آدم است
جانے وہ کہ جو ہے محرم راز ہے / زیرکی شیطان سے عشق آدم سے ہے

زیرکی آمد سباحت در بحار / کم رہد غرق است او پایان کار
زیرکی ہے پیرنا دریا کا یار / غرق سے کم چھوٹے وہ انجام کار

ہل سباحت را رہا کن کبر و کین / نیست جیحون نیست جو دریاست این
کبر و کینہ پیرنا تو چھوڑ دے / نہ یہ جیحون اور جو ہے بحر ہے

وانگہان دریای ژرف بی پناہ / در رباید ہفت دریا را چو کاہ
اسطرف دریا ہے گہرا بے پناہ / ساتون دریا کو بہادے مثل کاہ

عشق چون کشتی بود بہر خواص / کم بود آفت بود اغلب خلاص
واسطے خاصون کے کشتی عشق ہے / کم ہے آفت بل نجات اس سے ملے

سلہ نے بہانہ الخ ۵ شعر اس نے نہ بہانہ اور نہ فریب کیا اور نہ نیزہ حیلہ کو استادہ کیا پھر ابلیس نے بحث شروع کی کہ مین سرخرو تھا مجکو زرد رو کیا تیرا رنگ اور تو میرا رنگریز ہے اصل جرم و رنج و نالہ میرا تو ہے جلد پڑھ ترجمہ اے رب میرے ساتھ اس چیز کے کہ بہکایا تونے مجھکو تاکہ جبری و گمراہ نہ ہو تو درخت جبر پر کب تک چڑھے اور اختیار اپنے کو ایک طرف رکھے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ مثل ابلیس الخ ۸ شعر مثل ابلیس اور اسکی ذریات کی تو گفتگو و جنگ مین اللہ سے ہے تجھے کب کراہت ہے جو تو اتنا خوش ہے کہ طرف عصیان کے دامن کش ہے تو کراہت مین ایسا خوش کون جائے اور ایسا رقصان گمراہی مین کون آئے مانند بیس آدمیون کے تو لڑا کیا انسے لڑتا ہے جو دوسرے نصیحت تجھکو دین کہ اب صواب یہ ہے اور راہ سیدھی ہے کون طعنہ بجز ناکس کے مجھے دیوے کب کوئی کہے کہ وہ گمراہ ہے جو نفس چاہے تو اختیار کرے اور جو عقل چاہے تو اضطرار لائے وہ جانے کہ جو محرم راز ہے زیرکی شیطان سے ہے اور عشق آدم سے ہے یعنی اہل راز اس بات کو جانتے ہین کہ شیطان سے زیرکی اور آدم سے عشق ہے پس تجھکو چاہیے کہ تو حق سے عاجزی کر اور بحث مثل ابلیس نہ کر کہ تا گمراہی مین نہ پڑے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ زیرکی الخ ۷ شعر زیرکی دریا کا پیرنا ہے کہ انجام کار وہ غرق سے کم چھوٹے کبر و کینہ پیرنا ہے تو چھوڑ دے کہ یہ جیحون جو نہین ہے بلکہ دریا ہے اس طرف دریا گہرا اور بے پناہ ہے کہ ساتون دریا کو بہادے مثل کاہ کے واسطے خاصون کے عشق کشتی ہے اور آفت کم ہے بلکہ نجات اُس سے ملتی ہے زیرکی بیچ او حیرانی خرید کر زیرکی ظن اور حیرانی دید ہے کنعان کے مانند کشتی سے جدا نہو نفس زیرک نے اسکو دھوکا دیا کہ مین کوہ کی بلندی پر جاؤن اور نوح کا احسان کس واسطے لون یعنی تو عشق حاصل کر کہ یار تک رسائی ہو اور آفت دنیا سے نجات ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

زیرکی بفروش و حیرانی بخر	زیرکی ظن است و حیرانی نظر	زیرکی بیچ اور حیرانی خرید	زیرکی ہے ظن و حیرانی ہے دید
همچو کنعان سر ز کشتی وا مکش	که غرورش داد نفس زیرکش	مثل کنعان مت ہو کشتی سے جدا	نفس زیرک نے اُسے دھوکا دیا
که بر آیم بر سر کوه مشید	منت نوحم چرا باید کشید	کہ بلندی پر میں جاؤں کوہ کے	نوح کا احسان لون میں کس لئے
عقل قربان کن بپیش مصطفےٰ	حسبی اللہ گو کہ اللہ‌ام کفی	عقل قربان کر تو پیش مصطفےٰ	حسبی اللہ کہہ کہ ہے اللہ کفا
چون رہی از منتش ای بی رشد	کہ خدا ہم منت او می کشد	کیسے چھوٹے اسکے تو احسان سے	کہ خدا احسان لیتا اُنکا ہے
چون نباشد منتش بر جان ما	چونکہ شکر و منتش گوید خدا	کیون نہ احسان ہو ہماری جان پے	شکر و احسان جو خدا انکا رکھے
تو چہ دانی اے غرارہ پر حسد	کہ نہادن منت اورا میرسد	اے تو احمق پر حسد اب جانے کیا	پہونچے ہے رکھنا اسے احسان کا
کاشکے او آشنا ناموختی	تا طمع در نوح و کشتی دوختی	پیر نا وہ کاشکے سے سیکھتا	تا طمع کشتی و نوح کی چاہتا
کاش چون طفل از حیل جاہل بدے	تا چو طفلان چنگ در مادر زدی	کاش جاہل ہوتا لڑکوں کے مثال	تا پکڑتا مان کو بچون کی مثال
تا بعلم نقل کم بودی ملے	علم و وحی دل ربودی از ولی	علم منقولی نہ رکھتا مولوی	علم وحی دل کو لیتا از ولی
چون تیمم با وجود آب دان	علم نقلی با دم قطب زمان	آگے پانی کے تیمم جان سے	علم نقلی کو مقابل قطب کے
با چنین نورے چو پیش آری کتاب	جان وحی آسای تو آرد عتاب	آگے ایسے نور کے لائے کتاب	لائے اسکی جان وحی آسا عتاب
خویش ابلہ کن تبع میرو سپس	رستگی زین ابلہی یابی و بس	خود کو ابلہ کر ہو پیرو اسکا تو	تا نجات اس ابلہی سے پائے تو
اکثر اہل الجنت البلہ ای پسر	بہر این گفتست سلطان البشر	اکثر اہل الجنت البلہ ای پسر	اس لئے کہتے ہین سلطان البشر
زیرکی چون کبر باد انگیز تست	ابلہی شو تا بماند دین درست	زیرکی تیری غرور انگیز ہے	ہو تو ابلہ دین تا قائم رہے
ابلہی نے کو بمسخرگی دوتوست	ابلہی نے کز شقاوت مال جوست	ایسا نے ابلہ کہ وہ ہو مسخرہ	ایسا نے ابلہ کہ نہ رہے ہے برہ
ابلہی کو والہ و حیران ہوست	باشد اندر گردن او طوق دوست	ایسا ابلہ کہ وہ بس حیران ہو	رکھے گردن مین وہ طوق یار کو
ابلہان اند آن زنان دست بر	از کف ابلہ و ز رخ یوسف نذر	بس ہیں ابلہ وہ زنان دست گر	ہاتھ سے ابلہ و یوسف سے نذر

سلہ عقل الخ ۶ شعر تو عقل قربان کر آگے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور کہہ کہ بس ہے مجھ کو اللہ اور اللہ کافی ہے تو اُن کے احسان سے کیسے چھوٹے کہ خدا انکا احسان لیتا ہے ہماری جان پر احسان کیون نہ ہو جبکہ خدا شکر و احسان انکا رکھا اپنے پر لے احمق پر حسد تو کیا جانے کہ اُسے احسان کا رکھنا ہی پہنچتا ہے کاشکے وہ پیر نہ سیکھتا تا طمع کشتی وہ نوح کی چاہتا کاش تو انھوں کے مانند جاہل ہوتا اور بچون کے مانند پکڑتا یعنی تو عقل اپنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرتا تو انکے احسان سے بچنے چھوٹتا ہے بس اس عقل کو تو چھوڑ اور انکا دامن پکڑ کر موجب نجات کا ہووے آگے اسکا بیان ہے کہ علم ہوا

سلہ علم منقولی الخ ۹ شعر اگر علم منقولی مولوی نہ رکھتا تو اولیا سے علم وحی لیتا پانی کے آگے تیمم جان سے علم النقلی کو مقابل قطب کے ایسے جوہر نور کے آگے کتاب لائے تو اسکی جان وحی آسا عتاب کرے تو خود احمق کر اور پیرو اسکا ہو تاکہ نجات پائے کہ اکثر اہل جنت بھولے لوگ ہین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسواسطے فرماتے ہین تیری زیرکی غرور انگیز ہے تو ابلہ ہو تا دین قائم رہے دیسا ابلہ نہین کہ وہ مسخرہ ہے ایسا ابلہ نہین کہ جو ملاشی رہے ایسا کہ وہ حیران ہو کہ گردن مین رکھے طوق یار کو بس وہ ابلہ ہین زنان دست بر کہ ہاتھ سے ابلہ اور یوسف سے خبردار ہین یعنی تو اولیا اللہ کے احمق ہوتا کہ حیرانی تجھے حاصل ہو اور ایسا احمق مت ہو کہ مسخرہ اور جو بندہ زر ہو آگے

عقل را قربان کن اندر عشق دوست — عقلہا باری از آن سویست کوست
عقلہا آن سو فرستاده عقول — مانده این سو آنکہ گول و فضول
زین سر از حیرت گر این عقلت رود — ہر سر مویت سر و عقلے شود
نیست آن سو رنج و فکرت بر دماغ — کہ دماغ عقل روید دشت باغ
سوی دشت از دشت نکتہ بشنوی — سوی باغ آئی شود نخلت روی
اندرین ره ترک کن طاق طرنب — تا قلاوزت نجنبد تو مجنب
ہر کہ او بے سر بجنبد دم بود — جنبشش چون جنبش کژدم بود
کجرو و شبکور و زشت و زہرناک — پیشۂ او خستن جانہای پاک
سر بکوب او را کہ سرش این بود — خلق و خوی مستمرش این بود
خود صلاح اوست این سر کوفتن — تا رہد جان ریزه اش زین شوم تن
واستان از دست دیوانہ سلاح — تا ز تو راضی شود عدل و صلاح
چون سلاحش ہست و عقلش نے ببند — دست او را ورنہ آرد صد گزند

سلہ عقل کو قربان کر اندر عشق یار — عقل وہ ہے جو ہے سوئے کردگار
بھیجین عقلین اس سو اہل عقل نے — وہ رہے اس سمت جو بے عقل ہے
جائے باحیرت یہان سے عقل جو — ہر سر مو تیرا سر اور عقل ہو
رنج و فکر آن جا نہین لائے دماغ — کہ دماغ و عقل سے ہو دشت و باغ
دشت کی سو دشت سے نکتہ سنے — سوئے باغ آئے شجر راوی بنے
سلہ کرّ و فر اس راہ مین تو چھوڑ دے — تا ملے رہبر ترا تو مت ہلے
جو کہ بے معنی ہلے بس دم ہو وہ — جنبش اُسکی جنبش اک بچھو کی ہو
شب کا اندھا بد کجرو زہرناک — پیشہ اُسکا زخمی کرنا جان پاک
کوٹ سر اُسکا کہ بھید اسکا یہ ہے — خلق اور عادت سدا رکھتا یہ ہے
کوٹنا سر کا درستی اسکی ہے — جان زخمی چھوٹے تا اس جسم سے
چھین دیوانہ سے تو ہتھیار کو — تا صلاح و عدل راضی تجھسے ہو
ہوئے آلہ عقل نے بند کر اُسے — سیکڑون کو ورنہ وہ زخمی کرے

بیان آنکہ حصول علم و مال و جاه مر بدگہر را فضیحت اوست چون شمشیر ست فتاده بدست رہزن

بیان اسکا کہ حصول علم و مال و جاه نالائق کو فضیحت کرتا ہے جیسے تلوار ہاتھ مین رہزن کے

سلہ عقل کو آلخ ۵ شعر عقل کو عشق یار مین قربان کر اور عقل وہ ہے کہ جو طرف حق کے ہے عقلین بھیجین اُس طرف اہل عقل نے احمق وہان رہین کہ معشوق نہین ہے جو عقل کہ یہان سے باحیرت جاے ترا ہر سر مو ایک سر و عقل ہو اُس جا رنج و فکر دماغ نہین لاسے کہ دماغ و عقل سے دشت و باغ ہو دشت کی جانب دشت سے نکتہ سنے جانب باغ کے آئے شجر راوی بنے یعنی تو عقل کو عشق یار مین قربان کر اور عقل وہ ہے جو خدا کی طرف ہے اور یہ عقل ظاہری حجاب یار ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کرّ و فر آلخ ۷ شعر تو کرّ و فر اس راہ مین چھوڑ دے تا کہ تیرا رہبر ملے تو مت ہلے جو کہ بے معنی ہلے وہ دم ہو اور جنبش اس کی ایک جنبش بچھو کی ہو شب کا اندھا و بد کجرو زہرناک ہے اور پیشہ اُسکا زخمی کرنا جان پاک کو ہے اُسکا سر کوٹ کہ اسکا بھید یہ ہے اور خلق و عادت سدا رکھتا ہے سر کوٹنا اُس کی درستی ہے جان زخمی تا اُس جسم سے چھوٹے تو دیوانے سے ہتھیار چھین تا صلاح و عدل تجھسے راضی ہو آلہ ہووے اور عقل نہین اُسے بند کر ورنہ وہ سیکڑون کو زخمی کرے یعنی وہ کرّ و فر دنیا کو چھوڑ کہ تا مرشد حرکت کرے اور تو حرکت مت کر ورنہ جان و مال نالائق کو زخمی کرے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

بدگہر را علم و فن آموختن　　دادن تیغ ست دست راہزن
علم اور فن سکھنا بد اصل[1] کا　　راہزن کو تیغ دینا ہے بھلا

تیغ دادن در کف زنگی مست　　بہ کہ آید علم نادان را بدست
تیغ دینا زنگی بدمست کو　　خوب کہ نا اہل صاحب علم ہو

علم و مال و منصب و جاہ و قران　　فتنہ آرد در کف بدگوہران
علم و جاہ و مال و منصب ہیں برے　　فتنہ لائیں ہاتھ میں بداصل کے

پس غزا زین فرض شد بر مومنان　　تا ستانند از کف مجنون سنان
مومنوں پر فرض آئی یہ غزا　　چھین لیں ہتھیار دیوانوں سے جا

جان او مجنون تنش شمشیر او　　داستان شمشیر لا زین زشت خو
جان[2] دیوانہ تن اسکا تیغ ہے　　چھین تو تلوار اس بداصل سے

آنچہ منصب می کند با جاہلان　　از فضیحت کی کند صد ارسلان
ساتھ جاہل کے یہ منصب جو کرے　　وہ فضیحت بس نہو سو شیر سے

عیب مخفی ست چون آلت بیافت　　مارش از سوراخ بر صحرا شتافت
عیب مخفی تھا وہ جب سامان ملا　　سانپ اسکا بل سے صحرا کو گیا

جملہ صحرا مار و کژدم پر شود　　چونکہ جاہل شاہ حکم مر شود
جملہ صحرا سانپ بچھو سے بھرے　　شاہ جاہل حکم جو جاری کرے

چون قلم در دست غدارے فتاد　　لاجرم منصور بر دارے فتاد
ہاتھ میں ٹھگ کے قلم جو کہ پڑا　　اسلئے منصور دار اوپر چڑھا

مال و منصب ناکسے کارد بدست　　طالب رسوائی خویش آمدست
مال و منصب جبکہ ناکس کو ملے　　اپنی رسوائی کا وہ طالب بنے

یا کند بخل و عطاہا کم دہد　　یا سخا آرد بنا موضع نہد
یا کرے بخل اور بخشش کم رکھے　　یا سخاوت جود وہ بیجا کرے

شاہ را در خانۂ بیذق نہد　　اینچنین باشد عطا کاحمق دہد
شاہ[3] کو پیدل کے گھر میں وہ رکھے　　اسطرح کی بخشیں احمق کرے

حکم چون در دست گمراہے فتاد　　جاہ پندارید و در چاہے فتاد
ہاتھ آیا حکم جو گمراہ کے　　جانتے ہو جاہ تم وہ چاہ ہے

رہ نمیداند قلاؤزی کند　　جان زشت او جہانسوزی کند
رہ نہ جانے رہنمائی وہ کرے　　جان بد اسکی جہان کو پھونکدے

طفل راہ فقر چون پیری گرفت　　پیروان را غول و پیری گرفت
طفل راہ فقر نے پیری جو لی　　گمرہی پیرو کو غول اسکے نے دی

کہ بیا تا ماہ بنمایم ترا　　ماہ را ہرگز ندید آن مفتری
کہ تو آ تا ماہ بتلاؤں میں تجھے　　ماہ خود دیکھا نہ اس مکار نے

چون نمائی چون ندیدستی بعمر　　عکس مہ در آب ہم ای خام غمر
کس طرح بتلائے جو دیکھا نہیں　　عکس مہ کو آب میں اے خوشہ چین

---

[1] علم آگے ہے شعر بداصل کا علم و فن سیکھنا گویا راہزن کو تیغ دینا ہے زنگی بدمست کو تیغ دینا بہتر ہے کہ نا اہل صاحب علم ہو پس علم و جاہ و مال و منصب بہت برا ہے ہاتھ میں بداصل کے کہ فتنہ لائیں یہ غزا مومنوں پر فرض آئی کہ دیوانوں سے ہتھیار جا کر چھین لیں یعنی نااہل کو علم نہ سکھانا چاہیے کہ وہ گمراہی و کجروی میں لوگوں کو ڈالے پس مومن کو چاہیئے کہ نااہل کو علم باطن نہ سکھائے کہ وہ کجی میں دوسروں کو نہ ڈالے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [2] جان دیوانہ آگے ہے شعر جان دیوانہ اور تن اسکا تیغ ہے تلوار چھین تو اس بداصل سے جاہل کے ساتھ یہ منصب جو کرے وہ فضیحت سو شیر سے بھی نہ ہووے عیب پوشیدہ تھا اور جب سامان ملا اس سانپ کے سوراخ سے صحرا کو گیا تمام صحرا سانپ و بچھو سے پر ہو جو شاہ جاہل حکم جاری کرے آگے مثال ہے جو ٹھگ کے ہاتھ میں قلم پڑا اسواسطے منصور دار پر چڑھا جو مال و منصب ناکس کو ملے وہ اپنی رسوائی کا طالب رہے یا بخل کرے اور بخشش کم رکھے یا سخاوت اور جود وہ بیجا کرے یعنی ناکس کو جو غلبہ ملے تو وہ آزار دہی مخلوق کی کرے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] شاہ کو آگے ہے شعر شاہ کو وہ پیدل کے گھر میں رکھے اس طرح کی بخشش احمق کرے جو گمراہ کے حکم ہاتھ آیا تم جاہ جانتے ہو اور وہ چاہ ہے خود راہ نہ جانے اور رہنمائی کرے اسکی جان بد جہان کو پھونکدے طفل نے پیر کے مانند راہ فقر لی گمراہی پیرو کو اسکے غول نے دی کہ تو آ کہ تجکو راہ بتلاؤں اور خود ماہ کو نہ دیکھا اس مکار نے کس طرح بتلائے کہ نہیں دیکھا عکس ماہ کو آب میں عمر بھر احمق سردار ہو گئے اور خوف سے حاقلوں نے کمبل میں کھینچا یعنی احمقان ریاکار نے خود تو عرفان دل میں نہیں دیکھا وہ کس طرح دوسروں کو بتلائیں جبکہ ایسے احمق ریاکار ہادی و مرشد نہیں ہوئے اکثر لباس کمبل میں پوشیدہ ہوئے جیسے حضور رسول مقبول صلعم نے لباس کمبل کو اختیار کیا چنانچہ حضور کا قصہ شمائل میں آگے فرماتے ہیں

حمقان سرکشید سست و زبیم	عاقلان سرہا کشیدہ در گلیم	ہوگئے سردار احمق خوف سے	عاقلوں نے کھینچا سر کمل میں ہے

بیان تفسیر آیۂ شریفہ یا ایہا المزمّل

خواند مزمل نبی را زین سبب	کہ برون آ از گلیم ای بوالہرب	اس[سلہ] لئے مزمل احمد کو کہا	کہ تو اے شہ باہر اس کملی سے آ
سر مکش اندر گلیم و رو مپوش	کہ جہان جسمیست سرگردان تو ہوش	مت چھپا کملی میں اپنا سر و رو	ہے جہان جسم پریشان ہوش تو
ہین مشو پنہان ز ننگ مدعی	کہ تو داری نور وحی شعشعی	مدعی کی ننگ سے مت ہو نہان	کہ تو رکھے نور وحی آسمان
ہین قم اللیل کہ شمعی ای ہمام	شمع دائم شب بود اندر قیام	پس قم اللیل کہ ہے شمع انام	شمع شب کو رکھتے ہیں دائم قیام
بے فروغت روز روشن ہم شب ست	بے پناہت شیر اسیر ارنب ست	دن بغیر از نور تیرے رات ہے	شیر بے تیرے مطیع خرگوش ہے
باش کشتیبان درین بحر صفا	کہ تو نوح ثانی اے مصطفےٰ	ہو[سلہ] تو اس دریا میں کشتیبان سدا	نوح ثانی تو جو ہے اے مصطفےٰ
رہ شناسی می بباید بالباب	ہر رہے را خاصہ اندر راہ آب	رہبر عقلا ہو تو رہ آب میں	خاصہ رہبر ہو تو راہ آب میں
خیز بنگر کاروان رہزدہ	غول کشتیبان این بحر آمدہ	کاروان رہ زدہ کو دیکھ آ	غول کشتیبان ہوا اس بحر کا
خضر وقت و غوث ہر کشتی توی	ہمچو روح اللہ مکن تنہا روی	خضر وقت و غوث ہر کشتی کا تو	مثل عیسیٰ تنہا اب مت راہ تو
پیش این جمعے چو شمع آسمان	انقطاع و خلوت آری را بمان	اس گروہ کے آگے جون شمع سما	ترک اور خلوت پذیری کو ہٹا
وقت خلوت نیست اندر جمع آ	اے ہدی چون کوہ قاف و تو ہمای	وقت[سلہ] خلوت نے جماعت میں تو آ	کوہ قاف اندر ہے تو مثل ہما
بدر بر صدر فلک شد شب روان	سیر را نگذارد از بانگ سگان	آسمان پر بدر شب کو جائے ہے	نے سگوں کے بھونکنے سے وہ رکے
طاعنان ہمچون سگان بر بدر تو	بانگ میدارند سوی صدر تو	طعنہ زن جون سگ تمھارے بدر پے	بھونکتے جانب تمھارے صدر کے
این سگان کرند ز امر انصتوا	از سفہ وعوع کنان بر بدر تو	سگ ہیں بہرے انصتوا کے امر سے	بھونکتے نادان تمھارے بدر پے

سلہ اس لئے الخ ۵ شعر اسواسطے حق نے مزمل یعنی کملی پوش احمد کو کہا کہ تو اے شاہ اس کملی سے باہر آ تو اپنا سر و رو کمل میں مت چھپا جہان جسم پریشان اور تو ہوش ہے ننگ مدعی سے تو پوشیدہ مت ہو کہ تو نور وحی آسمان رکھتا ہے قم اللیل کہ شمع انام ہے شمع شب کو ہمیشہ قیام رکھتی ہے دن بغیر نور تیرے کے رات ہے اور شیر بغیر تیرے مطیع خرگوش کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہو تو الخ ۵ شعر تو اس دریا میں ہمیشہ کشتیبان ہو اے مصطفےٰ جو تو نوح ثانی ہے تو راہ پانی میں عقلمندوں کا رہبر ہو اور خاص کر تو رہبر ہو راہ آب میں کاروان رہ زدہ کو تو آکے دیکھ کہ غول کشتیبان اسی بحر کا ہوا ہے خضر وقت اور غوث کشتی کا تو ہے عیسیٰ کے مانند تنہا نہ جا تو اس گروہ کے آگے مانند شمع آسمان کے ہے ترک اور خلوت پذیری کو چھوڑ یعنی یا رسول اللہ صلعم تم نوح ثانی اس دنیا میں ہو اہل عقل کی رہبری اس راہ آب یعنی میں تم کرو اور مانند عیسیٰ کے تنہا مت جاؤ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ وقت الخ ۵ شعر وقت خلوت کے کا نہیں ہے تو جماعت میں آ کہ تو کوہ قاف میں مانند ہما کے ہے آگے مثال ہے بدر آسمان پر شب کو جاتا ہے کتوں کے بھونکنے سے نہیں ٹھہرتا ہے طعنہ زن مانند سگ کے تمھارے بدر پر بھونکتے ہیں جانب صدر تمھارے کے سگ بہرے ہیں انصتوا کے حکم سے وہ نادان بھونکتے ہیں تمھارے بدر پر اے شفا بیمار کو تو مت چھوڑ بہروں کے خشم سے عصا سے کو یعنی ہدایت کو مت چھوڑ تو نے نہیں کہا کہ اندھے کو راہ پر لانے سے سو ثواب و اجر حق دیگا جو چالیس قدم اندھے کو کھینچے مغفور ہو اور ہدایت پائے یعنی یا رسول اللہ تم شفا ہو اپنے یاران عشاق کو طعنہ زنوں کے کہنے سے مت چھوڑو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

هین بگذار ای شفا رنجور را	تو ز خشم کر عصای کور را	اے شفا بیمار کو مت چھوڑ تو	خشم کرے تو عصا بے کور کو
نے تو گفتی قائد اعمیٰ براه	صد ثواب و اجر یابد از اله	نے تو بولا قائد کوران براہ	سو ثواب اور اجر پائے از الہ
هر که او چل گام کوری را کشد	گشت آمرزیده و یابد رشد	جو قدم چالیس کھینچے کور کو	ہووے مغفور اور ہدایت پائے وہ
پس بکش تو زین جهان بیقرار	جوق کوران را قطار اندر قطار	اس[۱] جہان سے تو گروہ کور کو	پس قطار اندر قطار اب کھینچ تو
کار هادی این بود تو هادیی	ماتم آخر زمان را شادیی	کام ہے ہادی کا یہ ہادی ہو تم	ماتم امت کو بس شادی ہو تم
هین روان کن ای امام متقین	این خیال اندیشگان را تا یقین	بس تو لیجا اے امام متقین	ان خیال اندیش کو تو تا یقین
هر که در مکر تو دارد دل گرو	گردنش را من زنم تو شاد شو	مکر میں تیرے جو دل رکھے گرو	ماروں گردن اسکی میں تو شاد ہو
بر سر کوریش کوریها نهم	او شکر پندارد و زهرش دهم	اندھے پن پر اسکے اندھاپن رکھوں	جانے وہ شکر میں اسکو زہر دوں
عقلها از نور من افروختند	مکرها از مکر من آموختند	روشنی عقلوں کو میرے نور سے	مکر سیکھے میرے مکر و زور سے
چیست خود آلاجق آن ترکمان	پیش پای نره پیلان جهان	ان[۲] سپاہیوں کا چھپر کیا ہے شے	پلنے پیلان جہان کے سامنے
آن چراغ او بپیش صرصرم	خود چه باشد ای مهین پیغمبرم	وہ چراغ اک آگے صرصر کے مرے	ای نبی اعلیٰ مرے وہ کیا ہے شے
خیز در دم تو بصور سهمناک	تا هزاران مرده بر روید ز خاک	صور ہیبت کو تو اٹھکر پھونکدے	پیدا مردے تا ہوں صدہا خاک سے
چون تو اسرافیل وقتی راست خیز	رستخیزی ساز پیش از رستخیز	وقت کا اپنے تو اسرافیل ہے	حشر کر قائم تو پہلے حشر سے
هر که گوید کو قیامت ای صنم	خویش بنما که قیامت نک منم	جو کہے کیا حشر ہے اے ذوفنون	آپ کو بتلا کہ میں یہ حشر ہوں
درنگر ای سائل محنت زده	زین قیامت صد جهان قائم شده	دیکھ تو اے سائل محنت بھرے	سو جہان اس حشر سے قائم ہوے
ور نباشد اهل این ذکر و قنوت	پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت	گر نہ[۳] لائق ہووے وہ اس ذکر کے	شاہ خاموشی جواب احمق کا ہے
ز آسمان حق سکوت آید جواب	چون بود جانا دعا نامستجاب	چرخ حق سے خامشی آئے جواب	جو کہ ہو جانا دعا نامستجاب

[۱] اس جہان سے آخر ۶ شعر اس جہان سے گروہ اندھے کو قطار اندر قطار کھینچو یہ کام ہادی کا ہے اور تم ہادی ہو ماتم امت کو تم ہی شادی ہو اے امام متقین بس تم لیجاؤ ان خیال اندیش کو یقین تک جو گروہ مکر میں تیرے دل رکھے میں گردن اسکی ماروں اور تم خوش ہو اندھے پن پر اسکے اندھاپن رکھوں وہ شکر جانے اور میں اسکو زہر دوں عقلوں کو روشنی میرے نور سے ہو اور مکر سیکھے میرے مکر سے یعنی حق فرماتا ہے کہ مصطفیٰ صلعم تم ہادی ہو اور تم امت کو تم ہی شادی ہو پس خیال اندیشوں کو تم یقین تک لیجاؤ کہ عقل روشن ہے میرے نور سے اور مکر سیکھے میرے مکر سے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] ان آخر ۵ شعر سپاہیوں کا چھپر کیا شے ہے پیلان جہان کے پاؤں کے سامنے وہ ایک چراغ آگے صرصر کے میرے اے نبی اعلیٰ میرے کیا شے ہے تو اٹھکر صور کو پھونکدے تاکہ مردے پیدا ہوں صدہا تو اپنے وقت کا اسرافیل ہے تو حشر قائم کر اول حشر میں جو کہے کہ حشر کیا ہے تو آپکو بتلا کہ یہ حشر ہوں تو دیکھ اے سائل محنت بھرے سو جہان اس حشر سے قائم ہوے یعنی ذات جناب رسول مقبول صلعم ایک حشر ہے کہ مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے اور موافقوں کو جنت و مخالفوں کو دوزخ میں ڈالتی ہے آگے بیان خاموشی کا ہے فافہم ۱۲

[۳] گر نہ لائق آخر ۸ شعر اگر وہ اس ذکر کے لائق نہوے اے شاہ خاموشی جواب احمق کا ہے چرخ حق سے خاموشی جواب کے آئے جو کہ لائق معنی ہدایت کے کا نہوے تم خاموش ہو اور کچھ نہ کہو کہ حق جسکی دعا قبول نہیں کرتا ہے کچھ اسکا جواب نہیں دیتا ہے افسوس اب وقت خرمن کا آگیا تنگ وقت ہے اور بڑا کلام ہے اسیر عمر دوام تنگ آتی ہے کہ پہلے تنگ کہ نیزہ بازی تنگ کرتی ہے نیزہ بازوں کو وقت تنگ ہے اور خاطر و فہم عوام تنگ ہے سو وقت سے ہے خاموشی جو احمق کا جواب ہے کیسے بات کو درازی کی تاب ہے بحر رحمت جود سے خدا بارش کرتا ہے ہر زمین شور پر یعنی جو کہ خاموشی جواب احمق کی ہوئی پھر میں بجز خاموشی کے کیسے بات دراز کروں

جو بقول سعدی علیہ الرحمۃ مصرع جواب جاہلان باشد خموشی ؛ آگے جواب الجواب کے ترک کرنے اور خاموش رہنے کے بیان میں فافہم ۱۲

اے دریغا وقت خرمنگاہ شد	لیک روزا ز بخت ما بیگاہ شد
وقت تنگ ست و فضاے این کلام	تنگ مے آید برو عمر دوام
نیزہ بازی اندرین کوہہاے تنگ	نیزہ بازان را ہمی آرد بہ تنگ
وقت تنگ و خاطر و فہم عوام	تنگ تر صد رہ ز وقت ست اے غلام
چون جواب احمق آمد خامشی	این درازی در سخن چون میکشی
حق ز بحر رحمت و موج کرم	مید ہد ہر شورہ را باران نم

ہاے وقت اب خرمنون کا آگیا	روز بیوقت اب ہمارا ہوگیا
وقت ہے تنگ اور بڑا ہے یہ کلام	تنگ آتی اس پہ ہے عمر دوام
نیزہ بازی کو ہماے تنگ سے	نیزہ بازون کو کرے بس تنگ ہے
وقت تنگ اور خاطر و فہم عوام	تنگ تر تو وقت سے ہے اے غلام
آئی خاموشی جو احمق کا جواب	بات کو کیسے درازی کی ہے تاب
بحر رحمت سے خدا از جود سے	کرتا بارش ہر زمین شور پے

در بیان ترک الجواب جواب باآن سخن کہ جواب الاحمق سکوت و شرح این ہر دو درین قصہ گفتہ شد

بیان ترک الجواب جواب مین اس سخن کے کہ جواب الاحمق سکوت اور شرح ان دونون کی اس قصہ مین کی گئی

پادشاہے بود او را بندۂ	مردہ عقلے بود شہوت زندۂ
خردہاے خدمتش بگذاشتی	بد سگالیدی نکو پنداشتی
گفت شاہنشہ جرایش کم کنید	ور بجنگد نامش از خط بر زنید
عقل او کم بود حرص او فزون	چون جرا کم دید شد تند و حرون
عقل بودی گرد خود کردی طواف	تا بدیدی جرم خود گشتی معاف
چون خرے پابستہ تندد از خرے	ہر دو پایش بستہ گردد بر سرے
پس بگوید خر کہ یک بندم بس ست	خود بدان کان ہر دو ز فعل آن خس ست

تھا غلام[1] اک شاہ والا جاہ کا	زندہ شہوت اور مردہ عقل تھا
وہ دقیقے خدمتون کے چھوڑتا	اور برائی کو بھلائی جانتا
بولا شہ اسکا وظیفہ کم کرو	گر لڑے تو نام اسکا کاٹ دو
عقل کم تھی اسکو زیادہ حرص تھی	جو وظیفہ دیکھا کم کی سرکشی
عقل ہوتی کرتا اپنا وہ طواف	دیکھتا جرم اپنا ہوتا معاف
جو خر پابستہ سرکش ہوے ہے	سر پہ دونون پانؤن کو بندھواتا ہے
خر کہے[2] کہ جدا اک بس کرتی ہے	جان دونون فعل اس سے ہے

[1] تھا غلام الخ ۱ شعر ایک غلام شاہ والا جاہ کا تھا زندہ شہوت سے اور مردہ عقل سے تھا پس وہ دقیقہ خدمتون کا چھوڑتا و برائی کو بھلائی جانتا شاہ نے کہا کہ اسکا وظیفہ کم کردو اور لڑے تو نام کاٹ دو اس کو عقل کم اور حرص سوا تھی جو وظیفہ کم دیکھا شرارت شروع کی آگے اس کے حقائق ہین اگر عقل ہوتی تو وہ اپنا طواف کرتا اپنا جرم دیکھتا تا معاف ہوتا آگے اس کی مثال ہے جو خر پابستہ سرکش ہوتا ہے سر پر دونون پاؤن کو بندھواتا ہے یعنی عاقل جو اپنے وظیفۂ مقررہ مین کمی دیکھتے ہین معافی چاہتے ہین اور نادان اس کے برعکس شرارت کرتے ہین اور زیادہ بلا مین پھنستے ہین باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] خر کہے الخ ۲ شعر خر کہے کہ ایک بند بس کرتی ہے جان تو دونون فعل اُس سے ہوئے اگر اندھا یعنی بند سے دیکھتا جبر سے باندھا اُس کے نہ باندھتے اگر جرم بند پا کو وہ جانتا اپنے ہاتھ پاؤن کو نہ بندھاتا اگر وہ بند و سختی نہ دیکھتا وہ خر نہ ہوتا ایک شیر نر ہوتا یعنی احمق اپنی بے عقلی سے قید پر قید اُٹھاتے ہین اور برائی اپنی اسے چھوڑ سکتے نہین ہین پس عقل کو نفس پر غالب رکھنا چاہیئے کہ دلیتی عقل چنانچہ غلبۂ عقل و نفس کا بیان آگے مثال مین حدیث نبوی سے فرماتے ہین فافہم ۱۲

گر بدیدی سر بندان چشم کور	بند بر دستش نہ بستندے بزور	دیکھتا گر بھید اندھا بند سے	جبر سے نے ہاتھ اسکا باندھتے
ورز جرم بند پا آگہ بدے	خود ز بند دست و پا این شدے	جانتا گر جرم بند پا کو وہ	نے بندھاتا اپنے ہاتھ اور پاؤں
ورنہ تندیدی نہ بندان بو الفضول	او نہ خر بودے شدے شیر فحول	دیکھتا نے بند و سختی وہ اگر	وہ نہ خر ہوتا وہ ہوتا شیر نر

در تفسیر این حدیث نبوی کہ ان اللہ تعالےٰ

خلق الملائکۃ ورکب فیہم العقل وخلق البہائم ورکب فیہا الشہوۃ وخلق بنی آدم ورکب فیہم العقل والشہوۃ فمن غلب عقلہ علی شہوتہ فہو اعلیٰ من الملائکۃ ومن غلبت شہوتہ علی عقلہ فہو ادنیٰ من البہائم صدق رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفسیر اس حدیث کی ان اللہ تعالیٰ خلق الملائکۃ

تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا فرشتوں کو

ورکب فیہم العقل وخلق البہائم ورکب فیہا

اور سوار کیا اُنپر عقل کو اور پیدا کیا چارپایوں کو اور سوار کیا اُنپر

الشہوۃ وخلق بنی آدم ورکب فیہم العقل

خواہش کو اور پیدا کیا بنی آدم کو اور سوار کیا اُن پر عقل

والشہوۃ فمن غلب عقلہ علےٰ شہوتہ

اور خواہش کو پس اُس کسی کی کہ غالب ہوئی عقل اُسکی اوپر خواہش اسکی کے

فہو اعلیٰ من الملائکۃ ومن غلبت شہوتہ

پس وہ اعلیٰ فرشتوں سے ہے اور اُس کسی کی کہ غالب ہوئی خواہش

علی عقلہ فہو ادنیٰ من البہائم صدق رسولہ

اوپر عقل اسکی کے پس وہ ادنیٰ چوپایوں سے ہے سچا ہے قول رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

در حدیث آمد کہ یزدان مجید	خلق عالم را سہ گونہ آفرید	ہے حدیثوں میں[1] کہ خلق اللہ نے	بس کری پیدا ہے تین اقسام کے
یک گروہ را جملہ علم و عقل و جود	او فرشتاست و نداند جز سجود	اک گروہ کو جملہ علم و عقل و جود	وہ فرشتہ ہے نہ جانے بز سجود
نیست اندر عنصرش حرص و ہوا	نور مطلق زندہ از عشق خدا	اُسکے عنصر میں نہیں حرص و ہوا	نور مطلق زندہ با عشق خدا
یک گروہ دیگر از دانش تہی	ہمچو حیوان از علف در فربہی	عقل سے خالی گروہ ہے دوسرا	مثل حیوان گھانس سے فربہ ہوا

[1] ہے حدیثوں میں الخ ۸ شعر حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق تین قسم پر پیدا کی ہے ایک گروہ کو بالکل عقل وجود دیا ہے وہ فرشتے ہیں کہ بجز سجدے کے نہیں جانتے ہیں اُنکے عنصر میں حرص و ہوا نہیں ہے نور مطلق ہیں اور عشق خدا سے زندہ ہیں دوسرا گروہ وہ عقل سے خالی ہے مثل حیوان کے گھانس سے فربہ ہوا اور وہ سوا اصطبل و گھانس کے نہیں دیکھتا ہے اور شقاوت و سعادت سے غافل ہے تیسرا وہ آدمی و بشر ہے کہ آدھا فرشتہ اور آدھا خر ہے خر تو مائل سفلی کا ہے اور آدھا ثانی مائل علوی کا رہتا ہے لڑنے میں کونسا غالب رہتا ہے اور کونسا دونوں میں زد جیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

او نہ بیند جز کہ اصطبل و علف　　از شقاوت غافل است از شرف
وہ نہ دیکھے بس سوا اصطبل کہ　　ہے شقاوت اور شرف سے غافل کہ

زان سوم ہست آدمی زاد و بشر　　از فرشتہ نیمی و نیمش ز خر
تیسرا وہ آدمی ہے اور بشر　　ہو فرشتہ آدھا اور آدھا ہی خر

نیم خر خود مائل سفلی بود　　نیمۂ دیگر مائلِ علوی بود
آدھا خر تو مائل سفلی رہے　　آدھا ثانی مائل علوی رہے

تا کدامین غالب آید در نبرد　　زین دوگانہ تا کدامین برد نرد
کونسا لڑنے مین بس غالب ہے　　کون ان دونون مین جیتے نرد ہے

عقل اگر غالب شود شد پر فزون　　از ملائک این بشر در آزمون
عقل اگر غالب ہو وہ اعلیٰ ہو تو　　امتحان مین یہ فرشتے سے بشر

شہوت ار غالب شود پس کمتر است　　از بہائم این بشر زان کابتر است
علیہ گر شہوت کو ہو کمتر یہ ہے　　چارپایون سے بشر ابتر یہ ہے

آن دو قوم آسودہ از جنگ و حراب　　زین بشر با دو مخالف در عذاب
قوم وہ دونون لڑائی سے جدا　　وہ مخالف سے بشر یہ در بلا

وین بشر ہم ز امتحان قسمت شدند　　آدمی شکل اند و سہ امت شدند
آدمی بھی امتحان سے بٹ گئے　　آدمی صورت ہین تین اقسام ہے

یک گروہ مستغرق مطلق شدہ　　ہمچو عیسیٰ با ملک مطلق شدہ
اک گروہ مستغرق مطلق ہوا　　مثل عیسیٰ کے فرشتون سے ملا

نقش آدم لیک معنی جبرئیل　　رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
شکل آدم پر معنی جبرئیل　　نے رکھین خشم و ہوا و قال و قیل

از ریاضت رستہ و ز زہد و جہاد　　گوئیا کز آدمی او خود نزاد
کوشش و زہد و ریاضت سے چھٹے　　گویا وہ انسان سے نہ پیدا ہوئے

قسم دیگر با خران ملحق شدند　　خشم محض و شہوت مطلق شدند
دوسرا خر سے گروہ ملحق ہوا　　محض خشم و شہوت مطلق ہوا

وصف جبریلی در ایشان بود رفت　　تنگ بود آن خانہ و آن وصف زفت
وصف جبریلی تھا انمین بس بڑا　　تنگ گھر تھا وصف وہ انسے گیا

مردہ گردد شخص چون بیجان شود　　خر شود چون جان او بے آن شود
مردہ ہووے شخص جو بیجان ہو　　اس کی جان ہو خر جو ہو بے یار دو

زاغ گردد چون پے زاغان دود　　جسم گردد جان چو او بے جان شود
زاغ ہو جو پیچھے جائے زاغ کے　　جسم ہو جو جان بے اُس یار کے

زانکہ جانے کان ندارد ہست پست　　این سخن حق است صوفی گفتہ است
یار کو جو جان نہ رکھے پست ہی　　بات یہ حق ہے کہی درویش نے

او ز حیوانہا فزون تر جان کند　　در جہان باریک کاریہا کند
جان مارین وہ فزون حیوان سے　　کہ جہان مین سعی تدبیرین کرین

مکر و تلبیسے کہ او تاند تنید　　آن ز حیوانے دگر ناید پدید
وہ فریب و مکر جو کہ کر سکے　　ہو نہ ظاہر دوسرے حیوان سے

سلہ عقل الخ ، شعر اگر عقل غالب ہو وہ بشر اعلیٰ تر ہو امتحان مین فرشتہ سے اور اگر غلبہ شہوت کو ہو یہ بشر کمتر ہے چارپایون سے اور ابتر ہے وہ دونون قوم لڑائی سے جدا اور یہ بشر دو مخالف سے در بلا آدمی بھی امتحان سے ہٹ گئے اور آدمی صورت مین تین قسم پر ایک گروہ مستغرق مطلق ہوا مثل عیسیٰ علیہ السلام کے فرشتون سے ملا شکل آدم کی ولیکن معنی مین جبرئیل نہین رکھتے ہین خشم و ہوا اور قال و قیل کوشش و زہد و ریاضت سے چھٹے گویا وہ انسان نہین پیدا ہوئے یعنی وہ گروہ اولیاء اللہ کا ہے کہ بسبب استغراق غالب ہونے کے فرشتون سے ملا دوسرے گروہ کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دوسرا الخ ، شعر دوسرا گروہ خر سے ملحق ہوا محض خشم و شہوت مطلق ہوا اس مین وصف جبریلی بڑا تھا تنگ گھر تھا وہ وصف اُن سے گیا وہ شخص مردہ ہووے جو بیجان ہو اس کی جان خر ہو کہ جو بے یار ہو وہ زاغ ہو کہ جو پیچھے زاغ کے جائے جسم ہو کہ جو جان بے یار ہے وہ جان کہ یار کو نہ رکھے پست ہی بات یہ حق ہے کہ درویش نے کہی وہ جان مارین زیادہ حیوان سے کہ جو جہان مین سعی و تدبیرین کریں جو کہ وہ مکر و فریب کر سکے دوسرے حیوان سے ظاہر نہ ہو یعنی دوسرا گروہ کہ حیوانوں سے زیادہ جان مارے کہ وہ جہان مین سعی و تدبیرین کرتا ہے آگے اس تدبیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

جامہ ہائے زرکشی را بافتن ... دُرّ ہا از قعر دریا یافتن
خردہ کاریہائے علم ہندسہ ... یا نجوم و طب و علم فلسفہ
کان تعلق با ہمی دنیستش ... رہ بہفتم آسمان بر نیستش
این ہمہ علم بنائے آخر ست ... کہ عماد بود گاؤ اشتر ست
بہر استبقائے حیوان چند روز ... نام آن کردند این گیجان رموز
علم راہ حق و علم منزلش ... صاحب دل داند آنرا باد لش
پس درین ترکیب حیوان لطیف ... آفرید و کرد با دانش الیف
نام کالانعام کرد آن قوم را ... زانکہ نسبت کو بہ یقظہ نوم را
روح حیوانی ندارد غیر نوم ... حسہائے منعکس دارند قوم
یقظہ آمد نوم حیوانے نماند ... انعکاس حس خود از لوح خواند
ہمچو حس آنکہ خواب او را ربود ... چون شد او بیدار عکس او نمود
لاجرم اسفل بود السافلین ... ترک او کن لا احب الآفلین

[۱] زرکشی کا جامہ بنتا ہے ... اور لانا قعر دریا سے گہر
اور حاصل کرنا علم ہندسہ ... یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ
کہ تعلق انکو وہ دنیا سے ہے ... رہ نہ انکو ساتوین افلاک پے
علم یہ سب جڑ ہے کھانے گھانس کی ... اونٹ و خر کا ہے ستون زندگی
تھوڑے دن حیوان کے جینے کیلئے ... نام رمز اسکا رکھا احمق نے ہے
علم راہ حق و منزل گاہ سے ... اہل دل یا اسکا دل جانے اسے
[۲] پیدا اس ترکیب مین حیوان کیا ... بس لطیف اور یار دانش کا رکھا
نام کالانعام رکھا قوم کا ... خواب کو جگنے سے کیا نسبت بھلا
روح حیوانی کو نہ جز خواب کے ... پس حسون کو الٹی رکھتی قوم ہے
خواب حیوانی گئی جگنا ملا ... اپنی حس کا الٹا پن لوح سے پڑھا
مثل حس اُس شخص کے جو سو گیا ... جو ہوا بیدار اُسے اُلٹا دکھا
اسلئے اسفل ہوا ساقلین ... چھوڑ اسکو لا یحب[۱] الآفلین

تفسیر آیہ واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسًا الی رجسہم

تفسیر آیہ شریف واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسًا الی رجسہم

اور وہ لوگ کہ اُن کے دلون مین مرض ہے پس زیادہ کی اُنھون نے گندگی پر گندگی ۱۲

زانکہ استعداد تبدیل و نبرد ... بودش از پستی و آنرا فوت کرد

[۳] جو تھی استعداد انھین تبدیل کی ... سمت پستی سے اُسے ضایع کری

[۱] زرکشی الخ ۶ شعر ہنر سے زرکشی کا جامہ بُننا اور قعر دریا سے گوہر لانا اور حاصل کرنا علم ہندسہ یا نجوم و علم طب و فلسفہ کا کہ وہ تعلق انکو دنیا سے ہو اور راہ نہیں انکو ساتون افلاک پر یہ علم سب جڑ ہے گھانس کے کھانے کا اور ستون زندگی اونٹ و خر کا ہو تھوڑے دن حیوان کے جینے کے لئے نام اسکا رمز احمق نے رکھا ہو علم راہ حق و منزل گاہ سے اہل دل اُسے جانتا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] پیدا الخ ۶ شعر اس ترکیب مین حیوان کو پیدا کیا بس لطیف اور یار دانش کا رکھا اُس قوم کا نام کالانعام رکھا خواب کو بیداری سے بھلا کیا نسبت ہے روح حیوانی کو بجز خواب کے پس قوم حسون کو اُلٹی رکھتی ہے خواب حیوانی گئی جگنا ملا اپنی حس کا لوح سے اُلٹا پن پڑھا مثل حس اُس شخص کے جو سو گیا اور جو بیدار ہوا اُسے اُلٹا دکھا اسواسطے اسفل ہوا ساتھ سافلین کے اسکو چھوڑ لا احب الآفلین یعنی نہیں دوست رکھتا ہو ڈوبنے والے کو یعنی اللہ تعالےٰ نے اس قوم کو کالانعام کہا ہو کہ یہ مثل حیوانون کے جیتے ہین پس دوسری قسم کے لوگ حیوان ہین آگے تیسری قسم کا بیان ہو فافہم ۱۲ [۳] جو تھی الخ ۶ شعر جو انھین استعداد تبدیل کی تھی پستی سے اسکو ضایع کرے جو حیوان کو استعداد نہیں ہو جو لتی مین وہ عذر اسکو روشنی ہو جو انکی استعداد رہبر گئی جو غذا کھائی وہ مغز خر بنی اگر بلادر کھاتے تو افیون ہو سکتہ و بیہوشی اسکو زیادہ ہو یعنی بلادر ایک دوا ہے کہ اس سے رطوبت دماغ مین بڑھتی ہو اور افیون سے یبوست آگے تیسری قسم کا بیان ہو تیسری قسم کہ کوشش میں رہتی نصف حیوان و نصف نیکی ہو عقل سے دن رات تکرار اور جھگڑے مین رہے اُسکا اول آخر سے لڑے یعنی تیسری قسم کا گروہ نصف حیوان بنصف نیک ہے کہ رات دن جھگڑے مین رہتا ہو چنانچہ آگے اسکا بیان ہو

باز حیوان را چو استعداد نیست ۔ عذر او اندر بہیمی روشنی است
زد چو استعداد شد کان رہبر است ۔ ہر غذائے کو خورد مغز خر است
گر پلا در خورد او افیون شود ۔ سکتہ و بی عقلیش افزون شود
ماند یک قسم دگر در اجتہاد ۔ نیم حیوان نیم حے با رشاد
روز و شب در جنگ اندر کشمکش ۔ کردہ چالش اولش با آخرش

روشنی وہ عذر حیوانی میں ہے ۔ جو نہ حیوان کو ہی استعداد ہے
جو غذا کھائے وہ مغز خر بنی ۔ اسکی استعداد رہبر جو گئی
سکتہ اور بیہوشی افزون ہوا ہے ۔ گر پلا در کھائے وہ افیون بنے
نصف حیوان نصف نیکی سے وہ بچا ۔ تیسری قسم ایک کوشش میں ہی
اور اسکا آخر اسکے سے لڑے ۔ رات دن تکرار او جھگڑے میں ہے

چالیش عقل با نفس ہمچون تنازع مجنون با ناقہ و میل مجنون سوے حرہ و میل ناقہ سوے کرہ چنانچہ خود گفتہ است

تکرار عقل کی نفس سے مثل تنازع مجنون کے ناقہ سے کہ رغبت مجنون کی طرف لیلی کے اور رغبت ناقہ کی طرف بچے کے جیسے کہ خود کہا ہے

ہوی ناقتی خلفی و قدامی الہوے ۔ وانی وایا ہا لمختلفان
ہوئ ناقتی خلفی و قدامی الہوے ۔ وانی وایا ہا لمختلفان

ہمچو مجنون در تنازع با شتر ۔ گہ شتر چربید و گہ مجنون حر
ہمچو مجنون شد و چون ناقہ اش یقین ۔ میکشید آن پیش و این واپس بکین
میل مجنون پیش آن لیلی روان ۔ میل ناقہ پس پے کرہ دوان
یکدم ار مجنون زخود غافل شدی ۔ ناقہ گردیدے و واپس آمدی
عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن ۔ می نبودش چارہ از بیخود شدن
آنکہ او باشد مراقب عقل بود ۔ عقل را سودائے لیلی در ربود
لیک ناقہ بس مراقب بود و چست ۔ چون بدیدے او مہار خویش سست
فہم کردی زو کہ غافل گشت و دنگ ۔ رو سپس کردی بکرہ بیدرنگ

گاہ غالب اونٹ گہ مجنون رہے ۔ جیسے مجنون کا تنازع اونٹ سے
کھینچے وہ آگے یہ اور پیچھے پھرے ۔ مثل مجنون اور اسکے اونٹ کے
میل ناقہ پیچھے بچے کے پھرے ۔ میل مجنون آگے لیلی کے چلے
پھرتا ناقہ کرتا وہ واپس قدم ۔ ہوتا غافل جبکہ مجنون ایکدم
نے علاج اسکا تھا جز بیخود ہو ۔ لیگیا تھا عشق بیخود سے اسے
عقل کو لیلی کی خواہش لیگئی ۔ رکھتا جو امید تھا وہ عقل تھی
جب مہار اپنی وہ ڈھیلی دیکھتا ۔ لیک بس ناقہ وہ پر امید تھا
جلد منہ بچے کی جانب دیکھتا ۔ جانتا اسکو کہ غافل ہوگیا

سلہ جیسے آلخ ہم شعر جیسے مجنون کا تنازع ناقہ سے کہ کبھی غالب ناقہ اور کبھی مجنون رہے مثل مجنون اور اس کے ناقہ کے کہ وہ آگے کھینچے اور یہ پیچھے پھرے میل مجنون کا آگے لیلے کے چلے اور میل ناقے کا پیچھے بچے کے پھرے جبکہ مجنون ایک دم غافل ہوتا ناقہ پھرتا اور واپس قدم کرتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۔ لے گیا آلخ ۴ شعر جو اسے عشق خود سے لیگیا نہ علاج اس بجز بیخودی ہونے کے تھا جو امید رکھتا تھا وہ عقل تھی کہ عقل کو لیلی کی خواہش لے گئی ولیکن وہ ناقہ بس پر امید تھا اور جب مہار اپنی وہ ڈھیلی دیکھتا تھا اس کو جانتا کہ غافل ہوگیا جلد منہ بچے کی جانب پھیرتا وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ کوسون واپس اس جگہ سے ہوگیا تین دن کی راہ میں مجنون رہا اس تردد کے سبب سے برسون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ عسہ رغبت ناقہ میری کی پیچھے ہے اور خواہش میری آگے ہے فافہم ۱۲ عسہ یعنی میں اور وہ ناقہ دونوں اختلاف کرنے والے ہیں ۱۲

چون بخود باز آمدی دیدی کجا | کز سپس رفته است بس فرسنگها
در سه روزه ره بدین احوالها | ماند مجنون در تردد سالها
گفت اے ناقه چو هر دو عاشقیم | ما دو ضد پس همره نالائقیم
نیستت بر وفق من مهر و مهار | کرد باید از تو عزلت اختیار
این دو همره یکدگر را راهزن | گمره آن جان کو فرو ناید ز تن
جان ز هجر عرش اندر فاقه | تن ز عشق خاربن چون ناقه
جان گشاید سوے بالا بالها | در زده تن بر زمین چنگالها
تا تو با من باشی اے مرده وطن | پس ز لیلی دور ماند جان من
روزگارم رفت زین گون حالها | همچو تیه و قوم موسیٰ سالها
خطوتینی بود این ره تا وصال | مانده ام در ره ز مستی چند سال
راه نزدیک و بماندم سخت دیر | سیر گشتم زین سواری سخت سیر
سرنگون خود را ز اشتر در فگند | گفت سوزیدم ز غم تا چند چند
تنگ شد بروی بیابان فراخ | خویشتن افگند اندر سنگلاخ
آنچنان افگند خود را سخت سیر | که مخلخل گشت جسم آن دلیر
چون چنان افگند خود را زیر پست | از قضا آن لحظه پایش هم شکست
پاے را بر بست و گفتا گو شوم | در خم چوگانش غلطان میروم
زین کند نفرین حکیم خوش دهن | بر سوارے کو فرو ناید ز تن

ہوش میں آتا تو وہ بس دیکھتا | کوسون واپس اُس جگہ سے ہو گیا
تین دن کی راہ میں مجنون تھا | اس تردد کے سبب سے سالہا
[51] بولا اے ناقہ جو دو عاشق ہیں ہم | دونوں ضد ہمراہ کیسے ہوئیں ہم
نے موافق ہے مرے تیری مہار | پس تجھسے میں عزلت کروں اب اختیار
یہ دو ہمرہ راہزن آپس میں ہیں | وہ ہے گمرہ جان رہے جو جسم میں
جان ہجر عرش سے فاقہ میں ہے | تن جو ناقہ خوش ہے عشق خار سے
جان کھولے سوئے اعلیٰ اپنے پر | جسم چنگل مارے اپنا خاک پر
[52] تو ہو جبتک ساتھ اے مردہ وطن | دور لیلیٰ سے رہے یہ جان من
عمر گذری ایسے حالوں میں مری | جیسے قوم موسیٰ تیہ میں تھی پھنسی
دو قدم بیرہ رہی تھی راہ وصال | میں رہا مستی سے رہ میں چند سال
راہ نزدیک اور ہوئی پس مجکو دیر | اس سواری سے ہوا میں بسکہ سیر
سرنگون اپنے کو پھینکا اونٹ سے | بولا غم سے میں جلوں کب تک ترے
تنگ اُس پر وہ بڑا میدان ہوا | پتھروں میں خود کو پھینکا پُر جفا
ایسا پھینکا خود کو نیچے زور سے | کہ ہوئے بے چین اعضا جسم کے
خود کو پھینکا ایسا نیچے برملا | کہ قضا سے پانون ٹوٹ اسکا گیا
پانون باندھا اور کہا میں گیند ہوں | اُسکے چوگان میں لڑھکتا ہی چلوں
[53] اس لئے لعنت حکیم اسپر کرے | جو سوار اُترتا نہیں ہے جسم سے

۵۱ بولا الخ ۵ شعر مجنون نے کہا کہ اے ناقہ جو ہم دونوں ضد ہمراہ رہیں تیری مہار میرے موافق نہیں ہے میں تجھ سے اب عزلت اختیار کروں آگے اس کے حقائق ہیں یہ دونوں راہزن آپس میں ہمراہ ہیں وہ جان گمراہ ہے کہ جو جسم میں رہے جان ہجر عرش سے تلقے میں ہے اور تن عشق خار سے خوش شل ناقے کے ہے جان اعلیٰ کی طرف اپنے پر کھولے اور جسم خاک پر اپنا چنگل مارے یعنی جسم ناقہ و جان مجنون ہے پس جان بسبب ہجر کے عرش کی جانب کھینچے اور جسم خاک کی جانب پھرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تو ہو جبتک الخ ۵ شعر توجبتک اے مردہ وطن ساتھ ہو لیلیٰ سے دور رہے جان میری ایسے حالات میں عمر میری گذری جیسے قوم موسیٰ کی تیہ میں پھنسی یہ راہ وصال تک دو قدم رہی تھی کہ میں مستی سے چند سال راہ میں رہا راہ نزدیک اور مجکو دیر ہوئی اس سواری سے مجکو سیری ہوئی پس خود کو سرنگون ناقہ سے پھینکا کہا کہ غم سے تیرے کب تک جلوں وہ بڑا میدان اُسپر تنگ ہوا اور خود کو پتھروں میں پھینکا پُر جفا خود کو ایسا زور سے نیچے پھینکا کہ اعضا جسم کے بےچین ہوئے خود کو ایسا نیچے پھینکا برملا کہ قضا سے اسکا پاؤں ٹوٹ گیا پس پاؤں کو باندھا اور کہا کہ میں گیند ہوں اُسکے چوگان میں لڑھکتا چلوں آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۵۳ اسلئے الخ ۷ شعر اسواسطے حکیم سنائی اُسپر لعنت کرے کہ جو سوار اُترا نہیں ہے جسم سے کب عشق مولیٰ کا لیلےٰ سے کم ہے گیند ہونا خوب ہے اسکے واسطے اگر گیند ہو کر صدق کے پہلو پر چوگان عشق کے خم میں پھرے کہ اس سفر کے بعد جذب خدا ہے کہ وہ سفر ناقہ کا اپنی سیر ہے ایسی سیر کشش بے جنس سے یا زیادہ ہے کوشش جن و انس سے اسطرح جذب نہیں ہے ہر جذب عام کا جیسا افضل احمد نے لکھا ہو والسلام نعمہ کو لہ کر تو اسواسطے غلام ہے کہ اسنے شاہ کو پیام لکھا ہے یعنی عشق مولا کا لیلیٰ سے کم نہیں ہے کہ مجنوں تو لیلیٰ کے واسطے اپنے ناقے کو چھوڑے اور جان

تو مولا کے واسطے اس جسم کو نہ چھوڑے پس ترک خودی کے بعد جذب الٰہی ہے کہ حق اُس کو خود کھینچے آگے قصہ جذب حقیقی کے بیان میں ہے فافہم ۱۲

عشق مولا کے کم از لیلیٰ بود ❊ گوے گشتن بہر او اولےٰ بود
گوے شو میگرد بر پہلوے صدق ❊ غلط غلطان در خم چوگان عشق
کاین سفر زین پس بود جذب خدا ❊ وان سفر بر ناقہ باشد سیر ما
اینچنین سیریست مستثنیٰ ز جنس ❊ کاین فزود از اجتہاد جن و انس
اینچنین جذبیست نے ہر جذب عام ❊ کہ نہادش فضل احمد والسلام
قصہ کوتہ کن براے آن غلام ❊ کہ سوے شہ بر نبشتہ است او پیام

عشق کب مولا کا کم لیلیٰ سے ہے ❊ گیند ہونا خوب ہے اسکے لئے
گیند ہو کر صدق کے پہلو پہ گر ❊ عشق کے چوگان کے خم میں تو پھر
اس سفر کے بعد ہے جذب خدا ❊ وہ سفر ناقہ کا سیر اپنی بنا
سیر مستثنیٰ ہے ایسی جنس سے ❊ ہے یہ افزون جہد جن و انس سے
اسطرح کا جذب ہے ہر جذب عام ❊ فضل احمد جیسے رکھا والسلام
قصہ کوتہ کر تو اب بہر غلام ❊ کہ لکھا ہے شاہ کو اُسنے پیام

نبشتن آن غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سوے بادشاہ

لکھنا اُس غلام کا بادشاہ کو قصہ شکایت نقصان وظیفہ اپنے کا

رقعۂ پر جنگ و پر مستی و کین ❊ میفرستد پیش شاہ نازنین
کالبد نامہ است اندرو نگر ❊ ہست لائق شاہ را آنگہ ببر
گوشۂ رو نامہ را بکشا بخوان ❊ بین کہ حرفش ہست در خورد شہان
گر نباشد در خور او را پارہ کن ❊ نامۂ دیگر نویس و چارہ کن
لیک فتح نامۂ تن زپ مدان ❊ ورنہ ہر کس سر دل دیدے عیان
نامہ بکشادن چہ دشوار است صعب ❊ کار مردان است نے طفلان تعب
جملہ بر فہرست قانع گشتہ ایم ❊ زانکہ در حرص و ہوا آغشتہ ایم
باشد آن فہرست دامے عامہ را ❊ تا چنان دانند متن نامہ را
باز کن سر نامہ را گردن متاب ❊ زین سخن واللہ اعلم بالصواب

خط پُر از مستی و کینہ جنگ کو ❊ بھیجتا ہے پاس شاہنشہ کے وہ
جسم خط ہے اُسکے اندر دیکھ تو ❊ گر ہے لائق لیجا اسدم شاہ کو
کھول تنہائی میں نامہ پڑھ لے ❊ دیکھ شہ کے لائق اسمیں حرف ہے
گر نہ لائق ہووے اسکو پارہ کر ❊ دوسرا نامہ تو لکھ اور چارہ کر
کھولنا نامہ کا لیک آسان نہ جان ❊ ورنہ ہوتا راز دل سب پر عیان
کھولنا نامے کا دشواری رکھے ❊ کام مردون کا ہے لڑکون کا ہے
جملہ ہم فہرست پر قانع ہوئے ❊ کہ ہوا و حرص سے ہم ہیں بھرے
دام وہ فہرست ہوئے عامہ کو ❊ جانیں تا ایسے ہی متن نامہ کو
کھول سرنامہ کو مت کھا پیچ و تاب ❊ اس سے تو واللہ اعلم بالصواب

سلہ۱ قصۂ چہارم جذب حقیقی میں ۱۲
سلہ۲ خط پر از مستی الخ ۵ شعر خط بھرے ہوئے مستی و کینہ جنگ کو پاس شاہنشاہ کے وہ غلام بھیجتا ہے آگے حقائق ہین جسم خط ہے تو اس کے اندر دیکھ اگر لائق ہے اُسدم شاہ کو بھیج نامہ تنہائی مین کھول اور اُسے دیکھ کہ شاہ کے لائق اس مین کوئی حرف ہے اگر لائق نہین ہے اس کو پھاڑ اور دوسرا نامہ لکھ اور علاج کر و لیکن نامہ کا کھولنا آسان نہ جان ورنہ راز دل سب پر عیان ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ کھولنا الخ ۸ شعر نامہ کا کھولنا دشواری رکھتا ہے یہ کام مردون کا ہے لڑکون کا نہین ہے ہم سب فہرست پر قانع ہوئے کہ ہوا و حرص سے ہم بھرے ہین وہ فہرست دام ہوئے عام کو تا ایسی ہی جانین متن نامہ کو سرنامہ کو کھول اور پیچ و تاب مت کھا اس سے کہ تو اس کو خوب جانتا ہے یعنی جسم لفافہ اور متن نامے کا دل ہے کہ عام صورت جسم پر قانع ہووے اور متن نامے سے محروم رہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہست آن عنوان چو اقرار زبان	متن نامہ سینہ را کن امتحان	ہے[۱] وہ عنوان مثل اقرار زبان	متن نامہ سینہ کو کر امتحان
کہ موافق ہست با اقرار تو	تا منافق وار نبود کار تو	ہے موافق تیرے گر اقرار کے	سے منافق وار تیرا کام ہے
چون جوالش بس گرانی می بری	زان نباید کم کہ در وے بنگری	گون بھاری جو کہ تو لیجائے ہے	اس سے نہ کم ہو تو اسمین دیکھ لے
تا چہ داری در جوال از تلخ و خوش	گر ہمی ارزد کشیدن را بکش	گون مین کیا تلخ و شیرین سے بھرا	گر ہے لیجانے کے لائق لیکے جا
ورنہ خالی کن جوالت را ز سنگ	باز خر خود را ازین بیگار و ننگ	ورنہ خالی گون کو کر سنگ سے	بھاگ اس بیگار سے اور ننگ سے
در جوال آن کن کہ می باید کشید	سوے سلطانان و شاہان رشید	گون مین وہ بھر تو لائق جو کہ ہو	بادشاہون کو وہ اور سلطان کو
زشت نبود کاین جوال مردہ ریگ	میکشی و باشد آنہم پُر ز ریگ	بد نہو یہ گون میراثی تری	جو لئے جاتا ہو ریتی سے بھری
چون نمی تانی کہ پر لعلش کنی	ہم تہی بہتر کہ ہمجنس تنی	لعل سے بھرتا نہین تو کس لئے	خالی بہتر تن کی جو ہمجنس ہے

حکایت آن فقیہ کہ با دستار بزرگ بود وآنکہ دستارش بربود بانگ کردن او بازش کن و ببین کہ چہ می بری آنگاہ ببر

حکایت اس مولوی کی کہ بڑی پگڑی رکھتا تھا پگڑی اس کی لے گیا آواز دی اُسنے کھولکر دیکھ کیا لیجاتا ہے اُسوقت لیجا

یک فقیہے ژندہا بر چیدہ بود	در عمامہ خویش در پیچیدہ بود	گودڑے[۲] اک مولوی نے تھے چنے	اپنے عمامے کے اندر تھے بھرے
تا شود زفت و نماید آن عظیم	چون در آید سوے محفل در حطیم	تا رکھے وہ بس بڑا او بس عظیم	کہ جو آئے سوے محفل اور حطیم
ژندہا از جامہا پیراستہ	ظاہر دستار از ان آراستہ	گودڑے کپڑون کے پوشیدہ بھرے	ظاہر اگپڑی درست انسے دکھے
ظاہر دستار چون حلہ بہشت	چون منافق اندرون رسوا و زشت	ظاہر اگپڑی تھی چون حلہ بہشت	جون منافق باطنا رسوا و زشت

۱ ہے وہ عنوان الخ ۸ شعر وہ عنوان مثل اقرار زبان کے ہے تو امتحان تین نامہ سینے کا کر یعنی اگرچہ اقرار باللسان ہے لیکن تو تصدیق بالقلب کا امتحان کر اگر تیرے اقرار کے موافق ہے منافقون کے مانند تیرا کام نہین ہے جو تو گون بھاری لیجاتا ہے اُس سے کم نہ ہو تو اس مین دیکھ لے یعنی وجود مین تو اپنے معنی کو دیکھ لے کہ وہ کچھ کم نہ ہووے گون مین کیا تلخ و شیرین ہے اگر لیجانے کے لائق ہے لیجا وگرنہ گون کو سنگ سے خالی کر اس بیگار و ننگ سے بھاگ تو گون مین وہ بھر کہ جو لائق ہو بادشاہون اور سلطانون کے یہ تیری گون میراثی بد نہ ہو جو تو ریگ سے بھری لیجاتا ہے تو لعل سے کسواسطے نہین بھرتا ہے خالی بہتر جو جسم کے ہمجنس ہے یعنی تیری گون تن مین جو پتھر بھرے ہین تو اُس سے خالی کر اور لعل معنی سے اسکو بھر کہ اس عالم مین وہ بیکار آدمی جیسے ایک مولوی کی بڑی پگڑی مین گودڑ بھرا تھا چنانچہ اسکی حکایت آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ گودڑے الخ ۴ شعر ایک مولوی نے گودڑے چنے تھے تاکہ وہ عمامہ بس بڑا اور بس عظیم دکھے جو کہ وہ جانب محفل اور حطیم کے آئے کپڑون کے گودڑے پوشیدہ بھرے کہ تا ظاہر اگپڑی انسے درست رکھے پگڑی ظاہر مانند حلہ بہشت کے تھی اور مانند منافق کے باطنا رسوا و زشت تھی مومن ظاہر و باطن پاک و نیک ہوتا ہے اور منافق ظاہرا بہتر و باطنا زشت و بد ہوتا ہے باقی یہ قصہ آگے ہے فافہم ۱۲

پارہ پارہ دلق و پنبہ پوستین / در درون آن عمامہ بد دفین
روے سوے مدرسہ کردہ صبوح / تا بدین ناموس یابد او فتوح
در رہِ تاریک مردے جامہ کن / منتظر استادہ بود از بہر فن
در ربود او از سرش دستار را / پس دوان شد تا بسازد کار را
پس فقیہش بانگ زد کاے پسر / باز کن دستار را آنگہ ببر
این چنین کہ چار پرہ می پری / باز کن آن ہدیہ را کہ می بری
باز کن آنرا بدست خود بمال / آنگہان خواہی ببر کردم حلال
چونکہ بازش کرد آنکہ میگریخت / صد ہزاران ژندہ اندر رہ بریخت
زان عمامہ زفت نابایستہ او / ماند یک گز کہنہ در دست او
بر زمین زد کہنہ را کاے بے عیار / زین دغل ما را برآوردی ز کار
این چہ تزویرست مکرست ای حیلہ / کو فگندی مرد را در قید و صید
شرم نامد مر ترا زین ژندہا / از دغل بفگندیم اندر دغا
گفت بنمودم دغل لیکن ترا / از نصیحت باز گفتم ماجرا

پشم و پنبہ[1] اور لنگڑے پارچے / اندر عمامے کے اسکے تھے بھرے
صبحدم وہ مدرسے کے سو گیا / تا وہ اس عزت سے پائے فائدہ
اک اٹھائی گیرہ پوشیدہ کھڑا / راہ مین بس منتظر دستار کا
پگڑی اسکی سر سے لیکر چلدیا / پس وہ بھاگا اور کام اپنا کیا
مولوی نے چیخ کر اس کو کہا / کھول تو پگڑی کو اور پھر لیکے جا
اس طرح پر جو اُڑا جاتا ہے تو / کھول وہ تحفہ جو لیجاتا ہے تو
کھول اسے اور ہاتھ سے مل تو اسے / لیجا اس دم مین نے بخشا بس تجھے
بھاگتے[2] مین اسنے جو کھولا اسے / گودڑے بس راہ مین صدہا گرے
اُس بڑے عمامے بد سے پاجا / ہاتھ مین اک گز پرانا رہ گیا
خاک پر پھینکا کہ اے کھوٹے مجھے / اس دغا سے تو نے کھویا کام سے
کیسے حیلے اور فریب مکر ہین / کہ مجھے ڈالا ہے قید و صید مین
شرم اس گدڑے سے ذرا آئی تجھے / مکر سے ڈالا دغا مین جو مجھے
بولا مین نے گو کہ کی ہے یہ دغا / پر نصیحت سے تجھے سب کہدیا

نصیحت دنیا اہل دنیا را بزبان حال و بیوفائی خود را وا نمودن بوفا جویندگان از دونکوہیدن خویش

نصیحت کرنا دنیا کا اہل دنیا کو زبان حال سے اور بیوفائی اپنی ظاہر کرنا وفا ڈھونڈھنے والون اسکے پر اور برائی اپنی

[1] پشم و پنبہ الخ ۷ شعر پشم و پنبہ اور لنگڑے پارچے اس کے عمامے مین بھرے ہوئے تھے صبح کو مدرسے کی طرف گیا تاکہ وہ اس صورت سے فائدہ پائے اُٹھائی گیرا پوشیدہ کھڑا تھا راہ مین منتظر دستار کا اس کی پگڑی سر سے لیکر چلدیا پس وہ بھاگا اور اپنا کام کیا مولوی نے چیخ کر اس کو کہا کہ تو پگڑی تو کھول اور پھر لیجا تو اس طرح پر جو اُڑا جاتا ہے پس تو وہ تحفہ کھول جو لئے جاتا ہے تو اُسے کھول اور ہاتھ سے اس کو مل اور اس دم لیجا مین نے تجھ کو بخشا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] بھاگتے الخ ۶ شعر بھاگتے مین جو اُسنے اس کو کھولا صدہا گودڑے راہ مین گرے اس بڑے عمامے بد سے پائچہ پرانا ایک گز ہاتھ مین رہ گیا خاک پر پھینکا کہ اے کھوٹے مجھ کو اس دغا سے تو نے کھویا کام سے کیسے حیلے اور فریب اور مکر ہین کہ مجھ کو صید و قید مین ڈالا ہے تجھ کو شرم اس گودڑے سے نہین آتی ہے کہ جو مجھ کو دغا مین ڈالا ہے کہا کہ گو مین نے یہ دغا کی ہے لیکن نصیحت سے تجھ کو سب کہدیا ہے اسی طرح اگرچہ دنیا خوش دکھتی ہے سب سے اپنا عیب آواز سے کہتی ہے یعنی اگرچہ دنیا خوش و بہتر دکھتی ہے ولیکن اپنا عیب وہ باواز بلند کہتی ہے مگر تو اس کی آواز نہین سنتا ہے چنانچہ آگے دنیا کی نصیحت کا بیان ہے فافہم ۱۲

اندرین کون و فساد ای اوستاد | آن دغل کون و نصیحت آن فساد
کون می گوید بیا من خوش پیم | وان فسادش گفته رو من لاشیم
ای ز خوبی بهاران لب گزان | بنگر آن سردی و زردی خزان
روز دیدی طلعت خورشید خوب | مرگ او را یاد کن وقت غروب
بدر را دیدی برین خوش چارطاق | حسرتش را هم ببین وقت محاق
کودکی از حسن شد مولای خلق | بعد فردا شد خرف رسوای خلق
گر تن سیمین تنان کرد شکار | بعد پیری بین تنی چون پنبه زار
ای بدیده لوتهای چرب خیز | فضلهٔ آنرا ببین در آب ریز
مر خبث را گو که آن خوبیت کو | در فریب آن حسن مرغوبیت کو
بر طبق کو عشوه و نرمی و خوت | بر سبد کو جلوه و نغزی و بوت
گوید آن دانه بدم من دام آن | چون شدی تو صید دانه شد نهان
بس انامل رشک استادان شده | در صناعت عاقبت لرزان شده
نرگس چشم خماری همچو جان | آخر اعمش بین و آب از وی چکان
حیدری کاندر صف شیران رود | آخر او مغلوب موشی میشود
طبع تیز و دوربین محترف | چون خر پیرش ببین آخر خرف
زلف جعد و مشکبار عقل بر | آخر او چون دم زشت پیر خر
خوش ببین کونش ز اول باگشاد | و آخر آن رسوائیش بین و فساد

کہ یہ ہے کون و فساد ای اوستاد [۱] | وہ دغل کون اور نصیحت وہ فساد
کون کہوے میں مبارک پا ہوں آ | اور فساد اسکا کہے لاشے ہوں جا
ہونٹ چابے تو بہار خوش سے یان | دیکھ تو سردی و زردی خزان
دن میں دیکھا شمس کو بالکل خوب | مرگ اُسکی یاد کر وقتِ غروب
بدر دیکھا آسمان پر خوشنما | حسرت اسکی دیکھ گھٹنے میں ہے کیا
حُسن [۲] سے لڑکا ہوا مولائے خلق | کل ہوا بوڑھا وہ اور رسوائے خلق
سیمتن نے جو کیا تجھکو شکار | بوڑھے پن میں دیکھ تن جون پنبہ زار
ای غذا کو چرب دیکھا تونے جو | اسکا فضلہ دیکھ اب موری میں تو
کہ پلیدی کو تری خوبی کہاں | وہ فریب حسن و مرغوبی کہاں
ہے [۳] طبق پر نرمی و عشوہ کہاں | ٹوکرے پر ہو کہاں جلوہ کہاں
وہ کہے وہ دانہ میں دام اسکا تھا | جو ہوا تو صید بس دانہ چھپا
انگلیاں جو رشک اُستادوں کی تھیں | صنع میں آخر کو وہ لرزاں ہوئیں
نرگسیں آنکھیں جو تھیں مانندِ جان | آخر اندھی دیکھ آب انسے رواں
اک بہادر صف میں شیروں کی گھسے | چوہے سے مغلوب آخر کو رہے
طبع تیز اور دوربین صناع کو | مثل خر بوڑھے کے اسکو دیکھ تو
زلف مشکیں گیسوے دل کش ربا | بوڑھے خر کی دم سے آخر بدنما
کون [۴] اسکا دیکھ اول خوشنما | دیکھ آخر تو فساد اُس کا بڑا

ف ۱ کہ یہ آخ ۵ شعر کہا ای اُستاد یہ کون ہے فساد ہے وہ دغل کون اور وہ نصیحت فساد ہے کون کہتا ہے کہ میں مبارک پا ہوں تو آ اور فساد اُسکا کہے کہ میں لاشے ہوں تم جاؤ آگے اسکے حقائق ہیں بطور مثال کے تو ہونٹ چابے بہار خوش سے یہاں مگر سردی و زردی سے خزان کو دیکھ دن میں شمس کو دیکھا بالکل خوب مرگ اسکی یاد کر وقت غروب کے بدر آسمان پر خوشنما دیکھا مگر اسکی حسرت دیکھ گھٹنے میں کیا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۲ حسن سے آخ ۴ شعر لڑکا حسن سے مولائے خلق کا ہوا کل بوڑھا ہوا اور رسوائے خلق کا ہوا سیمتن نے تجکو شکار کیا اب جسم کو بڑھاپے میں دیکھ کر روئی کے مانند عاجز ہے ای شخص تونے غذا کو چرب دیکھا اب اسکا فضلہ موری میں دیکھ پلیدی کو کہہ کہ خوبی تیری کہاں ہے اور وہ فریب حسن اور مرغوبی کہاں ہے یعنی آشنائی دنیا اول بہت خوب معلوم ہوتی ہے اور آخر میں وحشت دکھائی دیتی ہے اسواسطے دنیا کو کون و فساد کہتے ہیں پس تو اس دنیا کی خوبی چند روزہ پر غافل ہو کر اس جہان کی عمدگی ہمیشہ کو مت چھوڑ باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ ف ۳ ہے طبق آخ ۷ شعر وہ عشوہ وہ نرمی طباقوں پر کہاں ہے اور ٹوکروں کا جلوہ وہ جو خوش کہاں ہے وہ کہوے کہ وہ دانہ تھا میں اسکا دام تھا جب تو صید ہوا وہ دانہ چھپ گیا انگلیاں جو رشک دینے والی اُستادوں کی تھیں صنعت میں وہ آخر کو لرزان ہوئیں نرگسیں آنکھیں جو مثل جان کے تھیں انکو اندھی دیکھا اور پانی اُنسے جاری ایک بہادر صف میں شیروں کی گھسے آخر کو چوہے سے مغلوب ہے تیز طبع دوربین صناعی کو مانند بوڑھے خر کے دیکھ زلف مشکین اور گیسو عقل ربا مثل دم خر بوڑھے کے آخر کو بدنما ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۴ کون آخ ۱ شعر اسکی کون کو دیکھ اول خوشنما ہے اور آخر اسکا فساد دیکھ بدنما ہے یعنی کہ اسنے ظاہرا دام دکھایا اور ریا کر ہو تجھ الگھیری خام کی ریت کہ دنیا نے دھوکا دیا ورنہ دانہ عقل کو کب پھانستا طوق زرین اور حمائل اُنچے دیکھ وہ طوق زنجیر ہیں سب آخر کو اس طرح ہر ایک جزو عالم کو جان ہے اور اول جو آخر کا اسکے دیکھے جو آخر کو دیکھے وہ مسعود ہے اور آخر کو نہ دیکھے وہ مردود ہے یعنی جو آخر میں ہے وہ مسعود ہے

اور جو آخر بینے طمع داری کو دیکھتا ہے وہ مردود ہے بس نیائی ہر ایک شے کا انجام دیکھنا چاہیے جب آفت سے بچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا نکہ او بنمود پیدا دام را — پیش تو برکند سلت خام را
کیونکہ دام اُسنے دکھایا ظاہرا — مو چھوا گھیری خام کی تجلیہ بتا

پس مگو دنیا بتزویرم فریفت — ورنہ عقل من زدانہ می‌نگفت
مت کہو دنیا نے بس دہوکا دیا — ورنہ دانا عقل کو کب پھانستا

طوق زرین و حمائل ہی ہلہ — غل و زنجیرے شدست و سلسلہ
طوق زرین اور حمائل دیکھ لب — طوق و زنجیرین ہین آخر کو سب

ہمچنین ہر جزو عالم می شمر — اول و آخر در آرش در نظر
اس طرح ہر جزو عالم جان لے — اول و آخر کو اُس کے مان لے

ہر کہ آخر بین تر او مسعود تر — ہر کہ آخر بین تر او مطرود تر
جو کہ آخر دیکھے وہ مسعود ہے — جو کہ آخر دیکھے وہ مردود ہے

روے ہر یک چون مہ فاخر ببین — چونکہ اول دیدہ آخر ببین
منھ ہر اک کا مثل مہ کے دیکھ تو — جو کہ اول دیکھا دیکھ آخر کو تو

تا نباشی ہمچو ابلیس اعورے — نیم بیند نیم نے چون ابتری
تا نہووے کانا تو ابلیس سا — آدھا دیکھے آدھا نے ناقص رہ

دید طین آدم و دینش ندید — این جہان دید آن جہان بینش ندید
دیکھا گل آدم کا اُسکے دین کو نے — دیکھا عالم اُسکے عالم مین کو نے

فضل مردان بر زنان ای بو شجاع — نیست بہر قوت و کسب و ضیاع
نے فضیلت مرد کو عورت پہ ہے — کسب دکھیتی اور قوت کے لئے

ورنہ شیر و پیل را بر آدمی — فضل بودی بہر قوت ای عمی
ورنہ ہاتھی شیر کو انسان پہ — بس فضیلت ہوتی قوت کیلئے

فضل مردان بر زن ای حالی پرست — زان بود کہ مرد پایان بین ترست
ہے فضیلت مرد کو عورات پہ — اس سبب کہ مرد آخر بین ہے تر

مرد کاندر عاقبت بینی خم ست — او ز اہل عاقبت چون زن کم ست
عاقبت بینی مین جو کہ خام ہے — کم ہے آخر بین سے جون عورات کے

از جہان دو بانگ می آید بضد — تا کدامی را تو باشی مستعد
ہین جہان سے آتی دو آواز ضد — کو نسے پر تا کہ تو ہو مستعد

آن یکی بانگش نشور اتقیا — وین دگر بانگش فریب اشقیا
اک صدا اس کی ظہور اولیا — اک صدا اسکی فریب اشقیا

بانگ خار و بانگ اشگوفہ شنو — بعد ازان شو بانگ خارش را گرو
بانگ خارا اور بانگ اشگوفہ سن — بعد بانگ خار کا ہو تو گرو

من شگوفہ خارم ای خر کبار — گل بریزد من بمانم شاخ خار
مین شگوفہ کا ہون خار اے گلعذار — گل جھڑین اور مین ہون اک شاخ خار

بانگ اشگوفہ اش کہ اینک گلفروش — بانگ خار او کہ سوے ما مکوش
بانگ اشگوفہ کہ اب گل مجھسے پا — بانگ خار اسکی کہ میری سمت آ

این پذیرفتی بماندی زان دگر — کہ محب از ضد محبوب ست کر
یہ کرے جو تو قبول اس سے رہے — بہرا عاشق ضد معشوقہ سے ہے

سلہ منھ آخ ے شعر ہر ایک کا منھ مانند ماہ کے تو دیکھ جو کہ اول کو دیکھتا ہے آخر کو دیکھ تا کہ تو ابلیس کے مانند کانا نہووے کہ آدھا دیکھے اور آدھا نہیں تو ناقص رہا آدم کا گل دیکھا اور اسکے دین کو نہ دیکھا مرد کو عورت پر فضیلت نہیں ہے کسب دکھیتی اور قوت کے سبب سے ورنہ شیر و ہاتھی کو انسان پر فضیلت ہوتی قوت کے سبب سے پس مرد کو عورت پر فضیلت ہے اس سبب سے کہ مرد آخر بین ہوا ہے جو کہ عاقبت بینی مین خام ہے آخر بین سے وہ کم ہے مانند عورتون کے یعنی مرد آخر بین بہتر ہے حال بین سے جیسے کہ مرد بہتر ہے عورتون سے بسبب آخر بینی کے کیونکہ عورات حال بین ہین آگے بیان فرق آواز کا ہے فافہم ۱۲ سلہ ہین جہان سے آخ ے شعر جہان سے آتی ہین دو آواز ضد تا کہ تو کون سی پر ہو مستعد ایک اُس کی صدا ظہور اولیا ہے اور ایک اُس کی صدا فریب اشقیا ہے بانگ خار و بانگ شگوفہ کی سنو بعدہ بانگ خار کا تو گرو ہو کر کہ مین شگوفہ کا خار ہون اے گلعذار گل جھڑے اور مین رہون ایک شاخ خار بانگ شگوفہ کی ہے کہ اب گل مجھ سے پا اور بانگ خار کی ہے کہ میری سمت آ اگر قبول کرے اس سے رہے کہ عاشق بہرا ہے معشوق کی ضد سے یعنے دنیا سے دو آواز ضد آتی ہین ایک اولیا اور ایک اشقیا کی اگر تو نے ایک آواز قبول کی ہو تو دوسری آواز سے محروم رہا کیونکہ عاشق اپنے معشوق کی ضد سے بہرا ہوا کرتا ہے پس تو آواز اولیا کی سن کہ آواز اشقیا سے تو بہرا رہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

آن یکے بانگش ۵۱ که نک حاضرم	بانگ دیگر بنگر اندر آخرم	ایک کی یہ بانگ کہ حاضر ہوں مین	بانگ ثانی دیکھو تو انجام مین
حاضریم هست همچون مکر و کین	نقش آخر ز آئینه اول ببین	حاضری میری مثال مکر ہے	آئینہ اول مین آخر دیکھ لے
چون یکے زین دو جوال اندر شدی	آن یکی را ضد و نادر خور شدی	گون مین اک کی تو ان دو سے گیا	دوسرے کا ضد و نادر تو بنا
ای خنک آن کو ز اول آن شنید	کش عقول و مسمع مردان شنید	ای وہ اچھا کہ وہ اول سے سنا	جو عقلمندون و مردون نے سنا
خانه خالی یافت جا را او گرفت	غیر آنش کژ نماید یا شگفت	خالی گھر پا کر کے جو قائم ہوا	غیر اُسکا بد دیکھے اور ناروا
کوزهٔ نو کو بخود بوئے کشد	آن خبث را آب نتواند برید	کوزۂ نو ۵۲ جو پیئے پیشاب کو	وہ پلیدی آب سے نے دور ہو
در جهان هر چیز چیزے را کشد	کفر کافر را و مرشد را رشد	ہے جہان مین چیز ہر چیز ایک کو	کفر کافر کو و نیکی نیک کو
در جهان هر چیز چیزے جذب کرد	گرم گرمی را کشید و سرد سرد	کھینچے چیز اک چیز کو اندر جہان	گرم گرمی سرد سردی کو نہان
کهربا هم هست و مقناطیس هست	تا تو آهن یا کهی آئی بشست	کہربا ہے اور مقناطیس ہے	تا تو لوہا یا کہ گھانس ہو کر پھنسے
برد مقناطیس ار تو آهنے	ور کهی بر کهربا هم می تنے	گر تو آہن ہے تو مقناطیس لے	گھانس اگر ہے کہربا مین تو پھنسے
آن یکے چون نیست با اخیار یار	لاجرم شد پهلوے فجار جار	جو کوئی کرنے ہی یار اولیا	جان کہ ہمسایہ فاجر کا ہوا
وان یکے را صحبت خار اختیار	لاجرم شد پهلوے هر خار خار	ایک نے کی صحبتِ خار اختیار	تا ہوا پہلوی ہر اک خار خار
هست موسی پیش قبطی بس ذمیم	هست هامان پیش سبطی بس رجیم	موسی قبطی کے ہے آگے ذمیم	ہامان سبطی کے ہے آگے بس رجیم
جان هامان جاذب قبطی شده	جان موسی طالب سبطی شده	جان ۵۳ ہامان جاذب قبطی ہوئی	جان موسی طالب سبطی ہوئی
معدهٔ خر که کشد در اجتذاب	معدهٔ آدم جذوب گندم آب	معدۂ خر کو ہے کاہون کی کشش	معدۂ آدم کو گیہون کی کشش
گر تو نشناسی کسی را از ظلام	بنگر او را کوش سازیدست امام	تیرگی سے نے کسیکو جانے تو	دیکھ اُس خادم مطیع پیر کو
زان که هر کره پے مادر رود	تا بدان جنسیتش پیدا شود	کیونکہ پیچھے مان کے ہر بچہ پھرے	جنسیت تا کہ اثر اس مین کرے

۵۱ ایک کی الخ ۵ شعر ایک کی یہ بانگ ہے کہ مین حاضر ہون دوسرے یہ بانگ ہے کہ میرا انجام دیکھ میری حاضری مثل مکر کے ہے دل کے آئینے مین آخر کو دیکھ لے ایک کی گون مین جو تو ان دو سے گیا دوسرے کا ضد و نادر تو بنا اے وہ اچھا ہے کہ وہ اول سے سنا ہے کہ جو عقلمندون و مردون نے سنا ہے جو کہ خالی گھر پا کر قائم ہوا اس کا غیر بد و ناروا دیکھے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

۵۲ کوزۂ نو الخ ۸ شعر کوزہ نو جو پیشاب کو پئے وہ پلیدی آب سے دور نہ ہووے ہر ایک چیز جہان مین ایک چیز لیوے کفر کافر کو نیکی نیک کو کھینچے ایک چیز جہان مین چیز کو کھینچے گرم گرمی کو سرد سردی کو یہان کہربا بھی ہے اور مقناطیس بھی ہے تاکہ اگر تو لوہا ہے یا تو گھانس ہے تو اگر پھنسے اگر تو آہن ہے تو مقناطیس کو لے اور اگر تو گھانس ہے کہربا مین تو کھینچے جو کوئی کہ یار اولیا کا نہین ہے جان لے کہ وہ ہمسایہ فاجر کا ہوا ہے ایک نے صحبت خار کی اختیار کی ہے تا ہوا پہلو سے ہر ایک خار خار موسی قبطی کے آگے برا ہے اور ہامان سبطی کے آگے برا ہے یعنی ہر ایک شے اپنی جنس کو کھینچتی ہے نیک نیک کو اور بد بد کو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۳ جان ہامان الخ ۴ شعر جان ہامان کی جاذب قبطی کی ہوئی اور جان موسی طالب سبطی کی ہوئی خر کے معدے کو کاہ کی کشش ہے آدم کے معدے کو گندم کی کشش ہے تو تیرگی سے کسی کو نہین جانتا ہے اُس خادم مطیع پیر کو دیکھ کیونکہ مان کے پیچھے ہر بچہ پھرتا ہے تاکہ جنسیت اُس مین اثر کرے یعنی ہر ایک شے اپنی جنس کو کھینچتی ہے چنانچہ اس کی مثال مین حکایت روح عارف کا بیان ہے فافہم ۱۲

بیان آنکہ عارف را غذائی ست از نور حق کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی وقولہ

شب گذاشتیم نزدیک رب خویش میخوراند مرا و آب می نوشاند مرا و قولہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجوع طعام اللہ

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالضرور گرسنگی طعام خداست

یحیی بہ ابدان الصدیقین ای طعام اللہ

زندہ می ماند ازان بدنہاے صدیقین یعنی طعام خدا

فے الجوع

گرسنگی ست ۱۲

بیان اسکا کہ عارف کی غذا ہے نور حق سے کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

کہ رات گذارتا ہی میں نزدیک رب اپنے کے کھلاتا ہے وہ مجکو اور پلاتا

وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجوع

ہی مجکو فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور کر بھوک

طعام اللہ یحیی بہ ابدان الصدیقین ای

طعام اللہ کا ہے زندہ رہتا ہے ساتھ اسکے بدن صدیقوں کا یعنی

طعام اللہ فے الجوع

طعام اللہ کا بھوک مین ہے ۱۲

آدمیؑ را شیر از سینہ رسد	شیر از خر نیمہ زیر سینہ بود
عدل قسام ست وقسمت کردنی ست	ای عجب کہ جبر نی وظلم نیست
جبر بودی کے پشیمانی شدی	ظلم بودی کے نگہبانی بدی
روز آخر شد سبق فردا بود	راز ما را روز کے گنجا بود
حاصل آن کاندر دخول اندر آید	در نگر واللہ اعلم بالصواب

آدمیؑ کو شیر سینے سے ملے	شیر خر کو پیچھے کے دھڑ سے ملا
عدل ہی قاسم کا جو قسمت کرے	اسے نہیں وہ جبر سے نہ ظلم سے
جبر ہوتا کب پشیمان ہوتا تو	ظلم ہوتا کب نگہبان ہوتا تو
دن ہوا آخر سبق کل ہوئیگا	راز سنے دن مین سما آتا ہے مرا
آنے جانے مین حصول بیحساب	دیکھ تو واللہ اعلم بالصواب

خطاب با مغروران دنیا وگرفتاران نفس

خطاب ساتھ مغرورون دنیا اور گرفتارون نفس کا

اے بکردہ اعتماد و اتقی	بر دم و بر چاپلوسی فاسقی
خیمہ بر ساختستی از حباب	آخر آن خیمہ است بس واہی طناب
ازرق چون برق ست اندر نور آن	راہ تو انتدید ان رہروان

اے کیا تونے جو کلی اعتماد	فاسقون کی چاپلوسی ہو شاد
گھر بنایا تونے باشکل حباب	آخر اس خیمے کی ہے واہی طناب
مکر ہے جون برق اسکے نور مین	رہ نہ سالک دیکھین رہ حق کا

سلہ آدمی الخ ۵ شعر آدمی کو شیر سینے سے ملتا ہو اور خر کو شیر پیچھے کے آدھے جسم سے ملتا ہے قاسم کا عدل ہے کہ جو قسمت کرے اسی طرح وہ جبر وظلم سے نہیں ہے اگر جبر ہوتا تو پشیمان کب ہوتا اور اگر ظلم ہوتا تو نگہبان کب ہوتا دن آخر ہوا سبق کل ہوئیگا میرا راز دن میں نہیں سماتا ہے حاصل بے حساب آمنے وجانے میں تو دیکھ اللہ خوب جانتا ہے یعنی جیسے انسان کو شیر سینے سے ملتا ہے اور خر کو پیچھے کے نصف جسم سے شیر ملتا ہے اسی طرح سے انسان کامل کو غذا روح اعلیٰ سے ملتی ہے اور غافلان دنیا کو یہ غذا انسانی اسفل سے ملتی ہے چنانچہ گرفتاران دنیا کا حال آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ اے کیا تونے الخ ۶ شعر اے تو نے کلی اعتماد کیا فاسقون کی چاپلوسی پر شاد ہوکر تو نے گھر بنایا ہم شکل حباب کے کہ آخر اس خیمے کی طناب واہی ہے مکر ہے مانند برق کے کہ اسکے نور مین سالک راہ دیکھے اور نہ راہ چل سکے یہ جہان اور اہل اسکے بے حد دل ہوفانی مین ایک لی ہی یہ دونون فضول دنیا کے مانند لڑکا بچہ ہیو فاہی اگر منھ تیری طرف لے وہ قفا ہے اور اہل اسکے ملتے اس عالم کی ہمیشہ عہد پاراز راہ نیکی کے قیام رکھتے ہیں یعنی اہل دنیا شل دنیا کے بیوفا ہیں اور اہل جہان کے اہل کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

زین جہان و اہل آن بیجا اصل اند	ہر دو اندر بیوفائی یکدل اند	یہ جہان اور اہل اسکے بے حصول	بیوفائی میں ہیں اک دل دو فضول
زادۂ دنیا چو دنیا بیوفاست	گرچہ رو آرد بتو آن بیوفاست	مثل دنیا اسکا بچہ بے وفا	منھ تری سو گر کرے ہے وہ قفا
اہل آن عالم چو آن عالم ز بر	تا ابد در عہد و پیمان مستقر	مثل اس عالم کے اہل اسکے مدام	عہد پر نیکی سے رکھتے ہیں قیام
خود دو پیغمبر بہم کے ضد شدند	معجزات یکدگر کے بستدند	۱ دو پیمبر ہیں بہم ضد کب ہوئے	معجزے آپس میں چھینے ہیں کبھی
کے شود پژمردہ میوہ آنجہان	شادی عقبی نگردد آن دہان	اس جہان کے میوے پژمردہ ہوں کم	شادی عقبی کی نہ ہووے رنج و غم
نفس بیعہد است زان رو کشتنی ست	او دنی و قبلہ گاہ او دنی ست	لائق کشتن ہے نفس بیوفا	وہ برا اور قبلہ گہ اسکا برا
نفس ہا را لائق است این انجمن	مردہ را در خور بود گور و کفن	نفس کو لائق ہے بس یہ انجمن	لائق مردہ ہے بس گور و کفن
نفس اگرچہ زیرک است و خردہ دان	قبلہ اش دنیاست او را مردہ دان	نفس گرچہ ہے عقیل و نکتہ دان	قبلہ اسکی دنیا اسکو مردہ جان
آب وحی حق بدین مردہ رسید	شد ز خاک مردہ زندہ پدید	وحی حق کا آب مردہ کو ملا	خاک مردہ سے عیان زندہ ہوا
تا نیاید وحی ز دغرہ مباش	تو بدان گلگونہ بقال بقاش	۲ تا نہ وحی آئے تو مت مغرور ہو	رونق طول بقا پر اے نکو
بانگ و صیتی جو کہ آن خامل نشد	تاب خورشیدی کہ آن آفل نشد	ڈھونڈھ وہ آواز جو باطل نہو	نور اس خور کا کہ جو آفل نہو
آن ہنرہای دقیق و قال و قیل	قوم فرعون اند اجل چون آب نیل	وہ ہنر باریک اور وہ قال و قیل	قبطیوں کی ہے اجل جون آب نیل
رونق و تاب و طرب سحر شان	گرچہ خلقان را کشد گردن کشان	رونق ان کے سحر کی اور کر و فر	گرچہ کھینچے خلق کو ہے بیشتر
سحرہای ساحران دان جملہ را	مرگ چوبی دان کہ آن شد اژدہا	سحر وہ جملہ ان اہل سحر کا	مرگ چوبی جان کے اژدر ہوا
جادوئی ہا را ہمہ یک لقمہ کرد	یک جہان پر شب بد آن را صبح خورد	ایک لقمہ سارے سحروں کا کیا	عالم پر شب سحر نے کھا لیا
نور از آن خوردن نشد افزون بیش	بل ہمان سان است کہ بود است پیش	نور کم بیش اس خورش سے نہ ہوا	بلکہ ہے ویسا ہی وہ جیسا کہ تھا
ور اثر افزون شد و در ذات نے	ذات را افزونی و آفات نے	بیش اثروں میں ہوا نہ ذات میں	ذات کو بیشی ہے نے نقصان ہیں

۱ دو پیمبر الخ ۶ شعر دو پیمبروں میں ضد کب باہم ہوتی ہے اور کیا معجزے آپس میں چھینتے ہیں اس جہان کے میوے کم پژمردہ ہودین اور شادی عقبی کے رنج و غم نہووے نفس بے وفا لائق کشتن ہے وہ برا اور قبلہ گاہ اسکا برا ہے نفس کو لائق ہے یہ انجمن اور مردے کو لائق ہے گور و کفن اگرچہ نفس عقیل و نکتہ دان ہے قبلہ اس کی دنیا اور مردہ اس کو جان لو مردہ کو آب وحی حق کا پس نہ ایک مردہ سے زندہ پیدا ہوا یعنی یہ نفس بے وفا لائق مارنے کے ہے کہ دنیا کو بہتر جانتا ہے پس یہ نفس مردہ ہے اور وحی حق سے زندہ ہوتا ہے یعنی تعلیم مرشد سے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ تا نہ وحی الخ ۸ شعر وحی جب تک نہ آئے تو مغرور مت ہو رونق طول بقا پر وہ آواز ڈھونڈھ جو باطل نہ ہووے اور نور اس خورشید کا کہ جو آفل یعنی ڈوبنے والا نہووے وہ ہنر باریک اور وہ قیل و قال قبطیوں کی اجل ہے مانند آب رود نیل کے انکے سحر کی رونق اور کر و فر اگرچہ خلق کو کھینچتی ہے بیشتر وہ سحر جملہ ان اہل سحر کا مرگ چوبی جان کہ اژدہا ہوا ایک لقمہ تمام سحروں کا کیا کہ جان پر شب کو صبح نے کھا لیا نور زیادہ نہ کم اس خورش سے نہیں ہوا بلکہ ویسا ہی ہے کہ وہ جیسا کہ تھا اثروں میں زیادہ ہوا نہ ذات میں کہ ذات کو نہ زیادتی و نہ نقصان ہے یعنی نور میں اگر اور نور ملجائے تو نور کی کچھ زیادتی ذات میں نہیں ہوتی ہے مگر اثروں میں زیادتی ہوتی ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

حق زایجاد جہان افزون نشد — انچہ اول آن نبود اکنون نشد
لیک افزون شد اثر زایجاد خلق — درمیان آن فزاونست فرق
ہست افزونی اثر اظہار او — تا پدید آید صفات وکار او
ہست افزونی ہر ذاتی دلیل — کو بود حادث بعلتہا علیل
نکتہ شد باریک اینجا ای رفیق — لیک بشنو تو مقالات دقیق
گفت موسی سحر ہم حیران کنیست — چون کنم کاین خلق را تمییز نیست

حق[سله] نہین ایجاد عالم سے بڑھا — جو نہین اول تھا وہ ناب ہوا
پر اثر ایجاد عالم سے بڑھا — فرق اسکے درمیان ہی بس بڑا
ہے اثر کی زیادتی اسکا ظہور — کہ صفاتون کا ہوا سکی تا ظہور
ذات کی ہو زیادتی کی دلیل — کہ وہ حادث علتون سے ہی علیل
بیان ہوا باریک نکتہ اے رفیق — لیکن اب تو سن ے اقوال دقیق
بولے موسیٰ سحر بھی حیران کرے — کیا کرون سے خلق کو تمییز ہے

تفسیر آیت فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ

تفسیر آیت فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ
پس پایا نفس اپنے مین خوف موسیٰ نے
قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ
کہا ہم نے کہ مت ڈر تحقیق تو ہے برتر ونہی سے ۱۲

گفت حق تمییز را پیدا کنم — عقل بے تمییز را بینا کنم
چونکہ معجزات را ظاہر کنم — عقل را در دیدنش فاخر کنم
دیدہ بخشم عقل بے تمییز را — کور سازم جاہل ناچیز را
گرچہ چون دریا برآوردند کف — موسیا تو غالب آئی لاتخف
بود اندر عہد خود سحر افتخار — چون عصا شد مار آنہا گشت عار
ہر کسی را دعویٔ حسن و نمک — سنگ مرگ آمد نمکہا را محک
سحر رفت و معجزہ موسی گذشت — ہر دو را از بام بود افتاد طشت

بولا[سلہ] حق تمییز کو پیدا کرون — عقل بے تمییز کو بینا کرون
معجزون کو جو کہ ظاہر میں کیا کرون — عقل کو اس دید سے فاخر کرون
چشم بخشون عقل بے تمییز کو — کردون اندھا جاہل ناچیز کو
مثل دریا گرچہ لائے ہین وہ کف — آے تو غالب اے موسیٰ لاتخف
عہد مین جادو کو اپنے فخر تھا — جو عصا مار آیا وہ نادم ہوا
تھا ہر اک کو دعوی حسن و نمک — سنگ مرگ آیا نمک کو بس محک
سحر گذرا معجزہ موسے گیا — بام سے پر طشت دونون کا گرا

سله حق نہین الخ ۶ شعر حق ایجاد عالم سے نہین بڑھا جو اول نہین تھا وہ اب نہین ہوا لیکن اثر ایجاد عالم سے بڑھا کہ فرق اس کے درمیان بڑا ہے اثر کی زیادتی اس کا ظہور ہے کہ تا صفاتون کا اس کی ظہور ہو ذات کی زیادتی کی یہ دلیل ہے کہ وہ حادث علتون سے علیل ہے یہان باریک نکتہ بیان ہوا لیکن اب تو سن ے قول دقیق موسے نے کہا کہ سحر بھی حیران کرتا ہے مگر کیا کرون مخلوق کو تمیز نہین ہے یعنی ذات حق تعالیٰ کی آفرینش مخلوق سے کچھ زیادہ ہو گئی مثل رزاقیت وخالقیت وغیرہ جب کہ صفات زیادہ ہوئے پس یہی زیادتی ذات کی ہے چنانچہ آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲

سلہ بولا حق الخ ۷ شعر حق نے فرمایا کہ مین تمیز کو پیدا کرون اور عقل بے تمیز کو بینا کرون جو کہ معجزون کو ظاہر کرون عقل کو اس دید سے فخر کرنے والی کرون بخشون عقل بے تمیز کو چشم اور جاہل ناچیز کو اندھا کرون دریا کے مانند اگرچہ وہ کف لائے ہین تو غالب آئے موسے ترجمہ مت خوف کر اپنے عہد مین جادوگرون کو فخر تھا جو عصا وہ مارا ہوا وہ عار ہوگیا ہر ایک کے دعوے تھا حسن نمک کا سنگ مرگ نمک کو محک آیا سحر گذرا اور معجزہ موسیٰ کا گیا لیکن دونون کا طشت بام سے گرا یعنی راز فاش سحر ومعجزے کا ہوا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

بانگ طشت سحر جز لعنت نماند	بانگ طشت دین بجز رفعت نماند	بانگ طشت سحر جز لعنت نہیں	بانگ طشت دین جز رفعت نہیں
چون محک پنہان شدست از مرد و زن	در صف آمد قلب اکنون لاف زن	مرد و زن سے جو محک پنہان ہوئی	صف مین آکر دعوی کھوٹے کیا
وقت لافستت محک چون غایبست	می‌برندت از عزیزی دست دست	وقت دعوی ہے محک غائب ہوئی	ہاتھوں ہاتھ عزت سے تجکو لیں سبھی
ہر دمت عزی و نازی در فزود	چون محک آمد چرا گشتی کبود	ہر گھڑی اعزاز بڑھتا تھا ترا	جو محک آئی سیہ رو کیون ہوا
قلب میگوید ز نخوت ہر دمم	ای زر خالص من از تو کی کمم	قلب نخوت سے کہے ہر دم میں ہون	ای زر خالص نہ تجھسے کم میں ہون
زر ہمی گوید بلی ای خواجہ تاش	لیک می آید محک آمادہ باش	زر کہے ای خواجہ تاش اچھا ہوا	لیکن آتی ہے محک تو ٹھہر جا
مرگ تن ہدیہ است بر اصحاب راز	زر خالص را چہ نقصانست گاز	مرگ تن تحفہ ہے اہل راز کو	زر کو کیا نقصان ہے قینچی سے تو
قلب اگر در خود ہم آخر بین بدی	آن سیہ کآخر شد او اول شدی	ہوتا آخر بین جو خود مین قلب تھا	ہوتا اوّل جو سیہ آخر ہوا
چون شدی اول سیہ اندر لقا	دور بودی از نفاق و از شقا	تو سیہ اوّل لقا مین ہوتا گر	پس شقاوت سے تو ہوتا دور تر
کیمیای فضل را طالب بدی	عقل او بر زرق او غالب شدی	ہوتا طالب کیمیاے فضل کا	عقل غالب مکر پر ہوتی سدا
چون شکستہ دل شدی از حال خویش	جابر اشکستگان دیدی بہ پیش	دل شکستہ ہوتا حال اپنے سے گر	چارہ گر کو دیکھتا وہ بیشتر
عاقبت را دید او اشکستہ شد	از شکستہ بند در دم بستہ شد	دیکھا آخر جو آخیر مین ٹوٹا ہوا	اس گھڑی جراح نے بستہ کیا
فضل مسہا را سوی اکسیر راند	آن زر اندود از محک محروم ماند	فضل نے تانبا رنگا اکسیر سے	اور محک سے قلب وہ محروم ہے
ای زر اندودہ مکن دعوی مبین	کہ نماند مشتری اعمی چنین	مت کرے ای قلب دعوی اور دکھا	کہ نہ رہوے مشتری اندھا ترا
نور محشر چشمہا بینا کند	چشم بندی ترا رسوا کند	نور محشر آنکھ کو بینا کرے	اور نظر بندی تری رسوا کرے
بنگر آنہا را کہ آخر دیدہ‌اند	حسرت جانہا و رشک دیدہ‌اند	دیکھ تو اُن کو کہ آخر بین ہین جو	حسرت دیدہ و رشک جان ہین وہ
منگر آنہا را کہ حالی دیدہ‌اند	سر فاسد ز اصل سر بریدہ‌اند	دیکھ مت اُنکو کہ حالی بین ہین جو	بھید فاسد اصل سے ہین دور وہ

سلہ بانگ آگے یہ شعر بانگ طشت سحر کا بجز لعنت کے نہیں ہے اور بانگ طشت دین کا بجز رفعت کے نہیں ہے جو محک مرد و زن سے پوشیدہ ہوئی اے کھوٹے صف مین آ اور دعوی کر وقت دعوی کا ہے جو محک غائب ہوئی تجکو سب ہاتھوں ہاتھ عزت سے لین ہر گھڑی تیرا اعزاز بڑھتا تھا جب کہ محک آئی تو سیاہ رو کیون ہوا یعنی معجزہ و سحر دونون گئے مگر انکار از فاش ہوا پس اے ریاکار امتحان پنہان ہو تو دعوے کر کہ سب تیری عزت کرین جب کہ امتحان آسکے اُسوقت تو سیاہ رو ہو جائے گا چنانچہ آگے اُن ریاکارون کا بیان ہے فافہم۔ سلہ قلب آگے یہ شعر ز قلب نخوت سے ہر دم کہے کہ مین اے زر خالص تجھسے کم نہیں ہون یعنی اولیاء اللہ سے ریاکار کہے کہ مین تجھسے کم نہیں ہون زر کہے کہ اسے خواجہ تاش اچھا ہوا لیکن محک آتی ہے تو ٹھہر جا مرگ تن اہل راز کو تحفہ ہے زر کو قینچی سے کیا نقصان ہے یعنی امتحان ریاکار و اولیا کا اصل ہے کہ اولیا کو مثل زر خالص کے قینچی سے کچھ نقصان نہین ہوتا ہے جو خود مین قلب آخر بین ہوتا جو آخر سیاہ ہوا ہے وہ اول ہوتا تو اگر اول ملاقات مین سیاہ ہوتا پس شقاوت سے تو دور تر ہوتا طالب کیمیاے فضل کا ہوتا تو عقل غالب مکر پر ہوتی اگر دل شکستہ اپنے حال سے ہوتا چارہ گر کو پیشتر وہ دیکھ پاتی الی آخرہ سب فافہم۔ سلہ دیکھا آگے یہ شعر جو آخر مین ٹوٹا ہوا دیکھا اس جراح نے بستہ کیا فضل نے تانبا رنگا اکسیر سے اور وہ قلب محک سے محروم ہوا اے قلب دعوی مت کر دیکھ اگر تیرا مشتری اندھا نہ رہے آگے حقائق ہین نور حشر آنکھ کو بینا کرے اور تیری نظر بندی کو رسوا کرے تو اُن کو دیکھ جو آخر بین ہین حسرت دیدار و رشک جان ہین انکو مت دیکھ کہ جو حالی بین ہین انکا بھید فاسد اور اصل سے وہ دور ہین یعنی آخر بین کو تو دیکھ کہ حسرت دیدہ و رشک جان ہین اور ظاہر بین کو مت دیکھ کہ انجام کار وہ نادم ہوتے ہین آگے اسکا بیان ہوتا ہے

پیش حالی بین کہ در حبل شست شک | صبح صادق صبح کاذب ہر دو یک
صبح کاذب صد ہزاران کاروان | داد بر باد ہلاکت ای جوان
صبح صادق را طلب کن ای عزیز | تا ز صدق او شوی صاحب تمیز
نیست نقدی کش غلط انداز نیست | وای آن جان کش محک کالا نیست
باز رو سوے غلام و کتبتش | کو سوے شہ می نویسد نامۂ خوش

حال بین کر ... کہ شک کے | صبح صادق صبح کاذب ...
صبح کاذب نے ہزاروں کاروان | کردیئے برباد ...
صبح صادق کو طلب کر اے عزیز | صدق سے ... تا صاحب تمیز
نقد بے دھوکا نہیں اب کوئی ہے | حیف وہ ... کہ محک ...
پھر غلام اور جانب خط اسکے جا | کہ وہ لکھتا خط ...

زجر کردن مدعی را از دعوے و امر کردن بہ متابعت سنت

دھمکانا مدعی کو دعوے سے اور حکم کرنا اسکو واسطے متابعت سنت کے

بو مسیلم گفت من خود احمدم | دین احمد را بفن برہم زدم
بو مسیلم را بگو کم کن بطر | غرۂ اول مشو آخر نگر
این قلاوزی مکن از حرص جمع | پس روی کن تا رود پیش تو شمع
شمع مقصد را نماید ہمچو ماہ | کاین طرف دانہ ست یا خود دامگاہ
گر بخواہی ور نخواہی با چراغ | دیدہ گردد نقش باز و نقش زاغ
ورنہ این زاغان دغل افروختند | بانگ بازان سپید آموختند
بانگ ہدہد گر بیاموزد قطا | راز ہدہد کو و پیغام سبا
بانگ بر رستہ ز بر بستہ بدان | تاج شاہان را ز تاج ہدہدان
حرف درویشان و نکتۂ عارفان | بستہ اند این بی حیایان بر زبان

بو مسیلم بولا احمد خود میں ہوں | دین احمد مکر سے ابتر کروں
بو مسیلم کو کہہ خود بین نہ ہو | پہلے مت کر غرہ آخر دیکھ تو
پیشرو مت ہو تو بہر حرص جمع | پیروی کر آگے آئے تاکہ شمع
شمع مقصد کو دکھائے مثل ماہ | کہ ادھر دانہ ہے یا کہ دامگاہ
گر تو چاہے یا نہ چاہے با چراغ | ہووے ظاہر نقش باز و نقش زاغ
ورنہ ان زاغوں نے کھولا مکر جو | اور سیکھے قول ...
سیکھے گر چنڈول ہدہد کی صدا | راز ہدہد کان و پیغام سبا
پر کھلے اور پر بندھے کی بانگ جان | فرق تاج شاہ تاج ہدہدان
حرف درویشان و نکتہ عارفان | کرتے ہیں یہ بے حیا ظاہر بیان

سلہ بو مسیلم آخ ۶ شعر بو مسیلم نے کہا کہ میں خود احمد ہوں اور دین احمد کو مکر سے ابتر کیا بو مسیلم کو کہو کہ خود بین مت ہو اور غرہ مت کر تو آخر کو دیکھ رہنا مت ہو تو واسطے حرص و جمع کے پیرو ہو تا شمع آگے آئے شمع مقصد کو مانند ماہ کے دکھاتی ہے کہ ادھر دانہ ہے یا دام گاہ ہے اگر تو چاہے یا نہ چاہے چراغ سے ظاہر ہووے نقش باز اور نقش زاغ کا ورنہ ان زاغوں نے مکر کھولا ہے اور سیکھے ہیں قول شاہ باز کے یعنی تو پیشرو مت ہو پیرو ہو کر مقصد حاصل ہو ورنہ ریاکاروں سے دھوکا کھائے گا ... باتیں کاملوں کی سیکھی ہیں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ سیکھے آخ ۷ شعر اگر چنڈول ہدہد کی صدا سیکھے راز ہدہد کہاں اور پیغام سبا کا کہاں ہے پر کھلے مرغ و پر بندھے کی آواز جان اور تاج شاہ و تاج ہدہدوں کا پہچان حرف درویشوں و نکتہ عارفوں کو یہ بے حیا بظاہر بیان کرتے ہیں اگلی امت ہلاک ہوئی اس واسطے کہ عود کا گمان سنگ پر رکھتے تھے انکو تمیز تھا کہ وہ ظاہر کریں اور اندھے بہرے حرص سے ہیں اندھا پن اندھوں کا رحمت سے دور نہیں ولیکن اندھا پن حرص کا پر قصور ہے مجرم بادشاہ کا رحمتوں سے دور کب ہے بہرے حاسد کا بھلا مغفور کب ہے یعنی ریاکاروں کو تمیز تھا کہ وہ بھلا و برا جانیں ولیکن بسبب حرص کے اندھے و بہرے بنے رہے مجرم شاہی پر رحمت ہو سکتی ہے ولیکن مجرم حاسد مغفور نہیں ہوتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲

سر ہلاک امتِ پیشین کہ بود ‌ زانکہ چندل را گمان کردند عود
بود شان تمیز کان مظہر کند ‌ لیک حرص و آز کور و کر کند
کوری کوران ز رحمت دور نیست ‌ کوری حرص ست کان معذور نیست
چار میخ شہ ز رحمت دور نے ‌ چار میخ حاسدے مغفور نے
ماہیا آخر یکے بنگر بشست ‌ برگلوے چشم آخر بینت بست
باد و دیدہ اوّل و آخر ببین ‌ ہین مباش اعور چو ابلیسِ لعین
اعور آن باشد کہ حالی دید و بس ‌ چون بہائم بیخبر از پیش و پس
چون دو چشم گاو در جرم تلف ‌ ہمچو یک چشم ست کش نبود شرف
ربع قیمت ارزد آن دو چشم او ‌ کہ دو چشمش راست مسند چشم تو
گر کنی یک چشم آدم زادہ کور ‌ نصف قیمت لازم ست از جادگو
زانکہ چشم آدمی تنہا بخود ‌ بے دو چشم یار کارے میکند
چشم خر چون اولش بی آخرست ‌ گر دو چشمش ہست حکمش اعورست
این سخن پایان ندارد وآن غلام ‌ می نویسد رقعہ در طمع رغیف

اگلی امت ہوئی ہلاک سو جیسے ‌ عود کا رکھتے گمان تھے سنگ پے
تھا تمیز انکو کہ وہ ظاہر کرین ‌ اندھے بہرے حرص سے لیکن بنین
اندھاپن اندھوں کا رحمت سے نہ دور ‌ اندھاپن ہے حرص کا بس ہے قصور
مجرمِ شہ رحمتوں سے دور کب ‌ مجرم حاسد بھلا مغفور کب
دیکھ شست اکبار اے مچھلی تری ‌ اشتہائے چشم مین آخر چھپی
اول آخر دیکھ دونون آنکھ سے ‌ مت ہو کانا تو مثالِ ابلیس کے
وہ ہی کانا دیکھے جو حاضر کو بس ‌ مثل حیوان کے نجانے پیش و پس
جیسے پھوٹے دونون آنکھ حیوانکی ‌ جرم وہ اک آنکھ کا انسانکی
قیمت ان دو آنکھ کی چوتھائی ہے ‌ دونون وہ تابع ہین تیری آنکھ کے
آنکھ انسان کی اگر تو پھوڑ دے ‌ نصف قیمت لازم آئے شرع کے
کیونکہ آنکھ انسانکی اپنے آپ سے ‌ بے دو چشم یار کرتی کام ہے
چشم خر اول ہی سے آخر رکھے ‌ اسکی دو آنکھیں ہین پر کانا وہ ہے
بات یہ بے انتہا ہے وہ غلام ‌ طمع مین روٹی کے خط لکھے تمام

بقیہ نوشتن غلام رقعہ را بطلب اجرے ‌ باقی قصہ خط لکھنا غلام کا طلب مین وظیفہ کے

رفت پیش از نامہ پیش مطبخی ‌ کای بخیل از مطبخ شاہ سخی
دور از و و ز ہمت او کین قدر ‌ از جرمی ام آیدش اندر نظر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است ‌ نے برائے بخل و نے تنگی دست

پاس باورچی کے قبل از خط گیا ‌ کہ بخیل مطبخِ شاہ سخا
اسکی ہمت جا ہے کب کہ اسقدر ‌ وہ رکھے میرے وظیفہ پر نظر
بولا فرمایا ہے حکمت کے لئے ‌ نے پئے بخل و نہ تنگی دست کے

ل دیکھ الخ ۲ شعر ایک بار شست دیکھ اے مچھلی کہ تیری چشم آخر بین اشتہا سے چھپی اول و آخر کو دونون آنکھ سے دیکھ کانا مت ہو مانند ابلیس کے کہ وہ کانا ہے کہ جو حاضر کو دیکھے اور مانند حیوان کے پیش و پس نہ جانے جیسے دونون آنکھیں حیوان کی پھوٹے وہ جرم ایک آنکھ انسان کا ہے قیمت اُن دو آنکھ کی چوتھائی ہے وہ دونون تابع ہین تیری آنکھ کے اگر تو انسان کی آنکھ کو پھوڑے نصف قیمت شرع سے لازم آئے یعنی دونون آنکھ سے تو اول و آخر کو دیکھ اور جو حاضر کو دیکھے وہ کانا ہے مثل ابلیس کے پس آخرین بہت ہے حال جس سے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کیونکہ الخ ۲ شعر کیونکہ انسان کی آنکھ اپنے آپ سے بغیر دو چشم یار کے کام کرتی ہے چشم خر دل ہی آخر بین رکھتی ہے اسکی دو آنکھیں ہین لیکن وہ کانا ہے یہ بات بے انتہا ہے وہ غلام روٹی کی طمع مین خط لکھتا ہے یعنی انسان کی آنکھ بغیر یار کے کام کرتی ہے اور حیوان کی آنکھ بغیر یار کے کام کرتی ہے اور حیوان کی آنکھ اول بین ہے آخر بین نہین ہے آگے قصہ غلام کے خط لکھنے کا ہے فافہم ۱۲ ۵۳ پاس باورچی الخ ۲ شعر باورچی کے پاس خط سے اول گیا کہ اے بخیل مطبخ شاہ سخی کے اسکی کب ہمت چاہتی ہے کہ اسقدر وہ میرے وظیفہ پر نظر رکھے باورچی نے کہا کہ حکمت کے لئے فرمایا ہے نہ بخل و تنگدستی کیلئے غلام نے کہا واللہ یہ بات بنائی ہے ورنہ زر آگے بادشاہ کے خاک ہے جو باورچی نے نسبت بخل کی اس نے دارے حرص کے سب روک دین جو وظیفہ اسکا صبح کو کم آیا گالیان دین اور کچھ بہم نہ آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گشت دلگیر بیست و اشتر این سخن / پیش شه خاکیست این زرگمن
مطبخی دو گونه حجت بر فراشت / او همه رد کرد از حرصی که داشت
چون حجبی کم آمدش در وقت چاشت / زد بسی تشنیع او سودی نداشت
گفت قاصد میکنند اینها شما / گفت سی که جده فرمائیم ما
این بگیر از فرع این از اصل گیر / بر کمان کم زن که از بازوست تیر
ما رمیت اذ رمیت ابتلاست / بر نبی کم نه گنه کان از خداست
آب از سر تیره است ای خیره چشم / پیشتر بنگر یکی بگشای چشم
شد ز خشم و غم درون بقعهٔ / سوی شه بنوشت خشمین رقعهٔ
اندر آن رقعه ثنای شاه گفت / گوهر جود و سخای شاه سُفت
کای ز بحر و ابر افزون کف تو / جمله محتاجان بتو آورده رو
زانکه ابر آنچه دهد گریان دهد / کف تو خندان پیاپی خوان دهد
ظاهر رقعه اگرچه مدح بود / بوی خشم از مدح اثرها می نمود
زان همه کار تو بی نورست زشت / که تو دوری دور از نور سرشت
رونق کار خسان کاسد شود / همچو میوه تازه زد فاسد شود
رونق دنیا برآرد زود کساد / زانکه هست از عالم کون و فساد
خوش نگردد از مدیحی سینها / چونکه در مداح باشد کینها
ای دل از کینه کراهت پاک شو / وانگهان الحمد خوان چالاک شو

بولا واللہ یہ منافی بات ہے / ورنہ زیر خاک آگے شاہ کے
جو کہ باورچی نے حجت پیش کین / اُسنے مارے حرص کے سب رد کین
جو وظیفہ آیا اُسکو صبح کم / گالیان دین اور نہ آیا کچھ بھم
بولا[51] یہ کرتا ہے تو سب قصد سے / بولا ہے کہ مین ہون تابع حکم کے
شاخ تو مت جان ایجان اصل سے / نہ کمان کے تیر بل بازو سے ہے
مارمیت اذرمیت امتحان / نے نبی پر رکھ گنہ حق سے تو جان
ہے سیہ پانی سرے سے ای جوان / اک قدم بڑھ کے تو دیکھ اسکو عیان
غصہ[52] ہوکر محل کے اندر گیا / اور بس غصہ کا خط شہ کو لکھا
لکھین اس خط مین بہت حمد و ثنا / اور پروئے گوہر جود و سخا
ابر اور دریا نہین تجھسے سوا / تیرے ہین محتاج تو حاجت روا
جو کہ بس دے ابر ہے رو رو کے دے / ہاتھ تیرا دمبدم ہنسکے دے
مدح مین وہ خط اگرچہ تھا لکھا / دیتا بو اُس مدح سے خشم تھا
تیرا[53] سب کام اسلئے بے نور ہے / نور پیدائش سے جو تو دور ہے
کھوئی رونق کام کی نادان کی ہو / تازہ میوہ جلد فاسد جیسے ہو
رونق دنیا بھی کھوٹی جلد ہو / عالم کون و فساد اسکی جو ہو
دل نہین ہوتا ہے خوش مداح سے / جو کہ وہ مداح کینہ سے بھرا
جبر و کینہ سے تو اے دل پاک ہو / اُس گھڑی جلدی سے پڑھ الحمد کو

۵۱ بولا آخر ۹ شعر کہا یہ تو سب قصد سے کرتا ہے باورچی نے کہا نہین مین تابع حکم کا ہون آگے اس کے حقائق ہین اُس کو شاخ سے مت جان اصل سے جان تیر کمان سے نہین بلکہ بازو سے ہے مارمیت اذرمیت سے نبی پر گنہ مت رکھ حق سے جان۔ سیاہ پانی سرے سے ہے ایک قدم بڑھ کے اسکو دیکھ عیان یعنی جو کچھ کہ اولیاء اللہ سے سرزد ہوتا ہے وہ ادھر سے ہے کیونکہ وہ حق مین فنا ہوتے ہین اسی کو کرامت کہتے ہین بس یہی توحید ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ غصہ ہوکر آخر ۵ شعر وہ غصہ ہو کر محل کے اندر گیا اور شاہ کو غصہ کا خط لکھا اور اس خط مین بہت سی حمد و ثنا لکھین اور جود و سخا کے گوہر پروئے کہ ابر و دریا تجھسے سوا نہین تیرے محتاج ہین اور تو حاجت روا ہے جو کہ دے وہ ابر رو کر کے دے اور تیرا ہاتھ ہنسکر کے دے اگرچہ مدح مین وہ خط لکھا تھا ولیکن خشم اس مدح سے بو دیتا تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ تیرا آخر ۷ شعر تیرا کام سب اسلئے بے نور ہے جو کہ تو نور پیدائش سے دور ہے نادان کے کام کی رونق کھوئی ہو مشکوک ہے تازہ میوہ جلدی فاسد ہو رونق دنیا کی بھی جلد کھوٹی ہو کہ اُس مین عالم کون و فساد جو ہے دل مدح سے خوش نہین ہوتا ہے جو کہ مداح کینے سے پاک ہو اے دل جبر و کینہ کو چھوڑ اور اس گھڑی جلدی سے پڑھو الحمد کو منھ پر اور کینہ اندرون اور زبان پر مکر یا فسون گویا ہے تب حق نے کہا کہ مین حاضر ہون اور ظاہر و باطن مین ناظر ہون یعنی اے ریاکار ظاہر و باطن سے پاک ہو اور اسدم الحمد پڑھ یعنی ذکر اللہ کا کر یہی بہتر ہے ورنہ زبان پر ہے اور دل مین کینہ رکھتا ہے کب تو اس سے فائدہ پائے چنانچہ مداح ریاکار کا قصہ آگے بمثال بیان فرماتے ہین بخافہم ہمت نہیں بھیکا تو نے جو قت کہ پھینکا تو نے ۱۲

بر زبان الحمد و اکراه اندرون / از زبان تلبیس باشد یا فسون
وانگهان گفته خدا که ننگرم / هم بظاهر هم بباطن ناظرم

منھ پہ الحمد اور کینہ اندرون / ہر زبان پر مکر گویا با فسون
تب کہا حق نے کہ ہان حاضر ہون مین / ظاہر و باطن پہ بس ناظر ہون مین

حکایت آن مداح که از جهت ناموس شکر ممدوح میکرد و بوی اندوه اندرون از خلاقت دلق ظاهر می‌نمود

حکایت اُس مدّاح کی کہ بسبب عزت کے شکر ممدوح کا کرتا تھا اور بوئے غم باطن کی پرانی گدڑی ظاہر اسکے سے آتی تھی

آن یکی با دلق آمد از عراق / باز پرسیدند یاران از فراق
گفت آری بد فراق الّا سفر / بود بر من بس مبارک مژده ور
کان خلیفه داد ده خلعت مرا / که قرینش باد صد مدح و ثنا
شکرها و حمدها بر می‌شمرد / تا که شکر از حد و اندازه ببرد
پس بگفتندش که احوال نژند / بر دروغ تو گواهی میدهند
تن برهنه سر برهنه سوخته / شکر را دزدیده یا آموخته
کو نشان شکر و حمد میر تو / بر سر و بر پای بی توقیر تو
گر زبانت مدح آن شه می‌تند / هفت اندامت شکایت میکنند
در سخای آن شه و سلطان جود / مر ترا کفشی و شلواری نبود
گفت من ایثار کردم آنچه داد / میر تقصیری نکرد از افتقاد
بستدم جمله عطا را از امیر / بخش کردم بر یتیم و بر فقیر

ایک گدڑی پوش آیا از عراق / دوستون نے پوچھا پھر حال فراق
بولا گرچہ تھا فراق الا سفر / مجھپر اچھا اور مبارک بیشتر
دس مجھے خلعت خلیفہ نے دیئے / ہو جیو مدح و ثنا جان اسکی پہ
حمد و شکر اسکے وہ کرتا ظاہرا / یان تلک کہ شکر حد سے لیگیا
گدڑی پوشی کی کہا حالت تری / دیتی ہے تجھپر گواہی جھوٹ کی
تن برہنہ سر برہنہ تو رکھے / تو نے سیکھا یا چرایا شکر ہے
میر کی حمد و ثنا کا ہے کہان / تیرے سر اور پانو نکے اوپر نشان
شکر شہ جاری زبان تیری پہ ہین / ہفت اندام اور شکایت ہین کرین
تھا نہین بخشش مین شاہ جود کے / جوتی اور پاجامہ تیرے واسطے
بولا جو کچھ کہ ملا مین نے دیا / میر نے نقصان نہ دینے مین کیا
سب عطا لیتا تھا مین اس میر سے / بخشتا تھا مین یتیم و پیر پے

سلہ ایک گدڑی پوش آیا الخ شعر ایک گدڑی پوش عراق سے آیا پھر دوستون نے حال فراق کا پوچھا کہا اگرچہ فراق تھا ولیکن سفر مجھپر اچھا و مبارک سوا تھا کہ مجھے خلیفہ نے دس خلعت دیئے مدح و ثنا اُس کی جان پر ہو جیو وہ حمد و شکر اُسکا ظاہر کرتا تھا یہان تک کہ شکر حد سے لیگیا کہا گدڑی پوشی کی تیری حالت تجھپر گواہی جھوٹ کی دیتی ہے تو تن برہنہ اور سر برہنہ رکھتا ہے تو نے شکر چرایا تھا یا دیکھا ہے امیر کی حمد و ثنا کا نشان کہان ہے تیرے سر اور پانون پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ شکر شاہ الخ ۵ شعر شکر شاہ کے تیری زبان پر جاری ہین اور ہفت اندام شکایت کرتے ہین شاہ جود کی بخشش مین کیا نہین تھا جوتی اور پاجامہ تیرے واسطے کہا کہ جو کچھ ملا تھا مین نے دیا امیر نے دینے مین نقصان نہین کیا مین سب عطا لیتا تھا اس امیر سے اور بخشتا تھا مین یتیم اور پیر پر مین نے مال دے کر عمر درازی اُس کے بدلے مین کی ہین پاکباز تھا ہوگئے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲

مال دادم بستدم عمر دراز	در جزا زیرا کہ بودم پاکباز	مال دیکر مین نے لی عمر دراز	اُسکے بدلے مین کہ تھا مین پاکباز
پس بگفتندش مبارک مال رفت	چیست اندر باطنے این دود تفت	ہو سلہ مبارک عمر و مال اب وہ گیا	کیسا باطن سے دھوان تیرے اٹھا
صد کراہت در درون تو چو خار	کی بود اندُہ نشان ابتشار	تیرے اندر سو کراہت مثل خار	کب نشان غم ہو خوشی کا زینہار
گو نشان عشق و ایثار و رضا	گر درست ست آنچہ گفتی ما مضا	عشق و بخشش کی نشانی ہے کہان	گر وہ سچ ہے جو کیا تو نے بیان
خود گرفتم مال گم شد میل کو	سیل اگر بگذشت جائے سیل کو	مانا گر وہ زر گیا وہ میل ہو	سیل گر گذرے و جائے سیل ہو
چشم تو گر بد سیاہ و جانفزا	گر نماند او جانفزا ازرق چرا	آنکھ تیری جو سیاہ اور خوب ہے	کم ہوئی خوبی تو کنجی کیون ہوئی
کو نشان پاکبازی ای ترش	بوے لاف کژ ہمی آید خمش	پاکبازی کا کہان ہے وہ نشان	بو کجی کی آئے چپ رہ تو ...
صد نشان باشد درون ایثار را	صد علامت ہست نیکوکار را	سلہ سو نشان ہوتے ہین دلمین جود کے	سو علامت ہو وے ... نیک کے
مال در ایثار اگر گردد تلف	در درون صد زندگی آید خلف	مال بخشش مین اگرچہ خرچ ہو	زندگی باطن مین عوض پائے سو
در زمین حق زراعت کردنی	تخمہاے پاک آنگہ دخل نے	کھیتی کرنا ہے زمین حق مین خوب	پاک تخم اُس جائے مین بسنا ہے خوب
گر نگردد زرع جان یک دانہ صد	صحن ارض اللہ واسع کی بود	گر نہووے کشت جان اک دانہ سو	صحن ارض اللہ واسع کیسے ہو
اصل ارض اللہ قلب عارف است	لامکان ست نہ دارد فوق و پست	اصل ارض اللہ کہ قلب عارف کا ہے	لامکان ہے تحت و فوق اپنے رکھے
گر نروید خوشہ از روضات ہو	پس چہ واسع باشد ارض اللہ بگو	باغ ہووے گر نہین خوشہ اُگے	واسع ارض اللہ ہو کس طور سے
چونکہ این ارض فنا بے ریع نیست	چون بود ارض اللہ آن مستوسعی	سلہ جو کہ ہے کھیتی نہین ارض فنا	کیسے ارض اللہ بڑی ہوگی سوا
ریع آن را نی حدو نی عد بود	کمترین دانہ دہد ہفتصد بود	نے عدد نے حد ہو کھیتی اُسکے کو	دانہ ادنیٰ بوئے ہو وہ سات سو
حمد گفتی کو نشان حامدون	نے برون ہست اثرنی اندرون	حمد کی تو نے نشان اسکا کہان	نے اثر اندر نہ باہر ہے عیان
حمد عارف مر خدا را راست ست	کہ گواہ حمد او شد پا و دست	حمد عارف کی خدا کو ہے روا	حمد کے ہین دست و پا اُسکے گواہ

سلہ ہو مبارک الخ ۲ شعر کہا مبارک ہو عمر اور یہ مال گیا تیرے باطن سے دھوان کیسا اُٹھتا ہے سو کراہت تیرے اندر خار کی مانند ہین کب غم نشان خوشی کا ہو زینہار عشق و بخشش کی نشانی کہان ہے اگر وہ سچ ہے کہ جو تو نے بیان کیا ہے یہ مانا کہ وہ زر گیا مگر وہ میل تو ہو سیل گذر گیا گر وہ جاے سیل تو ہو جو تیری آنکھ سیاہ تھی وہ خوب تھی اگر خوبی کم ہو گئی تو کنجی کیونکر ہو وہ نشان پاکبازی کہان ہے بو کجی کی آتی ہے چپ رہ یعنی اگرچہ وہ خوبی تیری گئی مگر یہ بُرائی کہان سے ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ سو نشان الخ ۶ شعر جود کے سو نشان دل مین ہوتے ہین اور سو علامات کار نیک کے ہوتے ہین مال بخشش مین اگرچہ خرچ ہو باطن مین زندگی عوض مین سو پائے زمین حق مین کھیتی کرنا خوب ہے اور پاک تخم اُس جا مین بونا خوب ہے اگر کشت جان نہ ہووے ایک دانہ کے سو ترجمہ زمین اللہ کی بڑی کیسے ہو اصل زمین اللہ کی کہ قلب عارف کا ہے لامکان ہے اور تحت و فوق وہ نہین رکھتا ہے اگر باغ ہوت جو نہین خوشہ اُگے زمین اللہ کی بڑی کس طرح سے ہو یعنی جو کھیتی بخشش کی کریگا وہ ایک کے عوض سو دانے پائیگا پس وہ بڑی زمین اللہ کی جمیلہ مومن کا ہے کیا اسمین بیج کوشش کا بوئے گا وہ سو حصہ دانے نفع باطن کے پائیگا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ ۲ شعر جو کہ یہ زمین فانی کھیتی نہین ہے پھر کیسے زمین اللہ کی سوا بڑی ہوگی نہ عدد نہ حد ہو اسکی کھیتی کو ادنیٰ دانہ بوئے وہ سات سو ہوئے تو نے حمد کی اُسکا نشان کہان ہے نہ اثر اسکا اندر نہ باہر عیان ہے عارف کی حمد خدا کو روا ہے کہ اُس کے دست و پا گواہ ہین جاہ ظلمت سے اُنھین نکالا ہے اور قید دنیا سے اُنھین چھڑایا ہے اطلس تقوی اور نور الفت کا ہے کہ انکی حمد کی نشانی جسم پر ہے عالم فانی سے چھوٹے اور رہنے والے باغ چشمہ جاری ہے کہ بے گمان ہین یعنی تو نے حمد کی اُسکا نشان کہان ہے

یہ کہ اثر اسکا ظاہر ہو پس حمد خدا کی واسطے عارف کے ہے کہ اُسکے ہاتھ پاؤن گواہ ہین اور عالم فانی سے وہ چھوٹے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

از چہ تاریک جسمش برکشید — وز تنگ زندان دنیا اش خرید
چاہ ظلمت سے نکالا ہی انھیں — قید دنیا سے چھڑایا ہے انھیں

اطلس تقوی و نور موتلف — آیت حمدست او را بکتف
اطلس تقوی و نور الفت کا ہی — حمد کی انکی نشانی جسم پہ ہے

وارہیدہ از جہان عاریہ — ساکن گلزار و عین جاریہ
عالم فانی سے چھوٹے ساکنان — باغ عین جاریہ کے بیگمان

بر سریر سر عالی ہمتش — مجلس جاہ و مقام و رتبتش
سر[۱] عالی ہمتے کے تخت پے — انکی بزم و جاہ رکھی ہی جگہے

مقعد صدق کہ صدیقان درو — جملہ سرسبزند و شاد و تازہ رو
مقعد تصدیق صدیقین سب — تازہ رو سرسبز اور بس خوش ہین سب

حمدشان چون حمد گلشن از بہار — صد نشانی دارد و صد گیر و دار
حمدان کی مثل حمد گلستان — کہ بہارون سے رکھے ہے نشان

بر بہارش چشمہ و نخل و گیاہ — وان گلستان و نگارستان گواہ
ہی بہار انکی پہ چشمے اور گیاہ — اور گلستان اور نگارستان گواہ

شاہد شاہد ہزاران ہر طرف — در گواہی ہمچو گوہر در صدف
ہین گواہون کے گواہ لاکھ ہر طرف — بس گواہی مین جو دُر اندر صدف

بوی سیر بد بیاید از دمت — وز سر و رو تابد ای لافی غمت
آئے دم سے بوئے لہسن تمہے — چمکے غم تیرے سر و رخسار سے

بوشناسانند حاذق در مصاف — تو بجلدی ہای ہو کم کن گزاف
بوشناس[۲] اب جو مقابل ہین ترے — ہائے ہو جھوٹی تو جلدی چھوڑ دے

تو ملاف از مشک کان بوی پیاز — از دم تو میکند مکشوف راز
مشک کا دعوی نہ کر تو بوے پیاز — کرتی ہی دم سے ترے ظاہر راز

گلشکر خوردم ہمیگوئی و بوی — میزند از سیر کہ یاوہ مگوی
کھایا مین نے گل شکر کہتا ہی تو — آتی بوے لہسن اب جھوٹا ہی تو

ہست دل مانندہ خانہ کلان — خانۂ دل را نہان ہمسایگان
دل ہی بس مانند اک خانہ کلان — خانۂ دل کے ہین ہمسایے نہان

از شگاف روزن و دیوارہا — مطلع گردند بر اسرارہا
روزن دیوار کی بس درز سے — مطلع ہوتے ہین وہ اسرار سے

از شگافی کہ ندارد ہیچ وہم — صاحب خانہ ندارد ہیچ فہم
درز ایسے کہ نہ جانے کوئی وہم — صاحب خانہ نہ رکھے کچھ بھی فہم

از نبی برخوان کہ دیو و قوم او — می برند از حال انسان خفیہ بو
پڑھ[۳] تو قرآن سے کہ قوم دیو جو — حال سے انسان کے مخفی پاتے ہین بو

از رہی کہ انس از آن آگاہ نیست — زانکہ زین محسوس و زین اشباہ نیست
ایسے رہ سے کہ نہ انسان کو خبر — کیونکہ اس محسوس سے ہین وہ دور تر

ــه۱ سر عالی آلخ شعر سر عالی ہمتی کے تخت پر اُن کی بزم و جاہ جگہ رکھتی ہے مکان پسندیدہ بقرب شاہ واسطے سب صدیقون کے ہر کہ تازہ رو و سرسبز پوش ہین انکی حمد مثل حمد گلستان کے ہے کہ بہارون سے سو نشان رکھتی ہے انکی بہار پر چشمے اور گیاہ اور گلستان اور نگارستان گواہ ہین گواہون کے گواہ لاکھون ہر طرف گواہی گوہر کے صدف مین ہین تیرے دم سے بوے لہسن بد آئے اور چمکے غم تیرے سر اور رخسار سے یعنی اولیاء اللہ کے باطن سے بوے خوش آتی ہے اور ریاکارون کے باطن سے بدبو آتی ہے اہل مشام اسکو پہچانتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ــه۲ بوشناس آلخ شعر جو تیرے مقابل مین بوشناس ہین جھوٹی ہاے ہو کو جلدی چھوڑ دے مشک کا دعوی مت کر بوے پیاز تیرے دم سے وہ راز ظاہر کرتی ہے تو کہتا ہے کہ مین نے گل شکر کھایا ہے بو لہسن کی آتی ہے تو جھوٹا ہے دل مانند ایک بڑے گھر کے ہے اور ہمسایہ خانۂ دل کے پوشیدہ ہین روزن دیوار کے درز سے وہ مطلع ہوتے ہین اسرار پر ایسی درز کہ کوئی وہم نہ جانے صاحب خانہ کچھ بھی فہم نہ رکھے یعنی اے ریاکار اہل معنی اب تیرے مقابل ہین تو جھوٹے دعوے مت کر وہی ہمسایہ دل ہین اور تیرے دل کی خرابی و فریب جانتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ــه۳ پڑھ تو آلخ شعر تو قرآن سے پڑھ کہ قوم دیو انسان کے حال سے مخفی بو لیتے ہین ایسی راہ سے کہ انسان کو خبر نہین کیونکہ اس محسوس سے وہ راہ دور تر ہے ای مکار تو مت کر ہمراہون مین اور دعوی محک سے مت کر ای قلب جو کہ محک کو راہ اندر نقد و قلب کے ہے حق نے اسکو امیر کر دیا جسم و قلب کا جو شیاطین اپنی خباثت سے ہمارے راز بسبب جانتے ہین چوری کا راستہ اندرون کے رکھتے ہین انکی چوریون کے ہم سرنگون ہین دم بدم نقصان و ابتر کرتے ہین دزدان و در زیر حکومت رکھتے ہین یعنی پیران یا کار اولیاء اللہ کے مقابل دعوی کرتے ہین اور وہ انکے بس کلام سے راز دل انکا جانتے ہین پس ای

ــه۴ ریاکار تو اولیاء کے مقابل مین غرور مت کر کہ دیو نفس تیرے اندرون غلبہ رکھتا ہے آگے اس بو کا بیان ہے فافہم ۱۲

در میان ناقدان زرقی متن / با محک ای قلب دون لافی مزن
مر محک را رہ بود در نقد و قلب / کہ خدایش کرد امیر جسم و قلب
چون شیاطین با خباثتہاے خویش / واقف اند از سر ما و فکر و کیش
مسلکے دارند دزدیدہ درون / ما ز دزدیہاے ایشان سرنگون
دمبدم خبط و زیانے میکنند / صاحب نقب و شگاف روزن اند
پس چرا جانہاے روشن در جہان / بے خبر باشند از حال نہان
در سرایت کمتر از دیوان شدند / روحہا کہ خیمہ بر گردون زدند
دیو دزدانہ سوے گردون رود / از شہاب و محرق و مطعون شود
سرنگون از چرخ زیر افتد چنان / کہ شقی در جنگ از زخم سنان
آن ز رشک روحہاے دلپسند / از فلکشان سرنگون می افکنند
تو اگر شلے و لنگ و کور و کر / این گمان بر روحہاے مہ مبر
شرم دار و لاف کم زن جان مکن / کہ بسے جاسوس ہست آن سوے تن

مت تن اے مکار صراف ہین تو / مت محک سے دعوی کر اے قلب تو
ہے محک کو راہ اندر نقد و قلب / کر دیا حق نے امیر جسم قلب
جو شیاطین ہیں خباثت اپنی سے / راز مذہب ہین ہمارے جانتے
راہ چوری کی جو رکھتے اندرون / چوریون سے انکی ہم ہین سرنگون
دمبدم نقصان و ابتر کرتے ہین / در ز روزن پر حکومت کرتے ہین
جان[۱] روشن کیسے ہو اندر جہان / بیخبر حال نہان سے ہو روان
دیو سے کمتر ہوئین تاثیر مین / جو کہ روحین خیمہ زن گردون پہ ہین
سوے گردون دیو جائے چور سا / ہوئے مطعون وہ شہابون سے بجا
سرنگون افلاک سے ایسا گرے / جنگ مین جیسا شقی کھا زخم سے
رشک سے بس روحہاے پاک کے / سرنگون گرتے ہین وہ افلاک سے
لولا لنگڑا اندھا بہرا تو ہے گر / یہ گمان مت کر تو روح ماہ پر
شرم کر دعوی نہ کر جان کھو نہ تو / ہین بہت جاسوس انکے تیرے سو

دریافتن طبیبان الٰہی امراض دل و دین را در سیماے مرید و بیگانہ از لحن گفتار و رنگ او و چشم او و بے این ہمہ نیز از راہ دل کہ انہم جواسیس القلوب
تحقیق ایشان جاسوس دل اند
فجاسوہم بالصدق
پس جاسوسی می کنند براستی ۱۲

دریافت کرنا طبیبان الٰہی کا امراض دل و دین کو پیشانی مریدون اور بیگانون اور آوازون انکی و رنگ انکے و چشم انکی مین اور بغیر ان سب کے بھی از راہ دل کے کہ انہم جواسیس القلوب فجاسوہم بالصدق
تحقیق وہ جاسوس دلون کے ہین پس جاسوسی کرتے ہین سچی ۱۲

[۱] جان، آخر تک شعر جان روشن اندر جہان کے کیسے ہو بیخبر حال نہان سے ہے دیو سے کمتر ہوئین تاثیر مین روحین جو کہ خیمہ زن گردون پہ ہین سوے گردون دیو جائے چور کے مانند شہاب ثاقب سے مطعون ہو افلاک سے سرنگون ایسا گرے جیسے جنگ مین شقی زخم کھا کر کے روحون پاک کے رشک سے سرنگون گرتے ہین افلاک سے اگر تو لولا لنگڑا و اندھا و بہرا ہے یہ گمان تو مت کر روح ماہ پر شرم رکھ دعوے مت کر اور جان مت کھو کہ اُن کے بہت جاسوس تیرے جانب ہین یعنی جبکہ شیطان راندل سے خبردار ہوتے ہین تو اولیا کہ جان روشن رکھتے ہین وہ ضمیر دل سے کیونکر خبردار نہین ہوئین گے پس تو اُن سے دعوے مت کر کہ اُنکے جاسوس تیری طرف لگے ہوئے ہین آگے طبیبان الٰہی کا بیان ہے فافہم ۱۲

این طبیبان بدن دانشورند — بر سقام تو ز تو واقف ترند
تا ز قاروره همی بینند حال — که ندانی تو ازان بی اعتلال
هم ز نبض و هم ز رنگ و هم ز دم — بو برند از تو بصد گونه سقم
پس طبیبان الٰهی در جهان — چون ندانند از تو اسرار نهان
هم ز نبضت هم ز چشمت هم ز رنگ — صد سقم بینند از تو بی درنگ
این طبیبان نو آموزند خود — که بدین آیات شان حاجت بود
کاملان از دور نامت بشنوند — تا بقعر تار و پودت در روند
بلکه پیش از زادن تو سالها — دیده باشندت بچندین حالها
حال تو دانند یک یک مو بمو — زانکه پر هستند از اسرار هو

یہ طبیبان بدن ہین ہوشور — تیری علت جانین تجھسے بیشتر
دیکھتے ہین تاکہ قارورہ سے حال — تو نہ جانے اس سبب سے اعتدال
نبض سے بھی رنگ سے بھی لون سے — سو مرض کو جانتے ہین وہ تیرے
پس طبیبان الٰہ اندر جہان — کیون نجانین تجھسے اسرار نہان
دیکھکر وہ تیری نبض و چشم و رنگ — سو مرض کو دیکھین تجھسے بیدرنگ
یہ طبیب تن کہ نو آموز ہین — ان علاماتون کی وہ حاجت رکھین
نام تیرا دور سے کامل سنین — قعر مین وہ جسم کے تیرے گھسین
بلکہ برسون پہلے ہونے سے ترے — دیکھا ہووے تجھکو ان احوال سے
حال تیرا جانتے ہین مو بمو — کسلئے کہ وہ ہین پُر اسرار ہو

مژده دادن بایزید از زادن ابوالحسن خرقانی رحمه الله پیش از سالها و نشان دادن صورت و سیرت او یک یک و نوشتن تاریخ نویسان آنرا جهت صدق او

خوشخبری دینا بایزید کی پیدائش کی ابوالحسن خرقانی کی کئی برس پہلے اور نشان صورت سیرت انکی کا ایک ایک بتانا اور لکھنا تاریخ نویسون کا اُس کو واسطے صداقت کلام انکے کے

آن شنیدی داستان بایزید — کو ز حال بوالحسن پیشین چه دید
روزی آن سلطان تقوی میگذشت — با مریدان جانب صحرا و دشت

وہ سنی ہو داستان بایزید — کہ کہی ہے بوالحسن کی پیش دید
ایک دن جاتا تھا وہ شہ بایزید — جانب صحرا لئے اپنے مرید

سلہ طبیبان الخ ۱۲ شعر یہ طبیبان بدن ہوشور ہین کہ تیری بیماری جانتے ہین تجھسے بیشتر کہ قارورہ سے حال دیکھتے ہین تو نہین جانتا اس سبب سے اعتدال بھی نبض بھی رنگ بھی خون سے سو مرض کو جانتے ہین وہ تیرے پس طبیبان الٰہی جہان مین تجھسے کیونکر نہ جانین اسرار نہان یعنی جبکہ طبیب قارورہ و نبض سے حال مرض کا جانتے ہین تو طبیب الٰہی تیرے اسرار کو کیونکر نہین دریافت کرسکتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھکر الخ ۵ شعر تیری نبض و چشم اور بھی رنگ دیکھکر سو مرض کو دیکھین تجھسے بیدرنگ طبیب تن کہ نو آموز ہین ان علامتونکی وجہ حاجت رکھتے ہین کامل نام تیرا دور سے سنین تیرے جسم کے قعر مین گھسین بلکہ برسون تیرے ہونے سے پہلے تجکو دیکھا ہووے اُن احوال سے تیرا حال جانتے ہین مو بمو کس لئے کہ وہ پُر اسرار ہو گئے ہین یعنی جبکہ طبیب تن نبض و قارورہ سے حال تن کا جانتے ہین پس طبیبان الٰہی کیون نہین جانین تیرا نام سنکر برسون پہلے تجکو ان احوال سے بتادین جیسے بایزید بسطامیؒ نے چالیس برس پہلے ابوالحسن خرقانی کا حال بیان فرمایا تھا چنانچہ کا قصہ آگے مثال کیلئے تحریر ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ سنی ہو الخ ۵ شعر وہ داستان سنی ہو بایزید کی کہ کہی ہو ابوالحسن کی پیش دید کہ ایک دن جاتا تھا وہ شہ بایزید جانب صحرا کے اپنے مرید لئے ناگہان ایک بو سے خوش اسکو آئی رے کے جنگل مین کہ حد خارقان مین ہے مشتاقون کے مانند وہان نالہ کیا اور ہوا سے بو سونگھی پر لاہوے خوش مانند عاشق کے اسکو آتی تھی اور باد سے اسکی

جان شراب پیتی تھی آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

بوی خوش آمد مرا و ناگہان / در سواد ری زحد خارقان
ہم در آنجا نالہ مشتاق کرد / بوی را از باد استنشاق کرد
بوی خوش را عاشقانہ می کشید / جان او از باد بادہ می چشید
کوزۂ کو از یخ آبہ پر بود / چون عرق بظاہرش پیدا شود
از درون کوزہ نم بیرون نشدست / آن ز سردی ہوا آبی شدہ است
باد بوی او مرا آب گشت / آب ہم او را شرابناب گشت
چون درو آثار مستی شد پدید / یک مرید او را در آن دم در رسید
پس بپرسیدش کہ این احوال خوش / کہ برونست از حجاب پنج و شش
گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید / میشود رویت چہ حالست و نوید
میکشی بوی و بظاہر نیست گل / بیشک از غیبست و از گلزار کل
ای تو کام جان ہر خودکامۂ / ہر دم از غیبت پیام و نامۂ
ہر دمے یعقوب وار از یوسفی / میرسد اندر مشامم تو شقی
قطرۂ بر ریز بر ما زان سبو / شمۂ زان گلستان با ما بگو
خو نداریم اے جمال مہتری / کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری
ای فلک پیما چست و چست خیز / زانچہ خوردی جرعۂ بر ما بریز
میر مجلس نیست در دوران دگر / جز تو ای شہ در حریفان درنگر
کی توان نوشید این می زیر دست / می یقین مر مرد را رسوا گرست

بوے خوش اک اسکو آئی ناگہان / لے کے جنگل مین کہ حد ہے خارقان
مثل مشتاقون کے وان نالہ کیا / اور سونگھی باد سے بو پر ملا
بوے خوش جون عاشق اسکو آئی تھی / باد سے جان بادہ پیتی جاتی تھی
جیسے کوزہ پر ہو آب برف سے[1] / جون عرق پیدا ہوا سکے جسم سے
آیا نم باہر جو کوزہ برف کے / وہ ہوا پانی ہوا سے سرد سے
باد اسکی بو کی پانی ہوگئی / اور ہوا پانی شراب اسکو اچھی
انمین جو آثار مستی کا کھلا / اک مرید انکا بس اسدم آگیا
پوچھا یہ احوال خوش کس وجہ سے / پانچ چھ پردون سے باہر جو کہ ہے
گہ سفید و گاہ سرخ و زرد رو / ہوتا ہی کیا حال تیرا ای نکو
سونگھی بو اور گل نہین ظاہر دکھے[2] / ہی یہ بیشک باغ گل اور غیب سے
ای تو مقصد جان عشاق کا ہی / غیب سے نامہ پیام ہر دم رکھے
ہر گھڑی یوسف سے جون یعقوب کے / پہونچتی ہی بو دماغ اندر ترے
اس سبو سے ایک قطرہ ہمکو دے / ہمکو شمہ کہہ سے اس گلزار سے
یہ نہ اپنی خو ہے ای مقبول سب / کھائے تو تنہا رہین ہم خشک لب
ای فلک پیما تو جلدی آن کے / جو پیا ہی تونے گھونٹ اک ہمکو دے
میر مجلس دوسرا تجھسا نہین[3] / دہر مین تو دیکھ یارون کے تئین
کب تو اس بادہ کو پنہان پی سکے / ہے یقین کہ مرد کو رسوا کرے

---

[1] جیسے کوزہ الخ ۴ شعر جیسے کوزہ آب برف سے پر ہو اور عرق کے مانند اسکے جسم پر پیدا ہو جو باہر نم آیا برف کے کوزے کے وہ پانی ہوا ہی ہوا کے
سردی سے اسکی بو کی باد پانی ہوگئی اور وہ پانی شراب اسکو ہوا جو وہ آثار مستی کا انمین کھلا ایک مرید انکا اسدم آگیا پوچھا کہ یہ احوال خوش کس وجہ سے
ہے کہ جو باہر پانچ حواس و شش جہت کے پردون سے ہے کبھی سفید کبھی سرخ و زرد ہوتا ہے کیا احوال تیرا ہی اے نیک خو یعنی یہ احوال خوش
کس وجہ سے تجھپر طاری ہے کہ کبھی سفید کبھی سرخ و زرد ہوتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] سونگھی بو الخ ۶ شعر بو سونگھی اور گل ظاہر نہین
دکھتا ہی تو بیشک یہ بو باغ گل اور غیب سے ہی ای تو مقصد جان عاشقون کا ہے غیب سے نامہ و پیام ہر وقت رکھتا ہی ہر دم یوسف سے مانند
یعقوب کے بو پہونچتی ہی تیرے دماغ مین اس سبو سے ایک قطرہ ہمکو دے اور ہمکو شمہ اس گلزار سے کہہ دے اپنی یہ عادت نہین ہی کہ تو تنہا کھائے اور ہم
خشک لب رہین ای فلک پیما تو جلدی آ اور جو تونے پیا ہی ایک گھونٹ ہمکو دے یعنی جو تجکو راز حاصل ہوا ہی اسمین سے ایک شمہ ہمکو بھی دے باقی حال
آگے ہی فافہم ۱۲ [3] میر مجلس الخ ۳ شعر تجھسا میر مجلس دوسرا نہین ہی زمانہ مین تو دیکھ یارون کو کب تو اس شراب کو پوشیدہ پی سکے یقین ہی کہ
مرد کو رسوا کرے بلکو پوشیدہ اور پنہان کرے اور اپنی چشم مست کو کیونکر رکھے پیدہ پو نہین ہی خود جہان مین سیکڑون پردے اسکو پوشیدہ رکھین اسکی ہیبت
دشت و صحرا مین بھرے دشت کیا بلکہ فلک سے بڑھ گئی اس زخم پر تو کہگل مت کر یہ ہنر نہین ہے خود پوشش رکھتا ہے لطف کرا ای راز دان
راز گو جو کچھ کہ تیرے باز نے شکار کیا ہے پھر کہو یعنی یہ بوے یا دہ نہین ہے کہ کوئی اس کو پوشیدہ کر سکے تو مجھ سے اس راز کو بیان کر آگے
جواب بایزید ہے فافہم ہے ۱۲

بوے را پوشیدہ و مکنون کند | چشم مست خویشتن را چون کند
خود نہ آن بو نیست این کاندر جہان | صد ہزاران پردہ اش دارد نہان
پر شد از تیزی او صحرا و دشت | دشت چہ گز نہ فلک ہم در گذشت
این سر خم را بکہگل در مگیر | کاین برہنہ نیست خود پوشش پذیر
لطف کن اے رازدان راز گو | آنچہ بازت صید کردش باز گو
گفت بوے بوالعجب آمد بمن | ہمچنان کہ مر نبی را از یمن
کہ محمد گفت بر دست صبا | از یمن می آیدم بوے خدا
بوے رامین میرسد از جان ویس | بوے یزدان میرسد ہم از اویس
از اویس و از قرن بوے عجب | مر نبی را مست کرد و پر طرب
چون اویس از خویش فانی گشتہ بود | آن زمینی آسمانی گشتہ بود
آن ہلیلہ پروریدہ در شکر | چاشنی تلخیش نبود دگر
آن ہلیلہ رستہ از ما و منی | نقش دارد از ہلیلہ طعم نے
آن کسی کز خود بکلی در گذشت | این منی و مائی خود در نوشت
این سخن پایان ندارد باز گرد | تا چہ گفت از وحی غیب آن شیر مرد

بو کہ پنہان اور پوشیدہ کرے | چشم مست اپنی کو تو کیونکر کرے
یہ نہ وہ بو ہے کہ خود اندر جہان | سیکڑوں پردے رکھین اسکو نہان
اسکی تیزی دشت وصحرا مین بھری | دشت کیا بل نہ فلک سے بڑھ گئی
اس سر خم پر تو کہگل مت کرے | نے برہنہ یہ ہو خود پوشش رکھے
لطف کر اے ہو رازدان راز گو | باز نے جو صید پکڑا پھر کہو
بوے اک نادر مجھے ہو آئی بُو | مصطفے کو جون یمن سے آئی بو
ہاتھ اٹھا کر کے محمد نے کہا | کہ یمن سے آئی ہے بوے خدا
آئی ہے رامین کو بوے جان ویس | بوے حق آتی ہے از راہ اویس
پس اویس قرن سے بوے عجب | مست کرتی ہے نبی کو پر طرب
جو اویس اپنے سے فانی ہو گیا | وہ زمینی آسمانی ہو گیا
جو ہلیلہ قند کے اندر پلے | چاشنی تلخ اسکی نے باقی رہے
ہوئی ہلیلہ کی خودی جبکہ فنا | شکل رکھے نے ہلیلہ کا مزا
جو خودی سے کوئی بالکل چھٹ گیا | خود نمائی کو خود اسنے طے کیا
لوٹ تو بے انتہا یہ بات ہے | کیا کہا عارف نے وحی غیب سے

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن

جواب سلطان بایزید قدس سرہ کا بمعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاجد نفس الرحمن من جانب الیمن

تحقیق مین پاتا ہون خوشبو رحمن کی یمن کی طرف سے ۱۲

سلہ بوے الخ ۹ شعر کہا کہ ایک نادر بو مجھے آئی ہے جیسے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے بو آئی محمد نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یمن سے بوئے خدا آئی رامین کو آئی ہے بو جان ویس سے اور بوے حق پاتی ہے اویس قرنی سے پس اویس قرن سے بوے عجب مست کرتی ہے نبی کو پر طرب جو اویس خود سے فانی ہو گیا وہ زمینی آسمانی ہو گیا آگے مثال ہو حق جو ہلیلہ قند کے اندر پلے چاشنی تلخ اس کی باقی نہ رہے جب کہ خودی ہلیلہ کی فنا ہوئی شکل ہلیلہ کی ہے مزہ اسکا نہین ہے پس جو کوئی خودی سے چھٹ گیا اس نے خود نمائی کو خود طے کیا لوٹ تو یہ بات بے انتہا ہے عارف نے کیا کہا وحی غیب سے یعنی جو کوئی اپنی خودی سے چھٹ گیا اس نے اپنی خودی کو خود چھوڑ دیا آگے اس کے جواب بایزید بسطامی کا مقصود ہے فافہم ۱۲

گفت زین سو بوی یاری میرسد | کاندرین ده شهریاری میرسد
بعد چندین سال می زاید شهی | میزند بر آسمانها خرگهی
رویش از گلزار حق گلگون بود | از من او اندر مقام افزون بود
چیست نامش گفت نامش بو الحسن | حلیه اش وا گفت ز ابرو و ذقن
قد او و رنگ او و شکل او | یک بیک وا گفت از گیسو و رو
حلیه هاے روح او را هم نمود | از صفات و از طریق جا و بود
حلیهٔ تن همچو تن عاریتست | دل بران کم نه که آن یکساعتست
حلیهٔ روح طبیعی هم فناست | حلیهٔ آن جان طلب کو بر سماست
چشم او همچون چراغی بر زمین | نور او بالاے سقف هفتمین
آن شعاع آفتاب اندر وثاق | قرص او اندر سپهر چارطاق
نقش گل در زیر بینی بهر لاغ | بوی گل بر سقف ایوان دماغ
مرد خفته در عدن دیده فرق | عکس آن بر جسم افتاده عرق
پیرهن در مصر رهن یک حریص | پر شده کنعان ز بوے آن قمیص
بر نبشتند آن زمان تاریخ را | از کباب آراستند آن سیخ را
چون رسید آن وقت و آن تاریخ راست | زان زمین آن شاه پیدا گشت و خاست

سلہ بوئے آئی اسطرف سے بوئے یار | آتا ہو اس موضع مین ایک شہریار
بعد کئی کئی سال کے پیدا ہو شاہ | آسمانون پر رکھے وہ اپنی راہ
اُس کا مُنھ گلزار حق سے سرخ ہو | اور مقام افزون رکھے بس مجھسے وہ
کیا ہی نام اُسکا کہا ہی بوالحسن | اور کہا سب حلیہ ابرو و ذقن
اسکے قد اور شکل اسکے رنگ سے | کہدیا اک ایک منھ کے ڈھنگ سے
حلیئے انکی روح کے ظاہر کئے | اور صفات و راہ بود و باش کے
سلہ تن کا حلیہ مثل تن بھی عارضی | دل نہ رکھ اسپر کہ ہی اک ساعتی
روح طبعی کا بھی حلیہ ہی فنا | چاہ حلیہ جان ہی بالاے سما
ہی زمین پر جون چراغ اسکا وجود | نور اسکا چرخ پر رکھے صعود
اور شعاع شمس اندر گھر کے ہی | اور قرص اسکا ہی اندر چرخ کے
سلہ زیر بینی نقش گل فرحت کو ہی | بوے گل چھت پر ہی تیرے مغز کے
مرد خفتہ شہر مین جو کہ دکھے | لائے عکس اسکا عرق کو جسم پے
پیرہن ہو مصر مین رہن ایک کا | بوے پیراہن سے کنعان پر ہوا
بس لکھا اُسوقت اس تاریخ کو | کی کبابون سے درست اُس سیخ کو
جب کہ وہ تاریخ اور وقت آگیا | اس زمین سے شہ وہ پیدا ہوگیا

زادن ابو الحسن خرقانی بعد از وفات بایزید روح اللہ روحہ

پیدا ہونا ابو الحسن کا خرقان مین بعد وفات بایزید قدس سرہٗ کے اُسی تاریخ کو

سلہ بوے آئی ۶ شعر بایزید نے کہا کہ اس طرف سے بو یار کی آئی اس موضع مین ایک شاہ آتا ہی بعد کئی سال کے ایک شاہ پیدا ہو اور آسمان پر اپنی راہ رکھی اُس کا منھ گلزار حق سے سرخ ہو مقام زیادہ مجھ سے رکھے اسکا نام کیا ہی کہا کہ ابو الحسن ہا اور حلیہ ابرو ذقن سب کہا اس کے قد و شکل و رنگ سے کہدیا ایک ایک منھ کے ڈھنگ سے اُن کی روح کے حلیے ظاہر کئے اور صفات دراہ و بود و باش سے آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲ سلہ تن کا الخ ۴ شعر تن کا حلیہ مثل تن کے عارضی ہے اسپر دل مت رکھو کہ ایک ساعتی ہی روح طبعی کا بھی حلیہ فنا ہے حلیہ جان کا چاہ کہ آسمان پر ہی زمین پر مانند چراغ کے اُسکا وجود ہے اور نور اُسکا آسمان پر صعود رکھتا ہی شعاع شمس اندر گھر کے ہی اور قرص اسکا آسمان مین ہی یعنی جیسے جسد تن کا فنا پذیر ہی اسیطرح حلیہ جان کا بھی فنا پذیر ہے کیونکہ وہ بھی جسم نوری ہی بس تو حلیہ روحی طلب کر [illegible] اور پر تو اسکا زمین پر جسم عنصری مین ہی آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ سلہ زیر بینی الخ ۵ شعر نقش گل کا ناک کے نیچے فرحت کو ہی اور بوے گل تیرے مغز کی چھت پر ہی جو مرد خفتہ عدن مین دیکھے اُسکا عرق لائے جسم پر مصر مین پیرہن حریص کے پاس ہی اور کنعان بوے پیراہن سے بسا ہی بس لکھا اسوقت اس تاریخ کو اور کبابون سے درست کی اُس سیخ کو جبکہ وہ تاریخ اور وقت آیا اُس زمین سے وہ شاہ پیدا ہوا یعنی جو کہ آگاہ ہین وہ بوے یار سے اس طرح خبر دیتے ہیں کہ ابو الحسن خرقانی کی پیدائش کا بیان ہی فافہم ۱۲

زادہ شد آن شاہ نرد ملک باخت — انعدم پیدا شد و مرکب بتاخت
از پس آن سالہا آمد پدید — بوالحسن بعد از وفات بایزید
جملہ خوہای او ز امساک و جود — آن چنان آمد کہ آن شہ گفتہ بود
لوح محفوظ است او را پیشوا — از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا
نی نجوم ست و نہ رمل ست و نہ خواب — وحی حق واللہ اعلم بالصواب
از پئے روپوش عامہ در بیان — وحی دل گویند او را صوفیان
وحی دل گیرش کہ منظرگاہ اوست — چون خطا باشد چو دل آگاہ اوست
مومن ینظر بنور اللہ شدی — از خطا و سہو بیرون آمدی

شاہ وہ پیدا ہوا حاکم ہوا — اور عدم سے آکے ظہور اپنا کیا
بعد برسوں کے حسن پیدا ہوا — بایزید اس دار سے جبکہ گیا
عادتیں کل اسکی بخل و جود سے — ویسی تھیں جیسی کہا اس شاہ نے
لوح محفوظ انکا ہی بس پیشوا — کس سے ہی محفوظ محفوظ از خطا
نے نجوم اور نے رمل اور نے ہو خواب — وحی حق واللہ اعلم بالصواب
عام سے پوشیدہ رکھنے کو بیان — وحی دل کہتے ہین اسکو صوفیان
وحی دل کہ اُسکا منظرگاہ ہی — کیون خطا ہو اس سے دل آگاہ ہی
مومنان ینظر بنور اللہ ہوئے — اور خطا و سہو سے بالکل چھٹے

نقصان اجرائے دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالےٰ

نقصان وظیفہ جان و دل صوفی کا غذائے حق تعالیٰ سے

صوفی از فقر چون در غم شود — عین فقرش دایۂ مطعم بود
زانکہ جنت از مکارہ رستہ است — رحم قسم عاجز اشکستہ است
آنکہ سرہا بشکند او از علو — رحم حق و خلق ناید سوے او
این سخن آخر ندارد آن جوان — از کم اجراے نان شد ناتوان
شاد آن صوفی کہ رزقش کم شود — آن شبہ اش در گرہ و او یم شود

ہو کہ صوفی فقر سے غمگین ہو — عین فقر اس کو غذا دیوے نکو
کیونکہ جنت صاف ہی مکروہ سے — رحم حصہ ہین شکستہ دل کے ہی
مرتبے اعلیٰ سے پھیرے جو کہ رو — خلق و رحم حق نہ آئے اسکی سو
بات یہ بے انتہا ہی وہ جوان — کم وظیفہ سے ہوا بس ناتوان
خوش ہی وہ صوفی کہ رزق اسکا ہو کم — پوت اسکی در ہوا اور وہ ہو یم

سلے شاہ وہ آخر ۸ شعر وہ شاہ پیدا ہوا اور حاکم ہوا اور عدم سے آکر اپنا ظہور کیا بعد برسوں کے ابوالحسن پیدا ہوا جبکہ بایزید اس دنیا سے گیا اُسکی عادتین کل بخل و بخشش سے ویسی ہی تھین جیسے کہ اُس شاہ نے کہی تھین آگے اس کے حقائق ہین لوح محفوظ اسکا پیشوا ہے وہ کس سے محفوظ ہے یعنی خطاے محفوظ ہی نہ نجوم و نہ رمل و نہ خواب ہی وحی حق ہے اللہ خوب جانتا ہے عام سے پوشیدہ رکھنے کو بیان پر اسکو وحی دل کہتے ہین صوفی وحی دل کہ اسکا منظرگاہ کیون خطا ہو کہ اُس سے دل آگاہ ہی مومن نظر کرنیوالے نور اللہ سے ہوئے اور خطا و سہو سے بالکل چھٹے یعنی لوح محفوظ وحی کو اسواسطے کہتے ہین کہ وہ خطا سے محفوظ ہی پس صوفی اسکو وحی دل کہتے ہین کہ ہر دم معارف کو اس سے پہنچی ہی اور وہ خطا نہین ہوتی ہی سواسطے مومن ینظر بنور اللہ کہ وہ خطا و نسیان سے پاک ہین آگے غذا روحی کا بیان ہی فافہم ۱۲ سلے جو کہ آخر ۸ شعر جو صوفی فقر سے غمگین ہو یعنی فقر اسکا غذاے نیک ہے آگے حقائق ہین کیونکہ جنت مکروہات سے صاف ہی رحم شکستہ دل کے حصہ مین ہی اعلیٰ مرتبہ سے جو کہ منہ پھیرے خلق و رحم حق اسکے سو نہ آئے بات یہ بے انتہا ہے وہ جوان کم ہو جانے وظیفے سے ناتوان ہو صوفی خوش ہی جسکا رزق کم ہوا اسکی پوت گو یہ ہوئی لائق قرب اور وظیفہ گاہ کے ہوا اس غذاے جان سے جو نقصان ہو جان اس نقصان سے لرزان ہو پس وہ جان سے کہ کچھ خطا ہو گئی جو کہ ہمن زار رضا کی کھلی نہین یعنی مولانا امتحان نقصان غذا جان کا بتاتے ہین کہ جب جان لرزان و پریشان ہو سالک جان لے کہ میری سیر سلوک مین نقصان و خطا ہوئی ہے کیونکہ سلوک مین جب وقفہ پڑتا ہی سلوک سے رجعت مین پڑتا ہے چنانچہ اس رجعت کا حال دفتر اول مین لکھ چکا ہون وہان دیکھ لو آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ عـہ اللہ کے نور سے وہ دیکھتا ہے ۱۲

زان جزای خاص ہر کآگاہ شد — او سزای قرب واجری گاہ شد
نان جزای روح چون نقصان شود — جانش از نقصان او لرزان شود
پس بداند کہ خطای رفتہ است — کہ سمن زار رضا آشفتہ است

جو غذائے خاص سے آگہ ہوا — لائق قرب و وظیفہ گہ ہوا
اس غذائے جان میں جو نقصان ہو — جان اس نقصان سے لرزاں ہو
پس وہ جانے کہ خطا کچھ ہو گئی — جو سمن زار رضا کی نے کھلی

بازگشتن بحکایت غلام کہ رقعہ نوشت سوئے شاہ جہت کمی اجرای او و کم التفاتی شاہ

پھرنا طرف حکایت غلام کے کہ خط بادشاہ کو بسبب کم ہونے وظیفہ کے لکھا و کم التفاتی بادشاہ کی

ہمچنان کان شخص از نقصان کشت — رقعہ سوئے صاحب خرمن نوشت
رقعہ اش بردند پیش شاہ راد — خواند او رقعہ جوابے وا نداد
گفت او را نیست الا درد قوت — پس جواب احمق اولی تر سکوت
نیستش در بند فراق و وصل ہیچ — بند فرع ست او نجوید اصل ہیچ
احمق ست و مردہ ما و منی — کز غم فرعش فراغ اصل نی
آسمانہا و زمین یک سیب دان — کز درخت قدرت حق شد عیان
تو چو کرمی درمیان سیب در — از درخت و باغبانی بیخبر
آن یکی کرمی دگر در سیب ہم — لیک جانش از برون صاحب علم
جنبش او وا شگافد سیب را — بر نتابد سیب آن آسیب را
بر دریدہ جنبش او پردہا — صورتش کرم ست معنی اژدہا
آتش کاول ز آہن می جہد — او قدم بس سست بیرون می نہد
دایہ اش پنبہ ست اول لیک اخیر — می رساند شعلہا او تا اثیر

جیسے کوئی کھیت کے نقصان سے — صاحب خرمن کی جانب خط لکھے
شاہ کے آگے خط اس کا لیگیا — خط پڑھا اور نے جواب اسکو دیا
بولا اسکو جز خورش نے درد کس — بس جواب احمق کا خاموشی ہے بس
نے رکھے وہ درد ہجر و وصل کچھ — شاخ کا قیدی نہ چاہے اصل کچھ
احمق اور مردہ وہ بس نخوت سے ہی — اصل نہ چاہے وہ غم سے شاخ کے
اک زمین و آسمان کو سیب جان — کہ درخت قدرت حق سے عیان
ایک کیڑا سیب میں ہے تو بشر — ہے درخت و باغبان سے بیخبر
دوسرا کیڑا ہے سیب اندر مگر — اسکی جان باہر سے رکھتی ہے خبر
اسکی جنبش پھاڑتی ہے سیب کو — نہ اٹھائے سیب اس آسیب کو
پھاڑے پردے اسکی جنبش نے بھلا — شکل میں کیڑا بمعنی اژدہا
آگ اول نکلے جو چقماق سے — وہ قدم کو سست باہر ہی رکھے
پہلے پنبہ دانہ پر آخیر کو — تا کرہ پہونچائے جو شعلہ کرے

سلہ یعنی آگے ۵ شعر جیسے کوئی شخص کھیتی کے نقصان سے صاحب خرمن کی جانب خط لکھے شاہ کے آگے اسکا خط لیگیا خط پڑھا اور اسکو جواب نہ دیا اور کہا کہ اسکو بجز خورش کے کسی کا درد نہیں ہیں احمق کا جواب خاموشی ہے وہ کچھ درد ہجر و وصل کا نہیں رکھتا ہے شاخ کا قیدی بجا اصل نہیں چاہتا ہے وہ احمق اور مردہ نخوت سے ہے شاخ کے غم سے وہ اصل نہیں چاہتا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سلہ ایک زمین آگے ۷ شعر زمین آسمان کو ایک سیب جان کہ درخت قدرت حق سے ظاہر ہوا ہے تو بشر ایک کیڑا ہے سیب میں کہ درخت و باغبان سے بے خبر ہے ایک دوسرا کیڑا ہے لیکن اسکی جان باہر سے خبر رکھتی ہے اسکی جنبش سیب کو پھاڑتی وہ سیب اس آسیب کو نہیں اٹھاتا ہے اس جنبش نے پردے پھاڑے شکل میں کیڑا اور معنی اژدہا ہے یعنی آتش سنگ چقماق سے جو اول نکلتی ہے سست وضعیف ہوتی ہے اور روئی اسکی دایہ ہوتی ہے ولیکن بعدہٗ وہ پنبہ اس آتش کو کرہ تک پہونچا دیتی ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

مرد اول بستۂ خواب و خورست / آخر الامر از ملائک برترست
در پناه پنبه و کبریتها / شعلۂ نورش برآید تا سها
عالم تاریک روشن میکند / کنده آهن بسوزن می کند
گرچه آتش نیز هم جسمانیست / نے ز روح ست و نه از روحانیست
جسم را نبود ازان عز بهره / جسم پیش بحر جان چون قطره
جسم از جان نور افزون میشود / چون رود جان جسم بین چون میشود
حد جسمت یکدو گز خود بیش نیست / جان تو تا آسمان جولان کنیست
تا به بغداد و سمرقند اے همام / روح را اندر تصور نیم گام
دو درم سنگ ست پیه چشم تان / نور روحش تا عنان آسمان
نور بے این چشم می بیند بخواب / چشم بے این نور نبود جز خراب
جان ز ریش و سبلت تن فارغست / لیک تن بیجان بود مردار ست
بارنامۂ روح حیوانیست این / بیشتر آ روح انسانی ببین
بگذر از انسان هم از قال و قیل / تا لب دریاے جان جبرئیل
بعد ازانت جان احمد لب گزد / جبرئیل از بیم تو واپس خزد
گوید ار آیم بقدر یک کمان / من بسوے تو بسوزم در زمان
این بیابان خود ندارد پا و سر / بے جواب نامه خسته است آن پسر

غمگین شدن آن غلام بسبب نا آمدن جواب رقعه از بادشاه

مرد پہلے خواب و خور میں مبتلا / پر فرشتے سے ہے آخر کو سوا
روئی اور گندک کے اندر لی پناہ / شعلۂ نور اسکا پہونچے تا بماہ
عالم تاریک کو روشن کرے / آہنی کندہ کو اک سوزن کرے
تھی اگرچہ آگ جسمانی سے ہے / روح سے نے ہو نہ روحانی سے ہے
تن کو نے عزت سے اسکے فائدے / بحر جان کے آگے تن قطرہ سا ہے
جان سے تن کا نور میں زیادہ ہے / جان جائے جسم یہ مردہ بنے
تن کی اک دو گز سے نے حد بیش ہے / تا فلک جان تیری جولانی کرے
تا سمرقند و بخارا جان کا / ہے قدم آدھا تصور میں چلا
آنکھ کی دو تولہ چربی ہے تری / نور روح اسکا فلک تک ہی اخی
دیکھ بے دیدے کے نور اندر حجاب / آنکھ بے اس نور کے ہووے خراب
جان فارغ تن کی داڑھی مونچھ سے / پر بدن بے جان کے مردار ہے
یہ تجمل روح حیوانی کا ہے / روح انسانی کو بڑھکر دیکھ لے
اب گذر انسان قال و قیل سے / بحر جان تک حضرت جبریل کے
جان احمد بعدہ روکے تجھے / ڈرے جبریل اور ترے واپس پھرے
کہوے گر قدر سے کمان آگے بڑھوں / تیری جانب تو اسی دم میں جلوں
یہ نہیں رکھتا ہی صحرا پا و سر / بے جواب خط ہے وہ خستہ جگر

غمگین ہونا اُس غلام کا بسبب نہ آنے جواب خط بادشاہ کے

سلہ مرد پہلے آلخ ۸ شعر مرد اول خواب و خور میں مبتلا ہی ولیکن آخر کو فرشتہ سے سوا ہی پنبہ اور گندک کے اندر پناہ لیکر شعلہ نور کا اسکا تا بماہ پہنچتا ہی عالم تاریک کو روشن کرے اور کندہ آہنی کو ایک سوزن کرے یعنی حرارت بدرجہ راہ سلوک میں کچھ نقصان نہیں ہاں حرارت جان سے کسو ہو کیونکہ جان سے نور تن کا زیادہ ہے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ تن کی آلخ ۷ شعر تن کی ایک دو گز سے حد زیادہ نہیں ہے اور جان تیری فلک تک جولانی کرتی ہی سمرقند و بخارا اے دل تصور میں آدھا قدم ہی جان کا تیری آنکھ کی دو تولہ چربی ہے فلک تک ہی نور اسکا اے اخی بغیر اس آنکھ کے نور حجاب میں دیکھتا ہی اور آنکھ بغیر اس نور سے خراب ہوتی ہے جان فارغ ہی تن کی داڑھی مونچھ سے ولیکن بدن بیجان کے مردار سے تجمل روح حیوانی کا ہی روح انسان کو بڑھ کے دیکھ ہم قیل و قال سے درگذر دریاے حضرت جبرئیل تک یعنی جبکہ روح حیوانی کا یہ کروفر ہے تو روح انسانی کا کیا کچھ ہوگا پس سکے قیل و قال سے درگذر اور دریاے جان جبرئیل تک جا یعنی تجکو مرتبہ فرشتہ سے زیادہ حاصل ہو فافہم ۱۲
سلہ جان احمد آلخ ۳ شعر بعدہٗ جان احمد تجکو روکے اور جبرئیل تیرے خوف سے واپس پھرے کہے کہ اگر بقدر ایک کمان کے آگے بڑھوں تیری جانب تو اسی دم جل جاؤں یہ صحراے توحید انتہا نہیں رکھتا ہے وہ خستہ جگر بے جواب خط کے ہے آگے اُس غلام کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون جواب نامہ نامد خیرہ گشت	ور غمہا داب صافی تیرہ گشت	جو جواب آیا نہین خیرہ ہوا	آب صاف اس غم سے بس تیرہ ہوا
نی قرارش ماند و نی خواب از جنون	روز و شب بد در تفکر سرنگون	نے قرار و خواب از راہ جنون	رات دن تھا فکر مین وہ سرنگون
کای عجب چون نم نداد آن شہ جواب	یا خیانت کرد رقعہ بر تاب	ای عجب کیون نہ جواب شہ ملا	یا مرے خط کو نہ قاصد نے دیا
رقعہ پنہان کرد و ننمود او بشاہ	کو منافق بود و ماری زیر کاہ	خط چھپایا نے دکھایا شاہ کو	تھا منافق اور بس مکار وو
رقعۂ دیگر نویسم زآزمون	دیگرے جویم بسوے ذوفنون	دوسرا خط آزمانے کو لکھون	دوسرا قاصد مین ڈھونڈھون ذوفنون
بر امیر و مطبخی و نامہ بر	عیب بنہادہ زجہل آن بیخبر	قاصد باورچی پے اور شاہ پے	عیب یہ رکھا بیخبر نے جہل سے
ہیچ گرد خود نمی گرد دکہ من	کژ روی کردم چو اندر دین سمن	نے کبھی اپنے کو ڈھونڈھا ہر سخن	بت پرستون سا ہون کجرو دین مین

کژ وزیدن باد بر سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او	ٹیڑھا چلنا ہوا کا سلیمان علیہ السلام پہ بسبب زلت اُنکی کے

باد بر تخت سلیمان رفت کژ	پس سلیمان گفت باد آکژ مغژ	باد کج تخت سلیمان پر چلی	بولے مت کر باد اب تو کجروی
باد ہم گفت ای سلیمان کژ مرو	در روی کژ از کژم خشمین مشو	باد بولی کجروی تم مت کرو	گر ہو کج کج پر مرے غصہ نہو
این ترازو بہر این بنہادہ حق	تا رود انصاف ما را در سبق	یہ ترازو اس لیئے حق نے رکھی	تا مرے انصاف کو ہو برتری
از ترازو کم کنی من کم کنم	تا تو با من روشنی من روشنم	کم ترازو سے کرو مین کم کرون	تو ہے روشن جبتلک روشن ہون مین
ہمچنین تاج سلیمان میل کرد	روز روشن را بر و چون لیل کرد	ایسے ہی تاج سلیمان نے کیا	روز روشن کو سیاہ اپنے کیا
گفت تاجا کژ مشو بر فرق من	آفتابا گم مشو از شرق من	بولے سر پہ کج نہ ہو اے تاج تو	مت چھپا مشرق سے اے خورشید رو

سلہ جو جواب آنچ ۷ شعر جو جواب نہین آیا خیرہ ہوا اور اس غم سے آب صاف تیرہ ہوا نہ قرار و خواب از راہ جنون کے تھا رات دن فکر مین تھا وہ سرنگون کہا اسے عجب جواب شاہ کیون نہین ملا یا میرے خط کو قاصد نے نہ دیا خط چھپایا اور شاہ کو نہ دکھایا منافق دبس مکار تھا دوسرا خط آزمانے کو لکھون دوسرا قاصد ذوفنون ڈھونڈھون قاصد و باورچی شاہ پر بے خبر نے عیب رکھا جہل سے نہ کبھی خود کو ڈھونڈھا کہ مین بت پرستون کے مانند ہون کجرو دین مین یعنی خود نہ تلاش کیا کہ مین دین مین کجرو ہون مانند بت پرستون کے آگے اس کجروی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ باد کج آنچ ۳ شعر ہوا ٹیڑھی تخت سلیمان پر [illegible] فرمایا کہ مت کر اے باد کجروی باد نے کہا کہ تم کجروی مت کرو اگر کج ہو میرے کج پر غصہ نہو یہ ترازو اسواسطے حق نے رکھی ہے کہ تا میرے انصاف کو برتری ہووے آگے قول باد کا ہے فافہم ۱۲ سلہ کم ترازو آنچ ۲ شعر کم ترازو سے تم کرو کم کرون مین تو جب تک روشن ہے مین روشن ہون ایسی ہی تاج سلیمانی نے کیا روز روشن پر اپنے اوپر سیاہ کیا کہا کہ اے تاج تو سر پہ کج مت ہو اور مت چھپا منہ مشرق سے اے خورشید تو وہ سیدھا کرے تاج کو ہاتھ سے کہ تاج پھر ٹیڑھا ہوجاتا ہی سر پر آٹھ بار اُس کو سیدھا کیا وہ پھر ٹیڑھا ہوگیا کہا کہ اے تاج تو مت پھر کہا کہ اگر سو بار تم سیدھا کرو مین ٹیڑھا ہون جو تم ٹیڑھے رہو سلیمان علیہ السلام نے باطن کو سیدھا کیا و دل کو اُس شہوت سے آخر باز رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

راست میکرد او بدست آن تاج را	باز کج میشد بران تاج ای فتا	سیدھا کرتے تاج کو وہ ہاتھ سے	تاج پھر ہوجاتا ٹیڑھا فرق پے
هشت بارش راست کرد و گشت کژ	گفت تاجا چیست آخر کژ مغژ	آٹھ بار اسکو کیا سیدھا وہ ٹیڑھا	ہوگیا ٹیڑھا کہا مت تاج پھر
گفت اگر صد ره کنی تو راست من	کژ شوم چون کژ شوی ای موتمن	بولا سنو بار تم سیدھا کرو	ہو گو نہیں ٹیڑھا جو تم ٹیڑھے رہو
پس سلیمان اندرون را راست کرد	دل بران شهوت که بودش کرد سرد	سیدھا باطن کو سلیمان نے کیا	دل کو اس شہوت سے باز آخر کیا
بعد از آن تاجش همان دم راست شد	آنچنان که تاج را میخواست شد	پس اُسی دم تاج وہ سیدھا ہوا	جسطرح چاہتے تھے وہ ویسا ہوا
بعد از آنش کژ همی کرد او بقصد	تاج او میگشت تارک چون بقصد	ٹیڑھا کرتے بعدہ قصداً اُسے	تاج قصداً سیدھا ہوتا فرق پے
هشت کرت کژ بکرد آن مهترش	راست میشد تاج بر فرق سرش	آٹھ بار اس تاج کو ٹیڑھا کیا	تاج سر پر اُنکے سیدھا ہوگیا
شاه گفت ای تاج چونست آخر این	کژ کنم تو راست گردی ز امتحان	بولے شہ ای تاج از رہ امتحان	کج کرون تو سیدھا ہووے اس آن
تاج ناطق گشت کای شه ناز کن	چون فشاندی پر ز گل پرواز کن	تاج [۵۲] بولا کہ اے شہ تو ناز کر	پر جو جھاڑے گل سے تو پرواز کر
نیست دستوری که من بگذرم	پردهای غیب این بر هم درم	کب اجازت ہے کہ گزرون اس سے مین	غیب کے پردونکو پھاڑون اسکے مین
بر دهانم نه تو دست خود ببند	مر دهانم را ز گفت ناپسند	ہاتھ رکھ منھ پر مرے اور بند کر	منھ کو میرے قول بد سے زود تر
تا ترا هر غم که پیش آید ز درد	بر کسی تهمت منه بر خویش کرد	تجکو جو غم پیش آئے درد سے	خود پہ کر تہمت نہ رکھ تو غیر پے
ظن مبر بر دیگری ای دوست کام	آن مکن که می سگالید آن غلام	غیر پر مت کر گمان ای دوست کام	وہ نہ کر جو سوچتا تھا وہ غلام
گاه جنگش با رسول و مطبخی	گاه خشمش با شهنشاه سخی	گاہ باورچی و قاصد سے لڑے	گاہ شاہنشہ پہ وہ غصہ کرے
همچو فرعونی که موسی هشته بود	طفلگان خلق را سر میبرید	[۵۳] جیسے موسیٰ کو تھا فرعون چھوڑتا	خلق کے بچون کا سر تھا توڑتا
آن عدو در خانه آن کور دل	او شده اطفال را گردن گسل	گھر مین وہ دشمن تو اس اندھے کا تھا	اور بچون کا وہ سر تھا کاٹتا
تو هم از بیرون بدی با دیگران	واندران خوش گشته با نفس گران	تو بھی باہر بد ہی ہمرہ غیر کے	اور اندر خوش ہو اپنے نفس کے

۵۱ پس اُسی دم الخ ۵ شعر پس اُسی دم تاج سیدھا ہوا جس طرح وہ چاہتے تھے وہ ویسا ہوا البعدہ اُسے قصداً ٹیڑھا کرتے تاج قصداً سیدھا ہوتا سر پر آٹھ بار اُس تاج کو ٹیڑھا کیا تاج اُن کے سر پر سیدھا ہوگیا شاہ نے کہا کہ اے تاج ازراہ امتحان کے مین کج کرون تو سیدھا ہو وے آگے بیان تاج کا ہے فافہم ۵۲ تاج بولا الخ ۶ شعر تاج نے کہا کہ اے شاہ تو ناز کر جو پر گل سے جھاڑے تو پرواز کر کب اجازت ہے کہ اس سے مین گذرون اور غیب کے پردون کو اسکے مین پھاڑون منھ پر ہاتھ رکھ اور بند کر میرے منھ کو قول بد سے جلد تر تجکو جو غم پیش آئے درد سے خود پر لے اور غیر پر تہمت نہ رکھ غیر پر ای دوست کام گمان نہ کر وہ مت کر جو غلام سوچتا تھا کبھی باورچی و قاصد سے لڑے کبھی شاہنشاہ پر وہ غصہ کرے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

۵۳ جیسے موسیٰ الخ ۹ شعر جیسے موسیٰ کو فرعون چھوڑتا تھا اور خلق کے بچون کا سر توڑتا تھا گھر مین اس اندھے کے دشمن تھا اور بچون کا وہ سر کاٹتا تھا تو بھی ہمراہ غیر کے بد ہے باہر اور اندر خوش ہے اپنے نفس سے کہ وہ تیرا دشمن ہے تو اسکو قند دیتا ہے تہمتین باہر ہر ایک پر تو رکھتا ہے مثل فرعون کے جو تو اندھا ہے دل سے بے گنہ کو مارے اور دشمن سے ملے بیگناہ کش کب تک اے فرعون تو ہو وے اور جسم پر نادان تو نوازے اسکی عقل شاہون سے سوا تھی دے حکم حق نے اُسے اندھا کیا حق کی مہر عقل و کان و آنکھ پر ہے اگر افلاطون ہے تو وہ حیوان ہے حکم حق کا لوح دل پر ظاہر ہو وے جیسے حکم غیب بایزید سے یعنی دل و دماغ پر اللہ کی مہر ہو اگر وہ افلاطون ہے تو بھی حیوان ہے پس حکم حق کی مہر ان مریدان بایزید کے آنکھ و قلب پر تھی کہ اُنھون نے مرشد غیر حق جانکر چھریون سے مارا اور خود کشتہ ہوئے آگے ابوالحسن خرقانی کا بیان ہے فلنفہم ۱۲

خود عدوت ست قندش می دہی / وز یدون تہمت بہر کس می نہی
ہمچو فرعونے تو کور و کور دل / با عدو خوش بے گناہان را اندل
چند فرعونا کشی بے جرم را / می نوازی این تن پر عرم را
عقل او بر عقل شاہان می فزود / حکم حق بی عقل و کورش کردہ بود
مہر حق بر چشم و بر گوش و خرد / گر فلاطون ست حیوانش کند
حکم حق بر لوح می آید پدید / آنچنان کہ حکم غیب بایزید

وہ ترا دشمن ہی تو قند اسکو دے / تہمتیں باہر ہر اک پر تو رکھے
مثل فرعون تو جا اندھا ویسے ہی / بے گنہ کو مارے دشمن سے ملے
بیگنہ کش کب تک اے فرعون تو ہو / اور نوازے جسم پر تلوان کو
عقل اسکی عقل شاہوں سے سوا / حکم حق نے پر اُسے اندھا کیا
مہر حق کی عقل اور کان آنکھ پے / گر فلاطون ہی تو وہ حیوان ہی
حکم حق کا لوح دل پر ہو پدید / جس طرح سے حکم غیب بایزید

شنیدن ابو الحسن خرقانی خبر دادن بایزید را

سننا ابو الحسن خرقانی کا خبر دینے بایزید کو

ہمچنان آمد کہ او فرمودہ بود / بو الحسن از مردمان آنرا شنود
کہ حسن باشد مرید امتم / درس گیرد ہر صباح از تربتم
ہر صباحے آید و خواند سبق / بر سر خاکم شود بیرے بحق
ہر صباحے تیز رفتی بے فتور / بر سر گورش نشستے با حضور
گفت من ہم نیز خوابش دیدہ ام / وز روان شیخ این بشنیدہ ام
ہر صباحے رو نہادی سوے گور / ایستادی تا ضحی اندر حضور
تا مثال شیخ پیشش آمدی / تا کہ بے گفتی شکالش حل شدی
تا یکے روزے بیامد با سعود / گورہا را برف نو پوشیدہ بود
توے بر تو برفہا ہمچون علم / قبہ قبہ دیدہ شد جانش بغم
بانگش آمد از حظیرہ شیخ حی / ہا انا ادعوک کے تسعے الی
ہین بیا این سو بر آوازم شتاب / عالم برف ست رو از من متاب
حال او زان روز شد خوب و پدید / آن عجائب را کہ او اول می شنید

جیسے[۵۱] فرمایا تھا اسنے وہ ہوا / بو الحسن نے اسکو لوگون سے سُنا
کہ حسن ہو اک مرید امت مرا / قبر سے میری پڑھے ہر صبح آ
ہر سحر آکر سبق مجھسے پڑھے / اک خدا کے اولیاؤن سے بنے
ہر صبح جاتے تھے جلدی بقصور / بیٹھتے مرقد پہ اُن کے باحضور
بولا مین نے خواب مین دیکھا اُسے / اور سنا یہ مین نے روح شیخ سے
ہر سحر[۵۲] کے وقت جا تا سوے گور / چاشت تک رہنا کھڑا اندر حضور
تا مثال شیخ آتی سامنے / مشکلیں حل ہو تیں اسکے بے کہے
تا کہ اکدن بو الحسن آیا وہان / برف مین تھیں تربتیں جا بجا نہان
برف کے تودے لگے مثل علم / قبہ قبہ دیکھ جان آئی بغم
آئی آواز اسکو زندہ شیخ سے / ہا انا ادعوک کی تسعے الی
آ[۵۳] اِدھر آواز پر جلدی مرے / برف کا عالم ہے مجھسے مت پھرے
حال اُنکا خوب تب ظاہر ہوا / وہ عجائب جو کہ پہلے تھا سنا

۵۱ جیسے الخ ۵ شعر جیسے فرمایا تھا وہ ہوا ابو الحسن نے لوگون سے سنا کہ ابو الحسن ہو گا ایک میری اُمت سے اور ہر صبح آکر میری قبر سے پڑھیگا ہر سحر مجھ سے آکر سبق پڑھے اور ایک اولیاء اللہ سے بنے ہر سحر جلد جانے با حضور کہا کہ مین نے بھی خواب مین دیکھا انہیں اور یہ مین نے سنا روح شیخ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہر سحر الخ ۵ شعر ہر صبح کے وقت جانب قبر کے جاتا اور چاشت تک حضور مین کھڑا رہتا یہان تک کہ ہیئت شیخ کے سامنے آتی اور بے کہے مشکلین اس کی حل ہوتی مین یہان تک کہ ابو الحسن ایکدن وہان آیا اور قبرین برف مین جملہ پوشیدہ تھین برف کے تودے لگے تھے مثل علم کے قبہ قبہ دیکھکر جان غم مین آئی اسکو آواز آئی شیخ زندہ سے ترجمہ خبردار ہو کہ مین تجھے بلاتا ہون تاکہ تو میری جانب دوڑے یعنی شیخ نے آواز دی کہ موت نہین ہی بموجب حدیث شریف کے المومن لا یموتون باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۳ آ ادھر الخ ۲ شعر میری آواز پر ادھر آ جلدی برف عالم کا ہی مجھسے واپس مت پھر تب اُنکا حال خوب ظاہر ہوا وہ عجائب جو کہ پہلے سا تھا اب لوٹنا چاہیئے طرف غلام کے وہ حکایت تمام کرنا چاہیئے اس بدگمان نے خط لکھا اطرفر یاد وطنے سے پھرا ہوا آگے دو سا خط لکھنے کا بیان ہی فافہم ۱۲

عہ خبردار کہ مین تجھے بلاتا ہون خبردار تا میری طرف دوڑے تو ۱۲

باز باید گشت سوی آن غلام / کرده باید آن حکایت را تمام
نامهٔ دیگر نوشت آن بدگمان / پر ز تشنیع و نفیر و پر فغان

لوٹنا پھر چاہیئے سوئے غلام / وہ حکایت چاہیئے کرنا تمام
دوسرا اُس بدگمان نے خط لکھا / طنز اور فریاد و طعنے سے بھرا

رقعه دیگر نوشتن آن غلام چون جواب اوّل نیامد

که یکی رقعه نوشتم پیش شاه / ای عجب آنجا رسید و یافت راه
آن دگر را خواند هم آن خوب خد / هم ندارد آنرا جواب و تن زند
خشک می آورد او با شهریار / او مکرر کرد رقعه چند بار
گفت حاجب آخر او بندهٔ شماست / گر جوابش بر نویسی هم رواست
از شهی تو چه کم گردد اگر / بر غلام و بنده اندازی نظر
گفت این سهل است اما احمق است / مرد احمق زشت و مردود حق است
گرچه آمرزم گناه و زلتش / هم کند در من سرایت علتش
صد کس از گرگین همه گرگین شوند / خاصه آن گر خبیث عقل بند
گر کم عقلی مبادا اکبر را / شومیش بی آب دارد ابر را
نم نیارد ابر از شومی او / شهر شد ویرانه از بومی او
از گران احمقان طوفان نوح / کرد ویران عالمی را در فضوح

دوسرا خط لکھنا اُس غلام کا جو جواب اوّل کا نہ آیا

کہ لکھا اک خط تھا مینے پیش شاہ / ای عجب اس جا پہ پہونچا پائی راہ
دوسرا بھی خط پڑھا اُس شاہ نے / نے جواب اسکا دیا اور چپ رہے
باز رکھنا چاہے اُسکو شہریار / اُسنے لکھے خط مکرر چند بار
عرض بیگی بولا ہے بندہ ترا / گر جواب اسکو لکھے تو ہے روا
کیا تری شاہی سے کم ہووے اگر / تو غلام و بندہ پر ڈالے نظر
بولا یہ ہے سہل پر احمق ہے وہ / مرد احمق لعنتی حق ہی وہ
گرچہ بخشوں اسکا میں جرم و گناہ / اسکی علت کا اثر ہو مجھ میں آ
لاکھ خارشتی سے خارشتی ہوئے / خاصہ خارشتی خبیث عقل سے
عقل کا خارشتی اب مت ہو جیو / شومی اسکی رکھے بے آب ابر کو
ابر نے برسے گا شومی اسکی سے / شہر ویران ہوگا بومی اسکی سے
ابتری سے عقل کی طوفان نے / نوح کے ویران کیا عالم کو ہی

سلہ کہ لکھا اسے آخرہ ۸ شعر کہ ایک خط مین بنے لکھا تھا پیش شاہ کے اسے عجب اُس جا پر پہونچا اور راہ پائی دوسرا خط بھی پڑھا اُس شاہ نے جواب اس کا نہ دیا اور خاموش رہا اُس کو باز رکھنا چاہا بادشاہ نے اُس کو خط مکرر لکھے چند بار عرض بیگی نے کہا کہ تیرا بندہ اگر تو جواب بندہ و غلام پر نظر ڈالے کہا یہ بات سہل ہے ولیکن احمق ہے اور مرد احمق لعنتی حق کا ہوا ہے اگرچہ اسکا جرم گناہ بخشون وہ اس کی علت کا اثر مجھ مین ہووے آگے اس کی مثال ہے خارشتی سے صدہا خارشتی ہووے خاصکر خارشتی سے صدہا ہووے خبیث عقل سے یعنی مرض خارشتی متعدی ہے کہ ایک سے دوسرے کو یہ مرض ہو جاتا ہے اسی طرح اس کی صحبت بد کا اثر ہو جاوے مجھ مین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ عقل کل اسے آخرہ ۳ شعر خارشتی عقل کا اب مت ہو جیو اس کے سواے ابر کو بے آب رکھے اُس کی شومی سے ابر نہ برسے گا اور شہر ویران اس کے ہواسے ہوگا عقل کی ابتری سے طوفان نوح کے عالم کو ویران کیا ہے یعنی خارشتی عقل کا ایک جہان کو ویران کرتا ہے چنانچہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے عاقل کو تبر اور احمق کو مہ تر فرمایا ہے آگے اس کا قصہ بیان ہے فافہم ۱۲

ستودن پیغمبر علیه السلام عاقل را ونکوهیدن احمق را

گفت پیغمبر که احمق هر که هست — او عدو ما و غول رهزن است
هر که او عاقل بود او جان ماست — روح او و ریح او ریحان ماست
عقل دشنامم دهد من راضیم — زانکه فیضے دارد از فیاضیم
نبود آن دشنام او بیفائده — نبود آن مهمانیش بے مائده
احمق ار حلوا نهد اندر لبم — من ازان حلواے او اندر تبم
این یقین دان گر لطیف و روشنی — نیست بوس کون خر را چاشنی
سبلتت گنده کند بے فائده — جامه از دیگش سیه بے مائده
مائده عقل ست نے نان و شوا — نور عقل ست اے پسر جان را غذا
نیست غیر نور آدم را خورش — از جز آن جان را نیابد پرورش
زین خورشها اندک اندک باز بر — کاین غذاے خر بود نے آن حر
تا غذاے اصل را قابل شوی — لقمه هاے نور را آکل شوی
اصل این نور ست کاین نان نان شده ست — فیض آنجانست کاین جان جان شده ست
چون خوری یکبار از ماکول نور — خاک ریزی بر سر نان تنور
عقل شیدا شد چه خوانی ترهات — راه پیدا شد چه پائے بے ثبات

اچھا کہنا پیغمبر علیہ السلام کا عاقل کو اور برا کہنا احمق کو

بولے پیغمبر کہ احمق جو کہ ہے — میرا دشمن غول اندر راہ کے
جو کہ عاقل ہو وہ میری جان ہے — اسکی روح خوشبو مری ریحان ہے
ہون مین راضی گالیان عاقل جو دے — فیض رکھتا میری فیاضی سے ہے
گالی بس بیفائدہ اسکی نہو — بے طعام اسکے وہ مہمانی نہو
منہ مین حلوا میرے گر احمق رکھے — ہووے اُس حلوے سے بس صدمہ مجھے
یہ یقین کر گر تجھے ہے روشنی — نے ہے بوس کون خر مین چاشنی
مونچھ کو بے فائدہ گندہ کرے — دیگ خالی سے سیہ جامہ کرے
ہے خورش عقل اور نہ نان شوربا — عقل کا نور اے پسر جان کی غذا
نے سوائے نور آدم کی غذا — پرورش جان کی نہو اسکے سوا
تھوڑی تھوڑی یہ غذا کر کم اجی — یہ غذا خر کی ہے نے آزاد کی
تا غذا اصلی کے قابل ہوئے تو — اور کھائے لقمہ ہائے نور کو
اصل نور اسکی کہ یہ نان نان ہوئی — فیض اس جان کا کہ یہ جان جان ہوئی
کھائے جو اک بار لقمہ نور کو — خاک ڈالے سر پہ اس روٹی کے تو
عقل ہے شیدا نہ بک تو واہیات — راہ ہوئی پیدا تو کیا ہے بے ثبات

سلہ بولے الخ ۵ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احمق جو ہے وہ میرا دشمن اور غول راہ مین ہے جو کہ عاقل ہے وہ میری جان ہے اس کی روح وخوشبو میری ریحان ہے مین راضی ہون کہ جو عاقل گالیان دے اور فیض رکھتا میری فیاضی سے ہے اسکی گالی بے فائدہ نہو اور بغیر طعام اس کی وہ مہمانی نہ ہو اگر احمق میرے منہ مین حلوا رکھے اس حلوے سے از بس صدمہ مجھ کو ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ یقین الخ ۴ شعر اگر تجکو روشنی ہے یہ یقین کر کہ بوسہ کون خر مین چاشنی نہین ہے تو بیفائدہ مونچھ کو گندہ کرے اور دیگ خالی سے جامہ سیاہ کرے خورش عقل ہے نان وشوربا نہین ہے اور عقل کا نور جان کی غذا ہے سوا نور کے آدم کی غذا نہین اور پرورش جان کی اسکے سوا نہ ہووے یعنی جان کی خورش نور عقل ہے کیونکہ آدم کی غذا نور ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ تھوڑی الخ ۸ شعر یہ غذا تھوڑی تھوڑی کم کر کہ یہ غذا خر کی ہے آزاد کی نہین ہے تا غذا اصلی کے تو قابل ہووے اور لقمہ ہائے نور کو تو کھائے اُس کی اصل نور ہے کہ یہ نان نان ہوئی اور فیض جان کا ہے کہ وہ جان جان ہوئی اگر ایکبار جو لقمہ نور کو کھاوے اُس روٹی کے سر پر تو خاک ڈالے عقل شیدا ہے تو واہیات مت بک راہ پیدا ہوئی تو بے ثبات کیا ہے عقل ہو وہ عقل پہلے کسب کی ہو کہ تو سیکھے جیسے لڑکے مکتب مین کتاب اُستاد و فکر و ذکر سے اور معانی وعلوم بکر سے تیری عقل دوسرون سے سوا ہو ولیکن تو اُس کے حفظ سے عاجز ہے یعنی دو عقلین ہین کہ ایک کسب کی دوسری عطاے حق ہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

عقل دو عقل است اول مکسبی
که در آموزی چو در مکتب صبی
از کتاب و اوستاد و فکر و ذکر
از معانی وز علوم خوب و بکر
عقل تو افزون شود بر دیگران
لیک تو باشی بحفظ آن گران
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
لوح محفوظ اوست کو زین درگذشت
عقل دیگر بخشش یزدان بود
چشمهٔ آن در میان جان بود
چون ز سینه آب دانش جوش کرد
نے شود گنده نه دیرینه نه زرد
ور رہ نبعش بود بسته چه غم
کو ہمی جوشد ز خانه دمبدم
عقل تحصیلی مثال جوہا
کان رود در خانه از کوہہا
راہ آبش بسته شد شد بینوا
تشنه ماند و زار و با صد ابتلا
اندرون خویشتن جو چشمه را
تا رہی از منت ہر ناسزا

عقل ہی وہ عقل پہلے کسب کی
کہ تو سیکھے جیسے لڑکے مکتبی
جس کتاب استاد و فکر و ذکر سے
اور معانی اور علوم بکر سے
عقل تیری دوسرون سے ہو سوا
پر تو اسکے حفظ سے عاجز رہا
لوح[۵۱] حافظ ہووے اسکے دور سے
لوح محفوظی ہی جو اس سے بڑھے
دوسری ہی عقل یزدان کی عطا
اسکا چشمہ جان کے اندر ہی چھپا
آب دانش جو کہ سینہ سے بہا
نے ہو گندہ نے پرانا نے برا
بند ہو رہ چشمہ اسکی غم نہین
دمبدم جاری ہو گھر سے ہر کہین
عقل تحصیلی مثال نہر ہے
کہ وہ جائے گھر کے اندر کوہ سے
بند رہ ہو اسکی وہ ہو بینوا
اور تشنہ زار ہو اندر بلا
چشمہ اپنے اندر اب ڈھونڈھ لے
چھوٹے منت سے تو ہر نا اہل کے

قصهٔ[۵۲] شخصے که با شخصے مشورت می کرد او گفت با دیگرے کن که من عدوّم ترا

قصہ اُس شخص کا کہ ساتھ ایک شخص کے مشورہ کرتا تھا اُسنے کہا کہ تو دوسرے سے کر کہ مین تیرا دشمن ہون

مشورت میکرد شخصے با کسے
کز تردد وارہد وز محبسے
گفت اے خوش نام غیر من بجوے
ماجرائے مشورت با وی بگوے
من عدوّم مر ترا با من مپیچ
نبود از رائے عدو فیروز ہیچ

مشورہ[۵۳] اک شخص کرتا ایک سے
کہ تردد اور زندان سے چھٹے
بولا تو تلاش کر لے دوسرا
مشورہ کا حال کہہ اُس سے بھلا
مین ہون دشمن تیرا مجھسے مت لے
رائے دشمن پر نہ نصرت ہو تجھے

۵۱ لوح الخ یعنی شعر لوح حافظ ہووے اسکے دور سے اور لوح محفوظی وہ ہی جو اُس سے گذرے دوسری عقل خدا کی عطا ہے اسکا چشمہ جان کے اندر چھپا ہے آب دانش جو کہ سینہ سے بہا نہ گندہ ہو نہ پرانا نہ برا ہو راہ چشمہ کی بند ہو اُسکا غم نہین وہ دمبدم جاری ہو گھر سے ہر کہین عقل تحصیلی مانند نہر کے ہے کہ وہ جائے گھر کے اندر کوہ سے اگر راہ اس کی بند ہو تو وہ بینوا ہو اور تشنہ زار اندر بلا کے ہو چشمہ اپنے اندر تو ڈھونڈھ لے کہ منت سے تو ہر نااہل کی چھوٹے یعنی عقل تحصیلی کو چھوڑ اور عقل من لدن کو خود مین ڈھونڈھ کہ غیرون کا تو محتاج نہ رہے چنانچہ آگے اس عقل کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ قصہ تجسم جویندگی عقل من لدن مین ۱۲ ۵۳ مشورہ الخ یعنی شعر ایک شخص مشورہ ایک سے کرتا تھا کہ تردد و زندان سے چھٹے کہا کہ دوسرے کو تلاش کر اور مشورہ کا کل حال اُس سے کہہ کہ مین دشمن ہون تیرا مجھ سے مت مل کر رائے دشمن پر فتح تجکو نہ ہووے تو جا اور اسکو ڈھونڈھ کہ جو تیرا دوست ہے کہ دوست بیشک دوست سے خبر پاتا ہے مین ہون دشمن کیا علاج کہ از راہ خودی کے مین ٹیڑھا چلون اور تجھ سے دشمنی کرون آگے مثال ہو گرگ سے مدد چاہنا شرط کب ہے بے محل سے چاہنا سب چاہتا ہے مین بیشک ایک دشمن تیرا ہون مین رہزن ہون رہنما تیرا کب ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

رو کسی جو کہ ترا او ہست دوست / دست بہر دوست لاشک خیر جوست
ڈھونڈھ جا اسکو جو تیرا دوست ہے / دوست بیشک خیر یاد دوست ہے

من عدوم چارہ نبود کز منی / کج روم با تو نمایم دشمنی
میں ہوں دشمن کیا علاج از خودی / کج چلوں تجھسے کروں میں دشمنی

چارسی از رگ جستن شیر طبیعت / جستن از غیر محل ناجستنی ست
رگ سے جہنا حفاظت طبع کی / بے محل سے جہنا تا جہنا ہے سبب

من ترا ای ہیچ شک دشمنم / من ترا کے رہ نمایم رہزنم
میں بلا شک ایک دشمن ہوں ترا / میں ہوں رہزن کیوں ہوں تیرا رہنما

ہر کہ باشد ہمنشین دوستان / ہست در گلخن میان بوستان
دوستوں کے ہمنشیں جو کوئی ہو / ہو وہ گلخن میں تو بستان میں ہو

ہر کہ با دشمن نشیند در زمن / ہست اندر بوستان در گولخن
ہمنشیں دشمن کے جو کوئی رہے / بوستان میں ہو تو وہ گلخن میں ہے

دوست مارا زار بازار ما دوست / تا نگردد دوست خصم و دشمنت
تو خودی سے دوست کو مت رنج دے / دوست تیرا تا نہیں دشمن بنے

خیر کن با خلق بہر ایزدت / یا برای راحت جان خودت
خلق سے کر خیر یزداں کیلیے / یا تو اپنی راحت جاں کے لیے

تا ہمہ را دوست بینی در نظر / در دلت ناید ز کین ناخوش صور
دیکھ سب کو دوستی کی آنکھ سے / دل میں بد صورت نہ کینہ سے لگے

چونکہ کردی دشمنی پرہیز کن / مشورت با یار مہرانگیز کن
جو کرے ہو دشمنی پرہیز کر / مشورہ کر یار مشفق سے بسر

گفت من دانم ترا ای بوالحسن / کہ توی دیرینہ دشمن دار من
بولا تجکو جانتا ہوں اے نکو / کہ قدیمی دشمنی رکھتا ہے تو

لیک مرد عاقلی و معنوی / عقل تو نگذاردت کہ کج روی
پر تو ہے مرد عقیل و معنوی / عقل نہ چاہے کہ ہے تو کجروی

طبع خواہد تا کشد از خصم کین / عقل بر نفس است بند آہنین
طبع چاہے کینہ تا دشمن سے لے / بند آہن عقل کا ہے نفس پے

آید و منعش کند وادارد ش / عقل چون شحنہ ست نیک و بد رسش
نفس کو بس باز رکھے آنکے / عقل مثل شحنہ نیک و بد سے ہے

عقل ایمانی چو شحنہ عادل است / پاسبان و حاکم شہر دل است
عقل ایمانی جو عادل کوتوال / شہر دل کا پاسبان ہے لا محال

ہمچو گربہ باشد و بیدار ہوش / دزد در سوراخ ماند ہمچو موش
مثل گربہ ہو وے وہ بیدار ہوش / دزد ہو سوراخ میں وہ مثل موش

در برآنجا کہ برآرد موش دست / نیست گربہ ور بود او مردہ است
موش جس جا پر اگر غلبہ کرے / نے ہو گربہ ہے اگر مردہ وہ ہے

لہ دوستوں الخ ۴ شعر جو کوئی دوستوں کا ہمنشین ہو اگر گلخن میں ہو تو بوستان میں رہے اور جو کوئی دشمن کا ہمنشین رہے اگرچہ بوستان میں ہو تو وہ گلخن میں ہے تو دوست کو خودی سے رنج مت دے تاکہ دوست تیرا دشمن نہ رہے تو خلق سے خیر خدا کے واسطے کر یا تو اپنی راحت جان کے واسطے یعنی ہمنشین دوست گلخن میں ہو تو بوستان میں ہے اور ہمنشین دشمن بوستان میں ہو تو گلخن میں ہے پس دوست کو رنج مت دے کہ دشمن بنے اور ساتھ خلق کے خیر کر خدا کے یا اپنی راحت جان کے واسطے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھ الخ ۶ شعر سب کو دوستی کی آنکھ سے دیکھ کہ دل میں کینہ سے بد صورت نہ لگے جو دشمنی کرے ہو پرہیز کر اور یار مشفق سے مشورہ کر کہا کہ تجکو جانتا ہوں اے نیکو کہ تو قدیمی دشمنی رکھتا ہے لیکن تو مرد عقیل و معنوی ہو اور عقل نہیں چاہتی ہے کجروی تو کرے طبیعت چاہتی ہے کہ کینہ دشمن سے لے پر بند اس عقل کا نفس پر ہے نفس کو باز رکھے آن کر عقل مثل شحنہ کے نیک و بد میں ہے یعنی نفس دشمن کا کینہ چاہتا ہے مگر عقل مانع ہے اور نیک و بد میں تمیز کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عقل ایمانی الخ ۵ شعر عقل ایمانی مانند کوتوال عادل کے ہے کہ شہر دل کا پاسبان لامحالہ ہے مانند گربہ کے وہ بیدار ہوش چور ہو سوراخ میں مانند موش کے یعنی عقل مانند گربہ کے ہوشیار ہو اور نفس سوراخ میں مانند موش کے چور ہو جس جا پر اگر موش غلبہ کرے گربہ نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ مردہ ہے یعنی نفس جس تن میں غلبہ کرے وہاں عقل نہیں ہے اور اگر عقل ہے تو وہ مردہ ہے گربہ کہا کہ وہ ایک شیر شیر افگن ہے کہ عقل ایمانی اندر جسم کے ہے اسکا غرہ حاکم درندگان ہے اور اسکا نعرہ مانع چرندگان ہے یعنی عقل ایمانی مالک شیر شیر افگن ہے کہ اسکا غرہ حاکم درندگان اور اسکا نعرہ مانع چرندگان ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

گربہ چہ شیر شیر افگن بود / عقل ایمانی کہ اندر تن بود
غرۂ او حاکم درندگان / نعرۂ او مانع چرندگان
شہر پر دزدست و پر جامہ کنی / خواہ شحنہ باش گو خواہ نی
عقل در تن حاکم ایمان بود / کہ زہیبش نفس در زندان بود
عقل عقل و جان جان یجان توئی / عقل و جان خلق را سلطان توئی
عقل کل سرگشتہ و حیران تست / کل موجودات در فرمان تست

گربہ کیا اک شیر شیر افگن ہو وہ / عقل ایمانی جو اندر تن کے ہو
اُسکا غرّہ حاکم درندگان / اُسکا نعرہ مانع چرندگان
شہر چوروں سے بھرا ہو گر یقین[1] / خواہ شحنہ ہو وہاں خواہ نہین
عقل تن مین حاکم ایمان ہے / نفس اسکے ڈر سے در زندان ہے
عقل عقل و جان جان اےجان ہے تو / عقل و جان خلق کی سلطان ہے تو
عقل کل حیران پریشان تجھسے ہے / جملہ اشیا تابع تیرے حکم کے

امیر گردانیدن رسول علیہ السلام جوان ہذیلی را بر سریہ کہ دران پیران جنگ آزمودگان بودند

سردار کرنا رسول علیہ السلام کا جوان ہذیلی کو لشکر مین کہ اُس مین بزرگ اور جنگ آزمودہ تھے

یک سریہ میفرستادی رسول / بہر جنگ کافر و دفع فضول
یک جوانی را گزیداو از ہذیل / میر لشکر کردش و سالار خیل
اصل لشکر بیگمان سرور بود / قوم بے سرور تن بے سر بود
این ہمہ کہ مردہ و پژمردۂ / زان بود کہ ترک سرور کردۂ
از کسل وز بخل و زنادمی / میکشی سر خویش را سر میکنی
ہمچو استورے کہ بگریزد ز بار / او سر خود گیرد اندر کوہسار

ایک لشکر[2] بھیجتے تھے مصطفےٰ / کہ کریں کفار پر جاکر غزا
اک جوان کو جو کہ تھا قوم ہذیل / میر لشکر کر دیا سالار خیل
اصل لشکر بیگمان سالار ہے / جسم بے سر قوم بے سردار ہے
اسلیے مردہ و پژمردہ یہ ہین / حملہ گر سردار نے اپنا کھین
کاہلی سے اور خودی سے بخل سے / کھینچے سر سردار اپنے کو کرے
مثل اس خر کے کہ بھاگے بار سے / اور جاوے جانب کہسار کے

[1] ستمبر آگے یہ شعر شہر چوروں سے بھرا ہے یقین کر خواہ وہان شحنہ ہو خواہ نہین یہ عقل جسم مین حاکم ایمان ہے نفس اسکے خوف سے زندان مین ہے عقل کی عقل اور جان کی جان اے جان تو ہے عقل و جان خلق کی سلطان تو ہے عقل کل حیران و پریشان تجھ سے ہے تمام اشیا تابع تیرے حکم کے ہین یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عقل کی عقل اور جان کی جان تم ہو کہ جبرئیل تمسے حیران و پریشان ہے وہ تمام اشیا تمھارے حکم مین ہین آگے حضرت رسول مقبول صلعم کی عقل و دانائی کا بیان ہے فافہم ۔ [2] ایک لشکر آگے یہ شعر ایک لشکر رسول اللہ صلعم بھیجتے تھے کہ کفار پر جاکر غزا کرین ایک جوان کو کہ قوم ہذیل سے تھا سردار لشکر کا کیا آگے اسکے حقائق ہین اصل لشکر کی بیگمان سالار ہے جسم بے سر قوم بے سردار ہے یہ سب کافر مردہ و پژمردہ ہین کہ اپنا سردار بھی نہین رکھتے ہین کاہلی سے اور خودی سے اور بخل سے سر کھینچے اور خود کو سردار کرے آگے اس کی مثال ہے اُس خر کے مانند کہ بوجھ سے بھاگے اور جانب کہسار کے جاوے مالک پیچھے دوڑے کہ اسے بے خبر گرگ ہر طرف ہے قصد خر مین یعنی لشکر کی جڑ سردار ہے اور جس قوم مین سردار یعنی مرشد نہ ہو وہ خوار ہے اور جو احمقی سے خود کو سردار جانتا ہے وہ مثل گدھے کے ہے آگے اس کے باقی مثال ہے فافہم ۔

فارسی	اردو
صاحبش درپے دوان کای خیرہ سر / ہر طرف گرگیست اندر قصد خر	پیچھے مالک دوڑے کہ ای بیخبر / ہر طرف ہر گرگ اندر قصد خر
گر ز چشمم این زمان غائب شوی / پیشت آید ہر طرف گرگ قوی	گر مری آنکھوں سے غائب ہو تو / گرگ پیش آوے ترے ہر ایک سے
استخوانت را بخاید چون شکر / کہ نبینی زندگانی را دگر	ہڈیاں چابے تری مثل شکر / تو نہ دیکھے زندگی بارِ دگر
آن مکن کاخر بمانی از علف / آتشت از بی ہیزمی گردد تلف	وہ نہ کر آخر رہے بے گھاس تو / آگ بے لکڑی کے ضائع ہو تری
ہین بمگریز از تصرف کردنم / فہ گران باری کی چون جان تو منم	بھاگ مت میرے تصرف سے تو بھی / بوجھ بھاری ہے کہ میں ہوں جان تری
تو ستوری ہم کہ نفست غالبست / حکم غالب را بود ای خودپرست	تو بھی خر ہے نفس جو غالب ہوا / حکم بس ہوتا ہے غالب کا سدا
خر نخواندت اسپ خواندت ذوالجلال / اسپ تازی را عرب گوید تعال	تجکو بولا اسپ نے خر ذوالجلال / اسپ تازی کو عرب کہوین تعال
میر آخر بود حق را مصطفیٰ / بہر استوران نفس پر جفا	مصطفیٰ اک میر آخر حق کے تھے / اسپ نفسون پر جفا کے واسطے
قل تعالوا گفت از جذب کرم / تا ریاضت شان دہم رائض منم	قل تعالوا بولا باجود و نثار / تا ریاضت دوں میں ہوں چابک سوار
نفس ہا را تا مروض کردہ ام / زین ستوران بس لگدہا خوردہ ام	جیسے نفسونکو ریاضت میں نے دی / لاتین کھائیں میں نے اسپونکی سبھی
ہر کجا باشد ریاضت پارہ / از لگدہایش نباشد چارہ	جس جگہ ہووے ریاضت کا مزاج / اسکو لاتون سے نہیں ہووے علاج
لاجرم اغلب بلا بر انبیاست / کہ ریاضت دادن خامان بلاست	انبیا پر اس لیے آفت سوا / ہے ریاضت دینا خامونکی بلا
سکسکانید از دمم یرغا شوید / تا یواش و مرکب سلطان شوید	بدقدم دم سے ہو شائستہ مرے / اسپ خاصہ ہوئے سلطان کیلیے
قل تعالوا قل تعالوا گفت حق / اے ستوران ملول اندر سبق	قل تعالوا قل تعالوا بولا حق / اسے ملول اسپو بایام سبق
قل تعالوا قل تعالوا گفت حی / اے ستوران فسردہ رگ و پے	قل تعالوا قل تعالوا بولا حی / ای جہان کے اسپ ڈھیلے رگ کی پے
قل تعالوا قل تعالوا گفت رب / اے ستوران رمیدہ از ادب	قل تعالوا قل تعالوا بولا رب / ای ستوا اسپان مہجور ادب

۵۳ گر مری آنخ ، **شعر** گر مری آنکھوں سے تو غائب ہووے ہر ایک طرف گرگ ہی تیرے پیش آوے تیری ہڈیاں شکر کے مانند چابے پھر تو زندگی نہ دیکھے وہ مت کر کہ تو آخر بے گھاس کے رہے و آگ بے لکڑی کے ضائع ہووے میرے تصرف سے اور بوجھ بھاری سے مت بھاگ کہ میں تیری جان ہوں آگے اس کے حقائق ہیں تو بھی خر ہے کہ جو نفس غالب ہوا کہ حکم غالب کا ہمیشہ ہوا کرتا ہے تجھ کو حق نے اسپ کہا نہ خر کہا کہ اسپ تازی کو عرب **تعال** کہتے ہیں مصطفیٰ داروغہ اصطبل حق کے تھے واسطے حفاظت اسپان نفس کے یعنی اگر نفس تجھپر غالب ہے تو خر ہے اور مصطفیٰ داروغہ اصطبل ہیں کہ اسپان نفس کو راستی پر لائیں پس تو اسپ سے خدمت ہو کہ وہ قابل راستی کے نہیں ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۴ قل تعالوا آنخ ، **شعر** از راہ جود و نثار کے **قل تعالوا** کہا تاکہ ریاضت دوں میں چابک سوار ہوں جیسے میں نے نفسوں کو ریاضت دی اور میں نے لاتیں کھائیں سب اسپوں کی جس جگہ ریاضت کا مزاج ہووے اس کو لاتوں سے علاج نہ ہووے اسواسطے انبیا پر آفت سوا ہے کہ ریاضت دینا خاموں کو بلا ہے بدقدم میرے دم سے شائستہ ہو اسپ خاصہ ہووے سلطان کے لئے **قل تعالوا قل تعالوا** حق نے کہا اے اسپو ملول اگلے زمانہ میں یعنی انبیا و اولیا واسطے اصلاح نفسوں کے ہیں کہ ریاضت سے راستی نفوس کو ہووے اسواسطے انبیا و اولیا پر آفت سوا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۵ **تعالوا آنخ** ، **شعر ترجمہ** کہا آؤ کہا آؤ حق نے اے اسپ جان کے ڈھیلے رگ و پے **ترجمہ** کہا آؤ کہا آؤ رب نے اے اسپ مہجور ادب ، گر وہ نہ آئیں اے نبی غمگین مت ہو چندے تمکین سے تو پر کین مت ہو اس تعالوا کو بعضے نے نہیں سنا ہر ایک اسپ کا اصطبل دوسرا ہے بعضے بھاگے اس ندا سے جو کہ سنا ہر ایک اسپ کا طویلہ جدا ہے ٹھہر گئے بعضے جب یہ قصہ سنے کیونکہ مرغ ہر ایک نفس جدا رکھتا ہے یعنے نفس ہر ایک کا جدا پیدا ہے بعضے اس کلام حق سے مطیع جناب رسول مقبول صلعم کے ہوئے اور بعضے گمراہ ہوگئے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

گر نیاید اے نبی غمگین مشو — زان دو بے تمکین تو پر از کین مشو
گوش بعضے زین تعالوا کر ست — ہر ستوری را صطبلے دیگر ست
منہزم گردند بعضے زین ندا — ہست ہر اسپے طویلہ او جدا
منقبض گردند بعضے زین قصص — زانکہ ہر مرغے جدا دارد قفس
خود ملائک نیز ناہمتا بدند — زین سبب بر آسمان صف صف شدند
کودکان گرچہ بیک مکتب درند — در سبق ہر یک ز یک بالاترند
مشرقی و مغربی را حسہاست — منصب دیدار حس چشم راست
صد ہزاران گوشہا گر صف زنند — جملہ محتاجان چشم روشن اند
باز صف گوشہا را منصبے — در سماع جان و اخبار نبی
صد ہزاران چشمہا را آن راہ نیست — ہیچ چشمے از سماع آگاہ نیست
ہمچنین ہر حس یک یک می شمر — ہر یکے معزول از انکار دگر
پنج حس ظاہر و پنج اندرون — در صف اندر قیام الصافون
ہر کسے کو از صف دین سرکش ست — می رود سوے صفے کان ناخوش است
تو ز گفت از تعالوا کم مکن — کیمیائے بس شگرف ست این سخن
گر مسے گردد ز گفتارت نفیر — کیمیا را ہیچ از وے واگیر
این زمان گرم ست نفس کافرش — گفت تو سودش دہد در آخرش
قل تعالوا قل تعالوا اے غلام — ہست کسان اللہ یدعو بالسلام

اگر نہ آئین اے نبی غمگین نہو — چندو بے تمکین سے تو پر کین نہو
اس تعالوا کو نہ بعضے نے سنا — دوسرا اصطبل ہے ہر اسپ کا
بھاگ گئے بعضے اس ندا سے جو سنا — ہے طویلہ اسپ اک کا جدا
گھر گئے بعضے سنا جب یہ قصص — کیونکہ مرغ ہر ایک کا جدا ہے قفس
خود ملائک ایک سان جو سب تھے — اس لئے افلاک پر صف صف ہوئے
گرچہ اک مکتب مین لڑکے پڑھتے ہین — پر سبق مین آگے پیچھے ہوتے ہین
مشرقی و مغربی سب حس رکھے — چشم حس کو منصب دیدار ہے
سیکڑون گر کان سب باہم ملین — چشم روشن کے وے محتاج ہین
پھر گروہ کان کو منصب جو ہین — سنتے قرآن اور سماع جان ہین
چشم صدہا کو نہین وہ راہ ہے — نے سماع سے کوئی چشم آگاہ ہے
ایسے ہی ہر ایک حس کو تو گنے — دوسرے سے ایک کو انکار ہے
پانچ حس ظاہر کے اور پانچ اندرون — صف مین ہین قیام الصافون
کھینچتا ہو دین کی صف سے جو سر — جاتا ہو اس صف کی سمت جو ہو بتر
تو تعالوا کہنے کو بس کم نہ کر — بات یہ اک کیمیا ہے خوب تر
تانبا گر بھاگے تری گفتار سے — کیمیا کو اس سے کیا نقصان ہے
نفس کافر اسکا اب گرم ہے — تیرا کہنا فائدہ آخر کو دے
قل تعالوا قل تعالوا اے غلام — آگہ ان اللہ یدعو بالسلام

اعتراض کردن معترضے بر رسول در امیر گردانیدن ہذیلی

اعتراض کرنا ایک معترض کا رسول علیہ السلام پر ہذیلی کی سرداری کرنے مین

لہ خود فرشتے الخ یعنی شعر خود فرشتے جو کہ ایک ڈھنگ پر تھے اسواسطے آسمان پر صف بصف ہوگئے اگرچہ ایک مکتب مین لڑکے پڑھتے ہین ولیکن سبق مین آگے پیچھے ہوتے ہین مشرقی مغربی سب حس رکھتے ہین اور چشم حس کو منصب دید کا ہے اگر سیکڑون کان سب باہم ملین لیکن چشم روشن کے محتاج ہین ہر گروہ کان کو جو منصب ہین قرآن سنتے اور سماع جان کے ہین صدہا چشم کو وہ راہ نہین ہے اور نہ سماع سے کوئی چشم آگاہ ہے اس طرح ہر ایک حس کو اگر تو گنے ایک کو دوسرے سے انکار ہے یعنی ہر ایک حس اپنی صفت مین کامل ہے کہ دوسری حس اس صفت مین محتاج ہے حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سکلہ پانچ الخ یعنی شعر پانچ حس ظاہر کے اور پانچ باطن کے صفت مین ہین اور قیام صف کئے ہین دین سے جو سر کھینچتا ہے دین کی صف سے اور جاتا ہے اس صف کی طرف کہ جو بدتر ہے تو تعالوا کہنے کو کم کر یہ بات ایک کیمیا ہے بہتر اگر تانبا بھاگے تیری گفتار سے کیمیا کو اس سے نقصان کیا ہے اسکا نفس کافر اس وقت گرم ہے تیرا کہنا آخر کو فائدہ دیگا قل تعالوا قل تعالوا اے غلام آ ترجمہ تحقیق اللہ بلاتا ہے ساتھ سلامتی کے اے خواجہ چھوڑدے خودی خود سری اور سرداری عقبی کی ڈھونڈھ اور دنیا کی سرداری مت ڈھونڈھ یعنی سرداری عقبی کی ڈھونڈھ اور دنیا کی مت ڈھونڈھ کہ خدا تجھکو بلاتا ہے آگے معترض کے اعتراض کا بیان ہے فافہم ۱۲ منہ اللہ بلا

چون پیمبر سروری کرد از ہذیل / از برای لشکر منصور خیل
بو الفضولی از حسد طاقت نداشت / اعتراض و لا نسلم بر فراشت
خلق را بنگر چو ظلمانی شدند / در تنازع فانیی چون فانیند
از تکبر جملہ اندر تفرقہ / مردہ از جان زندہ اندر مخرقہ
ہی عجب کین جان بزندان اندرست / وانگہی مفتاح زندانش بدست
پای تا سر غرق سرگین آن جوان / میزند بر دامنش جوی روان
دائما پہلو بہ پہلو بی قرار / پہلوی آرامگاہ و پشت دار
نوضان سست و جست و جو گواہ / کز گزافہ دل نمی جوید پناہ
گر نبودی حبس دنیا را مناص / نی بدی وحشت نہ دل جستی خلاص
وحشتت ہمچون موکل میکشد / تو بجو ای ضال منہاج رشد
ہست منہاج و نہان در مکمنست / یافتش رہن گزافہ جستنست
تفرقہ جویای جمع اندر کمین / تو درین طالب رخ مطلوب بین
مردگان باغ برجستہ ز بن / زندگی بخشندہ را تو فہم کن
چشم این زندانیان بنگر بدر / کی بدی گر نیستی کس مژدہ ور
صد ہزار آلودگان آب جو / کی بدندی گر نبودی آب جو
بر زمین پہلوت را آرام نیست / تا نکرہ در خانہ لحاف و بستریست
بی مقرگاہی نباشد بیقرار / بی خمار اشکن نباشد این خمار

جو کیا سرور نبی نے اک ہذیل / واسطے لشکر کے تھا منصور خیل
بو الفضول عاجز و حسد بسکہ تھا / اعتراض و لا نسلم کو لب
دیکھ کیسے خلق ظلمانی مین ہین / کیسے فانی دولت فانی مین ہین
تفرقہ مین سب تکبر سے پڑے / زندہ چلتے ہین و مردہ جان سے
اے عجب کہ جان تو زندان مین ہے / کنجی اس زندان کی بھی ہین خود لئے
گندگی مین غرق ہین سر تا بپا / اور جاری نہر جو دامن پہ ہے
ہین سدا پہلو بہ پہلو بے قرار / رکھتے ہین تکیے و بستر بے شمار
نور پنہان جستجو اسپر گواہ / جھوٹے پن سے دل نہین چاہے پناہ
قید دنیا سے جو گر ہوتی نجات / ہوتی نہ وحشت نہ جان چاہتی نجات
جون موکل کھینچے اب وحشت تجھے / راہ نیک اے تو ابھی ڈھونڈھ لے
راہ مخفی تجھ مین پنہان اسکا تو / پانا ادنی ہو تلاشون مین گرد
تفرقہ اک جمع چاہے ای نکو / دیکھ طالب مین رخ مطلوب
ہین اگے جڑ سے جو مردے باغ کے / زندہ بخشندہ کو تو جان لے
قیدیون کی آنکھ ہوتی در پہ کب / گر نہ ہوتا مژدہ گو بس کوئی اب
سیکڑون تشنہ نہ ہوتے آب جو / پینے والے گر نہ ہوتے آب جو
نے زمین پر تجکو آتی نیند سب / کیونکہ گھر مین فرد و بستر رکھے
ہوتا بے گھر کے نہ ہرگز بیقرار / بے صبوحی کے نہ جائے یہ خمار

ف۱ جو کیا سرور ربع یعنی شعر جو سردار نبی نے ایک ہذیل کو کیا واسطے لشکر کے کہ وہ لشکر فتحمند تھا ایک بوالفضول نے کہ حسد سے عاجز تھا اعتراض لانسلم کیا آگے حقائق ہین دیکھ کیسے خلق ظلمانی ہین ہے اور دولت فانی مین کیسے فانی ہے سب تکبر سے تفرقے پڑے زندہ چلتے ہین اور مردہ جان سے ہین اے عجب کہ جان تو زندان مین رہے اور کنجی اس زندان کی خود لیتے ہین گندگی مین خود غرق ہین سر تا پا اور نہر بھی دامن پہ جاری ہے یعنی اہل دنیا دنیا مین گرفتار ہین اور خود اسکی نجاست کا سبب اپنے دست قدرت مین رکھتے ہین مگر اس بلا کو بہتر جانتے ہین اور خود کو اس سے بچاتے ہین آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ ف۲ ہین سدا آخ شعر ہمیشہ پہلو بہ پہلو بیقرار ہین اور تکئے اور بستر بیشمار رکھتے ہین اور ہر پوشیدہ اسپہ جستجو گواہ ہے اور جھوٹے پن سے دل نہین چاہتا ہے پناہ اگر قید دنیا سے نجات نہ ہوتی وحشت نہ ہوتی اور نہ جان نجات چاہتی موکل کے مانند اب وحشت تجھے کھینچے ای گمراہ راہ نیک اب تو ڈھونڈھ لے راہ مخفی تجھ مین پوشیدہ ہے اسکا پانا ادنی تلاشون مین گرد ہے تفرقہ جمع چاہتا ہے طالب مین دیکھ رخ مطلوب کو تو جڑ سے اُگے ہین جو کہ مردے باغ کے تو زندگی بخشنے والے کو جان لے یعنی تو قید نفس مین گرفتار رہا اور راہ یار کے ملنے کی تجھ مین پوشیدہ ہے اور ادنی تلاشون سے وہ مل سکتی ہے پس تو دل مین مطلوب کو دیکھے کہ وہ ہی باقی حال ہو فافہم ۱۲ ف۳ قیدیوں آخ شعر قیدیوں کی آنکھ در پہ کب ہوتی ہے اگر کوئی مژدہ گو اب نہ ہوتا سیکڑون تشنہ ہوتے پینے والے آب کے اگر آب جو نہ ہوتی تجکو زمین پر نیند نہین آتی کیونکہ گھر مین فرد اور بستر رکھتا ہے بے گھر کے نہ ہوتا ہرگز بیقرار بغیر صبوحی کے یہ خمار نہ جائے یعنی بو لا نہین نہین سر لشکر بوڑھے کو کیجئے یا رسول اللہ اگرچہ جوان شیر ہو مگر امیر لشکر کا بوڑھا ہو وے سرا بوڑھے کے سوا اسے نہ ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت نے یا رسول اللہ کہ من　　سرور لشکر مگر شیخ کہن
یا رسول اللہ جوانی ز شیر زاد　　غیر مردے پیر سر لشکر مباد
ہم تو گفتی ہین و گفت تو گوا　　پیر باید پیر باید پیشوا
یا رسول اللہ درین لشکر نگر　　ہست چندین پیر از مے پیشتر
زین درخت آن برگ زردش را ببین　　سیب ہائے پختہ او را بچین
برگہاے زرد او خود کی تہی ست　　این نشان پختگی و کاملی ست
برگ زرد و ریش آن موے سفید　　بہر عقل پختہ مے آرد نوید
برگہاے نو رسیدہ سبز فام　　شد نشان آنکہ این میوہ است خام
برگ بے برگی نشان عارفیست　　زردی زر سرخ روئی صیرفیست
آن نہ و گل عارض ست و نوخطیست　　او بہ مکتب گاہ مخبر نوخطاست
حرفہاے خط او کژ مژ بود　　مزمن عقل ست اگر تن میدود
پاے پیر از سرعت ار چہ باز ماند　　یافت عقل او دو پر اوج راند
ریش خواہی بہ جعفر در نگر　　داد حق بر جاے دست و پاش پر
گر ز اسرار سخن بوے بری　　من سخن گویم چو زر جعفری
بگذر از زر کاین سخن شد محتجب　　ہمچو سیماب این دلم شد مضطرب
زاندرون من صد خموشی خوش نفس　　دست بر لب می نہد یعنی کہ بس
خامشی بحرست و گفتن ہمچو جو　　بحر می جوید ترا جو را مجو

بولا نے نے یا رسول اللہ کرو　　میر لشکر ایک بوڑھے شیخ کو
یا رسول اللہ جوان گر شیر ہو　　میر لشکر پیر ہووے نے غیر ہو
تم نے فرمایا وہ فرمانا گواہ　　پیر ہووے پیر ہووے پیشوا
یا نبی تم دیکھو اس لشکر مین آ　　بوڑھے ہین بس کئی ایک اس سے سوا
اس شجر کے دیکھ مت تو برگ زرد　　سیب پختہ چن لے اس سے نیکمرد
زرد پتے خالی نے اسکے عیان　　پختگی اور کاملی کا ہے نشان
زرد پتے ریش کے مو ہے سفید　　عقل پختہ کے لئے لائے نوید
برگ نو نکلے ہوئے ہین سبز فام　　ہی نشان اُسکا کہ یہ میوہ ہی خام
بینوائی ہے نشانِ عارفی　　زر کی زردی آبرو صراف کی
سبزہ آغاز او رنگلرو جو کہ ہی　　نوخطی کی وہ خبر مکتب مین دے
حرف ٹیڑھا ٹیڑھا اُسکے خط کا ہی　　عقل ساکن ہو اگرچہ تن پھرے
بوڑھا اگرچہ تیز قدمی سے رہا　　عقل پائی اوج پر اڑنے لگا
دیکھ جعفر کو مثل چاہے تو گر　　دست و پا کی جا دیئے یزدان نے پر
بھید باتون کا تو پائے گا اخی　　بات کہتا ہون جو زر جعفری
چھوڑ زر کو یہ ہوئین باتین حجاب　　دل کو جون سیماب کے ہی اضطراب
میرے دل سے سو خموشی خوش نفس　　منھ پہ رکھتی ہاتھ ہی یعنی کہ بس
خاموشی ہی بحر کہتا مثل جو　　بحر ڈھونڈھی تجکو جو مت ڈھونڈھ تو

ف تم نے فرمایا الخ ۲ شعر تم نے فرمایا اور فرمانا گواہ ہے کہ پیر ہووے پیشوا یا نبی تم اس لشکر مین آکر دیکھو کئی ایک بوڑھے ہین اس سے سوا اس شجر کے مت دیکھ تو برگ زرد کو و سیب پختہ چن لے اس سے اے نیکمرد زرد پتے اُس کے خالی عیان نہین ہین پختگی او کاملی کا نشان ہین زرد پتے ریش کے بال سفید ہین اور عقل پختہ کے لئے نوید لائے ہین برگ نو سبز فام نکلے ہوئے ہین وہ اُس کا نشان ہے کہ یہ میوہ خام ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

ف بینوائی الخ ۲ شعر بے نوائی نشان عارفی کا ہے زر کی زردی آبرو صراف کی ہے سبزہ آغاز اور رنگلرو جو کہ ہے نوخطی کی وہ خبر مکتب مین دیتا ہے اس کے خط کا حرف ٹیڑھا ٹیڑھا ہے عقل ساکن ہے اگرچہ تن پھرتا ہے اگرچہ بوڑھا تیز قدمی سے رہا عقل پائی اور اوج پر اڑنے لگا اگر تو شان چاہے جعفر کو دیکھ کہ دست و پا کی جا پر دیئے یزدان نے اگر تو بھید باتون کا پائے بات کہتا ہون مانند زر جعفری کے یعنی بے نوائی نشان عارفی کا ہے اگرچہ پیر قدمی سے رہا عقل پائی اوج گردون پر اڑا پس پیر بہتر ہے جوان سے آگے خاموشی کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف چھوڑ الخ ۲ شعر زر کو چھوڑ یہ باتین حجاب ہوئین دل کو سیماب کے مانند اضطراب ہے سو خموشی نفس خوش میرے دل سے منھ پر ہاتھ رکھتی ہین یعنی کہ بس خاموشی دریا ہے اور کہنا مثل نہر کے ہے خود دریا تجکو ڈھونڈھتا ہے تو اب ندی مت ڈھونڈھ تو اشارہ دریا سے حجاب مت کر۔ درختم کر اللہ خوب جانتا ہے یعنی اس یاوہ گوئی سے تو خاموشی اختیار کہ وہ یار خود تجکو ڈھونڈھے گا آگے رجوع بقصہ ہے وہ بے ادب ایسا ہی ہمیشہ کرتا آگے پیمبر کے باتین وہ بچاکرتا تھا لیکن بیخبر کہ خبر بیہودہ ہو آگے نظر کے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

از شنا ہ تہنائے دریا سر متاب — ختم کن واللہ اعلم بالصواب
ہمچنین پیوستہ کرد آن بے ادب — پیش پیغمبر سخن زان سر و لب
بست میدادش سخن ادبے خبر — کہ خبر ہرزہ بود پیش نظر
این خبرہا از نظر خود نائب است — بہر حاضر نیست بہر غائب است
ہر کہ او اندر نظر موصول شد — این خبرہا پیش او معزول شد
چونکہ با معشوق گشتی ہمنشین — دفع کن دلالہ گانرا بعد ازین
ہر کہ از طفلی گذشت و مرد شد — نامہ و دلالہ بروے سرد شد
نامہ خواند از پے تعلیم را — حرف گوید از پے تفہیم را
پیش بینایان خبر گفتن خطاست — کان دلیل غفلت و نقصان ماست
پیش بینا شد خموشی نفع تو — بہر این آمد خطاب انصتوا
گر بفرماید بگو بر گوے خوش — لیک اندر گو دراز اندر مکش
در بفرماید کہ اندر کش دراز — ہمچنان شیرین بگو با امر ساز
ہمچنانکہ من درین زیبا فسون — با ضیاء الحق حسام الدین کنون
چونکہ کوتہ میکنم بعد از رشد — او بصد نوعم بگفتن میکشد
اے حسام الدین ضیاء ذوالجلال — چونکہ می بینی چہ می جوئی مقال
این مگر باشد ز حسب مشتہا — اسقنی خمراً و قل لی انہا
بر دہان تست ایندم جام مہ — گوش میگوید کہ قسم گوش کو

تو اشارہ بحر سے مت کر حجاب — ختم کر و اللہ اعلم بالصواب
ایسے ہی وہ بے ادب کرتا سا — آگے پیغمبر کے باتین بیحجا
باتین وہ کرتا تھا لیکن بیخبر — کہ خبر بیہودہ ہے پیش نظر
یہ خبر نائب نظر کی ہے وسے — واسطے غائب کے نہ حاضر
جو کوئی اندر نظر کے آگیا — اسکے آگے یہ خبر بے ...
ہمنشین جو تو ہوا معشوق کے — تو دلالہ کو ہٹا اسکے بعد سے
جب ہوا مرد او طفلی سے گیا — نامہ اور دلالہ اسکو نارو ا
نامہ پڑھنے سیکھنے کے واسطے — حرف کہتے ہیں سمجھنے کے لیے
آگے بینا کے خبر کہنی خطا — ہے مری غفلت کی حجت و دلیل
نفع پائے پیش بینا جب ہو تو — اس لیے آیا خطاب انصتوا
گر کہیں کہنے کو تو خوش قال ہو — پر کہو تھوڑا سا مت زیادہ ...
اور اگر فرمائیں کہ زیادہ کہو — ویسے ہی شیرین کہو اور حکم کو
جیسے مین کہتا ہون باتین سوچ کے — اب ضیاء الحق حسام الدین سے
کرتا ہون کوتہ جو بعد ارشاد کے — سو طرح سے وہ لاتا مجھے
اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال — دیکھتا ہے تو تو کیون ڈھونڈھتا ہے قال
ہوتا ہے لیکن یہ حسب اشتہا — اسقنی خمراً و قل لی انہا (مجکو شراب پلا اور کہہ اسکے واسطے درستی)
تیرے لب پر جام ہو کا ہے رکھا — کان کہتے لا و حصہ کان

سلہ یہ خبر آگے شعر یہ خبر نظر کی نائب ہے ولیکن غائب کے واسطے نہ حاضر کے جو کوئی نظر کے اندر آگیا اس کے آگے یہ خبر ناروا ہے یعنی جس کو مشاہدہ حاصل ہوا اسکو اس کے شل ہے جو تو ہمنشین معشوق کا ہوا اسکے بعد دلالہ کو دور کر جبکہ مرد ہوا اور طفلی سے گیا اسکو نامہ و دلالہ ناروا ہے نامہ پڑھنے اور سیکھنے کے واسطے اور حرف کہتے ہین سمجھنے کے لئے آگے اہل دید کی خبر کہنا خطا ہے وہ میری غفلت کی حجت ہے آگے بینا کے خاموش ہو کر نفع پائے اسواسطے خطاب کیا انصتوا کا یعنی جبکہ پاسدار دیدہ ہوا اسوقت نامہ دلالہ بیکار ہے اسواسطے اہل مشاہدہ کو سماع ناروا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم سلہ گر کہین آخ شعر گر کہنے کو کہین تو اچھی باتین ولیکن تھوڑا سا کہ زیادہ مت کہو اور اگر فرمائین کہ زیادہ کہو ویسی ہی شیرین کہو اور حکم کو مانو جیسے مین باتین سوچ کے کہتا ہون اب ضیاء الحق حسام الدین سے یعنی آگے یار کے تو خاموش رہ اور اگر وہ باتین کرنیکو کہے تو تھوڑا سا بیان کر زیادہ مت کہہ اور اگر زیادہ کو کہے تو شیرین کلام کر جیسے مین زیادہ کرتا ہون آگے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کے اگر نہین آتا ہے کوتاہ کرتا ہون بعد اشارہ کے وہ سو طرح سے کہنے پر مجھے لاتا ہے حسام الدین ضیاء ذوالجلال تو تو دیکھتا ہے تو کیون ڈھونڈھتا ہے قال کو لیکن یہ ہوتا ہے حسب اشتہا ترجمہ پلا مجکو شراب اور کہہ میرے واسطے درستی عقل کی تیرے لب پر جام ہو کا رکھا ہے کان کہتے حصہ مین لا ہے اب گرمی ہے اور حصہ گرمی کا تیرا ہے میرے حرص کہنے کی اس سے سوا ہے یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کیون قال چاہتے ہین مین حسام ہو کا لب پر رکھتا ہون مگر میری حرص کہنے کی اس سے سوا ہے آگے جواب پیغمبر علیہ السلام کا ہے فافہم

قسم تو گر نیست تنگ گر میست مست	گفت حق من انتہای افزو تر ست	گرمی اب ہی حصہ گرمی ہی ترا	مرضی کہنے کی مری اس سے سوا

جواب گفتن پیغمبر آن اعتراض کنندہ را
جواب دینا پیغمبر علیہ السلام کا معترض کو

در حضور مصطفای تندخو	چون زند بر دان عرب از گفتگو	مصطفے کی جو حضوری مین کری	اس عرب نے گفتگو حد سے بڑی
آن شه والنجم سلطان عبس	لب گزید آن سوال را گفت بس	وہ شہ والنجم سلطان عبس	کرکے چپ اس شخص کو کہوے کہ بس
دست میزد بهر منعش بر دهان	چند گوئی پیش دانای نهان	ہاتھ رکھتے اسکے منھ پر منع کو	پیش دانا کب تلک کہویگا تو
پیش بینا برده سرگین خشک	که بخر این را بجائے نافہ مشک	پیش بینا لیگیا گو بر تو خشک	کہ خریدے وہ بجاے نافہ مشک
بعر را ای گنده مغز گنده مخ	زیر بینی بنهی و گوئی که اخ	مینگنی اے گندہ مغز اتو رکہ	ناک کے نیچے تو کہوے خوب ہے
اخ اخی برداشتی ای گیج کاج	تا که کالاے بدت یابد رواج	کرتا ہے تعریف تو اے بیحیا	ہو رواج اب تیرے بد سامان کا
تا گلو بفریبے مشام پاک را	آن چرنده گلشن افلاک را	تا کہ دہوکا دے دماغ پاک کو	اور چرندہ گلشن افلاک کو
حلم او خود را اگرچه گول ساخت	خویشتن را اندکے باید شناخت	حلم سے خود کو اگر نادان کیا	چاہیے خود کو تجھے پہچاننا
دیگ را گر باز ماند شب دهن	گربه را هم شرم باید داشتن	منھ کھلا گر دیگ کا شب کو رکھے	شرم گربہ کو تو کرنا چاہیے
خویشتن گر خفته کرد آن خوب فر	سخت بیدار است دستارش مبر	خود کو گر خفتہ کیا اس مرد نے	ہے وہ بیدار اسکی تو پگڑی نہ لے
چند گوئی اے لجوج بے صفا	این فسون دیو پیش مصطفا	تو کہیگا کب تلک اے بے صفا	دیو کے دہوکے تو پیش مصطفا
صد هزاران حلم دارند این گروه	هر یکے حلمے ازانها صد چو کوه	رکھتے ہیں بس حلم صد یہ گروہ	حلم ہر اک کا ہے جو مانند کوہ
حلمشان بیدار را ابله کند	زیرک صد چشم را گمره کند	انکا بیدار و نکو حلم ابلہ کرے	زیرک صد چشم کو گمرہ کرے
حلمشان همچون شراب خوب نغز	نغز نغزک بر رود بالای مغز	حلم انکا جون شراب ناب ہے	مغز کے اوپر وہ کثرت سے چڑھے

سلہ مصطفے کی الخ ۵ شعر جو مصطفے کی حضوری مین اس عرب نے گفتگو حد سے سوا کی وہ شاہ والنجم اور سلطان عبس چپ کرکے اس شخص کو ہونے کہ بس ہاتھ اس کے منھ پر منع کو رکھتے کہ آگے دانا کے کب تک تو کہوے گا آگے مثال ہے آگے بینا کے گوبر خشک لے گیا کہ بجائے نافہ مشک کے یہ خرید وا اے گندہ مغز تو مینگنی رکھتا ہے ناک کے نیچے کر کہوے کہ خوب ہے یعنی تو گندگی اپنے منھ سے مت بتا کہ یہ مشک نہیں ہے اے فضول گو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کرتا ہے الخ ۲ شعر تو تعریف کرتا ہے اے بیحیا کہ میرے بد سامان کا اب رواج ہو تاکہ دماغ پاک کو دہوکا دے اور چرندہ گلشن افلاک کو فریب دے اگر حلم سے انھون نے خود کو نادان کیا تجھے چاہیے خود کو پہچاننا آگے مثال ہے اگر شب کو منھ کھلا دیگ کا رکھے گربہ کو شرم کرنا چاہیے اگر خود کو خفتہ کیا اس مرد نے وہ بیدار ہے تو اسکی پگڑی مت لے تو کب تک کہیگا اے بے صفا دیو کے دہوکے آگے مصطفے کے یعنی جناب رسول مقبول صلعم نے بسبب حلم کے خود کو غافل کیا تو تجھکو پہچاننا چاہیے اور کب تک ان کے سامنے دیو کے دہوکے تو کہیگا آگے حلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ رکھتے ہین الخ ۳ شعر یہ گروہ حلم صد ہا رکھتے ہین انکا ہر ایک کا حلم مانند کوہ کے ہے انکا حلم بیدارون کو ابلہ کرے زیرک صد چشم کو گمراہ کرے انکا حلم مانند شراب ناب کے ہے کہ مغز کے اوپر وہ کثرت سے چڑھتا ہو مست کو اس شراب ناب سے دیکھو فرزین کے مانند مست ادھر ٹیڑھا چلتا ہے اس شراب تیز سے مرد جوان مثل بوڑھے کے راہ کے درمیان گرتا ہے خاصکر وہ کہ جو نبی کے خم سے ہے اور وہ مے نابینہین کہ جو مستی ایک شب کی رکھے یعنی شراب حلم وہ مستی رکھتی ہے کہ مرد جوان مثل بوڑھوں کی راہ مین گرتا ہے خاصکر وہ شراب کہ نبی کریم کے خم سے ہووے اسکی مستی سب سے غالب ہے آگے اس مے کا بیان ہے فافہم ۱۲

مست را بین زان شراب پر شگفت — همچو فرزین مست در کژ رفتن گرفت
مرد برنا زان شراب زود گیر — در میان راه بے افتد چو پیر
خاصه آن باده که از خم نبی ست — نے می که مستی او یک شبی ست
آنکه آن اصحاب کهف از نقل و نقل — سه صد و نه سال گم کردند عقل
زان زنان مصر جامی خورده اند — دستها را شرحه شرحه کرده اند
ساحران هم سکر موسی داشتند — دار را دلدار می پنداشتند
جعفر طیار زان مے بود مست — زان گرو میکرد بیخود یاد دست

مست کو دیکھ اس شراب ناب سے — مثل فرزین مست اور ٹیڑھا چلا
اس شراب تیز سے مرد جوان — مثل بوڑھے گرتے رہ کے درمیان
خاصہ وہ مے جو نبی کے خم سے ہو — نے وہ مے جو مستی اک شبکی رکھے
وہ صحاب کہف نقل سیر سے — تین سو نو سال وہ غافل رہے
کھائی اُس مے سے زنان مصر نے — ہاتھ اپنے ٹکڑے ٹکڑے کردیے
سکر کو موسیٰ کے ساحر رکھتے تھے — دار کو دلدار تھے وہ جانتے
جعفر طیار تھے اُس مے سے مست — بیخودی سے کرتے گردن یاد دست

قصۂ سبحانی ما اعظم شانی گفتن بایزید واعتراض مریدان و جواب او مر ایشان را بطریق جواب زبان بلکہ از اعیان

قصۂ سبحانی ما اعظم شانی کہنا بایزید کا اور اعتراض کرنا مریدون کا اور جواب دینا اُنکو بطریق جواب ربانی کے بلکہ ازراہ عیان و دکھائی دینے کے

با مریدان آن فقیر محتشم — بایزید آمد که نک یزدان منم
گفت مستانه عیان آن ذوفنون — لا اله الا انا ها فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح — تو چنین گفتی و این نبود صلاح
گفت این بار ار کنم این مشغله — کاردها در من زنید آندم هله

بایزید محتشم نے برملا — کہ مین ہون یزدان مریدون سے کہا
مثل مستون کے وہ بولے ذوفنون — لا الٰہ الا انا ہا فاعبدون
جب وہ گذرا حال تو اُنسے کہا — اس طرح تمنے کہا کب ہے روا
بولے گر یہ پھر کہون مین ایکبار — مارو چھریان مجھکو تم سب ای یار

لہ وہ اصحاب کہف آ ۂ ہم شعر وہ اصحاب کہف نقل سیر سے تین سو نو برس غافل رہے زنان مصر نے اُس مے سے کھائی کہ اپنے ہاتھ ٹکڑے ٹکڑے کردیے موسیٰ کے سکر کو ساحر رکھتے تھے دار کو وہ دلدار جانتے تھے وہ مے جعفر طیار رکھتے تھے کہ خود مے سے یاد و دست گردن کرتے تھے یعنی شراب علم انبیا کی شراب جہاں سے سوا ہے اور مے معرفت ایسی ہے کہ اُسکے سکر دوام سے فرصت نہین چنانچہ اس شراب کے سکر کا بیان قصہ بایزید مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔ سلہ بایزید الخ ۔ شعر بایزید محتشم نے برملا کہا کہ مین یزدان ہون مریدون سے کہا انھون نے کہا ترجمہ نہیں ہے کوئی لائق عبادت کے مگر مین بس عبادت کرو تم جب وہ حال گذر گیا تو انھون نے کہا اسطرح تمنے کہا کب روا ہے کہا کہ اگر یہ پھر مین کہون ایکبار چھریان تم سب میرے بدن مین مارنا حق تن سے پاک ہے اور مین تن رکھتا ہون مجکو مارو اگر مین ایسا کہون جو وصیت اُنھیں اس مردنکی بس چھریان لاکر رکھیں ہر ایک فرد نے پھر وہ مست ہوکے اُس جام سے اور اُس وصیت سے غافل ہوگئے یعنی بایزید اس وصیت سے خود غافل ہوگئے آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲

عہ نہیں ہے کوئی لائق عبادت کے مگر مین بس عبادت کرو تم میری

حق منزه از تن و من با تنم — چون چنین گویم بباید کشتنم
چون وصیت کرد آن آزاد مرد — هر مریدے کاردے آماده کرد
مست گشت او باز از آن سغراق رفت — آن وصیتهاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد — صبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل خود شحنه است چون سلطان رسید — شحنه بیچاره در کنجے خزید
عقل سایه حق بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب شود بر آدمی — گم شود از مرد وصف مردمی
هر چه گوید او پری گفته بود — زین سرے نه زان سرے گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود — کردگار آن پری خود چون بود
اى و او رفته پری خود او شده — ترک بے الهام تازی گو شده
چون بخود آید نداند یک لغت — چون پری را هست این ذات و صفت
پس خداوند پری و آدمی — از پری کی باشدش آخر کمی
شیرگیر از شیر کے ترسد بگو — شرح را از کور کے پرسد بگو
شیرگیر از خون بره شیر خورد — تو بگوئی او نکرد آن باده کرد
ور سخن پردازد از راز کهن — تو بگوئی باده گفته است این سخن
باده را مے بود این شر و شور — نور حق را نیست این فرهنگ و زور
گر ترا از تو بکل خالی کند — تو شوی پست او سخن عالی کند

حق ہے تن سے پاک اور مین تن رکھون — مارو مجھکو جو کہین ایسا کہون
جو وصیت کی انھین اُس مرد نے — پس چھری لاکر رکھی ہر فرد نے
پھر ہوے جب مست وے اس جام سے — اُس وصیت سے وہ غافل ہو گئے
۵۱ عشق آیا عقل نے آنکی رہی — صبح آئی شمع اُن کی بجھ گئی
عقل شحنہ ہے جو سلطان آگیا — شحنہ بیچارہ کونے مین گھسا
حق کا سایہ عقل ہے حق آفتاب — سایہ کب خورشید سے لاتا ہے تاب
آدمی پر ہووے غالب جب پری — مرد سے گم ہووے وصف مردمی
وہ پری کا قول ہے جو وہ کہے — کہتا اس منھ سے نہین اُس منھ سے ہے
جبکہ پریونکا یہ رنگ و ڈھنگ ہے — خالق پریونکا اور ہی رنگ ہے
۵۲ گئی خودی اسکی پری وہ خود ہوا — ہندی بے تعلیم عربی گو ہوا
ہوش مین جب ہو نجانے اک لغت — جبکہ پریون کا ہے یہ کام اور صفت
پس خداوند پری و آدمی — کب رکھے پریون سے وہ آخر کمی
شیر سے ڈر شیر گیرونکو ہے کب — پوچھے بینا راہ کو اندھوں سے کب
خون برہ شیر گیرون نے پیا — تو کہے اُسنے نہین مے نے کیا
گر پرانے راز وہ ظاہر کرے — تو کہے کہتی یہ بادہ راز ہے
جبکہ ہو بادہ مین ایسا شر و شور — نور حق کو کیون نہو یہ عقل و زور
۵۳ گر تجھے وہ تجھسے کل خالی کرے — تو ہو پست اور باتین وہ عالی کرے

۵۱ عشق آیا الخ ۲ شعر عشق آیا انکی عقل نہ رہی صبح آئی انکی شمع بجھ گئی عقل کوتوال ہے جو سلطان آگیا کوتوال بیچارہ کونے مین گھسا عقل حق کا سایہ ہے اور حق آفتاب ہے سایہ کب آفتاب کی تاب لاتا ہے آگے مثال ہے آدمی پر جب پری غالب ہووے مرد سے وصف مردمی گم ہووے وہ قول پری کا ہے جو وہ کہے اُس منھ سے کہتا نہین اُس منھ سے کہتا ہے جب کہ پریونکا یہ رنگ و ڈھنگ ہے خالق پریون کا اور ہی رنگ ہے یعنی جب عشق آتا ہے تو عقل نہین رہتی ہے جیسے پری کے سلئے سے بشریت زائل ہوتی ہے اسی طرح عشق کہ ذات خدا ہے جبکہ عاشق پر آتا ہے عقل کو زائل کردیتا ہے باقی مثال ہے فافہم
۵۲ گئی خودی الخ ۷ شعر اُس کی خودی گئی خود وہ پری ہوا ہندی بے تعلیم عربی گو ہوا جو ہوش مین ہوا ایک لغت ہی جانے نہین جبکہ پریون کا یہ کام صفت ہے پس خداوند پری و آدمی کب پریون سے آخر کمی رکھے شیر سے شیر گیر ڈر کب ہے بینا راہ اندھون سے کب پوچھے خون برہ کا شیر گیرون نے پیا تو کہے اُسنے نہین شراب نے کیا اگر پرانے راز وہ ظاہر کرے تو کہے کہ یہ بادہ راز کہتی ہے جبکہ شراب مین ایسا شور و شر ہو نور حق کو کیون نہ یہ عقل و زور ہو یعنی خون پر شراب شیر گیر مخوار کہتے ہین پس شراب کے پینے سے راز دل انسان ظاہر کردیتا ہے نور حق جب عارف کے دل مین پیدا ہو وہ کیون نہ یہ عقل و زور رکھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ گر تجھے الخ ۶ شعر گر تجھ سے وہ تجھ کو کل خالی کرے تو پست ہو اور وہ باتین عالی کہے اسکی آگے مثال ہے اگرچہ قرآن لب پیغمبر سے ہے وہ کافر ہے کہ جو قول حق اسکو نہ سمجھے یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ذات حق مین فنا ہوئے تھے اسوقت جو کلام فرماتے تھے وہ کلام اللہ کا ہوتا تھا پس اس طرح حالت جذبہ مین جو درویش کہتا ہے وہ قول فعل حق کا ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ بایزید ہے جبکہ بیخودی کا ہما اڑنے لگا بایزید اس بات کو کہنے لگا سیل حیرت کی جبکہ عقل کو لے گئی اول سے بات قوی تر پھر کہی میری جبہ مین نہین ہے الا خدا ہے تو زمین و چرخ کیا ڈھونڈھتا ہے سب مرید اُسوقت دیوانے

ہو گئے اور خنجر ہون سے وہ انکو مارنے لگے یعنی بایزید نے جبکہ پھر کہا کہ میرے جبہ مین کوئی نہین ہے مگر خدا ہے تو سب مریدون نے انکو مارا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچہ قرآن از لب پیغمبر ست	ہر کہ گوید حق نگفت او کافر ست	گرچہ قرآن لب سے پیغمبر کے ہو	ہے وہ کافر جو نہ قول حق کہے
چون ہمای بیخودی پرواز کرد	آن سخن را بایزید آغاز کرد	بیخودی کا جو ہما اُڑنے لگا	بایزید اس بات کو کہنے لگا
عقل را سیل تحیّر در ربود	زان قوی تر گفت کاول گفتہ بود	سیل حیرت عقل کو جو لے گئی	بات پہلے سے قوی تر پھر کہی
نیست اندر جبہ ام الّا خدا	چند جوئی در زمین و در سما	ہے نہ جبہ میں مرے الّا خدا	تو زمین و چرخ میں ڈھونڈھے گا کیا
آن مریدان جملہ دیوانہ شدند	کاردہا در جسم پاکش میزدند	سب مرید اسوقت دیوانہ ہوئے	اور لگے چھریاں وہ انکے مارنے
ہر یکے چون ملحدان گرد کوہ	کارد میزد پیر خود را بے ستوہ	سلہ پیر کو جون ملحدان گرد کہ	بے تامل مارتے چھریوں سے وہ
ہر کہ اندر شیخ تیغے می خلید	باز گونہ بر تن خود می درید	شیخ پر تلوار جو تھا مارتا	اُلٹا اپنے جسم کو تھا کاٹتا
یک اثر نے بر تنِ آن ذوفنون	وان مریدان خستہ و غرقاب خون	اک اثر تن پر نہ رکھتا بایزید	خستہ و پر خون ہوئے وہ سب مرید
ہر کہ او سوے گلویش زخم برد	حلق او ببریدہ دید و زار مُرد	جس نے وار انکے گلے پر جو کیا	حلق اُس نے اپنا کاٹا اور مرا
وانکہ او را زخم اندر سینہ زد	سینہ اش بشگافت شد مردہ ابد	جسنے مارا زخم ان کے سینہ پر	سینہ اُسکا پھٹ گیا جان پر ضرر
وانکہ آگہ بود از صاحبقران	دل ندادش کہ زند زخم گران	جو کوئی آگاہ تھا اُس شیخ سے	دل نہ رکھا اُس نے بھاری زخم پے
نیم دانش دست او را بستہ کرد	جان ببرد الا کہ خود را خستہ کرد	ہاتھ روکا اُس کی آدھی عقل نے	ہو گیا زخمی بچا وہ جان سے
روز گشت و آن مریدان کاستہ	نوحہا از خانہ شان برخاستہ	سلہ دن ہوا اور وہ مرید آخر ہوئے	ماتم اُنکے گھر میں سب کرنے لگے
پیش او آمد ہزاران مرد و زن	کای دو عالم درج در یک پیرہن	آگے اُنکے آئے صدہا مرد و زن	ای دو عالم سے بھرا اک پیرہن
این تن تو گر تنِ مردم بُدے	چون تن مردم ز خنجر گم شدے	یہ ترا تن ہوتا گر مردم کا تن	ہوتا گم خنجر سے اُنکا سا بدن
با خودے با بیخودے دوچار زد	باخودے اندر دیدہ خود خار زد	ایک با خود اُلجھا اک بیخود سے جا	دیدہ اپنا اندھا با خود نے کیا
اے زدہ بر بیخودان تو ذوالفقار	بر تن خود میزنی آن ہوش دار	بیخود و پیر تو جو مارے ذوالفقار	وہ تو اپنے تن پہ مارے ہوشیار
زانکہ بیخود فانی است و ایمن ست	تا ابد در ایمنی و ساکن است	کیونکہ بیخود فانی اور ہیں امن میں	تا ابد وہ ایمنی میں بس رہیں
نقش او فانی و او شد آئینہ	غیر نقش روے غیر آنجاے نہ	شکل فانی اور وہ آئینہ ہوا	جز مثالی شکل کے نے وان رہا

سلہ پیر کو آنخ ے شعر ملحدان پریشان کی مانند پیر کو بے تامل وہ چھریوں سے مارنے لگے جو شیخ پر تلوار مارتا تھا اُلٹا اپنے جسم کو کاٹتا تھا ایک اثر بایزید کا تن نہ رکھتا تھا اور وہ مرید خستہ و پر ہول ہوئے جسنے اُنکے گلے پر وار کیا اُسنے اپنا حلق کاٹا اور مرا اور جس نے اُنکے سینہ پر زخم لگایا اُسکا سینہ پھٹ گیا اور جان پر ضرر پہونچا جو کوئی اس شیخ سے آگاہ تھا اُس نے دل زخم سے بھاری پر نہ رکھا اُس کی آدھی عقل نے ہاتھ روکا وہ زخمی ہوا اور جان سے بچا یعنی جس نے شیخ پر وار کیا وہ کشتہ و خستہ ہوا کیونکہ شیخ ذات حق میں محو رہتا تھا اور مثل آئینہ کے ہوا تھا اسمیں ہر ایک اپنی صورت کو دیکھکر پر وار کرتا تھا اور خود زخمی ہوتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دن ہوا آنخ ۸ شعر دن ہوا اور وہ مرید مر گئے اُن کے گھر میں سب ماتم کرنے لگے اُنکے آگے صدہا مرد و زن آئے کہ ای بایزید دونوں عالم سے ایک پیراہن تیرا بھرا ہے اگر یہ تیرا تن مردم کا تن ہوتا انکا سا بدن چھریوں سے گم ہوتا آسگے حقائق ہیں ایک بیخود کو با خود نے جا کر مارا اور با خود نے اپنا دیدہ اندھا کیا جو تو بیخود و پیر ذوالفقار مارے وہ اپنے بدن پر تو مارے اے ہوشیار کیونکہ بیخود فانی اور امن میں ہیں اور ابد تک وہ ایمنی میں ہیں شکل فانی اور وہ آئینہ ہوا سوائے شکل مثالی کے وہاں کچھ نہ رہا آئینہ پر تھو کے اپنے منھ پر تھوکے اور آئینہ کو مارے خود کو مارے تو یعنی اولیاء اللہ کی شکل فانی آئینہ ہے اور آئینہ میں جو صورت دکھائی دیتی ہے وہ اپنی صورت ہوتی ہے پیرا اُس جسد سے جو فعل کرے وہ اپنے ساتھ کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر کنی تف سوے روے خود کنی / ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
ور بہ بینی روے زشت آنہم توئی / ور بہ بینی عیسی مریم توئی
او نہ اینست و نہ آن او سادہ ہست / نقش او در پیش تو بنہادہ ہست
چون رسید اینجا سخن لب در ببست / چون رسید اینجا قلم در ہم شکست
لب بہ بند ار چہ فصاحت دست داد / دم مزن واللہ اعلم بالرشاد
بر کنار بامی اے مست مدام / پست بنشین یا فرود آ والسلام
ہر زمانے کہ شدی تو کامران / آن دم خوش را کنار بام دان
ہر زمانے خوش ہراسان باش تو / ہمچو گنجش خفیہ کن نے فاش تو
تا نیاید بر دلا ناگہ بلا / ترس ترسانے دران مکمن بلا
ترس جان در وقت شادی از زوال / زان کنار بام غیب است ارتحال
گر نمی بینی کنار بام راز / روح می بیند کہ ہستش اہتزاز
ہر نکالے ناگہان کان آمدہ ہست / بر کنار کنگرہ شادی نشست
جز کنارہ بام خود نبود سقوط / اعتبار قوم نوح و قوم لوط
اعتبار گیر تا یابی صفا / از درون انبیاء و اولیا

گر تو تھوکے اپنے منہ پر تھوکے تو / آئینہ کو مارے خود کو مارے تو
گر بری صورت تو دیکھے تو ہی ہے / عیسی مریم کو دیکھے تو ہی ہے
وہ نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے سادہ ہے / شکل تیری روبرو تجھکو دکھے
جو یہاں پر بات پہونچی چپ ہوا / جو قلم یاں پہونچا ٹوٹا اور رکا
چپ ہو گرچہ ہے فصاحت دستیاب / دم نہ مار اللہ اعلم بالصواب
تو لب بام اب ہے اے مست مدام / بیٹھو ہٹ کر یا اتر آؤ والسلام
جس گھڑی مقصد ہو پورا اے جوان / پس لب بام ہے وہ دم خوش کو تو جان
جس گھڑی تو ہووے خوش ڈرتا رہو / گنج سان کر خفیہ مت کر فاش تو
تا مصیبت پر نہ آجائے بلا / ڈرتا ڈرتا اس نہان خانہ میں جا
وقت شادی کے تو ڈر کر گر نہ پڑے / غیب کے ایجان کنارے بام سے
گر نہ دیکھے تو کنار بام راز / روح دیکھے اس کی حرکت ہے دراز
ہر خرابی ناگہان آئی ہے جو / کنگرہ شادی کے لب پر ہوئے وہ
مت کنارہ بام اپنے سے گرے / قوم نوح و لوط سے عبرت تو لے
تا صفائی پائے تو عبرت تو لے / انبیاء و اولیاء کے فیض سے

سبب فصاحت و بسیار گوئی آن فضول نزد رسول ص

سبب فصاحت اور بہت کہنا اس فضول کا آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے

پرتو مستی بیحد نبی / چون بزد ہم مست و خوش گشت آن غبی
مستی بیحد کا پرتو جب پڑا / مصطفیٰ کی مست اور خوش وہ ہوا

سلہ گر بری الخ ے شعر اگر بری صورت دیکھے وہ اپنی ہے عیسی مریم کو دیکھے وہ تو ہے نہ وہ یہ ہے نہ وہ ہے سادہ ہے تیری شکل تجھکو روبرو دکھتی ہے جو اس جا یہ بات پہونچے خاموش ہوا جو قلم اس جا پہونچا تو ٹوٹا اور رکا. در خاموش ہو اگرچہ فصاحت حاصل ہے خاموش ہو اور دم نہ مار اللہ خوب جانتا ہے اے مست شراب تو لب بام ہے ہٹ کر بیٹھ یا اتر والسلام یہ یعنی حصول مقصد کی خوشی کو لب بام جان کہ اس سے بعد زوال کے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم
سلہ جس گھڑی الخ ۸ شعر جس گھڑی مقصد پورا ہو اس دم خوشی کو لب بام جان جس دم خوش ہو ڈرتا رہ مانند گنج کے خفیہ کر اور وہ ظاہر مت کر تا مصیبت پر بلا نہ آجائے ڈرتا ڈرتا پوشیدہ گھر میں جا شادی کے وقت تو ڈر کر گر غیب کے کنارہ بام سے اگر کنارہ بام راز تو نہ دیکھے روح دیکھتی ہے کہ حرکت دراز رکھتی ہے ہر خرابی جو آتی ہے ناگہان جو کنگرہ شادی کے لب پر وہ رہے تو کنارہ بام اپنے سے مت گر اور قوم نوح اور لوط سے عبرت پکڑ تا صفائی پائے تو عبرت پکڑ تا وہ پائے تو عبرت لے انبیاء و اولیاء کے فیض سے یعنی عیش دنیا پر تو خوش ہو اور انبیاء و اولیاء کے فیض سے عبرت لے آگے سبب فصاحت کا بیان کیا ہے فافہم ۲ سلہ مستی بیحد الخ ۲ شعر مصطفیٰ کی مستی بیحد کا پرتو پڑا وہ مست اور خوش ہوا اسلئے بہت خوش ہو کر کہنے لگا کہ مستی نے ادب چھوڑا اور مجنون ہوا آگے اسکے حقائق ہیں بیخودی سب جا اثر نہیں کرتی ہے بے ادب کو زیادہ بے ادب کرتی ہے عاقل نیک تھا اور اگر بد خواہ ہو وہ بدتر ہے یعنی بیخودی بے ادب کو بے ادب کرتی ہے اور عاقل کو عاقل کرتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم

لاجرم بسیار گو شد از نشاط ... مست ادب بگذاشت آمد در خباط
اسلیئے خوش ہو بہت کہنے لگا ... مست نے چھوڑا ادب مجنون ہوا

نی ہمہ جا بیخودی شر می کند ... بے ادب را بے ادب تر میکند
بیخودی سب جا نہین شر کرتی ہے ... بے ادب کو بے ادب تر کرتی ہے

گر بود عاقل نکو تر می شود ... ور بود بد خوے بد تر می شود
گر ہو عاقل بس نکو تر وہ بنے ... اور اگر بد خو ہو بد تر وہ بنے

لیک از لبیب آید لباب کاس او ... وز غبی کم گردد استیناس او
عکس[۱] نادر اسکا قابل پر پڑے ... اور غبی سے اسکی الفت بس گھٹے

بیخود از مے با ادب گردد تمام ... باخود از مے بے ادب گردد مدام
مے سے بیخود با ادب ہووے تمام ... مے سے باخود بے ادب ہووے مدام

لیک اغلب چون بدند و ناپسند ... بر ہمہ مے را محرم کردہ اند
ناپسند اکثر ہوئی ہے جو مدام ... اسلیئے مے کو کیا سب پر حرام

حکم غالب راست چون اغلب بدند ... تیغ را از دست رہزن بستدند
حکم غالب پر ہی جا غلب تھے ... تیغ چھینی رہزنون کے ہاتھ سے

بیان کردن رسول علیہ السلام سبب تفضیل واختیار کردن آن جوان را بر پیران کاردیدہ وکار آزمودہ

بیان کرنا رسول علیہ السلام کا سبب فضیلت اُس جوان کا بوڑھون آزمودہ کار پر

گفت پیغمبر کہ اے ظاہر نگر ... تو مبین اورا جوان و بے ہنر
بولے[۲] پیغمبر اے ظاہر بین بتر ... دیکھو مت اسکو جوان و بے ہنر

اے بسا ریش سیاہ و مرد پیر ... اے بسا ریش سفید و دل چو قیر
اے بہت داڑھی سیاہ و پیر وہ ... اے بہت داڑھی سفید و دل سیہ

عقل او را آزمودم بار ہا ... کرد پیری آن جوان در کار ہا
عقل اسکی آزمائی بار ہا ... اُس جوان نے کام بوڑھے کا کیا

پیر پیر عقل باشد اے پسر ... نے سفیدی موے اندر ریش و سر
پیر[۳] بوڑھی عقل کا ہوا ے پسر ... نے سفیدی بال کا بوڑھا بشر

از بلیس او پیر تر خود کے بود ... چونکہ عقلش نیست او لاشے بود
کب وہ ہوا ابلیس سے بوڑھا سوا ... عقل اسکو نہین وہ شے ہے لا

طفل گیر چون بود صاحب کمال ... پیر باشد در ہنر آن خوشخصال
مانا لڑکا جو کہ ہو صاحب کمال ... وہ ہنر مین بوڑھا ہووے خوشخصال

سلہ[۱] عکس الخ ۴ شعر اس کا عکس نادر قابل پر پڑے اور غبی سے الفت اسکی گھٹے بیخود شراب سے باادب ہووے بالکل اور باخود شراب سے بے ادب ہووے ہمیشہ اکثر ناپسند جو شراب ہوئی ہے اسواسطے شراب کو سب پر حرام کیا حکم غالب پر ہے جو غبی بہت تھے اسواسطے تلوار رہزنون سے چھین لی یعنی شراب جو خود کو باادب باخود کو بے ادب کرتی ہے سو واسطے خراب کو سبب ناپسندگی سب پر حرام کیا ہے اکثر کو یہ خرابی پہنچتی ہے آگے بیان جناب مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲ سلہ[۲] بولے الخ ۳ شعر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اے ظاہر بین بدتر اسکو مت دیکھو جوان و بے ہنر اے بہت سیاہ داڑھی اور پیر جو لوگ بہت داڑھی سفید اور دل سیاہ رکھتے ہین مین نے عقل بار ہا آزمائی کہ اس جوان نے کام بوڑھون کا کیا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ[۳] پیر بوڑھی عقل کا الخ ۵ شعر بوڑھی عقل کا پیر ہوتا ہے اے پسر نے سفید بال کا بوڑھا ہووے بشر کب ابلیس سے سوا بوڑھا ہووے جو ابلیس کو عقل نہین ہے وہ لاشے ہے آگے اس کی مثال ہے یہ مانا کہ جو لڑکا صاحب کمال ہو وہ ہنر مین بوڑھا ہووے یہ مانا کہ جو لڑکا عیسیٰ نفس ہو غرہ سے پاک ہو اور ہوس سے مو سفید ایک دلیل پختگی ہے اگرچہ اندھے کے کہ زیرکی کم ہے یعنی بوڑھی عقل کا پیر ہوتا ہے سفید بالون کا پیر نہین ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

طفل گیرش چون بود عیسی نفس — پاک باشد از غرور و از ہوس
آن بیاض مو دلیل پختگی ست — پیش چشم بستہ کش کوتہ تگی ست
آن مقلد چون نداند جز دلیل — در علامت جوید او دائم سبیل
بہر آن گفتیم کاین تدبیر را — چونکہ خواہی کرد بگزین پیر را
لیک پیر عقل نے پیر مسن — می ندانی ممتحن از ممتحن
آنکہ او از پردہ تقلید جست — او بنور حق بہ بیند ہر چہ ہست
نور پاکش بے دلیل و بے بیان — پوست بشگافد درآید درمیان
پیش ظاہربین چہ قلب و چہ سرہ — او چہ داند چیست اندر قوصرہ
اے بسا زر سیہ کردہ بدود — تا رہد از دست ہر دزدے حسود
اے بسا مس بندہ و دہ بر زر — تا فروشد آن بہ عقل مختصر
تا کہ باطن بین و جملہ کشوریم — دل بہ بینیم و بظاہر ننگریم
قاضیانے کہ بظاہر می تنند — حکم بر اشکال ظاہر می کنند
چون شہادت گفت و ایمانش نمود — حکم او مومن کنند این قوم زود
پس منافق کاندرین ظاہر گریخت — خون صد مومن بہ پنہانی بریخت
جہد کن تا پیر عقل و دین شوی — تا چو عقل کل تو باطن بین شوی
از عدم چون عقل زیبا رو نمود — خلعتش دادہ ہزاران عز فزود
عقل چون از عالم غیبی کشاد — رفعت افزودش ہزاران نام داد
کمترین زان نامہاے خوش نفس — اینکہ نبود ہیچ او محتاج کس

ماننا اُس کا جو کہ ہو عیسی نفس — پاک ہو غرور سے نہ رکھے ہوس
مو سفید اک ہو دلیل پختگی — آگے اندھے کے کہ کم ہے زیرکی
سلہ وہ مقلد جو نہ جانے جز دلیل — وہ علامت مین سدا ڈھونڈھے سبیل
اس لئے مین نے کہا تدبیر کو — گر وہ پانا چاہے کر تو پیر کو
پیر عقلی کر نہ پیر عمر کو — ممتحن سے ممتحن نے جانے تو
پردۂ تقلید سے جو کہ چھٹا — نور حق سے دیکھے ہر شے برملا
بے دلیل اور بے بیان ہی اسکا نور — پوست کو پھاڑے کرے جو وہ ظہور
آگے ظاہر بین کے کیا کھوٹا کھرا — جانے کیا زنبیل مین کیا ہی بھرا
سلہ اے بہت کرتے دھوئین سے زر سیاہ — تا نہووے دزد حاسد سے تباہ
اے بہت مس پر ملمع کرتے ہین — زر کی جا بے عقل کو تا بیچ دین
ہم کہ باطن بین ہین جملہ ملک کے — دیکھتے ہین دل نہ ظاہر دیکھتے
قاضی جو آراستہ ظاہر سے ہین — حکم شکل ظاہری پر کرتے ہین
دیکھا ایمان اور گواہی اسکی دی — حکم دین مومن کا اسکے ہے ابھی
بسکہ ظاہر مین منافق مل گئے — خون سو مومن کے پوشیدہ ہوئے
جہد کر تا پیر عقل و دین تو ہو — مثل عقل کل کے باطن بین تو ہو
سلہ جو عدم سے عقل کل ظاہر ہوئی — خلعت اسکو دی بہت عزت کری
عقل جو کہ غیب سے ظاہر کری — نام صد ہا رکھے اور دی برتری
کمترین اُس ناموں سے یہ جان تو — کہ کسی کا وہ نہیں محتاج ہو

سلہ وہ مقلد الخ ۶ شعر وہ مقلد سواے دلیل کے جو نہ مانے وہ علامت مین سدا سبیل ڈھونڈھے اس لیئے مین نے تدبیر کو کہا کہ اس کو اگر تو پانا چاہتا ہے تو پیر کو پیر عقلی کر پیر عمر نہ کر کہ ممتحن سے ممتحن کو وہ نہیں جانتا ہے جو کوئی پردۂ تقلید سے چھٹا وہ نور حق سے ہر شے کو ظاہر دیکھے بے دلیل و بے بیان اس کا نور ہے جو وہ ظہور کرے تو پوست کو پھاڑے ظاہر کے آگے وہ کھوٹا کھرا وہ کیا جانے کہ زنبیل مین کیا بھرا ہے یعنی تقلید کو چھوڑ اور مرشد سے نور حق حاصل کر کہ حقیقت اشیا کی تجھ کو ظاہر ہو آگے اُسکے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اے بہت الخ ۷ شعر اسے بہت لوگ زر دھوئین مین سیاہ کرتے ہین تا کہ دزد حاسد سے تباہ نہ ہووے اور بہت لوگ مس پر ملمع کرتے ہین تا کہ بے عقل کو زر کی جگہ بیچ دین ہم تمام ملک مین باطن کے ہین اور دل دیکھتے ہین ظاہر نہین دیکھتے ہین آگے اس کی مثال ہے جو قاضی آراستہ ظاہر سے ہین تو شکل ظاہری پر حکم کرتے ہین ایمان دیکھا اور گواہی اسکی دی سب اسکے مومن ہونے کا حکم دین بہت منافق ظاہر مین مل گئے جو سو مومن خون پوشیدہ کرتے ہین کوشش کر تا پیر عقل و دین تو ہو اور بلند عقل کل مانند باطن بین تو ہو یعنی کوشش و جہد کر کہ پیر عقل تو ہو وے تا کہ فرق نیک و بد مین کرے کیونکہ منافق و مومن ظاہر مین مل گئے ہیں آگے اس عقل کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو عدم سے الخ ۵ شعر جو عقل کل عدم سے ظاہر ہوئی اُسکو خلعت دے کر بہت عزت کرے جو کہ غیب سے عقل ظاہر کرے صد ہا نام رکھے اور برتری دے ان ناموں سے کمتر یہ ہے کہ کسی کا محتاج نہ ہو اگر عقل خود ظاہر دکھائے اُسکے نور کے آگے دن سیاہ ہو اگر ظاہر مثل احمق کے ہو اس کے آگے دن ظلمت رات کی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر بصورت وانماید عقل رو	تیره باشد روز پیش نور او	گر دکھائے عقل خود کو ظاہرا	آگے اسکے نور کے دن ہو سیاہ
ور مثال احمقی پیدا شود	ظلمت شب پیش او روشن بود	ہو اگر ظاہر مثال احمقی	اسکے آگے ہو ظلمت رات کی
کز شب مظلم تر و تاری تر است	لیک خفاش شقی مظلم خور است	ظلمت[1] شب سے ہی سکو برتری	پہ ہے ظلمت جو وہ چمگادڑ شقی
اندک اندک خوی کن با نور روز	ورنه خفاشی بمانی بی فروز	تھوڑی تھوڑی کر تو عادت نور سے	ورنہ بے رونق تو چمگادڑ رہے
عاشق هر جا شکال و مشکلی ست	دشمن هر جا چراغ مقبلی ست	شکل مشکل ہر جگہ عاشق کو ہے	شمع مقبل کو ہے دشمن ہر جگہے
ظلمت اشکال ازان جوید دلش	تا که افزون تر نماید حاصلش	ظلمت مشکل کو ڈھونڈھا اسلیئے	اسکا دل تا رونق حاصل بڑھے
تا ترا مشغول آن مشکل کند	وز نهاد زشت خود غافل کند	تا تجھے مشغول وہ مشکل کرے	اپنی بد اصلی سے بس غافل کرے

علامت عاقل تمام و نیم عاقل و مرد تمام و نیم مرد و علامت شقی مغرور لاشے

علامت پورا عاقل اور آدھا عاقل و پورا مرد و آدھا مرد کی و علامت شقی مغرور لاشے کی

عاقل آن باشد که او با مشعله ست	او دلیل و پیشوای قافله ست	وہ[2] ہے عاقل جو کہ رکھے روشنی	اور کرے وہ قافلہ کی رہبری
پیرو نور خود ست آن پیش رو	تابع خویش است آن بیخویش رو	پیرو اپنے نور کا وہ پیشوا	تابع اپنا ہو وہ بے خود رہنما
مومن خویش ست و ایمان آورید	هم بآن نوری که جانش زو چرید	مومن اپنا ہو وہی اس نور پہ	لایا ایمان جو غذائے جان ہے
دیگری که نیم عاقل آمد او	عاقلی را دیده کرد آن نور جو	اور[3] وہ ہے آدھا عاقل دوسرا	دیکھے عاقل کو ہو طالب نور کا
دست در وی زد چو کور اندر دلیل	تا بدو بینا شد و چست و جلیل	اسکو پکڑے جیسے اندھا چوب کو	تا کہ بینا اس سے ہووے جلد وہ
وان خری کز عقل جو سنگی نداشت	خود نبودش عقل و عاقل را گذاشت	وہ گدھا ہے عقل نہ جو بھر رکھے	عقل نہ خود کو نہ عاقل سے ملے

سلہ ظلمت شب الخ ۵ شعر اُس کو ظلمت شب سے برتری ہے ولیکن چمگادڑ شقی ظلمت جو ہے تو عادت تھوڑی تھوڑی نور سے کر ورنہ بے رونق تو چمگادڑ رہے شکل مشکل ہر جا عاشق کو ہے اور شمع مقبل کو ہر جا دشمن ہے ظلمت شکل کو اسواسطے ڈھونڈھے اُس کا دل کہ تا حاصل کے رونق بڑھے تا وہ مشکل تجھے مشغول کرے اور اپنی بد اصلی سے لبس غافل کرے یعنی عقل غیب سے جو ظاہر کرے ادنی وصف اُس کا یہ ہے کہ کسی کا محتاج نہ ہووے فافہم ۱۲

سلہ وہ ہے الخ ۳ شعر وہ عاقل ہے کہ جو روشنی رکھے اور قافلہ کی وہ رہبری کرے وہ پیشوا اپنے نور کا پیرو ہے اور وہ بیخود و رہنما اپنا تابع ہے اپنا مومن ہے وہی اُس نور پر کہ جو غذائے جان ہے ایمان لایا یعنی وہ شخص پورا عاقل ہے کہ روشنی باطن کی رکھے اور قافلہ کی رہبری کرے اور اپنے نور کا تب پیرو ہو آگے آدھے عاقل کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ اور وہ ہے الخ ۶ شعر اور وہ دوسرا آدھا عاقل ہے کہ عاقل کو دیکھے اور طالب نور کا ہووے اُس کو پکڑے جیسے اندھا چوب کو پکڑے تا کہ اس سے وہ جلد بینا ہووے آگے اس کے حقائق ہیں وہ گدھا ہے کہ عقل جو بھر نہ رکھے نہ عقل خود کو اور نہ عاقل سے ملے خود نہ قلیل اور کثیر جانے اور نہ ڈھونڈھے ہم نذیر و بشیر کو اندر غفلت قال کے غرق ہے اور پیروی سے رہبر دن کی ننگ رکھتا ہے جنگل میں جاتا ہے جو کہ بڑا ہے کبھی لنگڑا آئے اور کبھی دوڑتا آئے یعنی وہ ریاکار ہے کہ جو غفلت قال میں غرق ہے اور حال کو طلب نہیں کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خود نداند نے قلیل و نے کثیر — می بجوید ہم نذیر و ہم بشیر
غرقہ اندر غفلت و در قال و قیل — ننگش آید آمدن خلف دلیل
سیر دو اندر بیابان دراز — گاہ لنگان آید و گاہے بتاز
شمع نے تا پیشوائے خود کند — نیم شمعے نے کہ نورے کد کند
نیست عقلش تا دمے زندہ زند — نیم عقلے نے کہ خود مردہ کند
مردۂ آن عاقل آید او تمام — تا بر آید از نشیب خود بیام
عقل کامل نیست خود را مردہ کن — در پناہِ عاقلی زندہ سخن
زندہ نے تا ہمدم عیسیٰ بود — مردہ نہ تا دم گہہ عیسیٰ شود
زندہ نے و مردہ نے لاشے بود — غورہ باشد نے عنب نے بود
غورہ گز غورگی در نگذرد — سنگ بست و خام ترش و ربود
جان کورش گام ہر سوی نہد — عاقبت بجہد و لے بر می جہد
سود ندہد بر جہیدن آن زمان — زانکہ تا نازل شد بلا از آسمان

خود نہیں جانے قلیل اور نہ کثیر — اور نہ ڈھونڈھے ہم نذیر و ہم بشیر
غرق ہے اندر وہ غفلت قال کے — پیروی سے رہبر کی ننگ ہے
جاتا ہے جنگل میں جو کہ ہے بڑا — گاہ لنگڑا آئے اور گہہ دوڑتا
ہے نہ[لہ] شمع رہبری تا خود کرے — اور نہ آدھی شمع کہ نور اور سے
نے ہے عقل اسکو کہ تا زندہ رہے — نے ہے آدھی عقل کہ مردہ بنے
آگے عاقل کے وہ مردہ ہو تمام — کہ وہ جائے پست سے بالائے بام
عقل نے کامل ہے خود کو مردہ کر — تو پناہ عاقلوں میں ای پسر
زندہ ہے کہ ہمدم عیسیٰ بنے — مردہ نے کہ دم گہہ عیسیٰ رہے
زندہ مردہ جو نہ ہو لاشے ہے وہ — غورہ ہونے سے ہوئے انگور جو
غورہ[سلعہ] جو کہ غورگی سے نہ چھٹا — ہو وہ ٹھرا کچا اور کھٹا رہا
اس کی جان اندھی قدم ہر سو رکھے — عاقبت کو نہ چلے ہر سو پھرے
پھرنا اسدم کام نہ آئے گے — جبکہ نازل ہو بلا افلاک سے

قصہ آب گیر و صیادان و آن سہ ماہی یکے عاقل و یکے نیم عاقل و یکے مغرور ابلہ بے عقل و عاقبت ایشان

قصہ تالاب اور ماہی گیر اور اُن تین مچھلیوں کا کہ ایک عاقل اور ایک آدھی عاقل اور ایک مغرور ابلہ بے عقل تھی اور انجام کار انکا

لہ ہے نہ شمع الخ ۶ شعر شمع نہیں ہے کہ تا خود رہبری کرے اور نہ آدھی شمع ہے کہ نور سے اُسس کو عقل نہیں کہ تا زندہ رہے اور نہ آدھی عقل ہے کہ مردہ بنے آگے عاقل کے وہ بالکل مردہ ہو کہ وہ پستی سے بالائے بام پر جائے عقل کامل نہیں ہے تو خود کو مردہ کر پناہ عاقلوں میں اے پسر زندہ نہیں کہ ہمدم عیسیٰ بنے تو مردہ نہیں کہ دم گاہ عیسیٰ رہے جو زندہ و مردہ نہ ہو وہ لاشے ہے وہ غورہ ہو اور نہ مے ہو اور نہ انگور ہو یعنی عاقل زندہ ہے اور خود ہادی ہے و نیم عاقل خود کو مردہ کرتا ہے د نور مرشد میں فنا ہو جاتا ہے اور بے عقل نہ زندہ ہے و نہ مردہ ہے وہ لاشے ہے آگے اُسس کی مثال ہے ۱۲

سلعہ غورہ الخ ۴ شعر جو غورہ غورگی سے چھٹا نہیں وہ ٹھرا ہوا خام ہے اور کھٹا رہا ہے اس کی جان اندھی ہر طرف قدم رکھتی ہے عاقبت کو نہیں جاتی ہے اور ہر طرف پھرتی ہے اس دم پھرنا اُسس کے کام نہیں آنے کا کہ جب بلا افلاک سے نازل ہووے یعنی جو کہ بے عقل ہے وہ قابل معرفت نہیں کیونکہ عاقل و نیم عاقل قابل معرفت ہے اور اس بلائے دنیا سے نجات پا کر دریائے معنی کو جا سکتا ہے چنانچہ اس کی مثال میں قصہ تین مچھلیوں کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

قصهٔ آن آبگیرست ای عنود	که درو سه ماهی اشگرف بود
در کلیله خوانده باشی لیک آن	صورت قصه بود دین مغز جان
چند صیادے سوی آن آبگیر	برگذشتند و بدیدند آن ضمیر
پس شتابیدند تا دام آورند	ماهیان واقف شدند و هوشمند
آنکه عاقل بود عزم راه کرد	عزم راه مشکل ناخواه کرد
گفت با اینها ندارم مشورت	که یقین سستم کنند از مقدرت
مهر زاد و بود بر جان شان تند	کاہلی و جہل شان بر من زند
مشورت را زنده باید نکو	که ترا زنده کند آن زنده گو
ای مسافر با مسافر رای زن	زانکه پایت لنگ دارد رای زن
از دم حب الوطن بگذر مایست	که وطن آنسوست جان این سوی نیست

قصہ[1] اس تالاب کا ہی اہ اخی	جسکے اندر تین مچھلی تھین بڑی
پس کلیلہ مین پڑھا ہوگا وے	صورتِ قصہ تھا وہ یہ مغز ہے
چند ماہی گیر سے تالاب پے	دیکھا پوشیدہ انھین جو کہ گئے
جال لینے کو گئے وہ ایک بار	مچھلیان واقف ہوئین اور ہوشیار
جو کہ عاقل تھی لگی وہ بھاگنے	راہ مشکل کی لگی وہ ناپنے
بولی اُنسے مین نہ رکھون مشورا	کہ یقین سست اب یہ کردین مرا
ہی محبت گھر کی انکی جان کو	کردین کاہل اور جاہل مجکو دد
مشورہ زندہ سے کرنا ہی نکو	کہ تجھے زندہ کرے وہ زندہ گو
مشورہ ہی سالک سے سالک سے کر	کیونکہ تو لنگڑا ہی سوچ اسمین شیر
چھوڑ تو حب الوطن مت کر یقین	کہ وطن اس جا ہی جان یان پر نہین

سر حدیث حب الوطن شعبة من الایمان

بھید اس حدیث کا کہ حب الوطن شعبة من الایمان

گر وطن خواہی گذر آن سوی شط	این حدیث راست کم خوان اے غلط
در وضو ہر عضو را وردی جدا	آمده است اندر خبر بہر دعا
چونکہ استنشاق بینی میکنی	بوی جنت خواه از رب غنی

گر وطن چاہو چلو اُس سمت کو	ان حدیثون کو غلط مت تم پڑھو
ہی وضو مین ورد ہر اعضا جدا	پس حدیثون مین لکھا بہر دعا
جبکہ پانی ناک مین ڈالے ہی تو	چاہ تو اللہ سے جنت کی بو

سلہ قصہ اُس تالاب کا الخ ۱ شعر قصہ اُس تالاب کا ہی کہ جس کے اندر تین مچھلیان بڑی تھین پس کلیلہ مین پڑھا ہوگا لیکن وہ صورت قصہ تھا اور یہ مغز ہے چند ماہی گیر سے تالاب پر پوشیدہ دیکھا اُن مچھلیون کو جو وہان سے گئے تھے وہ جال لینے گئے ایک بار وہ مچھلیان واقف ہوئین اور ہوشیار ہوئین جو کہ عاقل تھی وہ بھاگنے لگی اور راہ مشکل کی ناپنے لگی کہا کہ مین اُنسے مشورہ نہ رکھون کہ میرا یقین سست اب یہ پیدا کردین انکی جان کو محبت گھر کی ہے وہ مجکو کاہل و جاہل کردین آگے اسکے حقائق مین زندہ سے مشورہ کرنا نیک ہے کہ تجکو ... اسے وہ زندہ گو اے سالک مشورہ تو سالک سے کر کیونکہ تو لنگڑا ہے اسمین سوچ تو حب وطن کو چھوڑ اور یقین مت کر کہ وطن یہان ہے یہان پر نہ ... یعنی مشورہ اہل سلوک سے کرنا چاہیے اگر تو سالک ہے کہ انکی محبت کا اثر تجھ مین پیدا ہو اور اُس حب الوطن کو چھوڑ کہ وطن تیرا وہ جہان ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ گر وطن الخ ۹ شعر اگر وطن چاہو اُس سمت کو چلو اور ان حدیثون کو تم غلط مت پڑھو وضو مین ورد ہر اعضا کا جدا ہے حدیثون مین لکھا ہے دعا کے واسطے جب تو ناک مین پانی ڈالتا ہے اللہ سے تو جنت کی بو چاہ تا کہ تجکو وہ بو پہنچے طرف جنت کے کہ بوے گل دلیل گلستان کی ہووے جبکہ استنجا کرے یہ ورد ہے کہ پلیدی سے تو پاکی مجھکو دے یہانتک کہ میرا ہاتھ یہو نچا تو اس کو دھویا جان کے دھونے مین با ہمت ہے آگے مناجات ہے اے رب جان بدون ہمت کے تجھ سے کھلی ہوئی پس جان مین رسائی ہے تیرے فضل کی یہ میری حد تھی کہ جو میں نے کیا اے طرت کی حد کو پاک کر تو اے خدا مین نے حدث سے پوست کو دھویا اور حوادث سے تو دھو اس دوست ... یعنی پاک کرنے تن مین کوشش میری ہے اور پاکی جان کی تو کر کہ میری کوشش سے باہر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

تا ترا آن بو کشد سوے جنان	بوے گل باشد دلیل گلستان	تا تجھے کھینچے وہ بو سوے جنان	بوے گل ہووے دلیل گلستان
چونکہ استنجا کنی ورد سخن	این بود کہ از زبانم پاک کن	جبکہ استنجا کرے یہ ورد ہے	کہ پلیدی سے تو پاکی مجکو دے
دست من اینجا رسید این را بشست	دستم اندر شستن جانست سست	پہونچا یان تک ہاتھ تو دھویا اُسے	ہاتھ اندر دھوے جان کے سست ہے
اے ز تو کس گشتہ جان ناکسان	دست فضل تست در جانہا رسان	ہے بدن کی جان ہوئی تجھسے بھلی	ہی رسائی جان مین تیرے فضل کی
حد من این بود کردم من لئیم	زان سو حد را نقی کن اے کریم	میری حد یہ تھی کہ جو مین نے کیا	اُس طرف کی پاک حد کر تو خدا
از حدث شستم خدایا پوست را	از حوادث تو بشو این دست را	مین نے دھویا تو حدث سے پوست کو	اور حوادث سے تو دھو اس دست کو

حکایت آن شخص کہ بوقت استنجا گفت اللّٰہم ارحنی رائحۃ الجنۃ بجاے اللّٰہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ ورد استنجاست واین را در وقت استنشاق خواند عزیزے گفت سوراخ دعا گم کردہ

ایک شخص استنجے کے وقت پڑھتا تھا اللّٰہم ارحنی رائحۃ الجنۃ بجاے اللّٰہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ ورد استنجے کا ہے پس ورد استنجے کو ناک مین پانی ڈالنے کے وقت پڑھتا تھا ایک عزیز نے کہا کہ سوراخ دعا کو تو بھول گیا

اے خدایا سونگھا مجھ کو خوشبو جنت کی ۱۲ — اے بار خدا اگردان مجکو توبہ کرنے والون سے اور گردان مجھ کو پاکون سے ۱۲

آن یکے در وقت استنجا بگفت	کہ مرا با بوے جنت دار جفت	وقت استنجے کے پڑھتا ایک تھا[1]	کہ مجھے خوشبوے جنت تو سونگھا
گفت شخصے خوب ورد آوردہٗ	لیک سوراخ دعا گم کردہٗ	ایک بولا ورد تو لایا بھلا	پر تو اب بھولا ہے سوراخ دعا
این دعا کہ ورد بینی بود چون	در دبینی را تو آوردی بکون	یہ دعا کہ ناک کا بس ورد ہے	ناک کا تو ورد لایا کون سے
رائحہ جنت ز بینی یافت حر	رائحہٗ بینی کے آید از دُبر	بوے جنت لیتے ہین بس ناک سے	ناک کی بو کون سے کب آسکے
اے تواضع بردہ پیش ابلہان	وے تکبر بردہ تو پیش شہان	اسے تواضع کرتا پیش ابلہان	اے تکبر کرتا تو پیش شہان

[1] وقت الخ ۶ شعر وقت استنجے کے ایک شخص پڑھتا تھا کہ مجھکو خوشبوے جنت کی تو سونگھا ایک نے کہا کہ تو ورد بھلا لایا ولیکن تو محل دعا کا بھول گیا یہ دعا کہ ناک کا ورد ہے تو ناک کا ورد کون پر لایا ہے جنت کی بو ناک سے بس لیتے ہین ناک کی بو کون سے کب آسکے آگے اس کے حقائق ہین اے شخص تو تواضع کرتا ہے آگے ابلہ کے اور اے شخص تو تکبر کرتا ہے آگے شاہ کے وہ تکبر ناکسون سے خوب ہے تو بر عکس مت جا آفت سمجھے ہو یعنی تو تواضع احمق سے اور تکبر شاہ سے کر اور تکبر ناکس سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن تکبر بر خسان خوبست چست	ہین مرو معکوس عکسش بند تست	وہ تکبر ناکسون سے خوب ہے	جائے مت بر عکس ہو آفت تجھے
از پئے سوراخ بینی رستہ گل	بو وظیفہ بینی آمد اے عتل	گل[1] اُگے ہین ناک کی بس واسطے	اور غذا اس ناک کی بو آتی ہے
بوئے گل بہر مشامست اے دلیر	جائے آن بو نیست این سوراخ ریز	بوئے گل ہے سونگھنے کیواسطے	اور نہین اس بو کی جا یہ کون ہے
کے ازین جا بوئے خلد آید ترا	بو ز موضع جو اگر باید ترا	بوئے خلد اس جا سے کب آئے تجھے	تو محل سے ڈھونڈھ گر بو چاہیے
ہمچنین حب الوطن آید درست	تو وطن بشناس اے خواجہ نخست	ایسے ہی حب الوطن ہے جان تو	پہلے اے خواجہ وطن پہچان تو
گفت آن ماہی زیرک رہ کنم	دل ز رائے مشورت شان بر کنم	بولی[2] وہ ہشیار مچھلی جاؤنگی	مشورہ ہرگز نہ ان سے لاؤنگی
نیست وقت مشورت ہین راہ کن	چون علی تو آہ اندر چاہ کن	نے ہے وقت مشورہ تو رہ پکڑ	چاہ مین مثل علی تو آہ کر
محرم آن راہ کمیابست و بس	شب روی پنہان روی کن چون عسس	محرم اس رہ کا ہی کمیاب اے للا	مثل شب رو رات کو پنہان تو جا
سوئے دریا عزم کن زین آبگیر	بحر جو و ترک این گرداب گیر	جا طرف دریا کے اس تالاب سے	چھوڑ یہ تالاب دریا ڈھونڈھ لے
سینہ را پا ساخت میرفت آن حذور	از مقام با خطر تا بحر نور	پاؤن سینہ کو وہ کرکے باشعور	پرخطر جا سے گئی تا بحر نور
ہمچو آہو کز پئے او سگ بود	میدود تا در تنش یک رگ بود	مثل آہوئے کہ کتا پیچھے ہو	بھاگے جب تک جان تن مین اسکے ہو
خواب خرگوش و سگ اندر پے خطاست	خواب خود در چشم ترسندہ کجاست	پیچھے کتا خواب خرگوش ہے خطا	خواب وحشی کو کہان ہووے بھلا
رفت آن ماہی رہ دریا گرفت	راہ دور و پہنہ و پہنا گرفت	راہ[3] لی دریا کی وہ مچھلی گئی	اور بڑی ہی چوڑی وہ راہ لی
رنجہا بسیار دید و عاقبت	رفت آخر سوئے امن و عافیت	رنج از بس دیکھا پر انجام کار	امن کی جانب گئی وہ ہوشیار
خویشتن افگند در دریائے ژرف	کہ نیابد حد آنرا ہیچ طرف	گہرے دریا مین وہ خود جا پڑی	کہ نہ پائے انتہا اس کی کوئی
پس چو صیادان بیاوردند دام	نیم عاقل را از آن شد تلخ کام	جال ماہی گیر لیکر آئے جب	آدھی عاقل ہو گئی بس تلخ لب
گفت آہ من فوت کردم وقت را	چون نگشتم ہمرہ آن رہنما	بولی مین نے کھویا اپنے وقت کو	کیون نہ مین اسکی گئی ہمراہ جب

[1] گل اُگے الخ یہ شعر ناک کے واسطے گل اُگے ہین اور ناک کی غذا بو آتی ہے بوئے گل سونگھنے کے واسطے اور بو کی جا یہ کون نہین ہے بوئے جنت اس جا سے کب آتی ہے تو محل سے ڈھونڈھ اگر بو چاہتا ہے ایسے ہی حب الوطن ہے تو جان لے اے خواجہ اول وطن پہچان لے یعنی جیسے دعا ناک کی کون پر بے جگہ پڑھتا ہے ایسے ہی حب الوطن اس جہان کا اس جہان فانی پر جانتا ہے پس حب الوطن اول پہچاننا چاہیے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] بولی الخ یہ شعر اس ہشیار مچھلی نے کہا کہ مین جاؤن اور مشورہ انسے نہ کرون وقت مشورہ کا نہین ہے تو رستہ پکڑ اور مثل علی کے چاہ مین آہ کر آگے اس کے حقائق ہین محرم اس آہ کا کمیاب ہے کوتوال کے مانند تو پوشیدہ جا اُس تالاب سے طرف دریا کے جا اس تالاب کو چھوڑ اور دریا ڈھونڈھ لے وہ باشعور سینہ کو پاؤن کرکے جائے پرخطر سے بحر نور تک گئی آگے اس کی مثال ہے مانند آہو کے کہ اُس کے پیچھے کتا ہو اور وہ بھاگے کہ جب تک جان اُس کے تن مین ہو پیچھے کتا ہو خواب خرگوش خطا ہے کہ خواب وحشی کو بھلا کہان ہووے یعنی دریا سے معنی مین اس تالاب دنیا سے جا سینہ کو پاؤن کرکے مثل مچھلی کے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] راہ لی الخ یہ شعر مچھلی دریا کی راہ لیکر گئی اور بڑی چوڑی دور ایک اعلی رنج از بس دیکھا ولیکن انجام کار امن کی جانب گئی وہ ہوشیار اور وہ خود جا کر ایک دریا مین پڑی کہ اسکی انتہا کوئی نہ پائے جبکہ ماہی گیر جال لیکر آئے آدھی عاقل تلخ لب ہوگئی کہا کہ مین نے اپنے وقت کو کھویا کیون نہ مین اُسکے ہمراہ ہوگئی وہ ناگاہ گئی ولیکن جو گئی مجھکو لائق تھا کہ اسکی پیروی کرتی وقت گذر رہے پر حسرت کرنا خطا ہے پھر گیا وقت آتا نہین اُسکی یاد کیا ہو میری حسرت اب فائدہ نہین رکھتی ہے کیا کرون اب وقت فرصت کا گیا یعنی وقت گذشتہ پھر ہاتھ نہین آتا ہے حسرت کرنے سے کیا فائدہ ہے آگے وقت گذرنے پر تاسف کرنیکا بیان ہے فافہم ۱۲

ناگہان رفت او ولیکن چونکہ رفت — می ببایستم شدن در پے تفت
برگذشتہ حسرت آوردن خطاست — باز ناید رفتہ یاد آن ہباست
این زمان سودے ندارد حسرتم — چون کنم چون فوت شد این فرصتم

وہ گئی ناگاہ پر جو کہ گئی — مجھکو لائق تھا کہ کرتی پیروی
حسرتین گذرے پے کرنا ہے خطا — پھر گیا آتا نہین یاد اسکی کیا
میری حسرت اب نہ رکھے فائدا — کیا کرون اب وقت فرصت کا گیا

قصہ آن مرغ کہ وصیت کرد کہ بر گذشتہ پشیمانی مخور و در تدارک وقت اندیش و بر رفتہ غم مخور

قصہ اس مرغ گرفتار کا کہ وصیت کرتا تھا گذرے پر پشیمان نہ ہو اور اپنے وقت کا تدارک کرو اور گذرے ہوئے پر غم نہ کھاؤ

آن یکے مرغے گرفت از مکر دام — مرغ او را گفت ای خواجہ تمام
تو بسے گاوان و میشان خوردۂ — تو بسے اشتر بقربان کردۂ
خود نگشتی سیر زانہا در زمن — ہم نگردی سیر از اجزای من
مر مرا آزاد گردان از کرم — اے جوان مرد کریم محتشم
ل مرا تاکہ سہ پندت بدہم — تا بدانی زیرکم یا ابلہم
اول آن پندے دہم در دست تو — بدہم او جان و دلم در دست تو
بر سر دیوار بدہم ثانیش — تا شوی زان پند شاد و خوبکش
پس سوم پندت دہم من بر درخت — کہ ازین سہ پند گردی نیکبخت
آنچہ بر دست است این است آن سخن — کہ محالے را زکس باور مکن
بر کفش چون گفت اول پند زفت — گشت آزاد و بران دیوار رفت

پکڑا اکمر و دام سے مرغ ایک نے[۵۱] — پس کہا اس مرغ نے اس شخص سے
اب تو مجھ جیسے ضعیف اک مرغ کو — پکڑا اور کھایا سمجھ اے نیک خو
گائے بھینسین تو نے کھائین بیشمار — اور کری قربانی اونٹون کی ہزار
پر نہ انسے پیٹ تیرا بس بھرا — بھی نہ سیری تجکو ہو مجھ سے ذرا
چھوڑ دے مجھکو تو از راہ کرم — اے جوان مرد کریم محتشم
چھوڑ دے تا مین پند اے دون تجھے — جانے ابلہ یا کہ زیرک تو مجھے
پند پہلی دونگی تیرے ہاتھ مین — جان و دل میرے تیرے پابند ہین
دوسری دون پند مین دیوار پر — تاکہ ہووے فرحت و شادی تجھے
تیسری دون پند مین اشجار پے — تا سعادت پائین تینون پند سے
ہاتھ مین جو ہووے وہ یہ بات ہے[۵۲] — کہ یقین مشکل پے ہرگز مت کرے
پند پہلی ہاتھ مین جب کہ کہی — بیٹھا جا دیوار پہ ہو کر خوشی

سل۵۱ پکڑا اکمر و دام سے الخ ۹ شعر یعنے مکر و دام سے مرغ پکڑا پس اس شخص سے اس مرغ نے کہا کہ تو مجھ سے ایک ضعیف مرغ کو پکڑا ہوا اور کھایا سمجھ لے تو نے گائین اور بھینسین بہت کھائین اور ہزارون اونٹون کی قربانی کری ولیکن انسے تیرا پیٹ نہ بھرا مجھسے بھی سیری تجھکو ذرا نہو مجھکو از راہ کرم کے تو چھوڑ دے تا مین نصیحت تجھکو دون کہ ابلہ یا زیرک تو مجھکو جانے پہلی پند مین تیرے ہاتھ مین دون کہ جان و دل میرے تیرے پابند ہین دوسری پند دیوار پر دون تاکہ فرحت و شادی تجھکو ہو تیسری پند دون درخت پر تاکہ تینون پند سے تو سعادت پاوے آگے ان تینون پند کا بیان ہے فافہم ۱۲

سل۵۲ ہاتھ مین الخ ۴ شعر یعنی ہاتھ مین جو ہووے وہ یہ بات ہے کہ محال پر یقین ہرگز مت کر پہلی پند جبکہ ہاتھ مین کہی دیوار پر خوش ہو کر بیٹھا اور کہا کہ گذشتہ ہوئی پر غم نہ کھا جو تجھ سے گذرے ذرا حسرت نہ کر بعدہ کہا کہ میرے جسم مین دس درم بھر ایک گوہر ہے جان سے کہ تجھکو و تیری اولاد کو ثروت ہوتی از پس اس گوہر سے تو نے گوہر کھویا قسمت مین نہ تھا کہ اس کے مانند عالم بنا نہ ہو آسکے اس کی مثال ہے فافہم

گفت در بر گذشتہ غم مخور　　چون ز تو بگذشت زان حسرت مبر
بعد ازان گفتش کہ در جسمم کتیم　　ده درم سنگ ست یک در یتیم
دولت تو بخت فرزندان تو　　بود آن گوہر بحق جان تو
فوت کردی دُر کہ روزیت نبود　　کہ نباشد مثل آن دُر در وجود
آنچنان کہ وقت زادن حاملہ　　نالہ دارد خواجہ شد در غلغلہ
گشت غمناک و ہمی گفت آہ آہ　　این چرا کردم کہ شد کارم تباہ
من چرا آزاد کردم مر ترا　　زین حیل از راہ بردی مر مرا
مرغ گفتش نے نصیحت کردمت　　کہ مبادا بر گذشتہ دی غمت
چون گذشت و رفت غم چون میخوری　　یا نکردی فہم پندم یا کری
وان دوم پندت بگفتم کز ضلال　　ہیچ تو باور مکن قول محال
من نیم خود سہ درم سنگ اے اسد　　ده درم سنگ اندرونم چون بود
خواجہ باز آمد بخود گفتا کہ ہین　　باز گو پند سوم اے نازنین
گفت آری خوش عمل کردی بآن　　تا بگویم پند ثالث را بگان
این بگفت و بر پرید و شاد رفت　　سوے صحرا سر خوش و آزاد رفت
پند گفتن با جہول خوابناک　　تخم افگندن بود در شورہ خاک
چاک حمق و جہل نپذیرد رفو　　تخم حکمت کم دہش اے نیک خو
زانکہ جاہل جہل را بندہ بود　　چونکہ تو پندش دہی او نشنود
نیم عاقل گفت در وقت بلا　　چونکہ ماند از سایۂ عاقل جدا

بولا پھر گذرے ہوئے پر غم نہ کھا　　تجھسے جو گذرے نہ حسرت کر ذرا
بعدہ بولا کہ میرے جسم مین　　دس درم بھر اک گہر ہے جان من
تجکو ثروت اور تری اولاد کو　　ہوتی اس گوہر سے از بس اے نکو
کھویا گوہر تو نے قسمت مین نہ تھا　　کہ نہ اسکی مثل عالم مین ہوا
دردِ زہ کے وقت جیسے حاملہ　　چیخے اور خواجہ کرے بس غلغلہ
بس ہوا غمناک وکہتا آہ آہ　　کس لیے مین نے کیا کام اپنا تباہ
چھوڑتا کسواسطے اب مین تجھے　　دھوکا حیلہ سے دیا تو نے مجھے
مرغ بولا نے نصیحت کی تجھے　　کہ تو گذری بات پر غم مت کرے
جو گیا گذرا نہ کر تو رنج کو　　یا نہ سمجھا پند یا بہرا ہے تو
دوسری مین نے نصیحت کی نہین　　کہ تو مشکل بات پر مت کر یقین
تین درم بھر خود نہین مین آپ ہون　　دس درم بھر کیسے ہووے اندرون
ہوش مین خواجہ ہوا بولا کہ ہان　　تیسری اب کر نصیحت بھی بیان
بولا خوب اسپر عمل تو نے کیا　　کہ نصیحت تیسری اب دون بتا
یہ کہا اور ہوکے خوش وہ اڑ گیا　　اور صحرا کی طرف خوش خوش گیا
پند کہنا غافلون کو کہتے ہین　　بیج بونا ہے زمین شور مین
چاک حمق و جہل کا کب ہو رفو　　تخم حکمت اسکو کم دے اے نکو
کیونکہ جاہل جہل کا پابند ہے　　جو نصیحت دے اُسے تو وہ نہ سنے
آدھی عاقل کہتی تھی وقت بلا　　کیون رہی سایہ سے عاقل کے جدا

چارہ اندیشیدن آن ماہی نیم عاقل و خود را مردہ کردن

علاج ڈھونڈھنا اُس مچھلی آدھی عاقل کا اور اپنے کو مردہ کرنا

سلسلہ ۱ دردزہ الخ ۵ شعر جیسے حاملہ دردزہ کے وقت چیخے اور خواجہ غلغلہ کرے بس غمناک ہوا اور آہ آہ کرتا کہ کسواسطے کام میں نے تباہ کیا مین تجھکو کسواسطے چھوڑتا تو نے دھوکا مجھکو حیلے سے دیا مرغ نے کہا کہ تجھکو نصیحت نہین کی کہ گذری بات پر غم نہ کر جو گذر گیا تو رنج نہ کر یا نصیحت کو نہ سمجھا یا بہرا ہے دوسری نصیحت مین نے نہین کی کہ محال بات پر تو یقین مت کر مین خود تین درم بھر نہین ہون دس درم کیسے مجھ مین گوہر ہووے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

سلسلہ ۲ ہوش میں آ ۵ شعر خواجہ ہوش مین ہوا کہ ہان اب تیسری نصیحت بھی بیان کر مرغ بولا کہ اب تو نے اُسپر خوب عمل کیا کہ تیسری نصیحت بتاؤن یہ کہا اور خوش ہوکر وہ اُڑ گیا اور جانب صحرا کے خوش خوش گیا غافلون کو پند کہنا بیان کرتے ہین کہ تخم زمین شور مین بوتا ہے حمق و جہل کا چاک کب رفو ہوا اسکو تخم حکمت کا کم دے کیونکہ جاہل جہل کا پابند ہے جو اسکو نصیحت دے وہ نہ سنے آدھی عاقل مچھلی وقت بلا کے کہتی ہے کہ سائے سے عاقل کے کیون جدا رہی یعنی غافلون کو نصیحت کرنا ایسا ہی جیسے زمین شور مین تخم بونا ہی کہنا اس سے ثمرہ نہ حاصل ہو آگے قصہ مچھلی کا ہے فافہم ۱۲

کو سوی دریا شد و از غم عتیق | فوت شد از من چنان نیکو رفیق
لیک زان نندیشم و بر خود زنم | خویشتن را این زمان مرده کنم
پس بر آرم اشکم خود بر زبر | پشت زیر و میروم بر آب بر
میروم بر وے چنانکه خس رود | نے بسباحے چنانکه کس رود
مرده گردم خویش بسپارم به آب | مرگ پیش از مرگ امنیست از عذاب
مرگ پیش از مرگ امنست اے فتا | این چنین فرمود ما را مصطفے

کہ وہ دریا کو گئی غم سے چھٹی [۱] | اور ایسے دوست سے مین رہ گئی
لیکن اس سے مین نہ اندیشہ کرون | آپ کو اسوقت مین مردہ کرون
پس ہین اسدم آپکو اب چت کرون | اور پانی کے مین اوپر چت پھرون
اور پھرون اسپر کہ جیسے خس پھرے | نے پھرون مانند مین تیراک کے
مردہ ہوکر خود کو سونپون آب پہ | یہ ہے مرنا پہلے اس مرنے سے ہی
پہلے مرنے سے یہ مرنا ہی بھلا [۲] | مصطفے نے ایسے ہی ہمسے کہا

گفت موتوا کلکم من قبل ان یاتی الموت تموتوا بالفتن

بولے موتوا کلکم من قبل ان یاتی الموت تموتوا بالفتن

همچنان مرد و شکم بالا فگند | آب گه میبردش نشیب و گه بلند
هر یکے زان قاصدان بس غصه کرد | که دریغا ماهی مهتر بمرد
شاد میشد او ازان گفت دریغ | پیش رفت آن بازیم رستم ز تیغ
پس گرفتش یک صیاد ارجمند | بر سرش تف کرد و بر خاکش فگند
غلط غلطان رفت پنهان اندر آب | ماند آن دیگر همی کرد اضطراب
از چپ و از راست میجست آن سلیم | تا که بجهد خویش برهاند گلیم
دام افگندند و اندر دام ماند | احمقی او را در آن آتش نشاند

ایسی ہی وہ مرکے بس چت ہو گئی | نیچے اوپر آب کے بہنے لگی
ماہی گیر افسوس ہر اک کرتا تھا | کہ بڑی مچھلی مری واحسرتا
بات یہ سنکے وہ خوش ہوتی تھی | چل گیا داؤن مین خنجر سے بچی
پس پکڑ کے اسکو اک صیاد نے | سر پہ تھوکا اور پھینکا خاک پہ
وہ لڑکتی خفیہ پانی مین گئی | اور رہی بس مضطرب وہ دوسری
دائین بائین وہ لگی بس بھاگنے [۳] | تا چھڑائے خود کو اس آفات سے
جال ڈالا اور پھنسی وہ جال مین | احمقی نے ڈالا اک جنجال مین

سلہ کہ وہ الخ ۵ شعر کہ وہ دریا کو گئی اور غم سے چھٹی اور مین ایسے دوست سے رہ گئی ولیکن مین اس سے اندیشہ نہ کرون اور خود کو جو اسوقت مین مردہ کرون پس مین اسدم خود کو چت کرون اور پانی کے اوپر چت پھرون کہ جیسے خس پھرتی ہے اور نہ پھرون مین مانند تیراک کے خود کو سونپون مردہ ہوکر آب پر بس یہی مرنے سے پہلے مرنا ہے یعنی خود کو بدست دیگرے دے کہ جو مرشد کہے وہ کرے اور اپنی خواہش کو چھوڑ دے آگے اس مرنے کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ پہلے مرنے سے الخ ۲ شعر مرنے سے اول مرنا یہ ہوا ہے اول کہ مصطفے صلعم نے ہم سے ایسے کہا ہے ترجمہ فرمایا مرو تم سب آگے اس سے جو آئے تمکو موت اور مرو تم ساتھ فتنے کے ایسے ہی وہ مرکے بس چت ہو گئی نیچے اوپر آب کے بہنے لگی ہر ایک ماہی گیر افسوس کرتا تھا کہ بڑی مچھلی مر گئی واحسرتا وہ بات یہ سن سنکے خوش ہوتی تھی کہ داؤن چل گیا اور مین خنجر سے بچی پس ایک صیاد نے اس کو پکڑ کر سر پہ تھوکا اور پھینکا خاک پر وہ خفیہ لڑکتی پانی مین گئی اور وہ دوسری بس بیقرار رہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دائین الخ ۶ شعر دائین بائین وہ بس بھاگنے لگی تا خود کو اس آفات سے چھڑائے جال ڈالا اور وہ جال مین پھنسی احمقی نے ایک جنجال مین ڈالا جو پشت توے کے ساتھ آگ پر احمقی سے ہم خواب وہ ہو گئی آگ روشن سے وہ اسپر جلتی تھی اور اس کی عقل کہتی تھی ترجمہ آیا تمھارے پاس نہین آیا ڈرانے والا وہ کہتی تھی بباعث رنج و بلا مانند جان کافرون کے قالوا بلی پھر وہ کہتی تھی کہ اگر ایکی بار اس محنت سے چھوٹون اور جانبر ہوؤن باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مرو تم سب آگے اس سے ۱۲ سلہ جو آئے تم کو موت اور مرو تم ساتھ فتنے کے ۱۲

بر سر آتش بہ پشت تابہ — با حماقت گشت او ہمخوابہ
او ہمی جوشید از تف سعیر — عقل میگفتش الم یاتک نذیر
او ہمی گفت از شکنجہ وز بلا — ہمچو جان کافران قالوا بلیٰ
باز میگفت او کہ گر این بار من — وارہم از محنت گردن زدن
من نسازم جز بدریائے وطن — آبگیرے را نسازم من سکن
آب بیحد جویم و ایمن شوم — تا ابد در امن و در صحت روم
ہمچنین می کرد با خود نذرہا — کز چنین ورطہ اگر یابم رہا
دامن عاقل بگیرم روز و شب — تا نیفتم در چنین رنج و تعب

آگ پر پشت توا کے ساتھ جو — احمقی سے ہو گئی ہمخواب وہ
آگ روشن سے وہ جلتی تھی بسیر — عقل اُسے کہتی الم یاتک نذیر
کہتی تھی وہ باعث رنج و بلا — مثل جان کافران قالوا بلیٰ
پھر وہ کہتی تھی کہ ابکی بار اگر — چھوٹون اس محنت سے ہوؤن جانبر
[1] نہ جز دریا وطن اپنا کرون — اور نہین تالاب میں ہرگز رہون
آب بیحد ڈھونڈھون اور اُس میں رہون — اور ہمیشہ امن و صحت میں چلون
ایسی ہی خود سے وہ کرتی منتین — کہ چھوٹون ایسے بھنور سے کاش مین
دامن عاقل کو پکڑون روز و شب — تا نہ پاؤن ایسا پھر رنج و تعب

بیان آنکہ عہد کردن احمق در وقت گرفتاری و ندم ہیچ وفائے ندارد کہ ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ و انہم لکاذبون چون ہیچ کاذب وفا ندارد

بیان اس بات کا کہ عہد کرنا احمق کا وقت گرفتاری و ندامت کے کچھ نفع نہین کرتا کہ ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ و انہم لکاذبون جبکہ کوئی کاذب وفا نہین رکھتا

عقل میگفتش حماقت با تو ہست — با حماقت عہد را آید شکست
عقل را باشد وفائے عہدہا — تو نداری عقل رو ای خر بہا
عقل را یاد آید از پیمان خود — پردۂ عصیان بدراند خرد
چونکہ عقلت نیست نسیان میر تست — دشمن و باطل کن تدبیر تست

[3] عقل اُسے کہتی حماقت تجھ میں ہے — اور حماقت عہد کو بس توڑ دے
عقل کو ہوتا وفائے عہد ہے — اور نہ رکھے عقل کو تو جا گدھے
عقل کو یاد آئے اپنے عہد سے — پردۂ نسیان کو پھاڑے عقل ہے
عقل تیری نے ہے نسیان میر ہے — دشمن اور باطل کرے تدبیر ہے

سلہ مین نہ جز آخر مہ شعر مین بجز دریا کے اپنا وطن نہ کرون اور ہرگز تالاب مین نہ رہون آب بیحد ڈھونڈھون اور اس مین رہون اور ہمیشہ امن و صحت مین چلون ایسے ہی وہ خود سے منتین کرتی تھی کہ چھوٹون ایسے بھنور سے مین کاشکے دامن عاقل کو روز و شب پکڑون تاکہ پھر ایسا رنج و تعب نہ پاؤن یعنی اس تالاب دنیا سے نجات پاؤن اور دریائے معنی مین قیام رکھون اور پھر دامن مرشد کو نہ چھوڑون کہ ایسے رنج و بلا سے نجات پاؤن یہ حال اہل دوزخ کا ہنگام دوزخ مین جلنے کے ہوگا آگے احمق کے عہد کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ حکایت ششم عہد شکستی احمق مین سلہ عقل اُسے آئے ہے شعر عقل اُسے کہتی کہ تجھ مین حماقت ہے اور حماقت عہد کو توڑ دے عقل کو وفائے عہد ہے اور عقل نہین رکھتا ہے تو جا اے گدھے .. عقل کو اپنے عہد سے یاد آتا ہے پردۂ نسیان کو عقل پھاڑتی ہے عقل تیری نہین ہے نسیان تیرا امیر ہے کہ دشمن و باطل کرے تدبیر کو آگے اس کے مثال ہے پروانہ کہ جس سے عقل کی یاد نہین کرتا ہے جنس کے جلنے سے جبکہ پر جلے تو توبہ کرے اور طمع و نسیان سے آتش مین پڑے یعنی عقل و نادانی عہد کی اس کو نسیان نہین ہے اسواسطے نسیان سے وہ عہدی کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ آیا نہین آیا تھا ہے پاس ڈرانے والا ۱۲

از کمی عقل پروانهٔ خسیس	یاد نارد ز آتش و جس حسیس	بسکہ پروانہ کمی سے عقل کے	یاد دے کرتا ہے جلنے جس سے
چونکه پرش سوخت توبه میکند	آز و نسیانش بر آتش میزند	جب جلے پر اُسکا تو توبہ کرے	طمع اور نسیان سے آتش میں پڑے
ضبط و درک و حافظی و یاد داشت	عقل را باشد که عقل آن را فراشت	[1]حافظہ اور یاد اور ادراک کو	عقل جو زیادہ کرے ہے عقل وہ
چونکه گوهر نیست تابش چون بود	چونکه نبود ذکر ایابش چون بود	جو نہ گوہر ہو چمک کیسے دیکھے	جو نہ یاد ہووے رجوع کیسے کرے
این تمنا هم ز بی عقلی اوست	که نبیند کان حماقت را چه پوست	یہ تمنا اسکی بے عقلی سے ہے	کہ حماقت کی نہ خو اسکو دکھے
آن ندامت از نتیجهٔ رنج بود	نی ز عقل روشن چون گنج بود	وہ ندامت تھی نتیجہ رنج سے	اور نہ تھی وہ عقل سے جون گنج کے
چونکه شد رنج آن ندامت شد عدم	می نیرزد خاک آن توبه ندم	جو گیا رنج اب ندامت بھی گئی	خاک سان توبہ ندامت نے رہی
آن ندم از ظلمت و غم بست بار	پس کلام اللیل یمحوه النهار	باندھا ظلمت کا ندامت نے جو بار	پس کلام اللیل یمحوہ النہار
چون برفت آن ظلمت غم گشت خوش	هم برفت از دل نتیجه زاده اش	غم کی ظلمت جو گئی اور خوش ہوا	دل سے وہ اسکا نتیجہ بھی گیا
می کند او توبه و پیر خرد	بانگ لو ردوا لعادوا میزند	[2]کرتا ہے توبہ وہ پیر عقل سے	بانگ لو ردوا لعادوا کی سنے
عقل ضد شهوتست ای پهلوان	آنکه شهوت می تند عقلش مخوان	عقل ضد شہوت کی ہے ای پہلوان	جو کہ شہوت رکھے عقل اسکو نہ جان
وهم خوانش آنکه شهوت را گداست	وهم قلب نقد زر عقلهاست	وہم جان اسکو کہ جو شہوت رکھے	وہم کھوٹا اور کھرا زر عقل ہے
بی محک پیدا نگردد وهم و عقل	هر دو را سوی محک کن زود نقل	عقل و وہم اب بے محک ہے کب عیان	لا توان دونون کو سوئے امتحان
این محک قرآن و حال انبیا	چون محک مر قلب را گوید بیا	یہ محک قرآن و حال انبیا	پس محک کہتی ہے کھوٹے کو کہ آ
تا ببینی خویش را ز آسیب من	که نه ای اهل فراز و شیب من	تا تو خود کو دیکھے صدمہ سے مرے	کہ نہیں ہے گرد میرے اہل سے
عقل را گر اره سازد دو نیم	همچو زر باشد در آتش او سلیم	[3]عقل کو دو ٹکڑے ارہ گر کرے	آگ میں وہ مثل زر ثابت رہے
وهم مر فرعون عالم سوز را	عقل مر موسی جان افروز را	وہم اس فرعون کا عالم سوز تھا	عقل تھی موسی کی بسکہ جانفزا
رفت موسی بر طریق نیستی	گفت فرعونش بگو تو کیستی	نیستی کی راہ پر موسے گیا	بولا فرعون کون ہے اب تو بتا

سله حافظہ الخ ـ شعر حافظے اور یاد اور ادراک کو جو عقل زیادہ کرے وہ عقل ہے جو گوہر نہو چمک کیسے دیکھے جو یاد نہو رجوع کیسے کرے یہ تمنا اس کی بیعقلی سے ہے کہ اسکو حماقت کی خو نہ دکھے وہ ندامت نتیجہ رنج سے تھی اور وہ عقل سے نہ تھی مانند گنج کے جبکہ رنج گیا ندامت بھی گئی خاک کے برابر توبہ ندامت بھی نہ رہی ظلمت و غم کا ندامت نے جو بار باندھا ترجمہ پس بات رات کی مٹ جاتی ہے دن کو جو غم کی ظلمت گئی اور خوش ہوا وہ اسکا نتیجہ بھی دل سے گیا یعنی بیعقلی سے رنج ہوتا ہے اور رنج نتیجہ ندامت ہے جبکہ وہ رنج گیا ندامت بھی گئی اور توبہ خاک کے برابر بے قیمت نہیں رکھتی ہے کیونکہ اُس ندامت پر ظلمت آتی ہے اور ظلمت کی شے مٹ جاتی ہے پس وہ توبہ بھی گئی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کرتا ہے الخ ۶ شعر وہ توبہ کرتا ہے اور پیر عقل اس کو آواز دے ترجمہ اگر لوٹو گے تم لوٹینگے ہم عقل ضد شہوت کی ہے جو کہ شہوت رکھے عقل اسکو مت جان اُسکو وہم جان کہ جو شہوت رکھے وہم کھوٹا زر اور عقل کھرا زر ہے عقل و وہم بغیر محک کے کب ظاہر ہو توان دونوں کو طرف امتحان محک کے لا یہ محک قرآن و حال انبیا ہے پس محک کھوٹے کو کہتی ہے کہ آتا کہ تو خود کو دیکھے صدمہ سے میرے کہ نہیں ہے تو میرے گرد میرے اہل سے یعنی عقل و شہوت باہم ضد ہیں جو کوئی اہل شہوت ہے تو اُس سے عقل مت چاہ یعنی تو اسکو مرشد مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عقل را الخ شعر اگر آرہ عقل کو دو ٹکڑے کرے وہ آتش میں مثل زر کے ثابت رہے آگے رجوع بقصہ ہے اس فرعون کا وہم عالم سوز تھا اور عقل موسیٰ کی جانفزا تھی موسیٰ نیستی کی راہ گیا فرعون نے کہا کہ تو اب کون ہے بتا آگے جواب موسیٰ علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲ سلہ رات کی بات کو انسان بھلا دیتا ہے ۱۲

مجاہدات موسیٰ علیہ السلام کہ صاحب عقل بود با فرعون کہ صاحب وہم بود

گفت من عقلم رسول ذوالجلال / حجۃ اللہ ام امانم از ضلال
گفت نے خامش رہا کن گفتگو / نسبت و نام قدیمت را بگو
گفت موسیٰ نسبتم از خاکدانش / نام اصلی کمترین بندگانش
بندہ زادہ آن خداوند مجید / زادہ از پشت جواری و عبید
نسبت اصلم ز خاک و آب و گل / آب و گل را داد یزدان جان و دل
مرجع این جسم خاکی ہم بخاک / مرجع تو ہم بخاک اے سہمناک
اصل ما و اصل جملہ سرکشان / ہست از خاکی و آنرا صد نشان
نے مدد از خاک می گیرد تنت / از غذای خاک پیچد گردنت
چون رود جان میشود او باز خاک / اندر آن گور مخوف سہمناک
ہم تو و ہم ما و ہم اشباہ تو / خاک گردند و نماند جاہ تو
گفت غیر این نسب نامیت ہست / مر ترا خود آن نسب اولیٰ ترست
بندۂ فرعون و بندہ بندگانش / کہ ازو پرورد اول جسم و جانش
بندۂ یاغی و طاغی و ظلوم / زین وطن بگریختہ از فعل شوم
خونی و غداری و حق ناشناس / ہم برین اوصاف خود می کن قیاس
در غریبی خوار و درویش و خلق / کہ ندانستی سپاس ما و حق

مجاہدات موسیٰ علیہ السلام کے کہ صاحب عقل تھے فرعون کے ساتھ کہ صاحب وہم تھا

بولے[1] میں حق کے نبی کی عقل ہوں / حجۃ اللہ ہوں نہ گمراہی میں ہوں
بولا چپ رہ اور نہ کر تو قال کو / نسبت و نام قدیم اپنا کہو
بولے موسیٰ میری نسبت خاک جان / نام اصلی کمترین بندگان
بندہ زادہ ہوں میں اس اللہ کا / اور غلام و باندی سے ہوں جنا
نسبت اصلی خاک آب و گل سے ہے / دل و جان بخشی ہی آب و گل کو رب نے
اس تن خاکی کا مرجع خاک ہے / تیرا مرجع بھی ہے جانب خاک کے
اصل میری اصل جملہ سرکشان / خاک ہیں وہاں کی ہیں سو نشان
نے مدد تن تیرے ہے خاک سے / اور غذائیں خاک سے کھاتا ہے
جان ہی جائے تو پھر وہ ہووے خاک / گور کے اندر وہ ہووے سہمناک
تو بھی اور میں بھی وہی تیری سپاہ / خاک ہووے اور نہ رہوے تیرا جاہ
بولا[2] ہے تجکو نسب نام اس سوا / وہ نسب ہے تیرا اور بہتر بڑا
بندۂ فرعون و بندہ بندگان / اسکا ہی پالا تیرا جسم و جان
بندۂ باغی ہے ظالم اک تو ہے / اس وطن سے بھاگا تو بد فعل سے
تو ہی خونی مفسد اور حق ناشناس / ایسے ہی وصفوں پر اپنے کر قیاس
ہے غریب اور خوار اور درویش تو / کہ نہ جانے میرے حق اور شکر کو

[1] بولی آنخ ۱۰ شعر کہا کہ میں حق کے نبی کی عقل ہوں حجۃ اللہ ہوں و گمراہی نہیں رکھتا ہوں فرعون نے کہا کہ چپ رہ اور تکرار مت کر نسبت نام قدیم اپنا بیان کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میری نسبت خاک جان اور نام اصلی کمترین بندگان ہے میں اس اللہ کا بندہ زادہ ہوں اور لونڈی و غلام سے جنا ہوا ہوں نسبت اصلی آب و خاک سے ہے اور دل و جان حق نے آب و گل کو دیا ہے اس تن خاکی کا جائے رجوع خاک ہے اور تیرا جائے رجوع بھی جانب خاک کے ہے اور اس کے سو نشان ہیں زمین سے تیرا تن مدد لیتا ہے اور تو غذائیں خاک سے کھاتا ہے جو جان جائے تو وہ بھی خاک ہووے اور گور کے اندر وہ سہمناک ہووے تو بھی وہ میں و تیری سپاہ خاک ہووے اور تیری جاہ نہ رہے یعنی اصل ہماری خاک ہے اور خاک کی جانب ہم رجوع کریں گے اور غذا ہم خاک سے کھاتے ہیں جو جان جائے تو تن خاک ہو آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲ [2] بولا آنخ ۵ شعر فرعون نے کہا کہ تجکو نسب نام اس سے سوا ہے وہ نسب تیرا بہتر و بڑا ہے بندہ فرعون کا و بندی کا بندہ اسکا ہے کہ تیرے جسم و جان کو پالا ہے اے ظالم ایک تو بندہ باغی ہے اور اس وطن سے وہ بھاگا ہے بد فعلی سے تو خونی مفسد و حق ناشناس ہے اور ایسے ہی وصفوں پر اپنے قیاس کر لے تو غریب و خوار و درویش ہے کہ میرے حق و شکر کو نہیں جانتا ہے آگے جواب موسیٰ علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲

گفت حاشا کہ بود با آن ملیک — در خداوندی کسے دیگر شریک
واحد اندر ملک او را یار نے — بندگانش را جز او سالار نے
نیست خلقش را دگر کس مالکے — شرکتش دعوی کند جز ہالکے
نقش او کردہ است و نقاش من اوست — غیر اگر دعوی کند او ظلم جوست
تو نتانی ابروے من ساختن — چون توانی جان من بشناختن
بلکہ آن غدار وآن طاغی توئی — لاف شرکت میزنی باغی توئی
گر بکشتم من عوانے را بسہو — نے برائے نفس کشتم نے بلہو
من زدم مشتے و ناگہ او فتاد — آنکہ جانش خود نبد جانے بداد
من سگے کشتم تو مرسل زادگان — صد ہزاران طفل بے جرم و زیان
کشتۂ و خون شان در گردنت — تا چہ آید بر تو زین خون خوردنت
کشتۂ ذریت یعقوبؑ را — بر امید قتل من مطلوب را
کوری تو حق مرا خود برگزید — سرنگون شد آنچہ نفست می پزید
گفت اینہا را ہل بے ہیچ شک — این بود حق من و نان و نمک
کہ مرا پیش حشر خواری کنی — روز روشن بر دلم تاری کنی
گفت خواری قیامت صعب تر — گر ندانی پاس من در خیر و شر
زخم کیکے را نمی تانی کشید — زخم مارے را تو چون خواہی چشید
ظاہرا کار تو ویران می کنم — لیک خارے را گلستان می کنم

بولے ہرگز نے کوئی اس شاہ کے — پس خداوندی میں شرکت کو رکھے
ملک میں واحد نہ یار اس کا رکھے — اپنے بندون کا وہ مالک آپ ہی
خلق کا اسکی نہ مالک کوئی ہی — نے شریک اس کا بجز گمراہ کے
نقش مین ہون وہ مرا نقاش ہے — ہے وہ ظالم غیر اگر دعوی کرے
تو مرے ابرو بنا سکتا نہیں — میری جان پہچان سکتا ہی نہیں
بلکہ مفسد اور وہ طاغی تو ہے — دعوی شرکت کا کرے باغی تو ہے
مین نے داروغہ کو مارا سہو سے — اور نہ خواہش نفس سے نہ لہو سے
مارا اک گھونسا وہ ناگہ گر پڑا — جو نہ تھی جان اسکی وہ جان سے گیا
مین نے سگ کو تہ نے مرسل زادگو — مارا صدہا طفل تھا بیجرم جو
پس تری گردن پہ انکا خون ہے — تجھ پہ کیا کچھ آئیگا اس خون سے
تو نے مارا آل کو یعقوبؑ کی — جو کہ میرے قتل کی امید تھی
اندھا تو حق نے مجھے مقبل کیا — جو پکاتا نفس تیرا تھا گرا
بولا یہ سچ ہے ولے تو چھوڑ اسے — میرا یہ حق نمک رکھتا تو ہے
کہ مجھے پیش حشر رسوا کیا — دل پہ تیرہ روز روشن ہو گیا
بولے رسوائی حشر کی سخت ہو — خیر و شر مین نے یقین مجھپر رکھے
زخم پیشو کی نہ تاب اب لا سکے — سانپ کا تو زخم کیسے کھا سکے
کام ظاہر تیرا ویران کرتا ہون — پر مین خارون کو گلستان کرتا ہون

سلہ بولے الخ ۔ شعر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز کوئی اس شاہ کا نہیں ہے کہ شرکت اس کی خداوندی مین رکھے ملک مین وہ واحد ہے اور اپنا یار نہین رکھتا ہے وہ اپنے بندون کا آپ مالک ہے اسکی خلق کا کوئی مالک نہین ہے اور نہین شریک اس کا بجز گمراہ کے مین نقش ہون وہ میرا نقاش ہے اگر غیر دعوے کرے وہ ظالم ہے تو میرے ابرو بنا نہین سکتا ہے اور میری جان پہچان نہین سکتا ہے بلکہ مفسد اور وہ طاغی تو ہے دعوی شرکت کا کرتا ہے اور باغی ہے مین نے داروغہ کو سہو سے مارا اور نہ خواہش نفس سے اور نہ لہو سے باقی حال انکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مارا الخ ۵ شعر ایک گھونسا مارا وہ گر پڑا جو اس کی جان نہ تھی وہ جان سے گیا مین نے کتے کو اور تو نے مرسل زادون کو مارا جو طفل صدہا بیجرم تھے پس تیری گردن پر ان کا خون ہے تجھ پر کیا کچھ ان خون سے آئے گا تو نے آل یعقوب کو مارا جو کہ میرے قتل کی امید تھی تو اندھا ہے اور حق نے مجکو مقبول کیا جو نفس تیرا پکاتا تھا آخر کو گر گیا مین نے اس کتے قبطی کو مارا اور تو نے بنی اسرائیلون کو میرے واسطے ہلاک کیا آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲
سلہ بولا الخ ۵ شعر فرعون نے کہا یہ سچ ہے ولیکن تو اس کو چھوڑ کہ میرا حق نمک تو رکھتا ہے کہ مجھ کو پہلے حشر سے رسوا کیا اور دل پر روز روشن کو تیرہ کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ حشر کی رسوائی سخت ہے تو خیر و شر مین مجھ پر یقین نہین رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے تو زخم پیو کی تاب نہ لا سکے سانپ کا زخم کیسے کھائے تیرا کام بظاہر ویران کرتا ہون ولیکن خارون کو مین گلستان کرتا ہون یعنی خرابی سے بھلائی پیدا ہوتی ہے اس واسطے مین تیری حکومت کو توڑتا ہون آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

بیان آنکہ عمارت در ویرانی ست و جمعیت در پریشانی و درستی در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم

بیان اس بات کا کہ عمارت ویرانی مین اور جمعیت پریشانی مین اور بناؤ بگاڑ مین اور مراد بے مرادی مین اور وجود عدم مین ہے

آن یکی آمد زمین را می شگافت ابلہے فریاد کرد و بر نتافت
کاین زمین را از چہ ویران میکنی می شگافی و پریشان می کنی
گفت ای ابلہ برو بر من مران تو عمارت از خرابی باز دان
کہ شود گلزار و گندم زار این تا نگردد زشت و ویران این زمین
کی شود بستان و کشت و برگ و بر تا نگردد نظم او زیر و زبر
تا نہ بشکافی بہ نشتر ریش چیز کی شود نیکو و کے گردد نغز
تا نہ سوزد خلطہایت از دوا کے رود سوزش کجا یابد شفا
پارہ پارہ کرد درزی جامہ را کس زند آن درزی علامہ را
کہ چرا این اطلس بگزیدہ را بر دریدی چہ کنم بدریدہ را
بر بنائے کہنہ کآبادان کنند نی کہ اول کہنہ را ویران کنند
ہمچنین نجار و حداد و قصاب ہست شان پیش از عمارتہا خراب
آن ہلیلہ وان بلیلہ کوفتن زان تلف کردند معموری تن
تا نکوبی گندم اندر آسیا کے شود آراستہ آن خوان ما

ایک[1] آیا اور زمین تھا کھودتا بیوقوف اک چیخا نہ بس نے سنا
کہ زمین یہ کیون تو ویران کرتا ہے کھودتا ہے اور پریشان کرتا ہے
بولا اے احمق تو جا مت کہہ مجھے تو خرابی سے عمارت جان لے
کب[2] ہو گلزار اور سرسبز زمین جب تلک ویران کرین اسکو نہین
کیسے ہو آباد کھیت اور باغ سے نہ کرین جب تک اسے اوپر تلے
جب تلک چیرین نہ دنبل نیش سے کب ہوا اچھا اور کب صحت ملے
نے دوا سے خلط جبتک کہ جلے جائے کب سوزش و صحت کب ملے
پارہ پارہ جامہ درزی نے کیا نے کسی نے مارا درزی کو ذرا
کہ یہ تو نے عمدہ اطلس کس لئے پھاڑ ڈالا کیا کرون مین اسکو اے
گھر[3] پڑا جب بنانا چاہتے ہین نے پرانا پہلے ویران کرتے ہین
جیسے نجار اور لہار اور قصاب کرتے ہین پہلے بنانے سے خراب
ہڑ بہیڑہ جو کہ کوٹا تا ہوئی اس خرابی سے درستی جسم کی
جب تلک گیہون نہ چکی مین پسے کب ہو رونق اس سے دسترخوان کے

سلہ ایک آیا الخ ۳ شعر ایک شخص آیا وہ زمین کو کھودتا تھا ایک بیوقوف اسپر بہت چیخا مگر نہ سنا کہ یہ زمین تو کیون ویران کرتا ہے اور کھودتا ہے اور پریشان کرتا ہے کہا کہ اے احمق تو جا اور مجھکو مت کہہ تو خرابی سے عمارت جان لے آگے اسکی مثالین ہین فافہم ۱۲ سلہ۲ کب ہو الخ ۶ شعر کب گلزار و سرسبز زمین ہو جبتلک کہ اسکو ویران نہ کرین کھیت و باغ سے کب آباد ہو جب تک کہ اسکو زیر و زبر نہ کرین جب تک دنبل نہ چیرین نیش سے کب اچھا ہو اور کب صحت ملے جبتک کہ خلط دوا سے نہ جلے کب سوزش جائے و صحت ملے درزی نے جامہ پارہ پارہ کیا کسی نے نہ مارا درزی کو ذرا کہ تو نے عمدہ اطلس کسواسطے پھاڑ ڈالا مین کیا کرون تو اسکے سوا باقی مثالین آگے ہین فافہم ۱۲ سلہ۳ گھر پڑا الخ ۵ شعر گھر پڑا نا بنانا چاہتے ہین تو پرانا پہلے ویران کرتے ہین جیسے نجار و لہار و قصاب پہلے بنانے سے خراب کرتے ہین جو کہ ہڑ بہیڑا کوٹا اس خرابی سے درستی جسم کی ہوئی جب تک گیہون چکی مین نہ پسے اس سے رونق دسترخوان پر کب ہووے آگے رجوع بقصہ ہے اس حق نمک کے واسطے اب تجھے چھوڑتا ہون اے مچھلی شست یعنی جو کہ خرابی مین اشیاء کے درستی ہے اسی طرح تجھکو اے فرعون حق نمک کے سبب بلا سے بچاتا ہون آگے جواب موسے علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲

این تقاضا کردان نان ونمک	کز رشستت وارہانم ای سمک	باعث اس حق نمک مین تجھے	اب چھڑاتا ہون اس مچھلی شست سے

جواب دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدید او

گر پذیری پند موسیٰ وارہی	از چنین زشت بد نا منتہی
بسکہ خود را کردۂ بندہ ہوا	کرمکے را کردۂ تو اژدہا
اژدہا را اژدہا آوردہ ام	تا باصلاح آورم من دمدمم
تا دم آن از دم این بشکند	مار من آن اژدہا را بر کند
گر رضا دادی رہیدی از دو مار	ورنہ از جانت برآرد آن دو مار

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو واسطے ڈرانے کے

گر قبول اب پند موسیٰ تو کرے	ایسی تو بیحد برائی سے چھٹے
تونے خود کو نفس کا بندہ کیا	ایک کیڑے کو کیا سو اژدہا
اژدہا پر اژدہا لایا ہون مین	تا صلاحیت پہ اسکو لاؤن مین
اسکا دم تا اسکے دم سے ٹوٹ جائے	سانپ میرے سے وہ اژدہا بچے
راضی ہو تو چھوٹے ان دو مارے	ورنہ تیری جان سے وہ مار لے

جواب دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدید او

گفت الحق سخت استا جادوئی	کہ در افگندی بمکر اینجا دوئی
خلق یکدل را تو کردی دو گروہ	جادوے رخنہ کند در سنگ و کوہ
گفت ہستم غرق پیغام خدا	جادوے کہ دید با نام خدا
غفلت و کفر است مایہ جادوئی	مشعلہ دینی ست جان موسوی

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو بطور دھمکانے کے

بولا سچ تو جادوگر استاد ہے	کہ دوئی ڈالی یہان پر مکر سے
خلق اکدل کے گروہ دو کردئیے	سنگ و کہ مین سحر سے رخنے کئے
بولے مین رکھتا ہون پیغام خدا	کس نے جادو دیکھا با نام خدا
کفر اور غفلت ہے یہ جادوگری	دین کی مشعل ہے جان موسوی

نفی کردن موسیٰ علیہ السلام جادوے را از خود

دفع کرنا موسیٰ علیہ السلام کا جادوگری کو اپنے سے

سلہ گر قبول الخ ۵ شعر اگر پند موسے کی تو قبول کرے ایسی برائی بیحد سے تو چھٹے تونے خود نفس کو بندہ کیا ایک کیڑا نفس کا اژدہا کیا ہے پر میں اژدہا پر اژدہا لایا ہون تا اسکو مین صلاحیت پر لاؤن تاکہ اسکا دم اس کے دم سے ٹوٹ جائے میرے سانپ سے وہ اژدہا مار کھائے تو راضی ہو تو ان دو سے چھوٹے ورنہ تیری جان سے وہ معزز ہے یعنی مین تیرے اژدہائے نفس کو راستی پر لاؤن آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲

سلہ بولا الخ ۴ شعر کہا تو جادوگر استاد ہے کہ یہان پر دوئی ڈالی مکر سے خلق ایک دل کے تونے دو گروہ کردئے سنگ اور کوہ مین رخنے کئے موسے علیہ السلام نے فرمایا کہ مین پیغام خدا رکھتا ہون کس نے جادو دیکھا خدا کے نام سے جادوگری کفر و غفلت ہے یہ جان کہ موسیٰ دین کی مشعل ہے آگے جواب موسے علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲

من بجادویان چه مانم ای وقیح	کز دم من رشک میگیرد مسیح	ساحرونکا کب ہون ہمسر ای وقیح	دم سے میرے رشک کرتا ہے مسیح
من بجادویان چه مانم ای جنب	که ز جانم نور میگیرد کتب	ساحرونکے کب ہون میں درمیان	نور جان میرے سے ہوتا ہے عیان
من بجادویان چه مانم ای خبیث	کز خدا نازل شود بر من حدیث	ساحرون میں کب ہون میں ای غلام	کہ خدا ہوتا ہے مجھسے ہمکلام
چون تو با پر هوا بر می پری	لاجرم بر من گمان بد می بری	جو تو اڑتا ہے ہوائے نفس سے	بدگمان ہوتا ہے مجھپر اس لئے
هر کرا افعال دام و دد بود	بر کریمانش گمان بد بود	جو درندون کی کوئی عادت رکھے	بدگمانی وہ کریمون پر کرے
چون تو جزو عالمی پس ای مهین	کل آنرا همچو خود بینی یقین	جزو اک عالم کا جو کہ تو ہوا	کل کو اُس کے آپ سا ہے جانتا
چون تو بر گردی و بر گردد سرت	خانه را گردنده بیند منظرت	جو کہ تو گھومے و گھومے سر ترا	آنکھ تیری گھر کو دیکھے گھومتا
ور تو در کشتی روی بر یم روان	ساحل یم را همی بینی دوان	اور اگر کشتی پہ ہووے تو روان	دیکھے دریا کے تو ساحل کو دوان
گر تو باشی تنگ دل از ملحمه	تنگ بینی جو دنیا را همه	تنگدل گر جنگ سے بن جائے تو	دیکھے دریا تنگ مثل جو کی تو
ور تو خوش باشی بکام دوستان	اینجهان بنمایدت چون بوستان	گر مراد دوستون سے خوش رہے	یہ جہان مانند بستان کے دکھے
ای بسا کس رفته در شام و عراق	او ندیده هیچ جز کفر و نفاق	اے گئے اکثر سوئے شام عراق	تو انھون نے دیکھا جز کفر و نفاق
ای بسا کس رفته تا هند و هری	او ندیده جز مگر بیع و شری	اے گئے اکثر سوئے ہند و ہرات	لینے دینے کے سوا دیکھی نہ بات
ای بسا کس رفته ترکستان و چین	او ندیده هیچ الا مکر و کین	او گئے اکثر بترکستان و چین	نے انھون نے دیکھا الا مکر و کین
طالب هر چیز ای یار رشید	جز همان چیزی که میجوید ندید	جو کوئی جس چیز کا مشتاق ہو	کب وہ چاہتا ہو سوا اس چیز کے
چون ندارد مدرکی جز رنگ و بو	جمله اقلیم ها را گو بجو	جو نہیں ادراک ہو جز رنگ و بو	کہدو ڈھونڈھے جا وہ اقلیمکو
گاو در بغداد آید ناگهان	بگذرد او زین سران تا آن سران	گاو گر بغداد میں ناگہ گھسے	اور پھرے وہ اس سرے سے اس سرے
از همه عیش و خوشیها و مزه	او نبیند غیر قشر خربزه	ہووے راہ میں خوشی عیش و مزا	دیکھے خربوزہ کے چھلکے کے سوا

سے ۵۱ ساحرون کا الخ ہم شعر ہیں۔ ساحرون کا ہمسر کب ہون کہ میرے دم سے مسیح رشک رکھتا ہے میں ساحرون کے درمیان کب ہون کہ میری جان سے نور عیان ہوتا ہے میں ساحرون میں کب ہون کہ مجھ سے خدا ہم کلام ہوتا ہے جو تو ہوائے نفس سے اڑتا ہے اس واسطے مجھ پر بدگمان ہوتا ہے باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲ سے ۵۲ جو درندون کی الخ ۵ شعر جو کوئی درندون کی عادت رکھے وہ کریمون پر بدگمانی کرے جو کہ تو جزو ایک عالم کا ہوا اس کے کل کو تو خوب جانتا ہے آگے اسکی مثال ہے جو کہ تو گھومے اور تیرا سر گھومے تیری آنکھ دیکھے گھر گھومتا اور اگر کشتی پر روان ہووے تو دریا کے ساحل کو روان دیکھے اگر جنگ سے تو تنگدل ہووے تو دنیا کو تنگ دیکھے مانند جو کے باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲ سے ۵۳ گر مراد الخ ۵ شعر اگر تو مراد دوستون سے خوش رہے یہ جہان مانند بستان کے دیکھے اے اکثر گئے طرف شام و عراق کے انھون نے نہ دیکھا بجز کفر و نفاق کے اے اکثر گئے طرف ہند و ہرات کے لین دین کے سوا کوئی بات نہ دیکھی اے اکثر گئے ترکستان چین کو انھون نے نہ دیکھا لیکن مکر و کین جو کوئی جس چیز کا مشتاق ہو کب وہ چاہتا ہے سوا اس چیز کے یعنی جو شخص جس خیال میں ہوتا ہے وہ جان جاتا ہے اسی چیز کو طلب کرتا ہے پس نور در خون جس خیال میں ہے وہ خیال تو بری نسبت کہتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سے ۵۴ جو نہیں الخ ۸ شعر جو ادراک نہیں ہے بجز رنگ و بو کے کہدو کہ ڈھونڈھے وہ سب اقلیم کو آگے اسکی مثال ہے کہ گاو اگر بغداد میں ناگاہ گھسے اور اس سرے سے اس سرے تک چرے یا صفت خوشی عیش و مزہ ہونے کے نہ دیکھے سوا چھلکے خربزہ کے کہ راہ میں پڑے ہون نہ تماشا ہوگا و خر کے وہ لائق کھانیکے ہو مانند گوشت خشک کے جیسے طبع پر اسکی جان بستہ اسباب ہو اسباب علت کے جیسے بیکی فسادہ ارض اشرہ یہ جان کہ جو منقش ہر دم بدلے تو جو ایک جان تو ظاہر دیکھے اگر فردوس و نہرین خلد کی ہون ایک صفت پژمردہ تو وہ بری ہو یعنی سوء تا

سے جو ادراک نہیں ہے وہ بجز رنگ و بو کو دیکھتا ہے وہ معنی کی طرف نہیں جاتا ہے جبکہ نقش جان کا بدل جاتا ہے تو ہر دم ایک جہان تو بنو دیکھتا ہے پس آگے ادراکون کا بیان بدلتا ہے

که بود افتاده در ره یا حشیش	لائق سیران گاو و یا خریش	کہ پڑے ہوں راہ مین یا گھاس ہیچ	کھانے گاو و خر کے بس لائق ہو وہ
خشک بر میخ طبیعت چون قدید	بستهٔ اسباب و جانش لا یزید	مثل لحم خشک میخ طبع پے	جان اُسکی بستۂ اسباب ہو
وان فضای خرق اسباب و علل	هست ارض الله ای صدر اجل	چھوڑنے اسباب و علت کی فضا	ہو وہ ارض اللہ ای صدر علا
هر زمان مبدل شود چون نقش جان	نو بنو بیند جهانے در عیان	جان کا جو نقش بدلے ہر زمان	نو بنو ظاہر تو دیکھے اک جہان
گر بود فردوس و انهار بهشت	چون فسرده یک صفت شد گشت زشت	گر ہو فردوس اور نہرین خلد کی	اک صفت پژمردہ ہو وہ ہو بری

بیان آنکه هر حس مدرک است از آدمی نیز مدرکاتی دیگر است که از مدرکات آن حس دیگر بیخبرست چنانکه هر پیشه ور استاد اعجمی از کار اُستاد دیگر بے خبرست و بے خبری او از آنکه وظیفهٔ او نیست دلیل نبود که آن مدرکات نیست والله اعلم

بیان اس بات کا کہ آدمی کی ہر حس مدرک کی ایک مدرکات دوسری ہی کہ اس مدرکات سے حس دوسری بیخبر ہی جیسے کہ ہر پیشہ کا اُستاد لاعلم دوسرے اُستاد کے کام سے ہی اور بیخبر ہے اس سبب سے کہ وظیفہ اسکا نہیں ہے اُسے دلیل نکرے کہ وہ مدرکات نہیں ہی واللہ اعلم

چند ره دید جهان ادراک تست	پردهٔ پاکان حس ناپاک تست	دیدۂ عالم کو ترا ادراک ہے	حس تری ناپاک پاکوں سے ہے پرے
مدتی حس را بشو ز آب عیان	اینچنین دان جامه شوی صوفیان	آب یقان سے تو مدت حس کو دھو	یہ ہیں کپڑے دھونا صوفی کرنا تو
ای ز غفلت از سبب تو بیخبر	بندهٔ اسباب گشتی تو خر	اے تو اسبابوں کے باعث بیخبر	اور اسبابوں کا بندہ ہی تو خر
لاجرم اعمی دل و سرگشته ای	مضطرب احوال و مضطر گشته ای	اسلئے تو ہی پریشان دل خراب	مضطرب حال اور رکھے اضطراب
چشم بگشا و مسبب را نگر	تا شوی فارغ ز اسباب نظر	تو مسبب دیکھ آنکھیں کھولکر	تا نہ ہو محتاج اسباب نظر

سنہ دیدۂ عالم الخ یہ شعر تیرا ادراک دیدۂ عالم کو لیوے تیری حس ناپاک پاکون سے پرے آگے اسکے حقائق ہین آب یقین سے تو ایک مدت حس کو دھوئے کپڑے دھونا صوفی کیلئے اچھے ہین اے تو سبب اسباب کے بیخبر اور اسبابون کا تو جو بندہ ہے اسواسطے تو دل پریشان و خراب ہو اور مضطرب حال اور اضطراب رکھتا ہو یعنی تو سبب اسباب کے بیخبر ہو اب یقین سے حس کو دھو کہ بیقراری و اضطرابی تیری دور ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سنہ
مسبب الخ یہ شعر تو مسبب کو آنکھین کھولکر دیکھ تاکہ تو محتاج اسباب نظر کا نہ ہووے جو تو پاک ہووے تب پردہ اُٹھے و جان پاکون کی تجھپہ کھلے تمام عالم اگر تو تمام ہو چشم تو اس کی خوبی خبر ہو آنکھ بند کرے تو کان آگے لائے تا زلف و رخسار کو دکھائے کان کہے کہ یہ مین صورت کیا کرون اگر صورت آواز ہو تو مین سنون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون شدی تو پاک پردہ بر کند ۔ جان پاکان خویش را بر تو زند
پاک جو تو ہووے تب وہ اُٹھے ۔ جان پاکوں کی ترے اوپر کھلے

جملہ عالم گر بود نور و صور ۔ چشم را باشد ازان خوبی خبر
سارا عالم ہو اگر نور او صور ۔ چشم کو ہو اس کی خوبی سے خبر

چشم بستی گوش می آری بپیش ۔ تا نمائی زلف و رخسارۂ بتیش
آنکھ بند کر کان آگے لائے تو ۔ تا دکھانے زلف اور رخسار کو

گوش گوید من بصورت نگروم ۔ صورت ار بانگے زند من بشنوم
کان کہوے میں یہ صورت کیوں لیا ۔ بانگ وہ صورت اگر تو نے سون

عالمم من لیک اندر فن خویش ۔ فن من جز حرف صوتی نیست بیش
میں ہون عالم لیک اپنے فن میں ۔ فن مرا آواز ہے اے ذوفنون

ہین بیا بینی ببین این خوب را ۔ نیست بینی درخور این مطلوب را
ناک کولا تو کہ دیکھے خوب اسے ۔ ناک کب ہے لائق اس مطلوب کے

گر بود مشک و گلابے بو برم ۔ فن من اینست علم و مخبرم
گر گلاب و مشک ہو تو بو میں لون ۔ یہ مرا فن ہے میں عالم اسکی ہون

کے ببینم من رخ آن سیم ساق ۔ ہین مکن تکلیف مالیس یطاق
کب میں دیکھوں زلف و رخ دلدار کی ۔ مت کرے تکلیف نہ طاقت ہے مری

باز حس کژ نہ بیند غیر کژ ۔ خواہ کژ غژ پیش او یا راست غژ
ٹیڑھی حس دیکھے نہ ٹیڑھے کو سوا ۔ آگے اسکے ٹیڑھا یا سیدھا دکھا

چشم احول از یکے دیدن یقین ۔ ناظر شرکست نہ توحید بین
چشم احول دیکھنے سے ایک کے ۔ شرک دیکھے ہے نہیں توحید سے

تو کہ فرعونے ہمہ مکرے و زرق ۔ مرمرا از خود نمیدانی تو فرق
تو ہے اک فرعون و بالکل مکر ہے ۔ مجھکو نے جانے جدا تو آپ سے

منگر از خود در من اے کژ باز تو ۔ تا یکے تو را نہ بینی تو دو تو
مجھ میں اے کج دیکھ مت اپنے سے تو ۔ ایک سے شے کو تا نہ دو شے دیکھے تو

بنگر اندر من ز من یک ساعتی ۔ تا ورائے کون بینی ساحتی
دیکھ مجھ میں مجھسے تو اے ناسزا ۔ تا کہ عالم دیکھے دنیا سے سوا

وارہی از تنگی و از ننگ و نام ۔ عشق اندر عشق بینی والسلام
چھوٹے تنگی سے و ننگ و نام سے ۔ دیکھے اندر عشق کے تو عشق ہے

پس بدانی چونکہ رستی از بدن ۔ گوش و بینی چشم میتاند شدن
جب تو جانے جو کہ چھوٹے جسم سے ۔ ناک و کان اپنے کو جانے چشم ہے

راست گفتہ است آن شہ شیرین زبان ۔ چشم گردد مو بموئے عارفان
سچ کہا ہے اس شہ عرفان نے ۔ بال بال عارف کا ہوتا چشم ہے

جسم را چشمے نبود اول یقین ۔ در رحم بود او جنین گوشتین
پہلے تن کی آنکھ کب تھی اے یقین ۔ رحم میں وہ گوشت کا تھا جب جنین

سلہ میں ہون الخ ۵ شعر میں عالم ہون ولیکن اپنے فن میں ہون میرا فن آواز ہے ناک کو تو لا کہ خوب سے دیکھے ناک کب لائق اس مطلوب کے ہے اگر گلاب اور خشک ہو تو میں لون یہ میرا فن ہے میں عالم اسکی ہون کب میں زلف و رخ طلبار کی دیکھوں مت تکلیف کر میری طاقت نہیں ہے ٹیڑھی حس سوا ٹیڑھے کے نہ دیکھے آگے اسکے ٹیڑھا یا سیدھا دکھا یعنی جو حس کہ ٹیڑھی ہو سوا ٹیڑھے کے نہ دیکھے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ چشم احول الخ، شعر چشم احول ایک کے دیکھنے سے شرک دیکھتی ہے توحید سے آگے رجوع بقصہ ہے تو ایک فرعون و بالکل مکر ہے کہ مجھکو خود سے تو جدا جانتا نہیں یعنی اپنا سا جانتا ہے اے کج مجھ میں تو مت دیکھ خود سے کہ ایک عالم تو دنیا سے سوا دیکھے تو تنگی و ننگ و نام سے چھٹے اور کس لئے اندر عشق کے دیکھے کہ عشق ہے جبکہ تو جسم سے چھوٹے تو جانے کہ ناک کان چشم ہیں سچ کہا ہے اُس شاہ عرفان نے کہ بال بال عارف کا چشم ہوتا ہے یعنی جبکہ سالک زر عرفان سے رنگین ہوتا ہے تو ہر ایک حس اسکی حکم چشم کا دیتی ہے مشاہدہ یار میں چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ عارف کا بال بال دیدۂ بینا ہو جاتا ہے یار کے دید میں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پہلے تن کی آنکھ الخ، شعر اول تن کی آنکھ کب تھی رحم مادر میں کہ جب وہ گوشت کا جنین تھا تو چربی کو باعث دیکھا مت جان ورنہ خواب میں صورت کیسے عیان ہو تو دیکھتا ہے صورت دیو و پری کی وہ آنکھ کی چربی سے دیکھی نہ تھی نور کو چربی سے کچھ نسبت نہ تھی ولیکن خالق نے ایک نسبت دی ہے آدم خاکی مثل خاک کے نہیں ہے اور جن نار سے ہے بغیر شرک کے ہے وہ تیری نار کے مانند کب ہے اگرچہ اس کی اصل ہے مرغ ہوا سے مثل ہوا کے کب ہے نا مناسب کو خدا نسبت دیتا ہے یعنی حق تعالی نا مناسب کو نسبت دیتا ہے گو صورت ظاہری ہمشکل نہو مگر نسبت اس کی سب مانند ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

علت دیدن مدان پیه ای پسر ‏ ورنه خواب اندر ندیدی کس صور
جلے نہ مت چربی کو باعث دید کا ‏ ورنہ کب ہو خواب میں صورت نما

آن پری و دیو می بیند شبیه ‏ نیست اندر دیدگان هر دو پیه
دیکھتا ہے صورتِ دیو و پری ‏ آنکھ کی چربی نے وہ دیکھی نہ تھی

نور را با پیه خود نسبت نبود ‏ نسبتش بخشید خلاق ودود
نور کو چربی سے کچھ نسبت نہ تھی ‏ پر اُسے خالق نے نسبت ایک دی

آدم است از خاک کی ماند بخاک ‏ جنی است از نار بی هیچ اشتراک
آدمِ خاکی نہ مثل خاک ہے ‏ اور جن ہو نار سے بے شرکت کے

نیست خود مانند آتش آن پری ‏ گرچه اصلش اوست چون می بنگری
نار کے مانند کب ہو وہ پری ‏ گرچہ وہ ہو اصل اسکی اے اخی

مرغ از بادست کی ماند بباد ‏ نامناسب را خدا نسبت بداد
ہے ہوا سے مرغ کب مثل ہوا ‏ دے ہی نسبت نامناسب کو خدا

نسبتِ این فرعها با اصلها ‏ هست بیچون ارچه دادش وصلها
نسبت[۱] ان شاخونکی بے مانند ہے ‏ اصل سے گرچہ انھین واصل رکھے

آدمی چون زاده خاک هباست ‏ این پسر را با پدر نسبت کجاست
خاک سے پیدا ہے جو کہ آدمی ‏ باپ سے نسبت کرین فرزند کی

نسبتی گر هست مخفی از خرد ‏ هست بیچون و خرد کی پی برد
نسبت اک ہے گرچہ مخفی عقل سے ‏ بے مثل ہو عقل اُسے کب پا سکے

باد را بی چشم اگر بینش نداد ‏ فرق چون میکرد اندر قوم عاد
باد کو بے چشم گر بینش نہ دی ‏ فرق قوم عاد مین کیون رکھتی تھی

چون همیدانست مؤمن از عدو ‏ چون همی دانست می را از کدو
جانتے مومن عدو سے کس طرح ‏ جانتے مے کو کدو سے کس طرح

آتش نمرود را گر چشم نیست ‏ با خلیلش چون تجشم کردنیست
گر نہ آنکھ ہے آتشِ نمرود کو ‏ کیون موافق ہے خلیل اللہ سے وہ

گر نبودے نیل را آن نور دید ‏ از چه قبطی را ز سبطی میگزید
گر نہ نور دیدہ ہوتا نیل کو ‏ قبطی کو سبطی سے لیتا کیسے وہ

گر نه کوه و سنگ با دیدار شد ‏ پس چرا داود را او یار شد
گر نہ کوہ[۲] و سنگ کو دیدار تھا ‏ کس لئے داود کا وہ یار تھا

این زمین را گر نبودے چشم جان ‏ از چه قارون را فرو خورد آنچنان
اس زمین کو گر نہیں تھی چشم جان ‏ کس طرح قارون کو نگلا بس عیان

گر نبودی چشم دل حنانه را ‏ چون بدیدی هجر آن فرزانه را
گر نہیں تھی چشم دل حنانہ کو ‏ کیسے دیکھا ہجر اس فرزانہ کو

سنگریزه گر نبودی دیده ور ‏ چون گواهی دادی اندر مشت در
سنگریزونکو نہیں گر آنکھ تھی ‏ ہاتھ میں کیسے گواہی سب نے دی

اے خرد بر کش تو پر و بالها ‏ سوره بر خوان زلزلت زلزالها
اے خرد کر بال و پر اپنے جدا ‏ پڑھ تو سورہ زلزلت زلزالہا

گر قیامت این زمین بر نیک و بد ‏ کے ز نادیده گواهی میدهد
حشر کے دن نیک و بد پر بالیقین ‏ کیسے بے دیکھے گواہی سب نے دی

[۱] نسبت آگے ہے شعر ان شاخون کی نسبت بے مانند ہے اگرا صل سے انکو واصل رکھتا ہے جو کہ آدمی خاک سے پیدا ہوا ہے باپ سے نسبت کرتے ہیں بیٹے کی اگرچہ نسبت عقل سے مخفی ہے بیمثل اُسے عقل کب پا سکے اگر باد کو بے چشم کے بینش نہیں دی قوم عاد میں فرق کیون رکھتی تھی مومن کو عدو سے کس طرح جانتے اور شراب کو کدو سے کس طرح پہچانتے اگر چشم نہیں آتش نمرود کو کیون خلیل اللہ سے وہ موافقت ہے اگر نور دیدہ نہ ہوتا رود نیل کو قبطی کو سبطی سے کیسے وہ لیتا باقی رہا آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] اگر نہ کوہ آگے ہے شعر اگر نہ کوہ و سنگ کو دیدار تھا داؤد کا کسواسطے یار تھا اگر اس زمین کو چشم جان نہ تھی کس طرح قارون کو نگلا عیان اگر حنانہ کو چشم دل نہ تھی کس طرح اُس فرزانہ کے ہجر کو دیکھتا اگر سنگریزے کو آنکھ نہ تھی کس طرح سب نے گواہی ہاتھ میں دی اے عقل اپنے بال و پر جدا کر اور پڑھ تو سورہ اذا زلزلت الارض زلزالہا کو حشر کے دن نیک و بد کو کس طرح بے دیکھے زمین گواہی دے گی ترجمہ باتین کرتی ہے اپنے حال کی اور خبر دیتی ہے اور ظاہر کرتی ہے زمین ہماری ہمارے واسطے اپنے اسرار کو یعنی ہر ایک اشیا کو اپنی اصل سے بے مانند نسبت ہے کہ وہ چشم رکھتی ہے اور دوست دشمن میں فرق کرتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

که تحدث حالها و اخبارها | تظهر الارض لنا اسرارها
این فرستادن مرا پیش تو میر | هست برهانے که شد مرسل خبیر
کاین چنین نادرچنان ناسور را | هست درخور از پے تیسور را
واقعاتے دیده بودی پیش ازین | که خدا خواهد مرا کردن گزین
من عصا و نور بگرفته بدست | شاخ گستاخی ترا خواهم شکست
واقعاتے سهمگین از بهر این | گونه گونه می نمودت رب دین
درخور سر بد و طغیان تو | تا بدانی کوست درخورد آن تو
تا بدانی کو حکیم ست و خبیر | مصلح امراض درمان ناپذیر
تو بتاویلات می گشتی ازان | کور و کر کاین هست از خواب گران
وان طبیب و آن منجم در لمع | دید تعبیرش بپوشید از طمع
گفت دور از دولت و از شاهیست | که درآید غصه در آگاهیست
از غذاهائے مختلف یا از طعام | طبع شوریده همی بیند منام
زانکه دید او که نصیحت جو نئه | تند و خونخواری و مسکین خو نئه
پادشاهان خون کنند از مصلحت | لیک رحمت شان فزونست از عنت
شاه را باید که باشد خوے رب | رحمت او سبق گیرد بر غضب
نے غضب غالب بود مانند دیو | بے ضرورت خون کند از بهر ریو
نے حلیمی مخنث وار نیز | که شود زن روسپی زان و کنیز

که تحدث حالها و اخبارها | تظهر الارض لنا اسرارها
پاس[۱] تیرے بھیجنا مجکو اے میر | ہی دلیل اسپر ہوا مرسل خبیر
ویسے اب ناسور کو ایسی دوا | ہے یہ لائق تا اسے دیوے شفا
دیکھے تونے واقعات اول فضول | کہ خدا یا ہے مجھے کرنا قبول
مین عصا و نور لایا ہاتھ مین | توڑون گستاخی کی تیری شاخ مین
اسلیے تجکو یہ واقع سہمگین | گونا گون بتلائے رب العالمین
بھید بد طغیان کے لائق ترے | تا تو جانے کہ وہ لائق ہے ترے
تا تو جانے کون واقف اور حکیم | لا علاج امراض کا مصلح علیم
اندھا[۲] بہرا اس سے ہوتا جو تو تب | باعث تاویل غفلت جان سے
ان طبیبون اور نجومی نے کری | جان کر تعبیر طمع سے خفی
بولے تیری سلطنت سے دور ہو | آگہی مین آئے غصہ تجکو جو
مختلف کھانے جو کھائے اسلیے | طبع شوریدہ یہ دیکھے خواب ہے
کیونکہ دیکھا تھا انھون نے پند جو | ہی نہین اور بیہودہ ظالم تند خو
مصلحت[۳] سے خون کرے ہین شہ ور | انکی رحمت ہی زیادہ خشم سے
خوے رب شاہونکی ہونا چاہیے | رحمتین غالب ہین انکے خشم پے
نے غضب غالب ہو مثل اک دیو کے | بے ضرورت خون کرے ہے مکر سے
نے حلیمی جون مخنث ہوئے | کہ زنون کو فاحشہ قحبہ کرے

سلہ[۱] پس تیرے الخ ۲ شعر تیرے پاس مجکو بھیجنا اے فرعون اسپر دلیل ہی کہ مین مرسل خبیر ہوا ایسے ناسور کو ایسی دوا یہ لائق ہے کہ تا شفا دیوے تونے اول واقعات دیکھے کہ خدا مجکو قبول کرنا چاہتا ہے مین عصا و نور ہاتھ مین لایا کہ تیری گستاخی کی شاخ کو توڑون اسواسطے یہ واقعہ سہمناک گونا گون بتلائے خدا تعالی نے بھید طغیان کے لائق تیرے ہین تا تو جانے کہ کون تیرے لائق ہے تا تو جانے کہ کون واقف و حکیم لا علاج امراض کا مصلح و علیم کون ہے یعنی حق تعالی نے جو اول تجھکو واقعات دکھائے تا تجکو معلوم ہو کہ تیرے لائق کون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[۲] اندھا الخ ۵ شعر اندھا بہرا جو تو اس سے ہوتا ہے باعث تاویل و غفلت کا جان سے ان طبیبون اور نجومی نے اوس طمع کے جان کے پوشیدہ تعبیر کری تعبیر یہ کیا ہی کہ تیری سلطنت سے دور رہو اگر آگہی مین جو تجکو غصہ آئے مختلف کھانے جو کھائے ہین اسواسطے طبع شوریدہ یہ خواب دیکھتی ہے کیونکہ انھون نے دیکھا کہ یہ پند جو نہین ہے اور ظالم تند خو ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ[۳] مصلحت سے الخ ۶ شعر مصلحت سے شاہ خون کرتے ہین و لیکن اون کی رحمت زیادہ خشم سے ہے رب کی عادت بادشاہون کی ہونا چاہیے اون کی رحمتین خشم پر غالب ہین نہ غضب غالب ہوتا ہے دیو کے مانند کہ بغیر ضرورت کے خون کرے مکر سے نہ حلیمی مخنث کے مانند اسے ہو کہ عورتون کو فاحشہ کرے تو نے سینے کو دیو کا گھر کیا اور قبلہ تو نے کینہ کو کیا تیری شاخ نے جگر زخمی کیا اب اس شاخ کو عصا میرا توڑے یعنی اولیاء اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہوتی ہے اور اہل نفس کا غضب غالب ہوتا ہے کہ بے ضرورت مکر سے خون کرتا ہے مگر آخر کو رحمت اولیاء کی غضب اہل نفس پر غالب ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [illegible]

دیو خانه کرده بودی سینه را — قبلهٔ سازیده بودی کینه را
شاخ تیزت بس جگرها را که خست — نک عصایم شاخ شوخت را شکست

دیو کا گھر تو نے سینہ کو کیا — اور قبلہ تو نے کینہ کو کیا
شاخ تیری نے جگر زخمی کیا — اب عصا اُس شاخ کو توڑے گا

حمله آوردن این جهانیان و تاختن بر آن جهانیان تا دربندان غیب که سرحد غیب است و غفلت ایشان زکمین که چون غازی به غزا نه رود وکافر تاخت آرد

حملہ کرنا اس جہان کے لوگون کا اس جہان کے لوگون پر اور دوڑ لیجانا تا دربند غیب تک کہ سرحد غیب کی ہے اور غافل رہنا گھات اُنکی سے کہ جیسے غازی غزا پر نہ جائین اور کافر اُن پر دوڑ لائین

حمله بردند اسپه جسمانیان — جانب روئین دژ روحانیان
تا فرو گیرند بر دربند غیب — تا کسی ناید از آن سو پاک جیب
غازیان حمله غزا چون کم برند — کافران بر عکس حمله آورند
غازیان غیب چون از حلم خویش — حمله ناوردند بر تو زشت کیش
حمله بردی سوی دربندان غیب — تا نیاید زین طرف مردان غیب
چنگ در صلب و رحمها بر زدی — تا که شارع را بگیری از ردی
چون بگیری شه رهی کز ذوالجلال — برگزیدست آن برای انسال
تو ز دربندها را از لجوج — بر دری تو کد سرهنگی خروج

لایا حملہ لشکر جسمانیان[۱] — جو کہ سوے قلعہ روحانیان
گھیرین دربند تا کہ غیب کا — تا نہ آئے پاک رُخ اس جگہ
غازی جو کم قصد حملہ کا کرین — کافر اُن پر اُلٹا خود حملہ کرین
غیب کے غازی بباعث حلم کی — حملہ نہ لائین وہ تجھ بدکار پے
لایا حملہ سوے دربندان غیب — تا نہ آئین تیری جا مردان غیب
پشت[۲] اور رحموں میں ہاتھ ڈالا تو — تا بُرائی سے تو روکے راہ کو
کیسے روکی راہ وہ اللہ نے — جو بنائی نسل آدم کے لیے
بند در کو تو نے ٹھونکا آہ آہ — نکلا باہر اندھے ہین تیرے شاہ

۱ لایا الخ یہ شعر لشکر جسمانیان کا حملہ لایا قلعہ روحانیون کی طرف تاکہ بند دروازہ غیب کا گھیرین تاکہ کوئی پاک اس جگہ نہ آسکے آگے مثال ہے غازی جو قصد حملہ کا کم کرین تو اُلٹے کافر حملہ اُن پر کرین غیب کے غازی بباعث حلم کے تجھ بدکار پر حملہ نہ لائین تو حملہ لایا طرف دربندان غیب کے تاکہ تیری طرف نہ آئین مردان غیب کے یعنی اہل نفس چاہتے ہین کہ اہل دل پیدا ہون کہ ہماری خرابی کرین جیسے فرعون دوسرے کے نہ پیدا ہونے مین کوشش کرتا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ پشت آخر شعر تو پشت اور رحمون مین ہاتھ ڈالتا ہے تاکہ وہ برائی سے تو روکے وہ راہ کیسے روکے کہ اللہ نے نسل آدم کے واسطے وہ بنائی دربند کو تو نے ٹھونکا آہ آہ کہ تیرے اندھے ہین سے ایک شاہ باہر نکلا یعنی وہ شاہ ہون گے تیرے حرم کو توڑون اور قسم ہے کہ تیرے ظلم کو کھوؤن تو دربند خوب سا بند کر اور مونچھ پر اپنے کب تک تو جھنسے کہ تیری مونچھ ایک ایک حکم تدراگی ہوگی تا تو جانے کہ جب حکم آتا ہے اندھی ہوتی ہے بینائی تیری مونچھ تیز تر ہے یا عادی کہ جان اُس سے ڈرتا تھا یعنی تو نے دروازہ دل اولیا کو دکھایا کہ شاہ اس سے نکلا اور تیرے عزم و راہ کو بگاڑا شاہ حق ہو گر بسبب غیرت کے کہ اہانت اپنے دوست کی نہین

دیکھ سکتا ہے خراب و برباد کر دیتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

تمک منم سرہنگ و ہنگت بشکنم
تمک بنامش نام و ننگت بشکنم
میں ہوں وہ شہ عزم کو توڑوں ترے
ور قسم ہے نام کو کھوؤں ترے

تو بلا در بندہا را سخت بند
چند گاہے بر سبال خود بخند
بند کر تو خوب سا در بند کو
مونچھ پر کچھ تک ہنسے گا اپنی تو

سبلتت را برکند یک یک قدر
تا بدانی کالقدر یعمی البصر
مونچھ اُکھاڑیگی تری اک اک قدر
تا تو جانے کالقدر یعمی البصر

سبلت تو تیز تر یا آن عاد
کہ ہمی لرزید از دم شان بلاد
مونچھ تیری تیز تر یا عاد کی
کہ جہان ڈرتا تھا اُس سے ای غبی

تو ستیزہ رو تری یا آن ثمود
کہ نیامد مثل ایشان در وجود
خشمگین[1] زیادہ ہے تو یا وہ ثمود
کہ نہ آیا اُس سا اب اندر وجود

صد ازین ہا گر بگویم تو کری
بشنوی و ناشنودہ آوری
گر کہوں ایسی بہت بہرا ہے تو
کہ تو سنکر بے سنا ہوتا ہے تو

توبہ کردم از سخن کانگیختم
بے سخن من دارویت آمیختم
بات چھوڑی واسطے بے بات کے
اور دوا لاتا ہوں تیرے واسطے

کہ نہم بر ریش خامت تا بزد
تا بسوزد ریش خامت تا ابد
زخم کچے پر رکھوں تا کہ کچے
زخم کچا تا ابد جلتا رہے

تا بدانی کو خبیرست اے عدو
مید ہد ہر چیز را در خورد او
تا خبیر اسکو تو جانے ای عدو
دیتا لائق اُسکے ہے ہر چیز کو

کے نکو کردی وگر کردی تو شر
کہ ندیدی لائقش در پے اثر
کب[2] کری نیکی کیا کب تے نے شر
کہ نہ دیکھا اسکے لائق پس اثر

کے فرستادی دمے بر آسمان
نیکیے کز پے نیامد مثل آن
نیکی کسدم تو نے بھیجی چرخ پہ
کہ اثر اُسکا نہ آیا چرخ سے

گر مراقب باشی و بیدار تو
ہر دمے بینی جزاے کار تو
گر تو سوچے اور خود بیدار ہو
ہر گھڑی دیکھے جزاے کار کو

چون مراقب باشی و گیری رسن
حاجتت ناید قیامت آمدن
گر تو سوچے اور پکڑے دین کو
حشر کے آنے کی حاجت پھر تو

آن کہ رمزے را بداند او صحیح
حاجتش ناید کہ گوید او صریح
جانتا ہو جو کہ رمزون کو صحیح
نے اُسے حاجت کہ کہوے پس صریح

این بلا از کودنی آمد ترا
کہ نکردی فہم نکتہ و رمزہا
کودنی سے یہ بلا آئی تجھے
کہ نہ جانا تو نے نکتہ و رمز سے

اندبی چون دل سیاہ تیرہ شد
فہم کن اینجا نشاید خیرہ شد
جو[3] بدی سے دل ترا تیرہ ہوا
تو سمجھ یان اور نہو خیرہ ذرا

ور نہ خود تیرے شود آن تیرگی
در رسد در تو جزاے خیرگی
ورنہ ہووے تیر تیری تیرگی
اور ملے تجکو جزاے خیرگی

ور نیاید تیرت از بخشایش ست
نے پئے نادیدن آلایش ست
گر نہ آوے تیر بخشش اسکی ہے
ور نہیں ناواقفی سے جرم کے

[1] خشمگین الخ ۵ شعر تو خشمگین زیادہ ہے یا وہ ثمود کہ اُس سا اندر وجود کے نہیں آیا اگر ایسی مثالیں بہت کہوں تو بہرا ہے اور سن کر بے سنا تو ہوتا ہے بات چھوڑی واسطے بے بات کے اور دوا لاتا ہوں تیرے واسطے زخم خام پر رکھوں کہ زخم خام ابدتک جلتا رہتا ہے تا کہ تجھے خبیر اُس کو تو جانے کہ اُس کے لائق دیتا ہے ہر ایک چیز کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] کب کری الخ ۶ شعر کب تو نے نیکی کری اور کب شر کیا کہ اُس کے لائق اثر نہ دیکھا تو نے نیکی کسدم چرخ پر بھیجی کہ اثر اسکا چرخ سے نہ آیا اگر تو سوچے اور دین کو پکڑے تجھے حشر کے آنے کی حاجت نہ ہو جو کہ رمزون کو صحیح جانتا ہے اُس کو ضرورت نہیں کہ صریح کہوے کودنی سے یہ بلا تجھپر آئی کہ تو نے نہ جانا رمز نکتے سے یعنی تو نے نیکی کب آسمان پر بھیجی کہ اثر اسکا آسمان سے نہ آیا پس جو تو کریگا اُسکا بدلا پاوے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] جو بدی الخ ۵ شعر جو تیرا دل بدی سے تیرہ ہوا تو یہاں سمجھ اور خیرہ مت ہو ورنہ تیری تیرگی خیرہ ہووے اور تجھکو جزا تیرگی کی ملے اگر تیر نہ لگے تجھکو اس کی بخشش ہے اور یہ نہ جان کہ وہ تیرے جرم سے واقف نہیں ہے اگر تو دل سے چاہتا ہے مراقب ہو ایک شے پیدا ہوتی ہے ہر شخص سے اگر اس سے سوا ہے تجھے ہمت جو کام مراقب سے بھی بالاتر ہے یعنی تو اپنے حال کا محرم راز ہو اگر تو دل کو چاہتا ہے مگر اس سے بھی بہت سوا ہے مراقبے سے بھی کام بالاتر ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [4] جبکہ حکم آتا ہے اندھی ہوتی سمجھ بینائی ۔

بین مراقب باش گر دل بایدت | کز پئے ہر فعل چیزے بایدت
ور ازین افزون ترا ہمت بود | از مراقب کار بالاتر بود

تو مراقب ہو اگر دل چاہیے ہو | پیدا اک شے ہوتی ہے ہر فعل سے
ہو اگر اس سے سوا ہمت تجھے | کام بالاتر مراقب سے بھی ہے

بیان آنکہ تن ہر یک از آدمی ہمچو آہن نیکو جوہر قابل آئینہ است تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت و غیرہا معائنہ بنماید نہ بطریق خیال بل بعیان

بیان اس بات کا کہ تن ہر آدمی کا مانند آہن جوہر دار قابل آئینہ کے ہے تا دنیا میں بہشت و دوزخ و قیامت وغیرہ معائنہ کرے نہ بطور خیال کے بلکہ ساتھ عیان کے

پس چو آہن گرچہ تیرہ ہیکلے | صیقلے کن صیقلے کن صیقلے
تا دلت آئینہ گردد پُر صُور | اندرو ہر سو ملیحے سیمبر
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بُد | صیقلے آن تیرگی ازوے زدود
صیقلے دید آہن و خوش کرد رو | تا کہ صورتہا توان دید اندرو
گر تن خاکی غلیظ و تیرہ است | صیقلش کن زانکہ صیقل گیر است
تا درو اشکال غیبی رو دہد | عکس حوری و ملک در وی جہد
صیقل عقلت بدان دادست حق | کہ بدو روشن شود دل را ورق
صیقلی را بستہ ای بے نماز | وان ہوا را کردہ دو دست باز
گر ہوا را بند بنہادہ شود | صیقلے را دست بکشادہ شود

قلب[1] تیرہ مثل آہن ہو جو با | صیقل اب کر صیقل اب کر صیقل اب
دل ترا آئینہ تا ہو پر صور | اسمیں ہر سو ہو ملیح سیمبر
گرچہ آہن تیرہ اور بے نور تھا | تیرگی صیقل نے اُس سے کی جدا
صیقل آہن کو ہوئی پائی جلا | تاکہ صورت دیکھے اس میں ملا
گر تن خاکی ہے تیرا اور سیاہ | گر تو صیقل پائے صیقل سے جلا
تاکہ شکلیں غیب کی اسمیں دکھیں | اسمیں بس حور و ملک جلوہ کریں
حق[2] نے صیقل عقل کی دی اسلئے | اس سے نورانی دل کو تو اپنے کرے
صیقل کی تو نے باندھا ہاتھ کو | اور ہوا کے تو نے کھولا ہاتھ کو
گر ہوا کے باندھتا تو ہاتھ کو | صیقل کے کھولتا تو ہاتھ کو

سلہ قلب تیرہ الخ ۶ شعر اگرچہ قلب مثل آہن کے تیرہ ہے اب صیقل کر اب صیقل کر تا دل تیرا آئینہ ہو وے پُر صور اور اسمیں ہر سو ملیح سیمبر ہو اگرچہ آہن تیرہ اور بے نور تھا اس سے تیرگی صیقل نے پائی آگے اسکی مثال ہے آہن کو صیقل ہوئی اور جلا پائی تاکہ اسمیں صورت بر ملا دیکھے اگر تن خاکی تیرہ و سیاہ ہے صیقل کر کے صیقل سے جلا پاوے تاکہ غیب کی شکلیں اُس میں دکھائی دیں اور اس میں حور و ملک جلوہ کریں یعنی تو اپنے دل کو مثل آہن کے ریاضت سے صاف کر کہ نور عقل اس میں چمکے اور شکلیں غیب کی اس میں مشاہد ہوں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ حق نے الخ ۲ شعر اللہ نے عقل کی صیقل دی اسواسطے کہ اس سے اپنے دل کو روشن کرے تو نے صیقل کے ہاتھ کو باندھا اور ہوا کے ہاتھ کو تو نے کھولا اگر تو ہوا کے ہاتھ کو باندھتا اور صیقل کے ہاتھ کو کھولتا آہن ایک آئینہ ہوتا غیب کا اور اُس میں سب صورتیں برملا نمودار ہوتیں زنگ سے تو نے تیرہ کیا ہے یسعون فی الارض الفساد یعنی سعی کرتے ہیں زمین پر فساد کی اب تک اس طرح تو نے کیا اب اس سے لا دہ ہاتی کو تیرہ نہ کر گدلا مت کر کہ تا آب صاف ہو اور اس میں ستارے طواف کرتے دیکھ یعنی جبکہ دل آلائش سے پاک و صاف ہوتا ہے تو اول اُس میں ستارے گردش کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یہ شروع کشود باطن کا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

آهنی کائینهٔ غیبی بدی / جمله صورتها در و حاصل شدی
تیره کردی زنگ دادی در نهاد / این بود یسعون فی الارض الفساد
تا کنون کردی چنین اکنون مکن / تیره کردی آب را افزون مکن
بر مشوران تا شود این آب صاف / واندرو بین ماه و اختر در طواف
زانکه مردم هست همچون آب جو / چون شود تیره نبینی قعر او
قعر جون پر گوهرست و پر ز در / هین مکن تیره اگر هستی تو حر
جان مردم هست مانند هوا / چون بگرد آمیخت شد پردهٔ سما
مانع آید او ز دید آفتاب / چونکه گردش رفت شد صافی و ناب
حاصل آنکه کم مکن ای بی ادب / [illegible] علم بالصدور
باکمال تیرگی حق واقعات / می نمودت تا روی راه نجات

ہوتا اسمین آئینہ اک غیب کا / صورتین سب ہوتین اسمین ہویدا
زنگ سے تیرہ کیا ہی یہ نہاد / بس یہی یسعون فی الارض الفساد
اسطرح ابتک کیا اب تو نہ کر / اس سے زیادہ تیرہ پانی کو نہ کر
مت کر اسکو گندلا کہ تا ہو آب صاف / دیکھ [illegible] اسمین تو کیب [illegible] طواف
یہ کہ ہے انسان مثل آب جو / تیرہ جو ہووے نہ دیکھے قعر کو
قعر مین جو ہین جوہر اور ہین در / تیرہ ہرگز مت کرو گر تو ہے حر
جان مردم کی ہوا کی مثل ہے / پردہ چرخ ہو جو پر ہو گرد سے
آفتاب اس سے نہین ہرگز دکھے / گرد جبکہ دور ہو تو صاف ہے
الغرض مت کر تو کم اے بے سروپا / حق تعلے واللہ اعلم بالصدور
تیرگی تو رکھے حق نے واقعات / جو دکھلائے چلے رہ نجات

بازگفتن موسی اسرار فرعونیہ او و واقعات اورا بظهر الغیب تا بخبیری حق ایمان آورد واللہ اعلم

ظاہر کرنا موسی علیہ السلام کا اسرار فرعونیہ و واقعات اسکے کو بظہر الغیب تا بخبیری حق ایمان لاوے واللہ اعلم

آهن تیره بقدرت می نمود / واقعاتے که در آخر خواست بود
تا کنی کمتر تو آن ظلم و بدی / آن همی دیدی و بدتر می شدی
نقشهای بد که در خوابت نمود / می رمیدی زان و آن نقش تو بود

آہن تیرہ سے تجکو واقعات / خواستہ دکھلاتا وہ قدرت کے ساتھ
تا کرے کمتر تو وہ ظلم و بدی / تو وہ دیکھے اور کرے تو کجروی
نقش بد جو خواب مین تجکو دکھے / اس سے تو بھاگا وہ تیرے نقش تھے

ع سعی کرتے ہین اوپر زمین کی فساد کی ۱۲

ل کیونکہ الخ ۲ شعر کیونکہ انسان مثل آب نہر کے ہے جو تیرہ ہووے تو کو نہ دیکھے قعر مین جو گوہر بھرے ہین اگر تو آزاد ہے ہرگز تیرہ مت کر مثال دوسری جان مردم کی مثل ہوا کے ہے آسمان کی پردہ ہووے جو گرد سے پر ہو اس سے آفتاب ہرگز نہ دیکھے جبکہ گرد دور ہو تو صاف ہے الغرض تو کم مت کر حق تعلی اللہ خوب جانتا ہے ساتھ دلوں کے آگے رجوع بقصہ موسی و فرعون نے تو تیرگی رکھتا ہے اور حق نے واقعات بھی دکھائے تاکہ راہ نجات کی تو چلے یعنی جبکہ دل مکدر رہو تا ہے تو ستارے و قمر اور شمس باطن کے اسکو نہین پا سکتے ہین آگے قصہ موسی و فرعون کا ہے فافہم ۱۲ ــــ آہن آہ ۱ شعر آہن تیرہ سے تجکو واقعات خواستہ و قدرت کے ساتھ دکھلاتے کہ تو وہ ظلم بدی کمتر کرے تو نے دیکھا اور پھر کجروی کرتا ہے نقش بد کہ تجکو خواب مین دیکھے اس سے تو بھاگا وہ تیرے نقش تھے آگے مثل ہے جیسے زنگی نے خود کو آئینہ مین دیکھا زشت رو اور آئینہ پر تھوکا کہ عیب تو زشت رو کا ہے کہ میری زشتی تیری ملکیت ہے آگے جواب آئینہ کا ہے تو نے جو جفا زشت رو پر کری مجھ پر نہین ہے کیونکہ مجھ مین روشنی ہے یعنی جو کہ خواب مین اشکال دہشتناک تجکو دکھین وہ تیرے نقش ہین کہ تجکو معائنہ ہوتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

ہمچو آن زنگی کہ در آئینہ دید	روے خود را زشت و بر آئینہ رید	جیسے زنگی آئینہ میں خود کو دکھا	زشت رو اور آئینہ پر ہگدیا
کہ چہ زشتی لائق آئینی و بس	زشتیم آن تو است اے کور خس	کہ عجب تو زشت لائق اسکے ہی	میری زشتی ملک تیری ہے گدھے
این جفا بر روی زشتت میکنی	نیست بر من زانکہ ہستم روشنی	زشت رو پر جو جفا تو نے کری	ذرے ہے مجھپر کیونکہ مجھ میں روشنی
گاہ می بینی لبانت سوختہ	گہ دہان و چشم تو بر دوختہ	[1] گاہ تو نے دیکھے اپنے لب جلے	گہ دہن اور چشم کو اپنے سلے
گاہ حیوان قاصد خونت شدہ	گہ سر خود را بہ دندان ودہ	گاہ حیوان خون کے تشنہ ترے	گہ درندے سر ترا ہیں چابتے
گہ نگون اندر میان آبریز	گہ غریق سیل خون آمیز تیز	گہ نگون سر نہر کے اندر ہوا	گاہ سیل خون میں ڈوبا ہوا
گہ ز بامی او فتادہ گشتہ پست	گاہ در اشکنجہ و بستہ دو دست	گاہ گر کے بام سے عاجز ہوا	گہ بندھے ہاتھ اور شکنجے میں پھنسا
گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل	گاہ بر مغزت زدہ چون دہل	گاہ زنجیروں میں دیکھا آپ کو	گہ مثال ڈھول کے کٹتا تھا تو
گہ ندات آمد ازین چرخ نقی	کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی	گہ ندا آئی تجھے افلاک کی	کہ شقی ہے کہ شقی ہے کہ شقی
گہ ندات آمد صریح از جبال	کہ برو ہستی تو اصحاب شمال	[2] گہ ندا ظاہر کرے تجکو جبال	کہ نکل تو ہیگا اصحاب شمال
گہ صدا می آمدت از ہر جماد	تا ابد فرعون در دوزخ فتاد	گہ ندا آئی تجھے ہر سنگ سے	تا ابد فرعون دوزخ میں پڑے
گہ خطاب آمد شما از ہر نبات	گشت مطرود ابد فرعون دیت	گہ خطاب آیا تجھے ہر نخل سے	کہ ابد مردود یہ فرعون ہے
زین بترہا گہ نمی گویم ز شرم	تا نگردد طبع معکوس تو گرم	میں نہ بد کہتا ہوں زیادہ شرم سے	تا نہ غصہ طبع بد سے ہو تجھے
اندکے گفتم بتو اے ناپذیر	زاندکے دانی کہ ہستم من خبیر	تجکو تھوڑا سا کہا ہے اے شریر	جانے اس تھوڑے سے میں ہوں خبیر
خویشتن را کور میکردی و مات	تا نیندیشی ز خواب واقعات	[3] آپ کو اندھا کیا تو نے و مات	اور نہ سوچا تو وہ خواب واقعات
چند بگریزی نک آمد پیش تو	کوری ادراک آمد پیش تو	تو بہت بھاگا وہ اندھا پن ترا	آگے اب آیا جو تھا ادراک کا
این مکن زین پس فراگیر احتراز	کہ ز بخشایش در توبہ است باز	کر تو پرہیز اور اس سے مت پھر	کہ در توبہ کھلا بخشش سے ہے

[1] گاہ تو نے الخ ۴ شعر کبھی تو نے اپنے لب جلے دیکھے اور کبھی تو نے اپنے چشم و دہن سلے دیکھے کبھی حیوان تیرے خون کے تشنہ ہیں کبھی درندے تیرا سر چابتے ہیں کبھی سرنگون نہر میں ہوا ہے کبھی سیل خون میں ڈوبا پڑا ہے کبھی بام سے گر کے عاجز ہوا کبھی ہاتھ بندھے اور شکنجہ میں پھنسا کبھی زنجیروں میں آپ کو دیکھا کبھی ندا تجکو افلاک کی آئی کہ شقی ہے کہ شقی ہے باقی حال آگے ہے تافہم ۱۲ [2] گہ ندا آمد الخ ۵ شعر کبھی ندا تجکو جبال ظاہر کرے کہ تو نکل اصحاب شمال سے کبھی ندا تجکو ہر ایک سنگ سے آئی کہ ہمیشہ فرعون دوزخ میں پڑے کبھی خطاب آیا تجھے ہر نخل سے کہ یہ فرعون ہمیشہ مردود ہے میں شرم سے بد زیادہ نہیں کہتا ہوں تا کہ طبع بد سے تجکو غصہ نہ ہو تجکو تھوڑا سا کہا ہے اے شریر تھوڑے سے جانے تو کہ میں خبیر ہوں یعنی تو اس تھوڑے حال کے سننے سے جانے کہ میں اس بار کی طرف سے خبیر ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] آپ کو الخ ۳ شعر تو نے خود کو اندھا کیا و مات کیا اور وہ نہ سوچا تو خواب واقعات تو بہت بھاگا اور تیرا اندھا پن اب آگے آیا جو ادراک کا تھا تو پرہیز کر اور اس سے مت پھر کہ در توبہ بخشش سے کھلا ہے یعنی تو نے خواب میں جو واقعات دیکھے تھے اُن کو تو نہ سوچا اور تیرا اندھا پن آگے آیا اب تو توبہ کر کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

در بیان آنکہ درِ توبہ باز است

بیان اس بات کا کہ دروازہ توبہ کا ہمیشہ کھلا ہے

توبہ را از جانب مغرب دری / باز باشد تا قیامت بر وری
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب / باز باشد اندر از وی رو متاب
ہست جنت را ز رحمت ہشت در / یک در توبہ است زان ہشت ای پسر
آن ہمہ گہ بند باشد گہ فراز / وان در توبہ نباشد جز کہ باز
ہین غنیمت دار در باز است زود / رخت آنجا کش بکوری حسود
پیش از آن کز قہر در بستہ شود / بعد از آن زاری تو کس نشنود
باز گرد از کفر و این در باز یاب / تا نگردی از شقاوت در تباب

سوئے مغرب ہو در توبہ کھلا / حشر تک مخلوق کے لیے ہو رہا
جب تلک مغرب سے نکلے آفتاب / سر نہ پھیر اس سے یہ گا فتح باب
آٹھ در رحمت سے ہیں جنت کے ہیں / ایک در توبہ کا ہے ان آٹھ میں
گاہ بند ہوتے ہیں یہ سب گاہ کھلے / اور در توبہ کھلا دائم رہے
تو غنیمت جان یہ دروازہ کھلا / چھوڑ کوری نیچا سامان اپنا جا
پہلے اس سے کہ بند ہو قہر سے / پھر نہیں زاری تری کوئی سنے
کفر سے پھر اس کھلے در کو تو پا / تا شقاوت سے نہ ہو تو مبتلا

گفتن موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را کہ از من یک پند قبول کن و چہار فضیلت عوض آن بستان

کہنا موسی علیہ السلام کا فرعون کو کہ ایک پند میری قبول کر اور چار فضیلت عوض اس کے لے

این ز من بپذیر یک چیز و بیا / پس ز من بستان عوض آن را چہار
گفت ای موسیٰ کدام است آن بگو / شرح کن با من از آن یک شمہ‌ای
گفت آن یک کہ بگوئی آشکار / کہ خدائی نیست غیر از کردگار

کر قبول اک چیز میرے پاس سے / بعد تجھ سے چار عوض لیکے تو لے
بولا اے موسیٰ وہ اک ہے کونسی / مجھ سے تھوڑی شرح کر اس چیز کی
بولے یہ اک ہے کہ تو آشکار / کر نہیں ہے رب سوا کردگار

سلہ سوئے مغرب آخر ے شعر مغرب کی جانب در توبہ کھلا ہے مخلوق پر حشر تک جب تک آفتاب مغرب سے نکلے اس سے سر مت پھیر دروازہ کھلا رہیگا رحمت سے آٹھ دروازے جنت کے ہیں اس آٹھوں میں ایک در توبہ کا ہے کبھی سب بند ہوتے ہیں کبھی کھلے اور دروازہ توبہ کا ہمیشہ کھلا رہتا ہے تو غنیمت جان دروازہ کھلا ہے اپنا سامان لیجا اس سے اول کہ بند ہو قہر سے پھر تیری زاری کوئی نہ سنے گا کفر سے اس کھلے در کو پھر نہ پا تا شقاوت سے تو ہمیشہ ... یعنی دروازہ توبہ کا ہمیشہ کھلا ہے اول تو مرنے سے کہ قیامت سب ہے توبہ ... یعنی اس دنیا سے ... آگے موسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ کر قبول آخر ۳ شعر ایک چیز قبول کر میرے پاس سے بعد اس کے عوض تجھے چار دے کہا کہ اے موسیٰ وہ ایک کونسی ہے مجھے اس چیز کی تھوڑی شرح کر آگے جواب موسیٰ علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولے آخر ے شعر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک چیز ہے کہ تو ظاہر کرے رب نہیں ہے سوا خدا کے یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ کہ وہ خلق اختر و افلاک کا ہے اور انس و جن و مرغ و خاک کا ہے اسکی مخلوق دریا و پہاڑ ہے اسکا ملک ... بے مثال ہے ہر مکان و چیز کا وہ نگہبان ہے اور رازق ہر جاندار کا جہان میں ہے ہم زمین و آسمان کا ... وہ کل کو ... ہر ایک کے دل کی بات کا مطلع ہے ... ہر یکسا بادشاہ ... اسکا یفعل اللہ ما یشاء یعنی اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲

خالق افلاک و انجم بر علا — مردم و دیو و پری و مرغ را
خالق دریا و کوه و دشت و تیه — مملکت او بیحد و او بے شبیه
حافظ هر چیز و هر کس هر مکان — رازق هر جانور اندر جهان
هم نگهدارندهٔ ارض و سما — هم پدید آرندهٔ گل از گیا
مطلع او بر ضمیر بندگان — حاکم و جبار بر گردن کشان
دست بر سر بادشاه بادشا — حکم او را یفعل الله ما یشاء
گفت ای موسیٰ کدامست آن چهار — که عوض بدهی مرا برگو بیان
بو که از لطف آن وعده حسن — سست گردد چار میخ کفر من
بو که زان خوش وعدهای مغتنم — برگشاید قفل کفر صد منم
بو که از تاثیر جوی انگبین — شهد گردد در تنم آن زهر کین
یا ز عکس جوی آن پاکیزه شیر — پرورش یابد دمے عقل اسیر
یا بود کز عکس آن جوهای خمر — مست گردم بو برم از ذوق امر
یا بود کز لطف آن جوهای آب — تازگی یابد تن شوره خراب
شوره ام را سبزهٔ پیدا شود — خار زارم جنت الماویٰ شود
بو که از عکس بهشت چار جو — جان شود از یاری حق یار جو
آنچنان کز عکس دوزخ گشته ام — آتش و در قهر حق آغشته ام
گه ز عکس نار دوزخ همچو مار — آتشیام بر اهل جنت زهر بار

ہے وہ خالق اختر و افلاک کا — اور انس و جن و مرغ اور خاک کا
اسکی ہے مخلوق دریا و جبال — ملک بیحد اسکا ہے وہ بیمثال
ہر مکان ہر چیز کا وہ نگہبان — رازق ہر جاندار کا اندر جہان
ہم زمین و آسمان کا نگہبان — ہم وہ گل کو گھاس سے کرتا عیان
مطلع ہر اک سے دل کی بات کا — اور حاکم ظالموں پر ظاہرا
وہ ہے ہر اک بادشہ پر بادشا — حکم اسکا یفعل اللہ ما یشا
[1] بولا اے موسیٰ ہیں چار اک نسے — کہ عوض تو دیگا وہ ہمدے مجھے
لطف سے اس نیک وعدے کے ترے — کفر میرا سست ہو جو سخت ہے
ہے امید اس وعدہ ہائے خوب سے — قفل بس کھل جائیں میرے کفر کے
ہو امید اس شہد کی تاثیر سے — زہر کینہ ہو شہد اندر جسم کے
یا کہ اس پرتو سے جوئے شیر کے — پرورش ہو عقل کو اک دم مرے
[2] یا کہ اس پرتو سے جوئے خمر کے — مست ہو کر ذوق پاؤں امر سے
یا کہ ہو اس لطف جوئے آب سے — تازگی تن کو کہ جو شوریدہ ہے
خاک شورہ میں کہ سبزہ اُگے — خار زار جنت الماوی بنے
ہو امید اس پرتو سے خلد کے — جان یاری خواہ ہو اللہ سے
پرتو دوزخ سے جیسے میں ہوا — آگ اور ہوں قہر میں حق کے
پرتو نار جہنم سے ہوں مار — اہل جنت پر ہوا ہوں زہربار

سلہ بولا الخ ۵ شعر کہا کہ اے موسیٰ اب چار کون سے ہیں کہ تو عوض دے گا وہ مجھے کہدے تیرے اس نیک وعدے کے لطف سے میرا کفر سست ہو کہ جو سخت ہے اس وعدہ ہائے خوب سے امید ہے کہ قفل کھل جائیں میرے کفر کے امید ہے اس شہد کی تاثیر سے زہر کینہ شہد ہو اندر جسم کے یا کہ اس پرتو سے جوئے شیر کی میری عقل اسیر کی پرورش ہو ایک دم یعنی اس پیغمبر کی آگہی سے مجھ میں خوبی راستی پیدا ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یا کہ الخ ۶ شعر یا کہ اس پرتو سے جوئے خمر کے امر سے ذوق پاؤں مست ہو کر یا کہ اس لطف جوئے آب سے ہو تازگی تن کو کہ جو شوریدہ ہے خاک شورہ میری میں سبزہ اُگے جنت الماوی خار زار بنے اس پرتو سے خلد کی امید ہے کہ جان یاری خواہ اللہ سے ہو جیسے میں پرتو دوزخ سے ہوا آگ اور قہر میں حق کے ملا میں پرتو جہنم سے مار ہوا اہل جنت پر زہربار ہوا ہوں یعنی ان وعدوں کے پرتو سے میرے باطن کو درستی ہو دے کیونکہ میں کفر کے پرتو سے بھی گمراہی میں پڑا ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرز عکس جوشش آب حمیم	آب ظلمم کرد خلقان را رمیم	جوشش آب گرم کے بس عکس سے	خلق آب ظلم سے میرے گلے
من زعکس زمہریرم زمہریر	یا زعکس آن سعیرم چون سعیر	زمہریر اک ہون بعکس زمہریر	جون سعیر اک ہو نہیں یا عکس سعیر
دوزخ درویش مظلومم کنون	وای آنکو یابمش ناگہ زبون	اب مین مظلومون کو دوزخ ہوگیا	حیف کہ پائے مجھے کوئی بُرا
موسیا باشد کہ بکشائیم در	در فضیلتہات گردم باخبر	شاید ای موسیٰ کہ کھولون اب مین	فضل سے تیرے مین ہوؤن باخبر
موسیا باشد کہ یابم ایمنی	وارہم از کثرت ما و منی	شاید ای موسیٰ کہ پاؤن امن مین	اور خودی اپنی سے آؤن امن مین
ہین بگو با من کدام ست آن چہار	کہ عوض خواہیم دادن زِ شمار	اب کہو کہ کون سے ہین چار وہ	کہ عوض چہتا ہو دینا مجکو دو

شرح کردن موسیٰؑ آن چہار فضیلت پایندہ را　　شرح کرنا موسیٰؑ کا ان چار فضیلت عوض کو

گفت موسیٰ کاولین آن چہار	صحتے باشد تنت را پایدار	موسیٰ بولے پہلے اک ان چار سے	جسم کو صحت سدا تیرے رہے
آن علتہاے کہ در طب گفتہ اند	دور باشد از تنت ای ارجمند	وہ مرض کہ طب کے اندر ہین کہے	دور ہووین تیرے وہ جسم سے
ثانیا باشد ترا عمر دراز	کہ اجل دارد ز عمرت احتراز	دوسری یہ عمر ہو تیری بڑی	عمر سے بھاگے اجل ہو منکی
وین نباشد بعد عمرے مستوی	کہ بناکام از جہان بیرون شوی	یہ نہ ہو کہ عمر طبعی جب تری	نامراد عالم سے گذرے وہ بھی
بلکہ خواہان اجل چون طفل شیر	نے ز رنجے کان ترا دارد اسیر	بل اجل تو چاہے جیسے طفل شیر	اور نہ غم سے کہ تو ہو اس مین اسیر
مرگ جو باشی ولی نہ عجز و رنج	بلکہ بینی در خراب خانہ گنج	مرگ چاہے پر نہیں از راہ رنج	بلکہ پائے تو شکست مین گھر کی گنج
پس بدست خویش گیری تیشہ	میزنی بر خانہ بے اندیشہ	پس تو اپنے ہاتھ مین اک کدال	اور کھود اپنے تو گھر کو بے خیال
کہ حجاب گنج بینی خانہ را	مانع صد خرمن این یکدانہ را	دیکھے پردہ گنج کا خانہ کو تو	مانع سو خرمن کا اک دانہ کو تو
پس در آتش افگنی این دانہ را	پیش گیری تیشۂ مردانہ را	آگ مین بس ڈال اس دانہ کو تو	اور لے یہ تیشۂ مردانہ کو تو
بر کنی این خانۂ تن بیدریغ	تا مہت آید برون از زیر میغ	خانۂ تن کھود اب تو مت ڈرے	تا کہ نکلے ماہ تیرا ابر سے

سلہ جوش ایخ ۶ شعر آب گرم کے جوش کے عکس سے مخلوق میرے آب ظلم سے گلے ایک زمہریر ہون عکس زمہریر سے یا سعیر کے مانند ہون عکس سعیر سے مین اب مظلومون کا دوزخ ہوگیا افسوس ہے کہ کوئی مجکو بُرا پائے شاید اے موسیٰ اب مین دروازہ کھولون اور فضل سے تیرے مین باخبر ہوؤن شاید اے موسیٰ کہ مین جائے امن پاؤن اور اپنی خودی سے امن مین آؤن اب کہو کہ وہ کون سی چار ہین کہ چاہتا ہو وہ عوض دینا مجھکو آگے شرح ان چارون چیزون کی ہے فافہم ۱۲ سلہ بولے موسیٰ ایخ ۶ شعر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ایک اُن چارون سے یہ ہے کہ جسم کو تیرے صحت ہمیشہ ہے وہ مرض کہ طب مین کہتے ہین وہ سب دور ہووین تیرے جسم سے دوسرے یہ ہی عمر ہو تیری بڑی اور اجل عمر سے بھاگے و زندگی ہو یہ نہو کہ عمر طبعی تیری عالم سے نامراد بالکل گذرے بلکہ تو اجل چاہے جیسے لڑکا شیر کو اور نہ غم سے چاہے کہ تو اُس مین اسیر ہو مرگ چاہے ولیکن از راہ رنج کے نہین بلکہ گھر کے توڑنے مین گنج پائے یعنی اول یہ بات ہے کہ تجکو صحت جسمانی ملے کہ کوئی مرض تجھ کو ہو دوسرے یہ ہے کہ عمر زیادہ ہو اور اجل کو تو چاہے خواہش سے جیسے لڑکا شیر کو چاہتا ہے آگے توڑنے گھر کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پس تو ایخ ۶ شعر پس تو اپنے ہاتھ مین ایک کدال لے اور اپنے گھر کو کھود بے خیال اپنے گھر کو تو پردہ خزانے کا دیکھے اور مانع سو خرمن کا ایک دانہ کو تو دیکھے پس اس دانہ کو تو آگ مین ڈال اور اس تیشہ مردانہ کو تو لے خانۂ تن کو تو کھود اور مت ڈر کہ تیرا ماہ نکلے ابر سے آگے اسکی مثال ہے جو چمن سے تو دور ہو برگ کے واسطے جیسے کرم برگ انگور سے دور ہو کرم کو انگور نے آگاہ کیا کرم نے کھایا پس اس جہل کا کرم ایک انگور پر میوہ درخت ایسا بدل کر بنکہت ہوگیا یعنی تو اپنے خانۂ تن کو توڑ کہ جسکے نیچے گنج حقیقی کا ہو، ہے تو ایک جسم ہے جب تک ... گنج ... سے دور ... اس گنج معنی کا بیان ہے فافہم ۱۲

ای بیک برگ زباغی ماندۂ — انچو کرمی برکش از رز وراندہ
چون کرم این کرم را بیدار کرد — اژدہای جہل را این کرم خورد
کرم کرمی شد پر از میوہ درخت — اینچنین تبدیل گردد نیکبخت

اے چمن سے دور پتے کیلئے — جیسے کرم برگ دور انگور سے
کرم کو انگور نے آگر کیا — کرم نے بس کھایا مار اُس جہل کا
کرم اک انگور پر میوہ درخت — ہوگیا ایسا بدل کر نیک بخت

تفسیر حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

تفسیر حدیث عہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

خانہ برکن از عقیق این یمن — صد ہزاران خانہ شاید ساختن
گنج زیر خانہ است و چارہ نیست — پس ز ہدم خانہ مندیش و مایست
کہ ہزاران خانہ از یک نقد گنج — میتوان کردن عمارت بی زرنج
عاقبت آنخانہ خود ویران شود — گنج از زیرش یقین عریان شود
لیک آن تو نباشد زانکہ روح — مزد ویران کردنستش آن فتوح
چون نکرد انکار مزدش نیست لا — لیس للانسان الا ماسعی
دست خائی بعد از آن کاید دریغ — اینچنین ماہی بد اندر زیر میغ
من نکردم آنچہ گفتند از بہی — گنج رفت و خانہ و دستم تہی
حائل گنج و حجاب این خانہ بود — مانع صد خرمن این یک دانہ بود
خانۂ اجرت گرفتی و کری — نیست ملک تو بہ بیع و یا شری

اس عقیقی گھر کو اپنے کھود ڈال[۱] — تا بنا دے سیکڑون گھر ذوالجلال
نیچے اس گھر کے خزانہ ہو بھرا — مت ڈرے اس گھر کے گرنے سے ذرا
کہ ہزارون گھر کو تو اس گنج سے — بس بنا سکتا ہو اور نہ رنج سے
ورنہ آخر کو تو یہ گھر ٹوٹے گا — اور خزانہ اس سے ظاہر ہوئیگا
پر نہ تیرے ملک ہو کہ روح نے — کی ہو محنت توڑنے میں جو بنی
ہونے کی محنت تو مزدوری ہو لا — لیس للانسان الا ماسعی
ہاتھ چابے[۲] تو کہے واحسرتا — ابر میں مجکو نہ چاند ایسا دکھا
نے کیا مین نے کہ جو اچھا کہا — مین رہا خالی خزانہ گھر گیا
بس حجاب اس گنج کا خانہ تھا — مانع سو خرمن کا اک دانہ یہ تھا
گھر کرایہ کا کرایہ دار تو — ملک نہ تیری کہ دی گھر بار تو

سلہ اس عقیقی گھر الخ ۱ شعر تو اس عقیقی گھر کو کھود ڈال تا سیکڑون گھر حقتعالی بنا دے اس گھر کے نیچے خزانہ بھرا ہو تو اس گھر کے گرنے سے ذرا مت ڈرے کہ ہزارون گھر تو اس گنج سے بنا سکتا ہو اور رنج سے نہین ورنہ آخر کو یہ گھر ٹوٹے اور خزانہ اس سے ظاہر ہوگا ولیکن تیری ملک نہوگا کہ روح نے توڑنے مین محنت کی ہو وہ ہی لیگی جو محنت نہین کی ہو مزدوری ہی لا ترجمہ نہین ہی واسطے انسان کے مگر وہی جو کوشش کی یعنی اگر تو خانۂ تن کی توڑنے مین کوشش کرے گا تو گنج معنی کا پاوے گا اور آخر خانۂ تن ٹوٹے گا اس وقت تجکو مزدوری نہین ملیگی روح لیگی تو محروم رہیگا آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ ہاتھ چابے الخ ۲ شعر تو ہاتھ چابے اور کہے واحسرتا ایسا چاند ابر مین نہین دیکھا مین نے نہین کیا کہ جو اچھا کہا مین خالی رہا اور گھر اور خزانہ گیا بس حجاب اس گنج کا یہ خانہ تھا اور مانع سو خرمن کا ایک یہ دانہ تھا گھر کرایہ کا اور تو کرایہ دار ہی تیری ملک نہین تو گھر بار نے تجکو کرایہ کی ایک مدت دی تا کہ ایک حصہ تک تو اُس مین عمل کرے تو دکان مین مرمت کرتا ہے اور نیچے دوکان کے دکان مین یعنی اس وجود مین دو کھان ذات و صفات کی پوشیدہ ہین بس تو اس وجود کو کھود اور ان دونوں کھانون پر زر کو حاصل کر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

عہ تھا مین خزانہ پوشیدہ بس محبت آئی مجکو یہ کہ پہچانا جاؤن مین اپنے کو بس پیدا کیا مین نے مخلوق کو ۱۲

این کری را مدتے داده اجل	تا درین مدت کنی در وے عمل	ایک مدت دے کرایہ کی تجھے	تا اس عرصہ تک عمل اس پر کرے
پاره دوزی میکنی اندر دکان	زیر این دکان تو پنهان دو کان	تو مرمت کرتا ہے دکان میں	نیچے دکان کی نہاں دو کان ہیں
هست این دکان کرائی زود باش	تیشه بستان و تگش را می خراش	یہ کرایہ کی دکان ہے جلد تو	لے کدال اور کھود تو دکان کو
تا که تیشه ناگهان بر کان نهی	از دکان و پاره دوزی وارهی	تا کدال اس کان میں ناگہ لگے	بس مرمت اور دکان سے تو چھٹے
پاره دوزی چیست خورد آب و نان	میزنی این پاره بر دلق گران	پس مرمت کیا ہے کھانا نان کا	دیتا ہے پیوند گدڑی پر سدا
هر زمان میدرد این دلق تنت	پاره بر وی میزنی زین خورد و فت	تن کی گدڑی پھٹتی ہے ہر دم تری	تو غذا سے دیوے پیوند ابھی
اے ز نسل بادشاه کامگار	با خود آ زین پاره دوزی ننگ دار	اے تو ہے اولاد و نسل شاہ سے	پارہ دوزی سے نہ شرم آئی تجھے
پاره بر کن ازین قعر دکان	تا بر آرد سر به پیش تو دو کان	کھود اس دکان کی تہ کو تو	نکلے تا در کھان تیرے روبرو
پیش از ان کاین مهلت خانه کری	آخر آید تو نخورده زو بری	کس لئے کہ مہلت اب جائے گذر	گھر کرایہ سے نہ کھائے تو ثمر
پس ترا بیرون کند صاحب دکان	وین دکان را بر کند از روی کان	تجکو بس خارج کرے صاحب دکان	کھود کر اس سے نکالے وہ دوکان
تو ز حسرت دست بر سر میزنی	گاه ریش خام خود بر میکنی	پس تو سر پیٹے گا حسرت سے سدا	کہ اکھیڑے گا تو داڑھی بر ملا
کای دریغا آن من بد این دکان	کور بودم بر نخوردم زین مکان	ہائے یہ دوکان میری ملک تھی	اندھے پن سے پھل نہ کھایا کبھی
ای دریغا گنج را بگذاشتم	آب حیوان را بخاک انباشتم	ای خزانہ چھوڑا میں نے حسرتا	آب حیوان خاک میں ضائع کیا
ای دریغا بود ما را برد باد	تا ابد یا حسرتا شد للعباد	ای مری برباد ہستی ہو گئی	واسطے بندوں کے حسرت ہے مری
ای دریغا ای دریغا ای دریغ	ماه من پنهان شد زیر میغ	ای دریغا ای دریغا حسرتا	ماہ میرا ابر میں پنہاں ہوا

غره شدن آدمی به ذکاوت تصورات طبع خویشتن وطلب ناکردن علم غیب که علم انبیاست

مغرور ہونا آدمی کا خیالات تیزی طبع اپنی سے اور طلب نہ کرنا علم غیب کو کہ علم انبیا علیہم السلام کا ہے

ف یہ کرایہ کی ہے ۶ شعر یہ دوکان کرایہ کی ہے تو جلد کدال لے اور اس دوکان کو کھود تا کدال ناگاہ اس کان میں گھسے اور تو مرمت دوکان سے چھٹے پس مرمت کیا ہے رزق کھانا کہ پیوند گدڑی پر ہمیشہ دیتا ہے تیرے تن کی گدڑی ہر دم پھٹتی ہے تو غذا سے پیوند دیتا ہے اے تو اولاد نسل شاہ سے ہے تجھے پارہ دوزی سے شرم نہیں آتی ہے تو اس دوکان کی تہ کو کھود تا کہ دو کھان تیرے روبرو رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کس لئے تو آگے فرع کس واسطے کہ مہلت گذر جائے کرایہ کے گھر سے تو ثمر نہ کھائے تجھکو دوکاندار خارج کرے اور کھود کر وہ کھان نکالے پس تو حسرت سے ہمیشہ سر پیٹے گا اور کبھی داڑھی اکھیڑے گا بر ملا ہائے یہ دوکان میری ملک تھی اندھے پن سے لیکن کبھی پھل نہ کھایا خزانہ چھوڑا میں نے حسرتا اور آب حیوان خاک میں ضائع کیا اے میری ہستی برباد ہو گئی بندوں کے واسطے حسرت ہمیشہ ہوا دریغا واحسرتا میرا ماہ ابر میں چھپ گیا یعنی یہ بدن تیرا دکان کرایہ کی ہے اگر تو نے اپنی کوشش سے اسکے گنج معنی کو حاصل کیا بہتر ہے ورنہ دوکاندار جبکہ اس دوکان کو تجھ سے چھینے گا اور گنج اسکی تہ سے نکالے گا اسوقت تجکو حسرت و افسوس انتہا ہوگا آگے تیزی طبع کا بیان ہے فافہم ۱۲

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار / بودم اندر عشق خانہ بیقرار
ماندم اندر خانہ حیران و نزار / لابد از معنی شدم من عور و زار
عشق خانہ در دل من کار کرد / لاجرم از گنج ماندم دور و فرد
بودم از گنج نہانی بیخبر / ورنہ دستنبوے من بودے تبر
آہ گر داد تبر را دادمے / این زمان غم را تبر دادمے
چشم را بر نقش می انداختم / ہمچو طفلان عشقہا می باختم
پس نکو گفت آن حکیم کامگار / کہ تو طفلی خانہ پر نقش و نگار
در الٰہی نامہ بس اندرز کرد / کہ برآر از دودمان خویش گرد

میں نے گھر میں دیکھے جو نقش و نگار / اپنے گھر کے عشق میں تھا بیقرار
اندر اپنے گھر کے میں حیران تھا / اسلیئے معنی سے میں بدر ہی رہا
عشق نے گھر کے کیا دل میں اثر / تب خزانہ سے رہا میں دور تر
تھا میں اک گنج نہان سے بیخبر / ورنہ ہوتا میرا گلدستہ تبر
آہ میں گر اس تبر سے کھودتا / آج اس غم پر تبر بھیجتا
نقش کو میں آنکھ سے تھا دیکھتا / اور لڑکوں کی طرح تھا کھیلتا
کہتا سچ ہے وہ حکیم ہوشیار / کہ تو لڑکا گھر ہے پر نقش و نگار
یہ الٰہی نامہ اندر پند ہے / کہ صفا کرے تو گھر کو آپ سے

شرح کردن موسیٰ علیہ السلام وعدہ سوم را

شرح کرنا موسیٰ علیہ السلام کا وعدہ تیسرے کو

بس کن اے موسیٰ بگو وعدہ سوم / کہ دل من ز اضطرابش گشت گم
گفت موسیٰ آن سوم ملک دو تو / دو جہانے خالص از خصم و عدو
بیشتر زان ملک کاکنون داشتی / کان بد اندر جنگ این کز آشتی
آنکہ در جنگت چنان ملکی دہد / بنگر اندر صلح چون خوانت نہد
آن کرم اندر جفا اینہات داد / در وفا بنگر چہ باشد افتقاد
گفت ای موسیٰ چہارم چیست زود / بازگو صبرم شد و حرصم فزود
گفت چارم آنکہ مانی تو جوان / موے ہمچون قیر و رخ چون ارغوان

موسیٰ بس کر کہہ تو وعدہ تیسرا / کہ مرا دل بیقرار اس سے ہوا
بولے موسیٰ تیسرا ملک دوچند / دو جہان کا کہ نہ ہو دشمن پسند
اس سے زیادہ ملک کہ تو اب رکھے / وہ لڑائی سے تھا یہ ہو صلح سے
جو تجھے لڑنے میں ایسا ملک دے / صلح میں کیا کچھ وہ دیگا جان لے
اس کرم نے یہ جفا میں ہے دیا / وہ وفا میں دیکھ کیا کچھ دے عطا
بولا اے موسیٰ ہے جو تھا کیا کہو / نے ہے صبر اور ہے فزونی حرص کو
بولا جو تھا وہ ہے تو رہے جوان / ہوں سیہ بال اور رخ جوں ارغوان

سلہ میں نے الخ ۸ شعر جو میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے تو اپنے گھر کے عشق میں بیقرار تھا میں اپنے گھر میں حیران تھا اسواسطے میں معنی سے عاری رہا گھر کے عشق نے دل میں اثر کیا تب خزانہ سے میں دور تر تھا میں ایک گنج پوشیدہ سے بے خبر تھا ورنہ میرا تبر ہوتا گلدستہ افسوس اگر میں اس تبر سے کھودتا آج اس غم پر تبر بھیجتا میں نقش کو آنکھ سے دیکھتا تھا اور لڑکوں کی طرح کھیلتا تھا وہ حکیم ہوشیار سچ کہتا ہے کہ تو لڑکا ہے اور گھر پر نقش و نگار ہے یہ الٰہی نامہ میں نصیحت ہے کہ تو گھر آپ سے صفا کرے یعنی میں اس خانہ تن منقش کی آراستگی میں رہا اور گنج معنی سے محروم ہوا پس تو اپنے خانہ تن کو بقول حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ صاف کر آگے تیسری چیز کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ موسیٰ بس کر الخ ۵ شعر اے موسیٰ بس کر اور وعدہ تیسرا کہہ کہ اس سے میرا دل بیقرار ہوا ہے موسیٰ نے کہا کہ تیرا ملک دوچند دو جہان کا ہے کہ دشمن پسند نہ ہو اس سے ملک زیادہ ہے کہ تو رکھتا ہے وہ لڑائی سے تھا اور یہ صلح سے ہے جو تجھکو لڑنے میں ایسا ملک دے وہ صلح میں کیا کچھ دیگا اس کرم نے یہ جفا میں دیا ہے وہ وفا میں کیا کچھ عطا کرے یعنے حق نے تجھکو اسقدر ملک لڑنے میں دیا ہے صلح میں کیا کچھ ملک عطا کریگا پس تیسرا یہ ہے کہ تجھکو ملک عطا کریگا اور ملک دوچند دیگا کہ اسکو زوال نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا اے الخ ۲ شعر کہا اے موسیٰ جو تھا کیا ہے کہو کہ صبر نہیں ہے اور حرص زیادہ ہو گیا کہا کچھ تھا وہ ہے کہ نوجوان رہے اور بال سیاہ ہوں اور رخ مانند ارغوان کے میرے آگے رنگ و بو نا چیز ہے بات پست کی ہے جو کہ تو پست ہو رنگ و بو نا چیز شے ہے تو اس کا پابند مت ہو آگے کلام کرنا بمقدار عقل کا بیان ہے فافہم ۱۲

رنگ و بو در پیش ما بس کاسد است	لیک تو پستی سخن کردم بپست	رنگ و بو ناچیز ہے آگے مرے	بات کی ہے پست جو تو پست ہے
افتخار از رنگ و بو و از مکان	ہست شادی و فریب کودکان	رنگ و بو در گھر سے کرنا فخر کا	ہے خوشی اور دھوکا لڑکوں کا بڑا

بیان این خبر کہ کلموا الناس علی قدر عقولہم

بیان اس حدیث کا کہ کلموا الناس علی قدر عقولہم

چونکہ با کودک سروکارم فتاد	ہم زبان کودکان باید گشاد	واسطہ بچے سے جو مجھ کو پڑا	باتیں بچوں کی میں کرتا ہوں بھلا
کہ برو کتاب تا مرغت خرم	یا مویز و جوز و فستق آورم	کہ تو جا مکتب کو مرغ اک دوں تجھے	یا منقے پستے اب لا دوں تجھے
جز شباب تن نمیدانی بگیر	این جوانی را بگیر اے خر شعیر	جز جوانی تن کے نے جانے تو رے	اس جوانی کو تو جان خر جو دے
ہیچ آژنگے نیفتد بر رخت	تازہ ماند این شباب فرخت	کوئی جھری نہ پڑے رخ پر ترے	یہ جوانی تیری تازہ بس رہے
نے نشان پیریت آید برو	نے قد چون سروت گردد دوتو	نے بڑھاپا آئے کچھ منہ پر ترے	سرو قد تیرا نہ کچھ کبڑا بنے
نے شود زور جوانی از تو کم	نے بدندانہا خللہا یا الم	اور نہ کچھ زور جوانی ہووے کم	نے خلل دانتوں میں آئے اور نہ غم
نے کمی در شہوت و طمث و بعال	کہ زنان را آید از ضعفت ملال	نے جماع میں ہو نہ شہوت میں کمی	کہ ہو زن کو ضعف سے رنجیدگی
نے شود مویت سفید و پشت خم	لیک خوشتر لحظہ لحظہ دمبدم	نے سفید ہوں بال اور نے پشت خم	بلکہ ہووے خوبصورت دمبدم
آنچنان بگشایدت فر شباب	کہ گشود آن مژدہ بر عکاشہ باب	تجھکو ہو بہتر جوانی دلکشا	جیسے عکاشہ کو تھا مژدہ کھلا

معنی حدیث من بشرنی بخروج الصفر بشرتہ بدخول الجنۃ

معنی حدیث من بشرنی بخروج الصفر بشرتہ بدخول الجنۃ

احمد آخر زمان را انتقال	در ربیع الاول آید بی جدال	احمد آخر زمان کا انتقال	ہے ربیع الاول اندر لاجدال

سلہ واسطہ الخ ۵ شعر جو مجکو واسطہ بچے سے پڑا اسواسطے بچوں کی باتیں کرتا ہوں کہ تو مکتب کو جا تجھے ایک مرغ دوں یا منقے پستے تجھ کو لا دوں سوائے جوانی بدن کے تو نہ جانے اس جوانی کو مانند خر کے جو سے کوئی جھری تیرے رخ پر نہیں پڑے اور جوانی تیری تازہ رہے نہ بڑھاپا کچھ آئے تیرے منہ پر اور نہ سرو قد تیرا کچھ کبڑا بنے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور نہ کچھ الخ ۴ شعر اور نہ کچھ زور جوانی کم ہووے نہ خلل دانتوں میں آئے اور نہ غم نہ جماع میں و نہ شہوت میں کمی ہو کہ زن کو ضعف سے رنجیدگی ہو سفید بال نہوں اور نہ پشت خم ہو بلکہ تو خوبصورت ہو دمبدم تجکو جوانی دلکشا ہو جیسے عکاشہ کو مژدہ کھلا تھا یعنی جوانی تجکو ایسی ہووے کہ ہمیشہ تو جوان رہے اور کچھ زوال تجکو نہ آئے آگے اس خوشخبری کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ احمد آخر زمان الخ ۹ شعر احمد آخر زمان کا انتقال ربیع الاول میں ضرور تھا جو انتقال سے دل واقف ہوا اسدن سے وہ عاشق ہوئے عقل سے جو ماہ صفر کا آیا وہ صفر سے خوش ہوئے کہ اس ماہ کے بعد میرا سفر ہووے رات بھر وہ اس سفر کے شوق سے رفیق راہ اعلیٰ کہتے تھے فرمایا کہ جو کوئی مجکو مژدہ دے کہ ماہ صفر عالم سے گذر گیا کہ صفر گذرا اور ماہ ربیع الاول آیا میں اسکو مژدہ دوں اور شفیع ہوؤں جو صفر گذرا و ماہ نو آسمان پر نکلا ہو یہ تو ہو عکاشہ نے کہا کہ اب صفر گذرا فرمایا کہ تجکو بہشت ہوا دوسرا شخص آیا کہ یہ ماہ صفر گذر گیا عکاشہ نے وہ ثمرہ پایا یعنی وہ قسمت جنت جسکی قسمت میں تھی اسکو

سلہ یہ عاشقان الٰہی کو مرنے سے یہ رغبت ہوتی ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

چونکہ واقف شد دلش از وقت نقل　عاشق آنوقت گردید او بہ عقل
چون صفر آمد بشد شاد از صفر　کہ پس این ماہ می سازم سفر
ہر شبے تا روز از ین شوق ہدی　ور رفیق راہ اعلی میزدی
گفت ہر کس کہ مرا مژدہ دہد　چون صفر پا از جہان بیرون نہد
کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع　مژدہ ور باشم مر اورا و شفیع
چون صفر بریست بار د ماہ نو　گشت پیدا بر فلک با تاب و ضو
گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت　گفت کہ جنت ترا ای شیر زفت
دیگرے آمد کہ بگذشت این صفر　گفت عکاشہ ببرد از مژدہ بر
پس رجال از نقل عالم شادمان　وز بقایش شادمان این کودکان
چونکہ آب خوش ندید آن مرغ کور　پیش او کوثر نماید آب شور
ہمچنین موسیٰ کرامت می شمرد　ہم بہ فیسان بے قدم رہ می سپرد
کہ نگردد صاف اقبال تو درد　ہم نگردد اطلس بخت تو برد
ہرچہ خواہی یابی از بخت جوان　شادمان مانی نگردی ناتوان
گفت احسنت نکو گفتی و لیک　تا کنم من مشورت با یار نیک

جو کہ واقف دل ہوا بس نقل سے　عاشق اُس دن کو ہوئے وہ عقل سے
جو صفر آیا صفر سے خوش ہوا　کہ سفر اس مہ کے بعد ہووے مرا
رات بھر وہ اس سفر کے شوق سے　بس رفیق راہ اعلیٰ کہتے تھے
بولے جو کوئی کہ مژدہ دے مجھے　کہ صفر عالم سے گذرا جائے ہے
کہ صفر گذرا ہوا ماہِ ربیع　اسکو دون مژدہ میں اور ہوؤن شفیع
جو صفر گذرا و نکلا ماہِ نو　آسمان پر اور ہوا پُر نور دو
بولا عکاشہ کہ گذرا اب صفر　بولے جنت ہو تجھے ای شیر نر
دوسرا آیا کہ گذرا یہ صفر　بیسے عکاشہ نے پایا وہ ثمر
سلہ نقل عالم سے ہے مردون کو خوشی　اور قیام اُسکے سے لڑکون کو خوشی
آب شیرین جو نہ دیکھا مرغ نے　کھاری پانی آب کوثر ہے اسے
اس طرح موسیٰ کرامت کرتا تھا　بے قدم اس طور سے وہ چلتا تھا
نے ہو صاف اقبال تیرا ور دسے　نے مشجر بخت کا اطلس بنے
چاہے جو بخت جوان سے پائے تو　خوش رہے تو اور نہ عاجز ہوئے تو
بولا نیکو تر کہا تو نے ولے　مشورہ کرلون مین یار نیک سے

مشورت کردن فرعون با آسیہ در ایمان آوردن

مشورہ کرنا فرعون کا آسیہ سے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے مین

باز گفت و این سخن با آسیہ　گفت جان افشان بریش ای سیہ
بس عنایتہا ست متن این مقال　زود دریاب ای شہ نیکو خصال

یہ کہی بات آسیہ سے اُسنے جا　بولی جان قربان کر اُسپر دل سیاہ
بس عنایت سے بھرا ہے یہ مقال　جلد پا تو ای شہ نیکو خصال

سلہ نقل عالم ہ شعر نقل عالم — سے مردون کی خوشی ہوتی ہے اور اسکے قیام سے لڑکون کو خوشی ہے آگے اسکی مثال ہے جو مرغ نے آب شیرین نہ دیکھا اسکو آب شور آب کوثر ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے اس طرح موسیٰ علیہ السلام کرامت کرتے تھے بغیر قدم کے اس طور سے راہ چلتے تھے اقبال تیرا صاف نہو دردے اور مشجر بخت کا اطلس نہ بنے جو بخت جوان سے تو پائے خوش رہے اور عاجز نہ ہووے کہا فرعون نے کہ یہ تو نے بہتر کہا ولیکن مین مشورہ کرلون یار نیک سے آگے مشورہ حضرت آسیہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ کہی الخ ۵ شعر اس نے جا کر یہ بات آسیہ سے کہی کہا آسیہ نے اُسپر جان قربان کر اے دل سیاہ بس عنایت سے یہ مقال بھرا ہے تو جلد پا اے شاہ خوش خصال دفت کھیتی کا ہے با نفع وہ بھی یہ کہا اور روئی اور غصہ ہو جگہ سے اٹھی اور کہا کہ مرحبا اے گنجے تیرا تاج سورج ہوا غیب سے گنجے کا خود کلاہ چھپائے خاص کر جو کلاہ ہووے خورشید و ماہ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وقت گشتست آمد و پرسود گشت	این بگفت و گریه کرد و گرم گشت	وقت کھیتی کا ہی با نفع وہی	یہ کہا اور روئی اور غمگین ہوئی
بر جهید از جا و گفتا ای لک	آفتابے تاج گشتت ای ملک	جا سے اٹھی اور کہا کہ مرحبا	تاج اے گنجے ترا سورج ہوا
عیب کل را خود بپوشاند کلاه	خاصه چون باشد کله خورشید و ماه	عیب گنجے کا چھپائے خود کلاہ	خاصہ جو ہووے کلہ خورشید و ماہ
هم دران مجلس که بشنیدی تو این	چون نه گفتی آمدی و صد آفرین	سلہ تو نے جس مجلس کے اندر یہ سنا	کیون نہین اقرار تو نے کیا
این سخن در گوش خورشید ار شدی	سرنگون بر پیے این تیر آمدی	بات یہ سنتا اگر خورشید تو	سرنگون آتا وہ اس میدان کو
هیچ میدانی چه وعدست چه داد	میکند ابلیس را حق افتقاد	جانتا ہی تو کہ کیا وعدہ ہی تو	مہربانی حق کرے ابلیس کو
چون بدین لطف آن کرمیت باز خواند	ای عجب چون زهره ات بجای ماند	لطف سے تجکو طلب جو پھر کیا	ہے عجب زہرہ ترا قائم رہا
زهره ات ندرید تا زان هوات	می رسیدی در دو عالم بهرات	نہ پھٹا زہرہ کہ زہرہ سے ترے	فائدہ ملتا دو عالم کو وسلے
زهره گز بهر حق او بر درد	چون شهیدان از دو عالم برخورد	پھاڑے زہرہ واسطے حق کی رشید	دونون عالم سے ثمرے جیسے شہید
غافلی هم حکمت است و نعمت است	تا نه پرد زود سرمایه ز دست	سلہ ہوتا غافل حکمت نعمات ہے	تا نہ پونجی جلنے کے وہی ہاتھ سے
غافلی هم حکمت ست ای عمی	تا بماند لیک با این حد چرا	ہونا غافل حکمت اک ہے تار ہے	اندھا پن پر استقدر کسواسطے
لیک نے چندانکه ناسور ے شود	زهر جان و عقل رنجور ے شود	اور نہ اتنا ہو کہ وہ ناسور ہو	زہر جان اور عقل پر رنجور ہو
خود که یابد این چنین بازار را	که بیک گل می خری گلزار را	کون پائے ایسے اب بازار کو	ایک گل سے مول لے گلزار کو
دانه را صد درختستان عوض	حبه را آمده صد کان عوض	سیکڑون باغات دانہ کے عوض	سیکڑون کا ٹھہرے حبے کے عوض
کان لله دادن آن حبه است	تا که کان الله له آید بدست	کان للہ دینا اس حبہ کا ہے	تا کہ کان اللہ لہ آخر ملے
زانکه این هوے ضعیف بیقرار	هست شد زان هوے رب پایدار	کیونکہ یہ ہستی ضعیف بیقرار	ہست ہوئی ہستی رب سے پائدار
هوی فانی چونکه خود با او سپرد	گشت باقی دایم و هرگز نمرد	ہستی فانی جو سونپی خود اسے	ہو سدا باقی نہین ہرگز مرے
همچو قطره خائف از باد و خاک	که فنا گردد بدین هر دو هلاک	جیسے قطرہ ڈرتا باد و خاک سے	کہ فنا کردیوین یہ دونون اسے

سلہ تو نے الخ ۲ شعر تو نے جس مجلس کے اندر یہ سنا کیون نہین تو نے اقرار کیا اگر یہ بات خورشید سنتا سرنگون وہ اس میدان کو آتا تو جانتا ہی کہ وہ کیا وعدہ ہی مہربانی حق کرتا ہے ابلیس کو کہ جو تجکو طلب لطف سے پھر کیا عجب کہ تیرا زہرہ قائم رہا زہرہ نہ پھٹا کہ تیرے زہرے سے فائدہ دو عالم کو ملتا رشید واسطے حق کے زہرہ پھاڑے اور دونون عالم سے ثمر ہے مانند شہید کے آگے اس کے حقائق ہین خاتمہ ہوا سلہ ہونا غافل الخ ۲ شعر غافل ہونا حکمت سے نعمت ہی تاکہ پونجی ہاتھ سے نہ جلنے غافل ہونا ایک حکمت ہی تا اندھا پن رہے ولیکن اسقدر کسواسطے وہ اتنا نہ ہو کہ وہ ناسور ہو زہر جان کا ہوا اور عقل رنجور ہوا ایسے بازار کو اب کون پائے ایک گل سے گلزار کو مول لے سیکڑون باغات ایک دانہ کے عوض اور سیکڑون کان تیرے حبے کے عوض کان للہ اس حبہ کا دینا ہے کہ تا کان اللہ لہ آخر کو ملے کیونکہ ہستی ضعیف اور بیقرار ہے ہست ہوئی ہستی رب سے پائدار ہستی فانی جو خود اسے سونپے ہمیشہ باقی رہے وہ ہرگز نہ مرے یعنی غافل ہونا اگرچہ حکمت و نعمت ہے مگر اسقدر غافل مت ہو کہ ناسور ہوا اور عقل تیری رنجور ہو کیونکہ جو ہو واسطے اللہ کے بس اللہ ہو واسطے اس کے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ جیسے قطرہ الخ ۵ شعر جیسے قطرہ ڈرتا ہی باد و خاک سے کہ یہ دونون اسکو فنا کردیوین گرمی خورشید سے جو دریا مین ملا یا وہ خاک سے بالکل چھپا ولیکن وہ دریا مین گم ہوا اسکی ذات قائم رہے اے قطرہ بے ندامت تو خود کو دے تا جیمت قطرہ دریا مین ملے اے قطرے یہ شرف تو خود کو دے تا بحر مین تو ایمن ہوا آفات سے یعنی عنایت مرشد سے ہو کوئی اگر مثل قطرہ کے ہو دریائے ذات حق مین فنا ہوا اپنے کو نفس شیطان سے چھپا اور ایمن ہو آگے جو بعضے ہین فافہم ۱۲

چون باصل خود که دریا بو جست	از تف خورشید باد و خاک رست	گرمی خورسے جو دریا مین ملا	خاک سے اور بادسے بالکل جدا
ظاہرش گم گشت در دریا و لیک	ذات او معصوم پابرجاست نیک	گم ہوا دریا مین ظاہر وہ دلے	ذات اُسکی پاک اور قائم ہے
این بده ای قطره خود را بی ندم	تا بیابی در بہاے قطره یم	بے ندامت خود کو ای قطرہ تو دے	قیمت قطرہ مین تا دریا ملے
این بده ای قطره خود را این شرف	در کف دریا شو ایمن از تلف	یہ شرف ای قطرہ اپنے کو تو دے	بحر مین ایمن ہوتا آفات سے
خود کرا آید چنین دولت بدست	قطره را بحرے تقاضا گر شدست	ایسی[1] دولت کسکے آئی ہاتھ ہی	بحر قطرہ کو بلائے آپ سے
چون تقاضا میکند دریا ترا	پس حیا استادی و سازی ہلا	جو کہ اب دریا بلاتا ہے تجھے	کیون تو ٹھہرا اور تامل کیون کرے
الله الله زود بفروش و بخر	قطره ده بحر پر گوہر ببر	اللہ اللہ جلد بیچ اور مول لے	دے تو قطرہ بحر پُر گوہر کرے
الله الله ہیچ تاخیرے مکن	که ز بحر لطف آمد این سخن	اللہ اللہ مت کرے اب دیر تو	لطف کے دریا سے جان اس بات کو
الله الله زود بشتاب و بجو	چونکه بحر رحمت است این نیست جو	اللہ اللہ جلد دوڑ اور ڈھونڈھ تو	بحر رحمت کا ہی یہ اور نہی جو
الله الله گوے شو بیدست و پا	تا شود چوگان موسے پا ترا	اللہ اللہ گیند ہو بیدست و پا	تاکہ ہو چوگان موسٰے پا ترا
الله الله تو گمان بد مبر	بر چنین انعام عام ای بیخبر	اللہ اللہ تو گمان بد نہ کر	ایسے عام انعام پر اسے بیخبر
الله الله زود دریاب ای فتا	تا نگردی در غلط بینی فنا	اللہ اللہ[2] جلد اب تو اس کو پا	تا غلط بینی مین نہ ہو تو فنا
الله الله ترک کن ہستی خود	چونکه خواندست برواے معتمد	اللہ اللہ ترک ہستی اپنی کر	جو بلاتا ہے تجھے جا اے بشر
الله الله زود تر تعجیل کن	برفروز از این اشارت بی سخن	اللہ اللہ جلد تر جلدی تو کر	اس اشارے سے تو اب ہو تو زبر
الله الله تا کنون کژ باختی	گردن اندر معصیت افراختی	اللہ اللہ اب تلک ٹیڑھا چلا	معصیت مین تو نے سر بالا کیا
الله الله چون عنایت در رسید	بے توقف در وی آمیز ای عنید	اللہ اللہ جو عنایت آئی ہے	بے توقف اُسمین مل تو آپ سے
الله الله چونکه عصیانہا لے تو	در نمی مالد برویت شکر گو	اللہ اللہ تو نے عصیان جو کرے	شکر کر منھ پر نہین ملتے ترے
الله الله چون ز فضلت[?] داد	سر بخاک پاے او باید نہاد	اللہ اللہ تجھکو دوے فضل سے	خاک پا پر سر کو رکھنا چاہیے

[1] ایسی دولت الخ ے شعر ایسی دولت کس کے ہاتھ آئی ہے کہ دریا قطرے کو بلائے آپ سے جو کہ آب دریا تجھکو بلاتا ہے کیون تو ٹھہرا اور تامل کرتا ہے اللہ اللہ تو جلد بیچ اور مول سے قطرہ کو دے اور دریاے پر گوہر لے اللہ اللہ اب دیر مت کر دریاے لطف سے اس بات کو جان اللہ اللہ جلد تو دوڑ اور تو ڈھونڈھ یہ دریا رحمت کا ہے اور جو نہین ہے اللہ اللہ تو گیند بے دست و پا ہو تاکہ موسے کا چوگان تیرا پاؤن بنے اللہ اللہ تو گمان بد مت کر ایسے عام انعام پر اسے بے خبر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] اللہ اللہ الخ ے شعر اللہ اللہ جلد تو اس کو پا تا غلط بینی مین تو فنا نہ ہو اللہ اللہ اپنی ہستی ترک کر کہ جو تجھکو بلاتا ہے ای بشر جا اللہ اللہ جلد تر تو جلدی کر اس اشارے سے اب تو زبر ہو اللہ اللہ تو اب تک ٹیڑھی راہ اور معصیت مین چلا تو نے سر بلند کیا اللہ اللہ جو عنایت آئی ہے بے توقف تو اُس مین مل آپ سے اللہ اللہ جو تو نے گناہ کیے شکر کر کہ منھ پر تیرے نہین مارے اللہ اللہ تجھکو جلد راہ دے فضل سے خاک پا پر سر کو رکھنا چاہیئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اللہ اللہ با چنین کفر و دو تو — چون قبولت میکند اکرام او
لطف اندر لطف او گم می شود — کاسفلے بر چرخ ہفتم میرود
ہین کہ یکبازی سعادت بوالعجب — ہیچ طالب این نیابد در طلب
در پذیر این چار خلعت زود زود — تا ببینی در عوض صد عزّ و سود
گفت با ہامان بگویم اے مشیر — شاہ را لازم بود رائے وزیر

اللہ اللہ باوجود اس کفر کے — جو قبول اسکا کرم تجھ کو کرے
لطف اسکے لطف مین گم ہوے ہے — کہ تو سفلی آسمان پر جائے ہے
ایک بازی یہ عجب تجھکو پڑی — نے طلب مین پائے یہ طالب کوئی
کر یہ حاصل چارون خلعت جلد تو — تا عوض مین پائے سو عز و سو
بولا ہامان سے کہون مین اے مشیر — شہ کو لازم ہے کہ لے رائے وزیر

مثل در باز بادشاہ و کمپیر زن کہ در خانۂ او بود — قصہ باز بادشاہ و پیرزن کا کہ اسکے گھر مین تھا

گفت با ہامان مگو این راز را — کو زکم پیرے نداند باز را
باز اسپیدی بکم پیرے دہی — او ببرد ناخنش بہر بہی
ناخنے کہ اصل کارست و شکار — کور کمپیرے ببرد کور وار
کہ کجا بودست مادر کہ ترا — ناخنان زینسان درازست ای کیا
ناخن و منقار و پرش را برید — وقت مہر این میکند زال پلید
چونکہ تتماجش دہد او کم خورد — خشم گیرد مہرہا را بر درد
کہ چنین تتماج پختم بہر تو — تو تکبر می نمائی و عتو
تو سزائی در ہمان اوبیر را — نعمت و اقبال کے سازد ترا
آب تتماجش دہد کاین را بگیر — گر نمی خواہی کہ نوشی این فطیر
آب تتماجش نگیرد طبع باز — زال تبر رنجد شود خشمش دراز
از غضب آن آش سوزان بر سرش — زال فرو ریزد شود کل مغفرش

بولی ہامان سے نہ کہ اس راز کو — پیرزن اندھی نجانے باز کو
شاہ باز اک پیرزن کو جو تو دے — کاٹے ناخن اُسکے اچھے کیلیے
اصل مین ناخن ہین اسکے کام کے — اندھے پن سے پیرزن کاٹے اُسے
کہ تری مادر ہے کیسی کس لئے — اسقدر ناخن بڑھالئے ہین ترے
کاٹے اسکے ناخن و منقار و پر — وقت حب کرتی ہے وہ زال بتر
شوربا جو اسکو دے کم کھائے وہ — ہووے غصہ چھوڑدے وہ اشفاق کو
کہ پکایا شوربا تیرے لئے — تو تکبر اور رعونت بس کیے
تو ہے لائق ایسے ہی ادبار کے — نعمت و اقبال کب لائق تجھے
شوربا وہ اسکو دیوے کہ یہ لے — گر نچاہے کھانا نازے دود
شوربا نہ چاہے طبع باز کی — زال کو غصہ ہو اور رنجیدگی
شوربا گرم اُسکے سر پہ خشم سے — پیرزن مارے وگنجہ سر کرے

سلہ اللہ اللہ ؎ شعر اللہ اللہ باوجود اس کفر کے جو اسکا کرم تجھکو قبول کرے اسکے لطف مین لطف گم ہوتا ہے کہ تو سفلی آسمان پر جاتا ہے ایک بازی ہے عجیب تجھکو پڑی ہے کہ طلب مین کوئی طالب نہین پاتا ہے یہ حاصل کر چارون خلعت تو جلد تاکہ عوض مین سو اعزاز تو پاوے فرعون نے کہا کہ ہامان سے مین کہونگا اے مشیر شاہ کو لازم ہے کہ وہ وزیر کی راے سے یعنی یہ لطف اسکا ہے کہ وہ تجھکو پوچھتا ہے یہ کوئی طالب طلب مین نہین پاتا ہے ہامان اسکی قدر کیا جانے جیسے باز شاہی کی قدر پیرزال کیا جانے فافہم ۱۲ سلہ بولی آخ ؎ شعر آسیہ نے کہا کہ ہامان سے مت کہ اس راز کو کہ پیرزن اندھی باز کو نہین جانتی ایک شاہباز پیرزن کو جو تو دے وہ ناخن اُس کے اچھے کے لئے کاٹے اصل مین اور اسکے ناخن ہی کام کے ہین پیرزن اندھے پن سے اسے کاٹے کہ تیری ماں کیسی ہے کیونکہ ناخن اسقدر تیز بڑھائے ہین کاٹے اُس کے ناخن و منقار و پر محبت کے وقت یہ کسے ہے زال بدتر شوربا اسکو دے وہ نہ کھائے غصہ ہووے اور وہ چھوڑے اشفاق کو کہ شوربا پکایا تیرے واسطے اور تو تکبر اور رعونت کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تو ہے لائق ؎ شعر تو ایسی ہی ادبار کے لائق ہے نعمت و اقبال کب تجھکو لائق ہے شوربا وہ اسکو دیوے کہ یہ لے اور اگر نہین جانتا ہے کھانا کہ یہ خام ہے شوربا کو طبع باز کی نہین چاہے زال کو غصہ ہو اور رنجیدگی شوربا گرم کو خشم سے اسکے سر پہ پیرزن مارے سر گنجہ کرے اسکے اشک سوز سے جاری ہو وین اُسدم لطف شاہ اُسکو یاد آئے آگے اسکے حقائق ہین اس دو چشم نازنین و شوخی رخ شاہ سے کمال از بس رکھے چشم زاغ اسکی پر ہو زخم زاغ سے کہ چشم بد سے نیک چشمون کو داغ ہے یعنی چشم بینا اس شخص کی کہ دیدۂ شاہ سے روشن ہو صحبت نااہل سے پُر زخم ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم

اشک ازان چشمش فرو ریزد ز سوز / یاد آرد لطف شاہ دل فروز — اشک جاری اسکے ہووین مونہسے / یاد آسدم لطف شہ آوے اسے

زان دو چشم نازنین پر دلال / کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال — اس دو چشم نازنین و شوخ سے / کہ رخ شہ سے کمال از بس رکھے

چشم مازاغش شدہ پر زخم زاغ / چشم نیک از چشم بد یا دردو داغ — چشم مازاغ اسکی ہو پر زخم زاغ / چشم بد سے نیک چشمونکو ہی داغ

چشم دریا بسطئے کز بسط او / ہر دو عالم می نماید تار مو — چشم دریا بسط ہی بسط اسکی سے[1] / دونون عالم دیکھتے ہین جون بال کے

گر ہزاران بحر در چشمش رود / ہمچو چشمہ پیش قلزم گم شود — چشم مین گر جائین صدہا اسکی بحر / آگے قلزم کے ہون گم مانند نہر

چشم بگذشتہ ازین محسوسہا / یافتہ از غیب بینی بوسہا — چشم گذری اسکی اس محسوس سے / غیب بینی سے ملے ہین فائدے

خود نمی یابم یکی گوشے کہ من / نکتۂ گویم ازان چشم حسن — محرم راز اب نہین ملتا مجھے / کہ کہون مین اُس سے نکتہ چشم کے

می چکد آن آب محمود جلیل / میربودی قطرہ اش را جبرئیل — اس سے ٹپکے آب محمود جلیل / اُسکا بس لیجائے قطرہ جبرئیل

تا بمالد در پر و منقار خویش / گر دہد دستوریش اے خوب کیش — تا ملے اپنے پر و منقار پے / گر اجازت دے اُسے وہ جان لے

باز گوید خشم کم بیر از فروخت / فر و نور و صبر و حلمم را بسوخت — باز کہوے زال کا غصہ بڑھا[2] / فر و صبر و حلم بس میرا جلا

باز جانم باز صد صورت تند / زخم بر ناقہ نہ بر صالح زند — باز میری جان کو سو صورت کرے / زخم دے ناقہ کو نے صالح کو دے

صالح از یکدم کہ برآرد شکوہ / صد چنان ناقہ برآید ز کوہ — صالح اکدم سے کرے یا ہیبت اگر / ایسے سو ناقے نکالے کوہ سے

دل ہمی گوید خموش و ہوش دار / ورنہ درآیند غیرت پود و تار — دل کہے کہ ہوش کر او چپ رہو / ورنہ غیرت پھاڑ ڈالے جسم کو

غیرتش راہست صد حلم نہان / ورنہ سوزیدے بیکدم صد جہان — اُسکی غیرت کے ہین سو حلم نہان / ورنہ اکدم مین جلا دے سو جہان

نخوت شاہی گرفتش جلہ بند / تا دل خود را ز پند او کرد بند — نخوت شاہی سے نے سنتا ہے پند / پند انکی سے کیا ہے دل کو بند

کہ کنم با رائے ہامان مشورت / کوست پشت ملک قطب مقدرت — کہ کرون مین مشورہ ہامان سے / کہ ممالک کا وہ پشتیبان ہے

مصطفٰے را رائے زن صدیق رب / رائے زن بوجہل را شد بولہب — تجھے مشیر مصطفٰے صدیق رب[3] / اور مشیر بوجہل تھا بولہب

[1] چشم دریا الخ ۴ شعر چشم دریا کی بسط ہے اُسکی بسط سے دونون عالم دیکھتے ہین بال کے مانند اسکی چشم مین اگر صدہا بحر جائین آگے قلزم کے مانند نہر کے اسکی چشم گذری محسوس سے کہ غیب بینی سے فائدے ملے مجھے محرم راز نہین ملتا ہین اس سے کہون نکتے چشم کے اُس سے ٹپکے آب محمود جلیل اُسکا قطرہ لیجائے جبرئیل تاکہ اپنے پر و منقار پر ملے اگر وہ اس کو اجازت دے جان سے یعنی مین اس چشم کا راز کہتا اگر کسی کو محرم راز پاتا کہ چشم آشنائی یار ایسی ہوتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[2] باز کہوے الخ ۸ شعر باز کہوے کہ زال کا غصہ بڑھا کر و فر و صبر و حلم میرا جلا آگے حقائق اس کے ہین میری جان کا باز سو صورت کرے زخم ناقہ کو دے نہ صالح کو صالح ایک دم اگر با ہیبت کرے ایسے سو ناقہ کوہ سے نکالے دل کہے کہ ہوش کر او چپ رہو ورنہ غیرت پھاڑ ڈالے جسم کو اسکی غیرت کے سو حلم پوشیدہ ہین ورنہ ایکدم مین سو جہان جلا دے آگے رجوع بقصہ فرعون ہے نخوت شاہی سے پند نہین سنتا ہے انکی پند سے دل کو بند کیا ہی کہ مین مشورہ کرون ہامان سے کہ وہ ممالک کا پشتیبان ہے یعنی جان اس نفس کو مارے اور روح کو نہین کہ روح ایسے سو جسم پیدا کرے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

[3] تجھے مشیر الخ ۳ شعر مصطفٰے صلعم کے مشیر صدیق رب ہین اور ابوجہل کا بولہب تھا اُس کی جنسیت سے وہ کشش کری کہ اسکو دو چند لافنے ہوگئی جنس طرف جنس کے سو سے اُٹھے اور ان خیالون پر وہ قیدون کو توڑدے یعنی جنس کو کشش اپنی جنس کی جانب ہوتی ہے چنانچہ اسکی مثال مین قصہ عورت و اس کے بچے کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

عرق جنسیت چنانش جذب کرد / کان نصیحتہا بہ پیشش گشت سرد
جنس سوئے جنس صد پرہ پرد / بر خیالش بندہا را بردرد

جنسیت نے وہ کشش اسکی کری / کہ اُسے وہ پند لاشے ہو گئی
جنس سوئے جنس سو پر سے اُڑے / اُس خیالوں پر وہ بندیں توڑ دے

قصۂ آن زن کہ طفل او بر سر ناودان می غژید و خطر افتادن داشت و از علی کرم اللہ وجہہ چارہ جست

قصہ اُس عورت کا کہ بچہ اُس کا پرنالہ میں گھس گیا تھا اور خوف تھا گرنے کا تو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے علاج اسکا پوچھا

یک زنے آمد بہ پیش مرتضیٰ / گفت شد بر ناودان طفلے مرا
گرش میخوانم نمی آید بدست / ور ہلم ترسم کہ او افتد بہ پست
نیست عاقل تا کہ دریابد چو ما / گر بگویم کز خطر سوی من آ
ہم اشارت را نمی داند بدست / ور بداند نشنود این ہم بدست
بس نمودم شیر و پستان را بدو / او ہمی گرداند از من چشم و رو
از برائے حق شمائید اے مہان / دستگیر این جہان و آن جہان
زود درمان کن کہ میلرزد دلم / کہ بدرد از میوۂ دل بگسلم
گفت طفلے را برآور ہم بہ بام / تا ببیند جنس خود را آن غلام
سوئے جنس آید سبک زان ناودان / جنس بر جنس ست عاشق جاودان
زن چنان کرد و چو دید آن طفل او / جنس خود خوش خوش بدو آورد رو
سوئے بام آمد ز متن ناودان / جاذب ہر جنس را ہمجنس دان

سے۵ ایک عورت آئی پیش مرتضیٰ / بولی پرنالہ میں بچہ گھس گیا
گر بلاتی ہوں نہیں آتا ہے وہ / گر میں چھوڑوں خوف ہے گر جائے وہ
نے ہے عاقل مجھ سا جانے ظاہرا / گر کہوں آفت سے میری سمت آ
نے اشارہ ہاتھ کا وہ جانتا / گر وہ جانے نے سنے یہ بھی برا
بس دکھایا دودھ چھاتی کو اُسے / پھیرتا ہے آنکھ و منھ وہ دودھ سے
واسطے حق کے کہ تم ہو دستگیر / اس جہان و اُس جہان میں اے امیر
جلد کر میری دوا ڈرتی ہوں میں / درد سے بچے کے دل ہووے ریش
سے۶ بولے اک بچہ کو تو لا بام پر / تا کہ جنس اپنی کو دیکھے دمبدم
آئے پرنالہ سے جنس اپنی کی سو / جنس پر ہے جنس عاشق جان تو
ایسے ہی زن نے کیا بچہ نے جو / دیکھا ہمجنس اپنا آیا شاد ہو
آیا پرنالے سے پس وہ بام پے / ہے کشش ہمجنس کو ہمجنس سے

سے۵ ایک عورت آئی الخ ۵ شعر ایک عورت مرتضیٰ کے پاس آئی اور کہا کہ بچہ میرا پرنالہ میں گھس گیا ہے اگر میں بلاتی ہوں وہ نہیں آتا ہے اگر میں چھوڑوں خوف ہے کہ وہ گر جائے عاقل نہیں ہے کہ مجھ سا ظاہرا جانے اگر کہوں کہ آفت سے میری سمت آ نہ اشارہ ہاتھ کا وہ جانتا ہے اگر وہ جانے اور نہ سنے یہ بھی برا ہے بہت کچھ دودھ اور چھاتی کو اُسے دکھایا منھ و آنکھ وہ دودھ سے پھیرتا ہے خدا کے واسطے کہ تم دستگیر ہو اس جہان اور اُس جہان میں اے امیر جلدی کرو میری دوا اگر میں ڈرتی ہوں درد سے بچے کے دل میرا زبون ہو وے آگے جواب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے فافہم ۱۲ سے۶ بولے ایک بچہ الخ ۸ شعر فرمایا ایک بچہ کو تو بام پر لا تاکہ اپنی ہمجنس کو وہ لڑکا دیکھے پرنالہ سے اپنی جنس کی طرف آئے چونکہ جنس پر جنس عاشق ہے ایسے ہی عورت نے کیا جو بچے نے ایک اپنا ہمجنس دیکھا تو وہ خوش خوش پرنالہ سے بام پر آیا ہر جنس کو کشش ہے ہم جنس سے بچہ کی جانب آیا وہ بچہ دوڑتا ہوا اور گرنے سے بیچ کے بچا آگے اسکے حقائق ہیں اسواسطے انبیا بصورت بشر آئے ہیں تا بسبب جنسیت کے امت گرنے سے رہا ہو پس خود کو فرمایا بشر تمہارے مانند تا جنس کے پاس آئیں اور گم گم ہوں کیونکہ جنسیت ایک کشش عجیب ہے جنس کھینچتی ہے جس جا اہل طلب ہیں یعنی انبیا کو حقتعالی نے ہو واسطے جنس بشر سے پیدا کیا ہے کہ بشر انکے پاس آکر ہدایت پائیں آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

نغز غژان آمد بسوے طفل طفل	وا رہید او از فتادن سوے طفل	سوے بچہ آیا بچہ وہ چلا	اور بیچے کے وہ گرنے سے بچا
زان شد ستند از بشر پیغمبران	تا بجنسیت رہند از ناودان	اس لئے آئے بشر سے انبیا	جنسیت سے تا ہون گرنے سے رہا
پس بشر فرمود خود را مثلکم	تا بجنس آیند و کم گردند گم	بس بشر فرمایا خود کو مثلکم	جنس کے تا پاس آئیں کم ہون گم
زانکہ جنسیت عجائب جاذبیست	جاذب جنس ست ہر جا طالبیست	کیونکہ جنسیت کشش ہے اک عجب	جنس کھینچے ہے جہان ہو طلب
عیسی و ادریس بر گردون شدند	با ملائک چونکہ ہمجنس آمدند	عیسیٰ اور ادریس گردون پر گئے	جو ملائک کے وہ ہمجنس آئے تھے
باز آن ہاروت و ماروت از بلند	جنس تن بودند از ان زیر آمدند	پھر وہ ہاروت اور ماروت آگرے تھے	جنس تن کے باعث اوپر سے تلے
کافران ہمجنس شیطان آمدہ	جانہاشان شاگرد شیطانان شدہ	ہین سبھی ہمجنس شیطان کافران	بس ہوئی شیطانکی شاگرد انکی جان
صد ہزاران خوے بد آموختہ	دیدہ ہاے عقل و دل بر دوختہ	سیکڑون وہ عادتین بد سیکھلین	آنکھیں عقل و دل کی اپنی بس سی لین
کمترین خوشان بدستے این حسد	آن حسد کہ گردن ابلیس زد	یہ حسد اک کمتر عادت انکی ہے	جس حسد سے گردن شیطان کٹے
زان سگان آموختہ حقد و حسد	کہ نخواہد خلق را ملک ابد	سیکھا ان کتون سے ہے حقد و حسد	کہ نہ چاہین خلق کو ملک ابد
ہر کرا دید او کمال از چپ و راست	از حسد قولنجش آمد درد خاست	جسکو کامل دیکھے دہنے بائیں سے	درد قولنج ہو حسد سے بس اُسے
زانکہ ہر بدبخت خرمن سوختہ	می نخواہد شمع کس افروختہ	کیونکہ ہر بدبخت خود خرمن جلا	چاہے کب روشن چراغ ہر ایک کا
ہین کمالے دست آور تا تو ہم	از کمال دیگران نافتی بغم	کرے حاصل تو کمال اپنے لئے	تا نہ غمگین ہو کمال غیر سے
از خدا میخواہ دفع این حسد	تا خدایت وارہاند زین جسد	اس حسد کی دفع مانگ اللہ سے	تا چھڑا دے جسم سے اللہ تجھے
مر ترا مشغولی بخشد درون	کہ نپردازی از ان سوے برون	اندرون سے تا ہو مشغولی تجھے	کہ نہ باہر آئے تو اُس سمت سے
جرعۂ می را خدا آن میدہد	کہ بدان مست از دو عالم میرہد	مے کے قطرہ کو وہ دیتا ہے خدا	مست اُسکا دونون عالم سے جدا
خاصیت بنہادہ در کف حشیش	کو زمانے میرہاند از خودیش	اور رکھی خاصیت اک نجہ میں ہے	اک زمان غافل رکھے وہ آپ سے

سلہ عیسیٰ الخ ۵ شعر حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس گردون پر گئے جو کہ ہمجنس ملائک آئے تھے پھر وہ ہاروت و ماروت آئے تھے جنس تن کے باعث اوپر سے نیچے کافر ہمجنس شیطان کے ہین بس شیطان کے شاگرد ہوئے انکی جان سیکڑون وہ عادتین بد سیکھ لین اپنی عقل و دل کی آنکھیں بس سی لین یہ حسد ایک عادت کمتر انکی ہے جس حسد سے گردن شیطان کی کٹی یعنی کافر جنس شیطان ہین کہ حسد شیطان کا اُن مین ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ سیکھا الخ ۷ شعر حقد و حسد اُن کتون سے سیکھی کہ خلق کو ملک ابد نہ چاہین جسکو دہنے بائین سے کامل دیکھے درد قولنج حسد سے اسے ہو یعنی سگان دنیا کو بسبب حسد کے نفع غیر پر رنج و درد ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے کیونکہ ہر ایک بدبخت سوختہ خرمن کب جلا چاہے چراغ روشن ہر ایک کا تو کہ اپنے لئے کمال حاصل کرے تو غیر کے کمال سے غمگین نہ ہو اُس حسد کی دفع اللہ سے مانگ تاکہ تجکو جسم سے اللہ چھڑا دے تاکہ مشغولی اندرون سے تجکو ہو تاکہ اُس سمت سے باہر نہ آئے قطرۂ مے کو وہ اثر خدا دیتا ہے کہ مست اُس کا دونون عالم سے جدا ہوتا ہے یعنی باطن سے اپنے ایسا مشغول ہو کہ اُس بیخودی سے تو ادھر نہ آسکے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور رکھی آہ ۷ شعر اور ایسی خاصیت گانجہ مین رکھی ہے کہ ایک زمانہ وہ غافل رکھے خود سے خواب کو حق نے اسیطور سے کیا کہ دونون عالم سے بیخبر رکھے عشق نے لیلیٰ سے کیا ایسا مجنون کو کیا کہ دوست دشمن سے ذرا نہ جانے سیکڑون مے رکھتا ہے اسطور سے کہ وہ ادراکات پر قائم کرے اور شقاوت کی شرابین نفس کے لئے ہین کہ وہ شرابی کو گمراہ کر دیں اور سعادت کی شرابین عقل کو ہین کہ وہ منزل بے نقل کو پائے کہ وہ مستی اپنی سے خیمۂ چرخ کو پھاڑ کر اُس سمت کی راہ لے یعنی شراب شقاوت کی نفس کو حاصل ہے اور شراب سعادت کی عقل کو حاصل ہے کہ وہ مست گمراہ ہوتا ہے اور یہ اُس منزل بے نقل کو پہونچ کر اور خیمۂ چرخ کو مستی سے پھاڑ کر وہ اُس سمت کی راہ لے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خواب بدانزدان پدافسان میکند　　کز دو عالم فکر را برمی کند
کرد مجنون را ز عشق پوستی　　کو نہ بشناسد عدو از دوستی
صد ہزاران اینچنین مے دارد او　　کہ بر ادراکات تو بگمارد او
ہست میہائے شقاوت نفس را　　کہ ز رہ بیرون برد آن نحس را
ہست میہائے سعادت عقل را　　کہ بیابد منزل بے نقل را
خیمۂ گردون ز سرمستی خویش　　بر کند زان سو بگیرد راہ پیش
ہین بہر مستی دلا غرہ مشو　　ہست عیسی مست حق خر مست جو
اینچنین می را بجو زین خنبہا　　مستیش نبود ز کوتہ دنبہا
زانکہ ہر معشوق چون خمیست پُر　　آن یکی درد و دگر صافی چو دُر
می شناسا ہین بچش با احتیاط　　تا مے یابی منزہ ز اختلاط
می شناسا ہین بچش اے ہوشیار　　آن مے صافی کزان گردی خمش
ہر دو مستی می دہند لیک این　　مستیت آرد کشان تا رب دین
تا رہی از فکر و سواس و حیل　　بے عقال این عقل در رقص الجمل
انبیا چون جنس روح اند و ملک　　مر ملک را جذب کردند از فلک
باد جنس آتش ست و یار او　　کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
چون ببندی تو سر کوزہ تہی　　در میان حوض یا جوے نہی
تا قیامت او فرو ناید بہ پست　　کہ دلش خالی ست در وے باد ہست
میل بادش چون سوے بالا بود　　ظرف خود را ہم سوے بالا کشد

خواب کو حق نے کیا اس طور سے　　کہ دو عالم سے بیٹھے بے فکر ہی
عشق سے لیلیٰ کے مجنون کو کیا　　کہ نہ پہچانے دوست دشمن سے ذرا
سیکڑون رکھتا ہی ایسا اسطور سے　　کہ وہ قائم کردے ادراکات پہ
ہین شقاوت کی شرابین نفس کے　　کہ شرابی کو کرے گمراہ دو
ہین سعادت کی شرابین عقل کو　　کہ وہ پاوے منزل بے نقل کو
اپنی مستی سے وہ خیمہ چرخ کو　　چھاڑ کر اس سمت کی لے راہ جو
سلہ پس تو ہر مستی سے مغرور نہو　　مست حق عیسی ہی اور خر مست جو
نوش کر اس خم سے ایسی خمر کو　　مستی اس کی ہین نہیں ناقص سرا
کیونکہ ہر معشوق مثل خم ہے پر　　ایک گدلا دوسرا جون صاف ہو
مے شناسا چکھ تو ہشیاری سے مے　　صاف بے آمیز تجکو تا ملے
مے شناسا چکھ تو بادہ صاف کو　　اس مے صافی سے تا خاموش ہو
سلہ دیتی مستی تجکو دونون ہین مے لے　　اسکی مستی لائے اللہ تک تجھے
تا تو چھوٹے فکر اور وسواس سے　　رقص ناقہ مین بغیر ز عقل کے
ہیں ملک اور روح کی جنس انبیا　　پس ملک کو جذب گردون سے کیا
باد و آتش دونون باہم جنس ہین　　کہ وہ دونون قصد بالا رکھتے ہین
خالی کوزہ کے جو سر کو باندھے تو　　اور اندر حوض کے بس ڈالے تو
تا قیامت وہ نہ ڈوبے گا کبھی　　کہ دل اسکا خالی اور پر باد ہی
راغب بالا جو اس کی یاد ہو　　سوے بالا کھینچے اپنی ظرف کو

سلہ پس تو آخر ۶ شعر لیس ہر مستی سے مغرور نہو کہ مست حق عیسی ہے اور خر جو کا مست ہے اس خم سے ایسی مے نوش کر کہ مستی جسکی ایسی ناقص نہو کیونکہ ہر ایک معشوق مثل خم پُر ہے ایک گدلا دوسرا گوہر کے مانند صاف ہے اے مے شناس تو ہوشیاری سے مے صاف کو چکھ تا کہ صاف بے آمیزش کے تجکو ملے اے مے شناس تو بادہ صاف کو چکھ تا کہ اس مے صافی سے تو خاموش ہو تجکو دونون مے مستی دیتی ہین ولیکن اس کی مستی تجکو اللہ تک لائے یعنی اے مے شناس تجکو مے شقاوت مے سعادت کی مستی دین ولیکن مے سعادت کی مستی تجکو اللہ تک پہونچا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تا تو آخر ۶ شعر تا کہ تو فکر و وسواس سے چھوٹے رقص ناقہ میں بغیر پابندی عقل کے انبیا ملک و روح کی ہم جنس ہین ملک کو گردون سے جذب کیا آگے اس کی مثال ہے باد و آتش دونون ہم جنس ہین کہ وہ دونون قصد بلندی کا رکھتے ہین تو خالی کوزے کے سر کو باندھے اور اندر حوض کے چھوڑ دے قیامت تک وہ نہین ڈوبے گا کیونکہ دل اس کا خالی اور باد سے بھرا ہوا ہے راغب بلندی کی جو اس کی یاد ہو جانب بالا کے اپنی ظرف کو کھینچے یعنی جو عشق و ہوا سے بھرا ہے وہ مثل کوزہ خالی کے آب معنی میں نہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

باز آن جانها که جنس انبیاست / سوی ایشان کش کشان چون سایهاست
زانکه عقلش غالبست و بی ز شک / عقل جنس آمد بخلقت با ملک
وان هوای نفس غالب بر عدو / نفس جنس اسفل آمد شد بدو
بود قبطی جنس فرعون ذمیم / بود سبطی جنس موسیٰ کلیم
بود هامان جنس تر فرعون را / برگزیدش برد تا صدر سرا
لاجرم از صدر در قعرش کشید / که ز جنس دوزخ اند آن دو پلید
هر دو سوزنده چو دوزخ ضد نور / هر دو چون دوزخ ز نور دل نفور
زانکه دوزخ گوید ای مومن تو زود / برگذر که نورت آتش را ربود

سلہ پھر وہ جانین کہ ہین جنس انبیا / انکی سو کھنچتی ہین مثل سایا
کیونکہ عقل انکی ہی غالب ای اخی / عقل ہم جنس ملک پیدا ہوئی
نفس کی غالب عدو پر ہوئی بلا / نفس جنس اسفلی تھت ہی دغا
جنس تھی فرعون کی وہ قبطیان / اور تھے ہم جنس موسیٰ اسبطیان
اور ہامان جنس تھا فرعون کا / صدر تک اپنے وہ اسکو لیگیا
صدر سے تا قعر کھینچا اسلئے / کہ یہ دونون جنس سے دوزخ کی تھے
دونون جلتے جیسے دوزخ ضد نور / مثل دوزخ نور سے دونون ہین دور
کیونکہ دوزخ کہوے مومن بھاگ تو / کہ بجھائے نور تیرا آگ کو

در بیان حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جز یا مومن فان نورک اطفأ ناری از زبان دوزخ

بیان مین اس حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جز یا مومن فان نورک اطفأ ناری زبان دوزخ سے

(بھاگ اے مومن پس تحقیق — بجھائی آگ میری نور تیرے نے)

بگذر ای مومن که نورت میکشد / آتشم را چونکه دامن میکشد
میرمد آن دوزخی از نور هم / زانکه طبع دوزخستش ای صنم
دوزخ از مومن گریزد آنچنان / که گریزد مومن از دوزخ بجان
زانکه جنس نار نبود نور او / ضد نار آمد حقیقت نورجو

علہ بھاگ مومن نور تیرا نار کو / میری ٹھنڈا کردے جاتا ہی تو
بھاگتا وہ دوزخی ہی نور سے / کیونکہ اک دوزخ طبیعت اسکی ہی
ایسی دوزخ بھاگتی مومن سے ہی / جیسے مومن بھاگتا ہی نار سے
کیونکہ نور اسکا نہین ہی جنس نار / نور کا ضد نور جو ہے اصل کار

سلہ پھر وہ آلخ ۸ شعر پھر وہ جانین کہ جنس انبیاسے ہین اعلیٰ انکی طرف کھینچتی ہین مانند سایہ کے کیونکہ اُن کی عقل غالب ہے اور عقل ہم جنس ملک پیدا ہوئی ہے اور نفس کی عدو پر غالب ہوئی نفس جنس اسفلی ہے تقت ہوجو ادیل جنس فرعون کی وہ قبطی تھے اور ہم جنس موسیٰ کے سبطی تھے اور ہامان جنس فرعون کا تھا صدر تک پہنچے وہ اس کو لیگیا صدر سے قعر تک کھینچا اس واسطے کہ وہ دونون جنس دوزخ کے تھے دونون جلتے دوزخ ضد ہے نور کی مثل دوزخ کے نور سے دونون دور ہین کیونکہ دوزخ کہوے مومن سے تو بھاگ کہ تیرا نور بجھاتا ہے آگ کو یعنی نور عقل ہم جنس ملک ہے اور نفس ہم جنس اسفل ہے پس عقل اعلیٰ کو جاتی ہے اور نفس اسفل کو رغبت رکھتا ہے پس سفلی علوی سے کیون نہ بھاگے جیسے دوزخ نور مومن سے پناہ مانگتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بھاگ مومن آلخ ۴ شعر اے مومن بھاگ کہ نور تیرا میری نار کو ٹھنڈا کردے جو تو آتا ہے، وہ دوزخی بھاگتا ہے نور سے کیونکہ اُس کی طبع ایک دوزخ ہے اسی طرح دوزخ بھاگتی ہے مومن سے جیسے مومن نار سے بھاگتا ہے کیونکہ اُس کا نور جنس نار نہین ہے جو نار کا ضد ہے اصل مین یعنی فرعون جنس دوزخ تھا اور موسیٰ نور تھا اسواسطے فرعون موسیٰ سے بھاگتا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

در حدیث آمد که مومن در دعا / چون امان خواهد ز دوزخ از خدا
دوزخ از وی هم امان خواهد بجان / که خدایا دور دارم از فلان
جاذبهٔ جنسیت است اکنون ببین / که تو جنس کیستی از کفر و دین
گر به هامان مایلی هامانیی / ور به موسیٰ مایلی سبحانیی
ور بهر دو مایلی انگیخته / نفس و عقلی هر دو آن آمیخته
هر دو در جنگند هان و هان بکوش / تا شود بر نفس غالب عقل و هوش
ساغر صدق از کف موسیٰ بنوش / تا شود غالب معانی بر نقوش
در جهان جنگ شادی این بس است / که ببینی بر عدو هر دم شکست
جهد کن تا خصمت اشکسته شود / گرچه فرعون دنی این نشنود
این حدیث آمد درازا ناگزیر / باز گو اضلال فرعون و مشیر

ہے[1] حدیثون مین خدا سے منان / جو دعا مین چاہین دوزخ سے امان
دوزخ اُسنے بھی امان چاہے سدا / کہ فلان سے دور رکھ مجھکو خدا
جنسیت کی اب کشش کو دیکھ لے / کہ تو کسکی جنس کفر و دین سے ہی
مائلِ ہامان ہی ہامانی ہی تو / مائل موسیٰ ہے سبحانی ہی تو
ساتھ دونون کے اگر مائل ہی تو / مشترک رکھتا ہی نفس و عقل کو
دونون[2] باہم لڑتے ہین کوشش تو کر / تا کہ غالب عقل ہووے نفس پر
ہاتھ سے موسیٰ کے جام صدق لے / معنی تا غالب ہون صورت پر تیرے
بس ہی یہ شادی جہان جنگ مین / کہ شکستین تجکو دشمن پر دکھین
کر تو کوشش تا شکستہ ہو عدو / گرچہ فرعون کب سنے اس بات کو
ہوگئی یہ بات طول اب پھر کہو / ہامان اور فرعون کے احوال کو

مشورت کردن فرعون با وزیرش هامان در ایمان آوردن بموسیٰ[1]

مشورہ کرنا فرعون کا ہامان سے درباب ایمان لانے موسیٰ علیہ السلام پر

آن ستیزه رو بسختی عاقبت / گفت با هامان برای مشورت
وعده‌های آن کلیم الله را / گفت و محرم ساخت آن گمراه را
گفت با هامان چو تنهااش بدید / جست هامان و گریبان بر درید
بانگها زد گریه‌ها کرد آن لعین / کوفت دستار و کله را بر زمین

آخر[3] اُس بدخو نے ہامان سے کہا / مشورے کے واسطے بس ظاہرا
وعدہ ہاے اُس کلیم اللہ کو / کہہ کے محرم کر دیا گمراہ کو
پایا جو ہامان کو تنہا تو کہا / کودا ہامان پارہ جامہ کو کیا
چیخا اور رویا بہت کچھ وہ لعین / پھینکی پگڑی ٹوپی بالائے زمین

[1] ہے حدیثون مین الخ ۵ شعر حدیثون مین ہے کہ خدا سے مومن جو دعا مین دوزخ سے امن چاہتے ہین دوزخ اسنے بھی امن چاہتی ہے اور کہتی ہے کہ فلان سے دور رکھ مجھکو اے خدا اب جنسیت کی کشش کو دیکھ لے تو کہ کس کی جنس کفر و دین سے ہے اگر مائل ہامان ہے تو ہامانی ہے اور مائل موسیٰ ہے تو سبحانی ہے اور اگر تو دونون کے ساتھ مائل ہے تو مشترک رکھتا ہے نفس و عقل کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دونون الخ ۵ شعر دونون باہم لڑتے ہین تو کوشش کر کہ تا عقل غالب ہو نفس پر موسیٰ کے ہاتھ سے جام صدق حاصل کر تا کہ معنی صورت پر تیرے غالب ہو بس شادی ہے جہان جنگ مین یہ ہے کہ تجھکو دشمن نفس پر شکستین دکھائی دین تو کوشش کر تا کہ دشمن شکستہ ہو اگرچہ فرعون کب سنتا ہے اس بات کو یہ بات طول ہوگئی اب پھر کہو ہامان اور فرعون کے احوال سے یعنی تو اپنی کوشش دل کو دیکھ لے کہ کس جنس کی جانب وہ کھینچتا ہو اگر دونون جانب کشش رکھتا ہو تو کوشش کر کہ عقل کو غلبہ ہو تا نفس مغلوب ہو آگے مشورہ فرعون کا ہامان سے بیان ہے فافہم ۱۲ [3] آخر اُس بدخو نے الخ ۴ شعر آخر کار اس بدخو نے ہامان سے کہا مشورے کے واسطے پس ظاہرا اس کلیم اللہ کے وعدون کو کہکر اس گمراہ کو محرم کر دیا ہامان کو جو کہ تنہا پایا تو کہا پس ہامان کودا اور جامہ کو پارہ کیا چیخا اور رویا وہ لعین بہت کچھ اور پگڑی و ٹوپی پھینکی زمین پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

کہ چگونہ گفت آن دون روے شلہ	این چنین گستاخ آن حرف تبہ	س۵۱ کہ کہا کیسے یہ آگے شاہ کے	اس کلام بد کو اُس گستاخ نے
جملہ عالم را مسخر کردہٗ	کار را با بخت چون زر کردہٗ	تو نے عالم کو مسخر بس کیا	کام کو قسمت سے جون زر بس کیا
از مشارق وز مغارب بے لجاج	سوے تو آرند سلطانان خراج	مشرق و مغرب سے ہر اک اہل تاج	تیری جانب بھیجتا ہے بس خراج
بادشاہان لب ہمی مالند شاد	بر ستانہ خاک تو اے کیقباد	بادشہ سب چومتے ہیں ہو کے شاد	آستانے کو ترے اے کیقباد
اسپ باغی چون ببیند اسپ ما	رو بگرداند گریزد بے عصا	گھوڑا باغی دیکھے جو گھوڑا مرا	ہووے روگرداں وہ بھاگے بے عصا
تاکنون معبود و مسجود جہان	بودہٗ گردی کمینہ بندگان	س۵۲ تو رہا ابتک تو معبود جہان	ہوتا ہے اب کمترین بندگان
در بہ آتش شدن زین خوشتر است	کہ خداوندے شود بندہ پرست	جانا سو آتش میں بہتر اس سے ہے	کہ مطیع اک خواجہ بندے کا بنے
نے بکش اول مرا اے شاہ چین	تا نہ بیند چشم من بر شاہ این	پہلے مجکو مار ڈال اے شاہ تو	تا نہ دیکھوں شاہ پر اس بات کو
خسروا اول مرا گردن بزن	تا نہ بیند این مذلت چشم من	شاہ اول مار تو گردن مری	تا نہ دیکھے آنکھ یہ ذلت تری
خود نبودہ است و مبادا این چنین	کہ زمین گردون شود گردون زمین	نے ہوا ایسا نہ ہوتا ہے کہیں	کہ زمین گردون ہو اور گردون زمین
بندگان ما را خواجہ تاش ما شوند	بے دلان ما دلخراش ما شوند	میرے بندے تا مرے ہمسر نہیں	میرے خواہاں بس مرے نشتر نہیں
چشم روشن دشمنان و دوست کور	گشت ما را پس گلستان قعر گور	بینا دشمن دوست میرا کور ہو	اور گلستان مجکو قعر گور ہو

تزییف سخن ہامان بے ایمان علیہ اللعنۃ

رد کرنا قول ہامان بے ایمان علیہ اللعنۃ کا

دوست از دشمن ہمی نشناخت او	نرد را کورانہ کژ می باخت او	س۵۳ دوست سے دشمن کو نہ جانے وہ	نرد اندھوں کی طرح کھیلے ہے وہ
دشمن تو جز تو نبود اے لعین	بیگناہان را مگو دشمن بہ کین	تیرا دشمن تجھ سوا ہرگز نہیں	بیگنہ کو کہہ نہ دشمن اے لعین
پیش تو این حالت بد دولت است	کہ دوادو اولش آخر لت است	حال بد دولت ہے اک آگے ترے	کہ دوا دو اول آخر لات ہے

س۵۱ کہ کہا الخ ۵ شعر کیسے یہ آگے شاہ کے کہا اس کلام بد کو اُس گستاخ نے تو نے عالم کو مسخر کیا و کام کو قسمت سے مثل زر کے کیا مشرق و مغرب سے ہر ایک اہل تاج تیری جانب بھیجتا ہے خراج سب بادشاہ خوش ہو کر چومتے ہیں تیرے آستانہ کو اے کیقباد گھوڑا باغی جو میرا گھوڑا دیکھے روگردان ہووے اور بھاگ جاوے بے عصا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ س۵۲ تو رہا الخ ۵ شعر تو اب تک رہا معبود جہان کا اب کمترین بندگان میں سے ہوتا ہے سو آتش میں جانا اُس سے بہتر ہے کہ خواجہ مطیع بندہ کا ہو اے شاہ تو اول مجکو مار ڈال تا کہ شاہ پر اس بات کو نہ دیکھوں اے شاہ تو اول تو میری گردن مار تا کہ آنکھ میری یہ ذلت نہ دیکھے نہ ایسا ہوا اور نہ ہوتا ہے کہیں کہ زمین گردون ہو اور گردون زمین ہو میرے بندے میرے ہمسر نہیں اور میرے خواہان میرے نشتر نہیں میرا دشمن بینا اور دوست میرا کور رہو اور گلستان مجکو قعر گور ہو یعنی موسیٰ تیرا تابع اور اب تو موسیٰ کے تابع ہوتا ہے اس سے تو اول مجکو مار ڈال آگے رد قول ہامان کا بیان ہے فافہم ۱۲ س۵۳ دوست سے الخ ۸ شعر دوست کو دشمن سے وہ نہیں جانتا ہے اور اندھوں کی طرح نرد وہ کھیلتا ہے آگے حقائق اس کے ہیں دشمن تیرا تجھ سوا ہرگز نہیں ہے بیگنہ کو دشمن نہ کہہ کہ تیرے آگے حال بد دولت یہ ہے کہ اول اس کے دوادو اور آخر لات ہے اس کے اول دوڑ اور آخر لات کھا کے اس جنگل میں سواے مرگ خر کے نہیں ہے اگر اُس دولت سے تو یہاں نہیں بھاگتا ہے یہ بہار تیری آخر خزان پاوے گی یعنی اس دولت دنیا کے آخر رنج و غم ہے پس تو اس سے بھاگ ورنہ بہار تیری آخر خزان پاوے گی باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

اولش دو دو در آخر لت بخور — خر د زاین ویرانہ نبود مرگ خر
گر ازین دولت نتازی خر خران — این بہارت را ہمی آید خزان
مشرق و مغرب چو تو بس دیدہ اند — کہ سر ایشان زتن ببریدہ اند
مشرق و مغرب کہ نبود بر قرار — چون کنند آخر کسے را پائدار
تو بدان فخر آوری کز ترس و بند — چاپلوست گشت مردم روز چند
ہر کرا مردم سجودے می کنند — زہر اندر جان او می آگنند
چونکہ برگردد ازو آن ساجدش — داند او کان زہر بودہ موبدش
ای خنک آنرا کہ ذلت نفسہ — ولے کو آن سرکشی شد چونکہ او
این تکبر زہر قاتل دانکہ ہست — از مے پر زہر شد آن گیج مست
چون مے پر زہر نوشد مدبری — از طرب یکدم بجنباند سری
بعد یکدم زہر بر جانش فتد — زہر بر جانش کند داد و ستد
گر نداری زہریش را اعتقاد — کو چہ زہر آمد نگر در قوم عاد
چونکہ شاہے دست یابد بر شہی — بکشدش یا باز دارد در چہی
در بیابد خستۂ افتادہ را — مرہمش سازد شہ و بدہد عطا
گر نہ زہرست این تکبر پس چرا — کشت شہ را بیگناہ و بے خطا
وین دگر را بے ز خدمت چون نواخت — زین دو جنبش زہر را باید شناخت
راہزن ہرگز گدائے را نزد — گرگ گرگ مردہ را ہرگز گزد

اول اسکے دو دو آخر لات کھا — ہے نہ اس جنگل مین مرگ خر سوا
گر نہ اس دولت سے تو بھاگا گدھان — یہ بہار آخر تری پائے خزان
سلہ مشرق و مغرب مین دیکھے تو نے ہین — کہ انھون کا سر کٹا آخر مین
مشرق و مغرب کہ نے رکھے قرار — کب کرے آخر کسی کو پائدار
فخر تو اسپر کرے کہ خوف سے — تیری طاعت خلق تھوڑے دن کرے
جس کسیکو خلق سجدہ کرتی ہے — زہر اسکی جان کے اندر بھرتی ہے
سجدہ کرنیوالا اس سے جب پھرے — زہر قاتل ہونا اسکا تب کھلے
سٹہ اے وہ اچھا کہ ذلیل اسکا ہو نفس — حیف وہ سرکش کہ ہے جون نفس بس
زہر قاتل ہے تکبر بے گمان — احمق اس زہریلی مے سے مست ہے
جو مے پر زہر وہ بدبخت کھائے — اور خوشی سے اکیدم سر کو ہلائے
زہر دم بھر مین اثر جان مین کرے — اور اسکی جان کو وہ زہر سے
زہر پن کا اسکے نے گر اعتقاد — دیکھ کیون زہر آیا اندر قوم عاد
پائے غلبہ جو کہ شہ اک شاہ پہ — مارے اسکو یا کہ قید اسکو رکھے
اور اگر زخمی پڑا اسکو ملے — مرہم اسپر شہ رکھے بخشش کرے
سٹہ گر تکبر یہ نہین بس زہر ہے — مارا شہ کو بے گنہ کسواسطے
دوسرے پر کیون کی بے خدمت عطا — زہر کو جان ان دو حرکت سے ذرا
نے گدا کو راہزن ہے لوٹتا — گرگ مردہ گرگ کو نے کاٹتا

سلہ مشرق الخ ۵ شعر مشرق و مغرب مین تو نے دیکھا ہے کہ انکا آخر مین سر کٹا ہے مشرق و مغرب کہ قرار نہین رکھتی ہے کسیکو کب آخر پائدار کرے تو اسپر فخر کرے کہ خوف سے خلق تیری طاعت تھوڑے دن کرے خلق جسکو سجدہ کرتی ہے زہر اس کی جان کے اندر بھرتی ہے جب سجدہ کرنیوالا اس سے پھرے تب اُسکا زہر قاتل ہونا کھلے یعنی تو مخلوق کے سجدہ کرنے مین فخر کرتا ہے یہ اسکا سجدہ کرنا ہے تیرے حق مین زہر قاتل ہے اور یہ زہر قاتل ہونا اسکا تجکو اسوقت کھلے گا کہ وہ مخلوق تجھسے روگرداں ہو کہ اس عذاب سے تو امن مین رہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سٹہ اے وہ اچھا الخ ۵ شعر اے وہ شخص اچھا ہے کہ نفس اُس کا ذلیل ہے افسوس وہ سرکش کہ مانند نفس کے ہے اس تکبر کو تو زہر قاتل جان کہ وہ مے پر زہر ہے احمق اس زہریلی مے سے مست ہے جو مے پر زہر وہ بدبخت کھائے اور خوشی سے ایک دم سر کو ہلائے زہر دم بھر مین اثر جان مین کرے اور وہ زہر اسکی جان کہے آگے اسکی مثال ہے اگر اُس کے زہرپن کا اعتقاد نہین ہے تو دیکھ کہ زہر کیون آیا قوم عاد مین جو غلبہ پائے ایک بادشاہ بادشاہ پر اُس کو مارے یا اسکو قید کرے اور اگر اسکو زخمی پڑا ملے اُسپر شاہ مرہم رکھے اور بخشش کرے یعنی تکبر زہر قاتل ہے اور جب جان مین اثر کرتا ہے تو اس کی جان کو تباہ کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سٹہ گر تکبر الخ ۶ شعر اگر تکبر زہر نہین ہے کسواسطے شہ کو بیگناہ مارا دوسرے پر کیون بغیر خدمت کے بخشش کی پس تو جان کہ زہر کو ان دو حرکت سے یعنی اگر شاہ پر غلبہ پائے تو اسکو مارے اور اگر شاہ کو زخمی پائے تو مرہم لگائے پس دونون حرکت سے زہر تکبر کو جان گدا کو راہزن نہین لوٹتا ہے گرگ مردہ کو گرگ نہین کاٹتا خضر نے کشتی کو اسواسطے توڑا تا کشتی دست ظالم سے بچے شکستہ ہو کہ شکستہ کو نجات ہے اور فقر مین جا کہ فقر عاقبت رکھتا ہے جو کہ نقد کان کو رکھتا ہے وہ کھد کر پارہ پارہ ہوتا ہے یعنی جو صاحب تکبر ہے اُسپر بلا آتی ہے تو خود شکستہ ہو کہ شکستگی سے نجات ہو

۱۴ آگے حقائق مین فافہم ۱۲

خضر کشتی را برای آن شکست	تا تواند کشتی از فجار رست	خضر نے کشتی کو توڑا اس لئے	تاکہ کشتی دست ظالم سے بچے
چون شکستہ میرہد اشکستہ شو	امن در فقرست اندر فقر رو	ہو شکستہ سے شکستہ کو بچت	فقر مین جا فقر رکھے عافیت
آن کہی کو داشت از کان نقد چند	گشت پارہ پارہ از زخم کلند	رکھتا ہی جو کوہ نقد کان کو	پارہ پارہ ہوتا ہی کھد کرے وہ
تیغ بہر اوست کو را گردنی ست	سایہ افگندست بر وی زخم نیست	سلہ تیغ اسکو ہی کہ جو گردن رکھے	اور نہ کوئی سایہ کو زخمی کرے
مہتری لفظ ست و آتش اے جوی	ای برادر چون بر آتش میروی	سروری اک لفظ ہی اور آگ ہی	ای برادر آگ پر کیونکر چلے
ہر چہ آن ہموارہ باشد با زمین	تیرہا را کی ہدف گردد ببین	اور زمین کے جو برابر ہووے شے	وہ نشانہ تیر کی کیسے بنے
سر بر آرد از زمین انگاہ او	چون ہدفہا زخم یابد بے رفو	سر کو اپنے جب زمین سے وہ اٹھائے	جون نشانہ تیر کا وہ زخم کھائے
نردبان خلق این ما و منی ست	عاقبت زین نردبان افتادنی ست	نردبان ہی یہ خودی مخلوق کی	نردبان سے بس گرے آخر کو وہ
ہر کہ بالاتر رود ابلہ تر است	کاستخوان او بتر خواہد شکست	وہ بڑا احمق ہی جو زیادہ چڑھے	ہڈیان ٹوٹین گی زیادہ جان سے
این فروعست و اصولش آن بود	کہ ترفع شرکت یزدان بود	وہ ہی اصل اور اسکی یہ شاخ ہے	کہ بلندی شرکت یزدان رکھے
چون نمردی و نگشتی زندہ زو	باغی باشی بشرکت ملک جو	سلہ نے مرا ساتھ اسکے نے زندہ ہوا	چاہی شرکت ملک مین باغی بنا
چون بدو زندہ شدی آن خود ویست	وحدت محض ست آن شرکت کیست	وہ ہی خود ہی اس سے جو زندہ ہوا	محض وحدت ہی وہ اور شرکت ہی کیا
شرح این در آئنہ اعمال جو	کہ نیابی فہم این از گفتگو	شرح اسکی آئنہ اعمال سے	ڈھونڈھولے نہ سمجھے تو اس قال سے
گر بگویم آنچہ دارم در درون	بس جگرہا گردد اندر جان خون	گر کہون جو کچھ کہ رکھتا ہوں میں	بس جگر سننے سے اسکے ہوین خون
بس کنم این زیرکان را خود بس ست	بانگ دو کردم اگر در دہ کس ست	بس کرون کرتا ہی عاقل کو بس	بانگ دو دین گھر مین ہی گر کوئی کس
حاصل آن ہامان بدان گفتار بد	اینچنین راہے بران فرعون زد	آخر اس ہامان نے بد تقریر سے	اس طرح رہ بند کی فرعون پے
لقمہ دولت رسیدہ تا دہان	از گلوے او بریدہ ناگہان	سلہ منہ تک لقمہ جو دولت کا گیا	حلق سے اسکے کیا ناگہ جدا

سلہ تیغ اسکو ہے شعر تیغ اسکے واسطے ہی جو گردن بلند رکھتا ہی اور کوئی سایہ عاجز کو زخمی نہیں کرتا ہے سروری ایک رو عن لفظ ہی اور آتش ہی ای برادر آتش پر کیونکر چل سکتا ہی اور جو شے کہ زمین کے برابر ہووے وہ تیر کا نشانہ کیسے بنے جب زمین سے سر کو اٹھاوے نشانہ کے مانند وہ زخم تیر کھاوے یہ خودی مخلوق کی نردبان ہے نردبان سے آخر وہ گرے تو وہ بڑا احمق ہے جو زیادہ چڑھے اُس کی ہڈیان زیادہ ٹوٹین گی وہ اس کی اصل اور اس کی یہ بلا شاخ ہے کہ بلندی شرکت خدا کی رکھتی ہے یعنی سرداری جان کی آفت ہے جو زیادہ بلند مرتبہ ہوگا اُس کو گرنے مین زیادہ زحمت ہوگی فافہم ۱۲ سلہ نے مرا آلخ ۶ شعر نہ اسکے ساتھ مرا و نہ زندہ ہوا ملک مین شرکت چاہی باغی بنا وہ خود وہی ہے جو اُس سے زندہ ہوا وہ محض وحدت ہے اور شرکت کیا ہے اس کی شرح اعمال سے ڈھونڈھے اور اس قال سے تو نہ سمجھے جو کچھ کہ دل مین رکھتا ہون اگر کہون اُسکے سننے سے خون ہو وین بہت سے جگر بس کرون کہ یہ عاقل کو بس کرتا ہے دو بانگ دین اگر گھر مین آدمی ہو آگے رجوع بقصہ ہے آخر کار اُس ہامان نے بد تقریر سے اس طرح راہ فرعون پر بند کی یعنی خود وہی ہے کہ جو اُس سے زندہ ہوا محض وہ وحدت ہی اور شرکت اسمین کب ہے اور اس توحید کی شرح آئینہ اعمال اپنے سے ڈھونڈھ لے اس قال سے تو کب سمجھ سکتا ہے آگے رجوع بقصہ ہامان ہے فافہم ۱۲ سلہ منھ تک آلخ ۳ شعر جو دولت کا لقمہ منھ تک گیا حلق سے اسکے ناگاہ جدا کیا اُسنے فرعون کا تباہ کیا ایسا وزیر بادشاہ کا خدا کرے کوئی نہ ہو ایسے بد کے ہرگز مت ساتھ ہو تو کبھی اللہ چاہتا ہے ساتھ یقین کے آگے نامے ہوتا موسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲

خرمن فرعون را داد او بباد
زینچنین همراه بد دوری گزین
هیچ شه را اینچنین صاحب مباد
زینهار الله اعلم بالیقین

خرمن فرعون کیا اُس نے تباہ
ساتھ ایسے بد کے ہو ہرگز نہین
بس نہو ایسا وزیر بادشاہ
تو کبھی واللہ اعلم بالیقین

نومید شدن موسیٰ علیہ السلام از ایمان فرعون وجا یافتن سخن ہامان در دل فرعون

نا امید ہونا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ایمان سے اور اثر کرنا کلام ہامان کا دل فرعون مین

گفت موسیٰ لطف بنمودیم وجود
خود خداوندیت را روزی نبود
آن خداوندی که نبود راستین
مر ورا نے دست نے پا نے آستین
آن خداوندی که از دیده شود
بیدل و بیجان و بے دیده بود
آن خداوندی که دادندت عوام
باز بستانندت از تو همچو وام
آن خداوندی تو از بندگی
کمترست ار بازدانی اندکے
ده خداوندی عاریت بحق
تا خداوندیت بخشد متفق

بولے موسیٰ لطف تو مین نے کیا
پہ خداوندی کے تو لائق نہ تھا
وہ خداوندی کہ نے اسمین یقین
جانے نہ دست اسکو اور نہ آستین
وہ خداوندی کہ چوری سے ہو وہ
بیدل اور بیجان اور بے آنکھ ہوا (?)
وہ خداوندی کہ دی ہے عام نے
پھیر لیوین تجھسے وہ جون قرض کے
وہ خداوندی تری ہے کمترین
بندگی سے گر تو جانے بالیقین
دے خداوندی خدا کو عارضی
تا خداوندی وہ دے پایندگی

منازعت کردن امیران عرب با رسول خدا کہ ملک را مقاسمہ کن تا نزاعے نباشد وجواب رسول ایشان را

جھگڑا کرنا امیران عرب کا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ملک کو بانٹ دیجیے اور جواب دینا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مین مامور ہون اس سرداری مین اور بحث کرنا طرفین سے

ف۱ بولے موسیٰ الخ ۶ شعر موسیٰ نے کہا کہ مین نے تو لطف کیا ولیکن تو خداوندی کے لائق نہ تھا وہ خداوندی کہ اس مین یقین نہین نہ دست اُس کو جانے اور نہ آستین وہ خداوندی کہ وہ چوری سے ہو بیدل و بے جان و بے آنکھ ہو وہ خداوندی کہ عام نے دی ہے وہ پھیر لیوین تجھسے مانند قرض کے وہ خداوندی تیری بندگی سے کمتر ہے اگر تو بالیقین جانے وہ خداوندی عارضی خدا کو دے تاکہ وہ خداوندی ہمیشگی کی دے یعنی یہ دنیا کی بادشاہت جو عارضی ہے خدا کو دے تاکہ وہ بادشاہت ہمیشگی کی تجکو عنایت کرے چنانچہ اس کی مثال مین امیران عرب کا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

آن امیران عرب گرد آمدند / نزد پیغمبر منازع می شدند
کہ تو میری ہر یکے ما ہم امیر / بخش کن این ملک و بخش خود بگیر
ہر یکے در بخش خود انصاف جو / تو ز بخش ما و دست خود بشو
گفت میری مر مرا حق دادہ است / سروری و امر مطلق دادہ است
کاین قرآن احمد است و دور او / ہین بگیرید امر او را اتقوا
قوم گفتندش کہ ما ہم زان قضا / حاکمیم و داد امیری مان خدا
گفت لیکن مر مرا حق ملک داد / مر شما را عاریہ از بہر زاد
میری من تا قیامت باقی است / میری عاریتی خواہد شکست
قوم گفتندش کہ ای افزون مجو / چیست حجت بر فزون جوئی بگو

دو امیران عرب جمع ہوئے / پاس حضرت کے تنازع کے لئے
کہ امیر اک تم و امرا ہم بھی ہین / حصہ کر دو ہمکو تم اس ملک مین
اپنے حصہ مین ہر اک منصف رہے / ہاتھ اٹھاؤ تم ہمارے ملک سے
بولے مجکو دی امیری حق نے ہے / حکم مطلق اور سرداری مجھے
ہے یہ دور احمد اور انکا یہ قرآن / حکم انکا مانو تم اہل زمان
قوم بولی ہم بھی با حکم قضا / ہین امیر و حاکم اللہ نے کیا
بولے ملک اللہ نے یہ میری کیا / اور تمکو عاریت سے بس دیا
تا قیامت میری سرداری رہے / عاریت سرداری یہ جاتی رہے
قوم بولی زیادہ گوئی مت کرو / کیا دلیل اس زیادہ گوئی کی کہو

سیل آمدن و چوب انداختن امرا جہت دفع سیل و غالب شدن مصطفے علیہ السلام بر امیران

سیل کا آنا اور نیزون کا ڈالنا امیران عرب کا واسطے دفع سیل کے اور غالب ہونا پیغمبر علیہ السلام کا امیران عرب پر

در زمان ابرے بر آمد ز امر مر / سیل آمد گشت آن اطراف پر
رو بشہر آورد سیلے بس مہیب / اہل شہر افغان کنان جملہ رعیب
گفت پیغمبر کہ وقت امتحان / آمد اکنون تا نہان گردد عیان
ہر امیرے نیزۂ خود در فگند / تا شود در امتحان آن سیل بند
نیزہ ہا را ہمچو خاشاکے ربود / آب تیز سیل پر جوش عنود

امر حق سے ابر اک سدم اٹھا / سیل سے اطراف عالم پر ہوا
سیل سوئے شہر آئی خوفناک / شہر والے چیخے با ہیبت و باک
بولے حضرت آیا وقت امتحان / کہ نہان اب ہوتا ہے وہ ہم مین عیان
پھینکا ہر امرا نے نیزا اپنے کو / امتحانا تا کہ سیل بند ہو
لیگیا نیزونکو جون خاشاک کو / سیل کا پانی بہا کر زور سے

سلہ ۵۱ دو امیران آخر ۳ شعر وہ امیران عرب جمع ہوئے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑے کے واسطے کہ تم بھی امیر و ہم بھی امیر ہین تم اس ملک مین ہمکو حصہ کر دو ہر ایک اپنے حصے مین منصف رہے اور تم ہاتھ اٹھاؤ ہمارے ملک سے آگے جواب حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ بولے آخر ۶ شعر فرمایا کہ مجکو امیری حق نے دی ہے اور حکم مطلق اور سرداری مجھے ملی ہے یہ دور احمد اور انکا یہ قرآن ہے تم انکا حکم مانو اے اہل زمان کے قوم نے کہا کہ ہم بھی حکم قضا سے امیر ہین حاکم اللہ نے کیا ہے فرمایا کہ یہ ملک اللہ نے میری کیا ہے اور تمکو عاریت سے دیا میری سرداری قیامت تک رہے اور یہ عاریت سرداری جاتی رہے قوم نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کرو اور اس زیادہ گوئی کی کیا دلیل ہے کہو آگے بیان دلیل کا ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ امر حق آخر ۵ شعر خدا کے حکم سے ایک ابر اسدم آتھا اور اطراف عالم سیل سے پر ہوگیا سیل شہر کی طرف آئی خوفناک شہر والے خوف و ہیبت سے چیخے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وقت امتحان کا آیا کہ پوشیدگی دم بھر مین ظاہر ہوتی ہے ہر ایک امرا نے اپنے نیزے کو پھینکا امتحانا کہ تا سیل بند ہوے گیا نیزونکو مانند خاشاک کے آب سیل بہا کر زور سے حال آگے نظم

پس قضیب انداخت در وے مصطفیٰ — آن قضیب معجز فرمانروا
نیزہا گم گشت جملہ وان قضیب — بر سر آب ایستادہ چون رقیب
زاہتمام آن قضیب آن سیل رفت — رو بگردانید و سوے شہر رفت
چون بدیدند از وے آن امر عظیم — پس مقر گشتند آن میران زبیم
جز سہ کس کہ حقد ایشان چیرہ بود — ساحرش گفتند و کاہن از جحود
بود بوجہل لعین و بولہب — وان سوم ہم بود بوسفیان حب
ملک بر بستہ چنان باشد ضعیف — ملک رستہ چنان باشد شریف
نیزہا اگر ندیدی با قضیب — نام شان بین نام لعین ای نجیب
نام شان را سیل تیز مرگ برد — نام او و دولت تیزش نمرد
پنج نوبت مے زنندش بر دوام — ہمچنین ہر روز تا روز قیام

شاخ خرما پھینکی پس احمد نے جو — سیل پر کہ معجزہ فرما تھے وہ
جملہ نیزے گم ہوے اور شاخ وان — سیل پر قائم رہی جون نگہبان
شاخ کی برکت سے وہ سیل اک بڑا — شہر کی جانب کو رو گردان ہوا
امر نادر دیکھا جو یہ آپ سے — پس مُقر وہ جملہ امرا ہو گئے
تین شخصون نے کہ کینہ رکھتے تھے — ساحر و کاہن کہا انکار سے
بولہب اور بوجہل ملعون تھا — اور بوسفیان تھا وہ تیسرا
ملک[سلہ] مغلوب ایسا ہوتا ہے ضعیف — ملک غالب ایسا ہوتا ہے شریف
گر نہ دیکھے نیزے ہمرہ شاخ کے — نام اُنکا نام انکا دیکھ لے
سیل مرگ اب نام انکا لے گئی — نام اور دولت نہین انکی مری
پانچ نوبت بجتی ہین انکی مدام — ایسے ہی ہر روز تا روز قیام

تمامی حدیث موسی علیہ السلام در تقریع و توبیخ فرعون

تمام ہونا حدیث موسی علیہ السلام کا قرعہ ڈالنے اور جھڑکنے فرعون مین

گر ترا عقلے ست کردم لطفہا — ور خرے آوردہ ام خر را عصا
آن چنان زین آخرت بیرون کنم — کز عصا گوش و سرت پر خون کنم
اندرین آخر خران و مردمان — می نیابند از جفاے تو امان

عقل[سلہ] گر ہے لطف تیرے پر کیا — گر تو خر ہے خر کو مین لایا عصا
اس طویلہ سے تجھے باہر کرون — اور عصا سے سر ترا پر خون کرون
اس طویلہ مین گدھے اور انسان — ظلم سے تیرے نہین پاتے امان

سلہ شاخ خرما الخ ۶ شعر جو کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ خرما کی پھینکی سیل پر کہ وہ معجزہ فرما تھی سب نیزے گم ہوئے اور وہ شاخ وہان سیل پر قائم رہی مانند نگہبان کے شاخ کی برکت سے وہ ایک سیل بڑا شہر کی جانب روگردان ہوا جو یہ امر نادر آپ سے دیکھا پس وہ سب امرا مقر ہو گئے تین شخصون نے کہ کینہ رکھتے تھے ساحر و کاہن انکار سے کہا وہ بولہب و بوجہل ملعون تھا اور تیسرا بوسفیان تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ملک مغلوب الخ ۴ شعر ایسا ملک مغلوب و ضعیف ہوتا ہے اور ایسا ملک غالب شریف ہوتا ہے اگرچہ نیزے ہمراہ شاخ کے نہین دیکھے اُن کا نام دیکھ سیل مرگ اب اُن کا نام لے گئی اور اُن کا نام و دولت نہین مری اُن کی پانچ نوبت بجتی ہین ایسے ہی ہر روز تا قیامت یعنی ملک اُن امیران عرب کا کہ عارضی تھا باقی نہ رہا از نام و نشان انکا مٹ گیا اور حضور کا ملک کہ قدیم تھا آج تک قائم ہے اور نام و دولت آپ کی تا قیامت رہے گی آگے قرعہ ڈالنا موسی علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عقل گر ہے الخ ۶ شعر اگر عقل ہے تجھپر لطف مین نے کیا اور اگر تو خر ہے تو مین خر کو عصا لایا ہون کہ اس طویلہ سے تجھکو باہر کرون اور عصا سے سر ترا پُرخون کرون اس طویلہ مین گدھے اور مردم تیرے ظلم سے امن نہین پاتے مین ب عصا ادب کے واسطے لایا ہون اُس گدھے کے واسطے جو بے نسل ہے وہ اژدہا ہوتا ہے تیرے واسطے جو اژدہا ہوا ہے فعلون سے تو اژدہا پہاڑی کا سبب امان ہے اور دیکھ کہ وہ اژدہا آسمانی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یک عصا آوردہ ام بہر ادب ۔ ہر خرے را کو نباشد منتخب
اژدہاے می شود در قہر تو ۔ کاژدہاے گشتۂ در فعل و خو
اژدہاے کوہی تو بے اماں ۔ لیک بنگر اژدہاے آسمان
این عصا از دوزخ آمد چاشنی ۔ بر تو و بر مومن آمد روشنی
مر ترا گوید کہ اے گبر دنی ۔ کہ بلا بگریز اندر روشنی
ورنہ در مانی تو در زندان من ۔ مخلصت نبود ز دندان من
باز گرد از کفر سوے دین حق ۔ ورنہ در نار ابد مانی قلق
باز گرد اے گمرہ بدبخت دون ۔ ورنہ در دوزخ در افتی سرنگون

اب عصا لایا ادب کے واسطے ۔ اُس گدھے کو جو کہ وہ بے اصل ہے
اژدہا ہوتا ہے وہ تیرے لئے ۔ اژدہا جو تو ہوا افعال سے
تو پہاڑی اژدہا ہے بے اماں ۔ دیکھ وہ ہے اژدہاے آسمان
یہ عصا[۱] دوزخ سے آیا چاشنی ۔ تجھپر اور مومن پر آیا روشنی
کہتا تجھکو ہے کہ اے کافر یہان ۔ جا تو جلدی روشنی کے درمیان
ورنہ تو آئیگا زندان مین مرے ۔ پھر خلاصی ہو نہ تجھکو قید سے
کفر سے اب پھر تو اور لے دین حق ۔ ورنہ دائم نار مین ہوگا قلق
لوٹ اے گمراہ بدبخت زبون ۔ ورنہ دوزخ مین پڑے تو سرنگون

در بیان آنکہ شناساے قدرت حق تعالیٰ نپرسد کہ بہشت کجا و دوزخ چہ جاست

بیان اس بات کا کہ خدا شناس نہین پوچھتا ہے کہ جنت و دوزخ کہان ہے

این عصا اے بود اینجا اژدہاست ۔ تا نگوئی دوزخ یزدان کجاست
ظاہر است این دوزخ اما بر دلت ۔ ہست پوشیدہ یقین آب و گلت
ہر کجا خواہد خدا دوزخ کند ۔ اوج را بر مرغ دام و فخ کند
ہم ز دندانت بر آرد درد ہا ۔ تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا
یا کند آب دہانت را عسل ۔ تا بگوئی کہ بہشت ست و حلل
از بن دندان برویاند شکر ۔ تا بدانی قوت حکم قدر

یہ عصا[۲] تھا اژدہا ہے اس زمان ۔ تا نہ کہوے تو کہ دوزخ ہے کہان
ہے یہ دوزخ ظاہر الاجسام سے ۔ تیرے پوشیدہ ہے دل پر جان لے
جس جگہ چاہے خدا دوزخ کرے ۔ اوج کو وہ دام کردے مرغ پے
درد[۳] تیرے دانت مین کردے خدا ۔ تو کہے دوزخ ہے اور ہے اژدہا
یا عسل آب دہن کو وہ کرے ۔ تو کہے جنت ہے اور ہے خلد ہے
دانت کی جڑ سے کرے پیدا شکر ۔ تا تو جانے قوت حکم قدر

---

[۱] یہ عصا الخ ۵ شعر یہ عصا دوزخ سے آیا چاشنی ہوکر تجھپر اور مومن پر آیا روشنی ہوکر وہ عصا تجھکو کہتا ہے کہ اے کافر یہان سے تو جلد جا روشنی کے درمیان ورنہ تو میرے زندان مین آئیگا پھر رہائی قید سے نہ ہوگی اب کفر سے تو پھر اور دین حق کا لے ورنہ ہمیشہ آگ مین قلق ہوگا اے گمراہ بدبخت تو لوٹ ورنہ دوزخ مین تو سرنگون پڑے گا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] یہ عصا تھا الخ ۳ شعر یہ عصا تھا وہ اس وقت اژدہا ہے تاکہ تو نہ کہوے کہ دوزخ کہان ہے یہ دوزخ ظاہر ہے الاجسام سے اور تیرے دل پر پوشیدہ ہے جان لے جس جگہ چاہے خدا دوزخ کرے اوج کو مرغ پر دام کردے یعنی یہ عصا اس وقت دوزخ ہے کہ تجھکو بلا مین ڈالے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [۳] درد الخ ۶ شعر تیرے دانت مین درد خدا کردے تو کہے کہ دوزخ ہے اور اژدہا ہے یا شہد آب دہن کو وہ کردے تو کہے کہ جنت ہے اور خلد ہے دانت کی جڑ سے شکر پیدا کردے تب تو جانے قوت حکم قدر کی بیگناہوں کو دانت سے اب مت کاٹ مجبور کے کاٹنے سے مجبور کہ دور رہ قبطیون پر حق رود نیل کو خون کردے اور سبطیون کو آفتون سے امن دے دم بھر مین پانی خون ہو فرعون پر اور موسیٰ پر قند ہو بغیر احسان کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس بدندان بیگناہانرا سگ گزید — فکر کن از ضربت نا محترز
نیل را بر قبطیان حق خون کند — سبطیانرا از بلا محصون کند
آب بر فرعون در دم خون شود — بر کلیمے قند تا ممنون شود
تا بدانی پیش حق تمییز ہست — درمیان ہوشیار و راہ ست
نیل تمییز از خدا آموختہ است — کہ کشاد آنرا و این را سخت بست
لطف او عاقل کند مر نیل را — قہر او ابلہ کند قابیل را
در جمادات از کرم عقل آفرید — عقل از عاقل بقہر خود درید
در جماد از لطف عقلے شد پدید — وز نکال از عاقلان دانش برید
عقل چون باران بامر آنجا بریخت — عقل این سو خشم حق دید و گریخت
ابر و خورشید و مہ و انجم بلند — جملہ بر ترتیب آیند و روند
ہر یکے ناید مگر در جائے خویش — کہ نہ پس ماند بہنگام و نہ پیش
چون نہ کردی فہم این را ز انبیا — دانش آوردند در سنگ و عصا
تا جمادات دگر را بے لباس — چون عصا و سنگ داری در قیاس
طاعت سنگ و عصا ظاہر شود — وز جمادات دگر مخبر شود
کہ ز یزدان آگہیم و تابعیم — ما ہمہ بے اتفاقی ضایعیم
ہمچو آب نیل دان در وقت غرق — کہ میان ہر دو امت کرد فرق
چون زمین کش دانش آمد وقت خسف — در حق قارون کہ قہرش کرد نسف

بیگناہونکو نہ کاٹ اب دانت سے — کاٹنے سے دور رہ مجبور کے
قبطیونپر نیل کو حق خون کرے — سبطیونکو امن دے آفات سے
زم مین پانی خون ہو فرعون پہ — قند موسیٰ پر ہو بے امتحان کے
سلہ تا تو جانے پیش حق تمییز ہے — درمیان ہشیار و مست و راہ کے
نیل نے تمییز سیکھا حق سے ہے — کہ انھین کھولا انھین باندھا ہے
کرتا عاقل لطف اسکا نیل کو — کرتا احمق قہر ہے قابیل کو
لطف سے پتھر مین پیدا عقل کی — قہر سے پس عقل عقلا چھین لی
لطف سے عقل اک جماد اندر ہوئی — قہر سے عقلا کی دانش پس گئی
عقل برسی حکم سے حق کے وہان — عقل بھاگی خشم سے حق کے یہان
سلہ چاند و سورج ابر و تارے چرخ پے — آتے جاتے سب ہین اپنے وقت پے
نے کوئی آئے پر اپنی جائے پے — نے بڑھے آگے نہین پیچھے رہے
کیون نہ سمجھا انبیا سے اسکو تو — لائے ہین سنگ و عصا مین عقل کو
تا جماد غیر کو تو بے لباس — جون عصا و سنگ کرتا ہے قیاس
ہووے ظاہر طاعت سنگ و عصا — اور جماد غیر سے ہو آشنا
کہ خدا سے واقف و تابع ہین ہم — پر عدول حکم سے ضائع ہین ہم
سلہ مثل رود نیل جانو وقت غرق — دونون امت مین کیا جو اسنے فرق
کیون نکلتے دم زمین عاقل ہوئی — نسبت قارون جو مقہوری ملی

سلہ ۵۱ تا تو جانے آلخ ۶ شعر تاکہ تو جانے آگے حق کی تمیز ہے درمیان مست و ہوشیار راہ کے رود نیل نے تمیز سیکھا اللہ سے کہ انھین کھولا اور انھین باندھا آگے اس کے حقائق ہین اس کا لطف عاقل کرتا ہے نیل کو اور قہر حق کرتا ہے قابیل کو لطف سے پتھر مین عقل پیدا کی اور قہر سے عقلا کی عقل چھین لی لطف سے جماد مین عقل ہوئی قہر سے عقلا کی عقل گئی عقل برسی وہان حکم سے اللہ کے عقل بھاگی یہان قہر سے اللہ کے یعنی لطف الٰہی برے کو اچھا کرتا ہے اور قہر الٰہی اچھے کو برا کر دیتا ہے پس نیک و بد ہونا خدا کے فضل و کرم پر منحصر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ چاند و سورج آلخ ۶ شعر چاند و سورج و ابر تارے آسمان پر آتے جاتے ہین اپنے وقت سے نہ کوئی آئے مگر اپنی جگہ پر نہ پیچھے رہ سکین اپنی جگہ سے نہ بڑھین آگے کیون نہ سمجھا تو نے اسکو انبیا سے کہ سنگ و عصا مین لائے ہین عقل کو تاکہ دوسرے جماد کو تو بغیر لباس کے عصا و سنگ کے مانند قیاس کرتا ہے ہوئے ظاہر طاعت سنگ و عصا کی اور جماد دوسرے سے آشنا ہو کہ خدا سے ہم واقف و تابع ہین ولیکن حکم عدولی سے ہم ضائع ہین یعنی سب شے خدا کے حکم مین ہے اور کوئی ذرہ بغیر حکم خدا حرکت نہین کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ مثل رود نیل آلخ ۵ شعر رود نیل کی مانند جانو وقت غرق کے کہ جو اس نے دونون امت مین فرق کیا کیونکہ زمین نکلتے دم عاقل ہوئی نسبت قارون کے جو کہ مقہوری ملی کیون قمر سنکر دو ٹکڑے ہو گیا آسمان پر چونکہ اسکو حکم ہوا کیون ستون حنانہ ہجر محمدی سے رویا جو اس سے واقف چھوٹے بڑے ہوئے کیون درخت و سنگ ہر مقام مین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ظاہر سلام کرتے تھے یعنی خدا اپنے مقبولون پر فضل کرتا ہے اور مردودون پر قہر جیسے فلسفی کو آتش نے جلایا اور سُنی کو امن مین رکھا آگے اسکا قصہ مثال مین لاتے ہین فافہم ۱۲

چون قمر که امر بشنید و شگافت	پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شتافت
چون ستون نالید از ہجر نبی	باخبر گشتند ازان شیخ و صبی
چون درخت و سنگ کاندر ہر مقام	مصطفیٰ را کرد ظاہر والسلام

کیون قمر دو ٹکڑے سنکر ہو گیا	آسمان پر حکم جو اس کو ہوا
کیون ستون رویا نبیؐ کے ہجر سے	اس سے واقف جو ہوئے چھوٹے بڑے
کیون درخت و سنگ اندر ہر مقام	مصطفیٰ کو کرتے تھے ظاہر سلام

بحث کردن سُنی و فلسفی و جواب دادن دہری کہ منکر الوہیت است و عالم را قدیم داند

بحث کرنا سُنی و فلسفی کا اور جواب دینا دہری کا کہ منکر اُلوہیت کا ہے اور عالم کو قدیم جانتا ہے

دی یکے میگفت عالم حادث است	فانی است این چرخ و حقش وارث است
فلسفی گفت چون دانی حدوث	حادثے را ابر چہ داند غیوث
ذرۂ خود نیستی از انقلاب	تو چہ میدانی حدوث آفتاب
کرمکے کاندر حدث باشد دفین	کے بداند آخر و بدو زمین
این بہ تقلید از پدر بشنیدۂ	از حماقت اندران پیچیدۂ
چیست برہان حدوث این بگو	ورنہ خامش کن فزون گوئی مجو
گفت دیدم اندرین بحر عمیق	بحث میکردند روزے دو فریق
در جدال و در خصام و در شکوہ	گشتہ ہنگامہ بران دو کس گروہ
سوے آن ہنگامہ گشتم من روان	تا بیابم اطلاع از حال شان
ہین یکے از جمع ہنگامہ شدم	اطلاع از حال ایشان بستدم
آن یکے میگفت گردون فانی است	بیگمانی این بنا را بانی است

ایک[51] کہتا تھا کہ حادث ہے جہان	حق ہے وارث اور فانی آسمان
کیسے حادث جانتا بولا فلسفی	جانے باران حدوثی کیا ابر کی
تو نہ اک ذرہ ہے باعث انقلاب	جانے بس تو کیا حدوث آفتاب
کیڑا اگو بر مین ہوا پیدا ہے تو	اول آخر کب زمین کا جانے تو
یہ سُنی تقلید تو نے باپ سے	اور حماقت مین پھنسا تو آپ سے
کیا دلیل اسکی حدوثی پر کہو	ورنہ یہ بیہودہ گوئی مت کرو
بولا[52] اک دن دیکھے اسمین دو فریق	بحث کرتے تھے جو ہے بحر عمیق
اور اسی حجت مین وقت ادعا	جمع اک ہنگامہ دونون پر ہوا
مین اس ہنگامہ کی جانب بس گیا	تا کرون معلوم کیا ہے ماجرا
جب کہ اُس مجمع مین مین جا کر ملا	اور حال انکے سے مین آگہ ہوا
ایک کہتا چرخ فانی جان لے	اس بنا کا بانی بیشک کوئی ہے

[51] ایک کہتا الخ ۹ شعر ایک شخص کہتا تھا کہ جہان حادث ہے حق وارث ہے اور آسمان فانی ہے فلسفی نے کہا کہ حادث کیسے جانا کہ بارش حادث ابر کی کیا جانے تو ایک ذرہ نہین ہے پس تو کیا جانے انقلاب حدوث آفتاب کا آگے اس کی مثال ہے تو ایک کیڑا گوبر مین پیدا ہوا ہے اول و آخر زمین کا کب جانے یہ تو نے تقلید باپ سے سُنی ہے اور تو حماقت مین آپ سے پھنسا ہے اُس کے حادث ہونے پر کیا دلیل ہے کہو ورنہ یہ بیہودہ گوئی مت کرو آگے قول سُنی کا ہے فافہم ۱۲ [52] بولا الخ ۷ شعر سُنی نے کہا کہ ایک دن اس مین دو فریق بحث کرتے تھے کہ جو بحر عمیق ہے اور اسی حجت مین ادعا کے وقت ایک ہنگامہ جمع ہوا دونون پر پس مین اُس ہنگامہ کی جانب گیا تا معلوم کرون کہ کیا ماجرا ہے جب کہ مین اُس مجمع مین جا کر ملا اور ان کے حال سے مین آگاہ ہوا ایک کہتا کہ چرخ کو فانی جان لے اس بنا کا بانی بیشک کوئی ہے دوسرا کہتا کہ باقی و قدیم ہے اس کا بانی نہین ہے اور بانی خود وہی ہے کہا کہ تو منکر ہوا خلاق کا لانیوالا رات دن رزق کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن دگر گفت این قدیم و لی کیست ‖ نیستش بانی و یا بانی دیست
گفت منکر گشتہ خلاق را ‖ روز و شب آرندہ و رزاق را
گفت بی برہان نخواہم من شنید ‖ آنچہ گولی آن بتقلیدے گزید
ہین بیاور حجت و برہان کہ من ‖ نشنوم بے حجت این را در زمن
گفت حجت در درون جانم است ‖ در درون جان نہان برہانم است
تو نمی بینی ہلال از ضعف چشم ‖ من ہمی بینم مکن بر من تو خشم
گفتگو بسیار گشت و خلق گیج ‖ در سر و پایان این چرخ بسیج
گفت یارا در درونم حجتے ست ‖ بر حدوث آسمانم آیتی ست
من یقین دارم نشانش آن بود ‖ مر یقین دان را کہ در آتش رود
در زبان می ناید آن حجت بدان ‖ ہمچو حال و سر عشق عاشقان
نیست پیدا سر گفت و گوی من ‖ جز کہ زردی و نزاری روے من
اشک و خون بر رخ روانہ میدود ‖ حجت حسن و جمالش می شود
گفت من اینہا ندانم حجتے ‖ کہ بود در پیش عامہ آیتے
گر بیاری من کنم آنرا قبول ‖ ورنہ کوتہ کن سخن با عرض و طول
گفت چون قلبی و نقدی دم زنند ‖ کہ تو قلبی من نکویم ارجمند
ہست آتش امتحان آخرین ‖ کاندر آتش در فتند آن دو قرین
خاص و عام از حال شان عالم شوند ‖ از گمان و شک سوے ایقان روند

دوسرا کہتا ہے باقی وہ قدیم ‖ اُسکا نہ بانی ہے باقی خود مقیم
بولا تو منکر ہوا خلاق کا ‖ لانے والے رات دن رزاق کا
بولا کب میں مانوں بے برہان کا ‖ جو تو کہتا ہے وہ ہے تقلید سے
ہان تو حجت اور برہان اسمیں لا ‖ کب سنوں بے حجت اسکو میں بھلا
بولا حجت میری اندر جان کے ‖ اور مخفی جان میں برہان ہے
تو نہ دیکھے ماہ ضعف چشم سے ‖ دیکھتا میں ہوں نہ دھمکا تو مجھے
بڑھ گئی بات اور سب حیران تھے ‖ ابتدا و انتہا میں چرخ کے
بولا اک حجت ہے میرے درمیان ‖ آسمان کی ہے حدوثی پر نشان
ہے یقین مجکو نشان اسکا یہ ہے ‖ کہ یقین ان آگ کے اندر پڑے
حجت اسکی نہ زبان سے ہو بیان ‖ مثل حال زار عشق عاشقان
بھید میرے قول کا کب ہے عیان ‖ اس سوا کہ زرد روئی ہے نشان
اشک خونین ہوتے جاری رخ پہ ہیں ‖ حسن کی حجت وہ بنتے اسپہ ہیں
بولا نہیں مانتا حجت وہ لا ‖ کہ نشان ہو عام کو وہ برملا
گر تو لائے میں کروں اسکو قبول ‖ ورنہ کوتہ کر کہ یہ ہے بات طول
بولا جیسے کہتا ہے کھوٹا کھرا ‖ کہ تو کھوٹا میں کھرا ہوں ظاہرا
آگ اسکی امتحان ہے آخرین ‖ کہ پڑیں آتش میں دو نون ہمنشین
عالم انکے حال سے ہوں خاص و عام ‖ اور گمان جائے یقین آئے تمام

درآتش رفتن سنّی و فلسفی و سوختن فلسفی

آگ میں جانا سنّی و فلسفی کا اور جل جانا فلسفی کا

سلہ بولا کب میں آہ یہ شعر کہا کہ میں کب مانوں بغیر دلیل کے جو تو کہتا ہے وہ تقلید ہے ہاں تو اسمیں حجت و دلیل لا میں اسکو بغیر حجت کے کب سنوں سنی نے کہا کہ میری حجت جان میں ہے اور جان میں دلیل پوشیدہ ہے آگے مثال ہے تو ضعف چشم سے ماہ کو نہ دیکھے میں دیکھتا ہوں تو مجھے مت دھمکا بات بڑھ گئی اور سب حیران تھے چرخ کی ابتدا اور انتہا میں کہا کہ ایک حجت میری درمیان ہے کہ آسمان کا حدوثی پر نشان ہے مجھکو یقین ہے اور نشان اسکا یہ ہے کہ یقین والا آتش نشین ہو تم آگے اسکی مثال ہے خالم سلہ حجت اسکی آگے شعر اسکی حجت زبان سے بیان نہیں مانند حال زار و عشق عاشقوں کے میرے قول کا بھید کب عیان ہے اسکے سوا کہ زرد روئی نشان ہے اشک خونین رخ پر جاری کب ہوتے ہیں اور وہ اسکے حسن کی حجت بنتی ہیں کہا کہ میں نہیں مانتا وہ حجت لا کہ نشان عالم کو وہ ہووے ظاہر اگر تو لائے میں اسکو قبول کروں ورنہ کوتاہ کر یہ طول سخن ہے کہا کہ جیسے کھرا کہے کر کہتا ہے کہ میں کھرا ہوں اور تو کھوٹا ہے اسکی امتحان آخرین آگ ہے کہ آتش میں دونوں ہمنشین پڑیں خاص و عام انکے حال سے آگاہ ہوں گمان جائے اور یقین بالکل آئے یعنی اس جھوٹ و سچ کی آتش امتحان ہے کہ ہم تم دونوں آگ میں گریں جو سچا ہو وہ باقی رہے آگے آتش میں گرنیکا بیان ہے فافہم ۱۲

آب آتش آمد ای جان امتحان — نقد و قلبی را که آن باشد نهان

تا من و تو هر دو در آتش رویم — حجت باقی حیرانان شویم

یا من و تو هر دو در بحر افتیم — چون درین دعوی [illegible] افتیم

همچنان کردند و در آتش شدند — هر دو خود را بر تف آتش زدند

فلسفی را سوخت خاکستر شد او — سنی را ساخت تازه تر شد او

آن خدا گوینده مرد مدعی — زشت و سوزید اندر آتش آن دعی

آزموده بشنو این اعلام را — کوری افزون روان خام را

گر نه سوزیدست این نام از اجل — کش مسمی صدر بودست و اجل

صد هزاران زین چنین اندر قرآن — بر دریده پرده‌های منکران

چون گرد بست غالب شد صواب — در دوام معجزات و در جواب

هم کردم کانکه دم زد از سبق — در حدوث چرخ پیرزست حق

حجت منکر همیشه زرد رو — یک نشان بر صدق این انکار کو

یک مناره در ثنای منکران — کو درین عالم که تا باشد عیان

منبری کو که در آنجا مخبری — یاد آرد روزگار منکری

صد هزاران روح شد دل داده — در ره او سر بسر افتاده

صد هزاران خلق اندر بادیه — سرگروه و بی عصا را زاویه

آگ پانی آیا اے جان امتحان — میں کھرے کھوٹے کا جو ہو وہ نہان

تاکہ ہم تم دونوں آتش میں گریں — باقی حیرانوں کی ہم حجت بنیں

یا کہ ہم تم دونوں دریا میں گھسیں — کیونکہ ہم ہیں مدعی اس امر میں

پس کیا یونہی آتش میں گرے — اور دونوں نار روشن میں پڑے

فلسفی کو راکھ آتش نے کیا — سنی اور تازہ تر اس سے ہوا

اللہ اللہ کرنے والا تو چھٹا — اور آتش میں وہ بیہودہ جلا

آزمودہ سن تو اس اعلام کو — اندھا پن افزوں ہو جان خام کو

کہ نہیں نام اب اجل سے یہ جلا — کہ مسمی اس کا سینہ میں بھرا

ایسے صدہا معجزے قرآن میں — منکروں کے اس سے پردے چاک ہیں

عہد جو اندھا ہوا غالب صواب — معجزوں میں اور بھی اندر جواب

جس نے جانا جس نے یہ دعوی کیا — حادثے میں چرخ کے سچا دکھا

زرد رو منکر کی حجت ہے سدا — کیا نشان ہے سچ پر اس انکار کا

اک منارہ منکروں کی مدح میں — ہے کہاں عالم میں جتلا تو ہمیں

ہے کہاں منبر کہ اس پر مخبران — یاد کرتے ہوویں عہد منکران

سیکڑوں ارواح مفتوح ہو گئیں — اور راہ میں سر بسر اسکے پڑیں

سیکڑوں مخلوق صحرا میں نہیں — سرگروہ آگے بے عصا خلوت نشین

لہ آگ پانی الخ ۵ شعر اے جان آگ پانی امتحان ہے کھرے کھوٹے کا جو پوشیدہ ہے تاکہ ہم تم دونوں آگ میں گریں اور باقی حیرانوں کی حجت ہم بنیں یا کہ ہم تم دونوں دریا میں گھسیں کسواسطے کہ ہم مدعی ہیں اس امر میں پس یوں ہی کیا اور آتش میں گرے اور دونوں آگ روشن میں پڑے فلسفی کو آتش نے راکھ کیا اور سنی تازہ تر اس سے ہوا آگے اس کے حقائق میں فائدہ ۱۲ لہ اللہ اللہ الخ ۵ شعر اللہ اللہ کرنے والا چھٹا اور بیہودہ آتش میں جلا ہے آزمودہ اس اعلام کو سُن کہ اندھا پن سوا ہو جان خام کو کہ یہ نام اب اجل سے نہیں جلا کیونکہ اسکا مسمی جو سینہ میں تھا ایسے معجزے صدہا قرآن میں ہیں کہ منکرین کے اُس سے پردہ چاک ہیں جو عہد اندھا صواب غالب ہوا معجزوں میں وہی جواب ہیں یعنی جسم عنصری اسم ہے اور جس اسم میں مسمی ہوتا ہے وہ اسم کسی شے سے ضائع نہیں ہوتا ہے اور جس اسم میں مسمی نہیں ہوتا ہے وہ تلف ہو جاتا ہے پس اللہ اللہ کہتا یہی اس اسم کا مسمی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ لہ یہی سے جانا الخ ۶ شعر جن سے جانا کہ جس نے یہ دعوی کیا کہ چرخ کے حادثے میں سچا دکھا منکر کی حجت ہمیشہ زرد رو ہے اس سچ پر انکار کا کیا نشان ہے ایک منارہ منکروں کی مدح میں عالم میں کہاں ہے ہمیں جتلا منبر کہاں ہے کہ اس پر مخبران عہد منکروں کا یاد کرتے ہوویں سیکڑوں ارواح مفتوں ہو گئیں اور راہ میں اس کی سر بسر پڑیں سیکڑوں مخلوق صحرا میں سرگروہ نہیں ہے عصا خلوت نشین یعنی دعوے حادثے کا سچا ہے اور منکر نیست و نابود ہو گئے کوئی ان کا نام لیوا اب نہیں ہے جنھوں نے دعوے پیشوائی کا کیا اور مخلوق کو اپنا مطیع گردانا باقی حال آگے ہے فافہم

سکهٔ شاهان همی گردد دگر / سکهٔ احمد ببین تا مستقر
روی دینار و درم از نامشان / تا قیامت می‌دهد زین حق نشان
بر رخ نقره و یا روی زری / وانما بر سکه نام منکری
خود بگیر این معجزه چون آفتاب / صد زبان بین نام او ام الکتاب
زهره نی کس را که یک حرفی از آن / یا بدزدد یا فزاید در بیان
یار غالب شو که تا غالب شوی / یار مغلوبان مشو هین ای غوی
حجت منکر همین آمد که من / غیر این ظاهر نمی‌بینم وطن
هیچ نندیشد که هر جا ظاهریست / آن ز حکمتهای پنهان مخبریست
فایدهٔ هر ظاهری خود باطنست / همچو نفع اندر دواها کامنست
این تفاوت حق نهاد اندر زمن / تا بداند اهل عرفان در جهان
عمر کرکس سه هزار و پانصد است / مر کبوتر را چه باشد آن بیست
می نبیند از کبوتر صد هزار / مرگ کرکس را نبیند آشکار
جمله پندارند کرکس باقیست / زان غلط کردند یک کس باقی است
چونکه ظاهر بین تند ز جهان خویش / می نبیند از عمی زنبیل پیش
می نماند در جهان یکتا هو / کل شیء هالک الا وجهه

کل شے ہالک ہے مگر ذات اسکی ۱۲

سکہ شاہوں کا بدلتا ہی سدا / سکہ احمد کا ہے تا روز جزا
روے دینار انکے نام نیک سے / حشر تک حق سے نشان ظاہر رکھے
چاندی اور سونے کے منہ پر لکھا / منکروں کا نام سکے پر بنا
معجزہ یہ لے تو مثل آفتاب / سو زبانین رکھے نام ام الکتاب
کس کی طاقت ہی کہ اک حرف اسکے کو / یا چرائے یا بڑھائے اس سے وو
یار غالب ہو کہ تا غالب ہو تو / ہو نہ مغلوبوں کا یار ای کجی
حجت منکر یہ ہے کہ میں سدا / نے سوا ظاہر کے دیکھوں یا وطن
یہ نہ سوچا کہ ہے ظاہر جس جگہ / حکمت پنہاں سے وہ ظاہر کرے
فائدہ ظاہر کا باطن آپ ہے / جیسے نفع کو دوا اندر میں رکھے
یہ تفاوت حق نے رکھا اسلئے / تا کہ عارف جو ہیں عالم میں سمجھیں
عمر گدھ کی سہ ہزار اور پانسو / آگے اور اس سے کبوتر کو نہ ہو
کہ کبوتر مرتے ہیں صدہا ولے / گدھ کے مرنے کو تو نہیں دیکھتے
جانتے سب ہیں کہ یہ گدھ ہی قدیم / نے غلط جانا قدیم ہے اک کریم
جہل سے ہیں جو ظاہر بین ہو / آگے پیچھے اندھے ہیں کچھ نہ دیکھیں
نے جہان میں بس ہے اک تا رہو / کل شیء ہالک الا وجہہ

تفسیر آیۂ کریمہ وما خلقنا السموات والارض وما بینهما الا بالحق نیا فرید

تفسیر اس آیت کی وما خلقنا السموات

اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان

والارض وما بینهما الا بالحق نہ پیدا کیا

اور زمین کو اور جو درمیان ان دونوں کے ہے مگر ساتھ حق کے

سلک سکہ آنچہ شعر سکہ بادشاہوں کا ہمیشہ بدلتا ہو اور سکہ احمد کا قیامت تک ہے روے دینار انکے نام نیک سے حشر تک حق سے نشان ظاہر رکھے سیم و زر کے منہ پر ظاہر منکروں کا نام سکہ پر بتا یہ معجزہ تو لے مانند آفتاب کے سو زبان رکھے اور نام اسکا ام الکتاب ہو کسکو طاقت ہو کہ ایک حرف اسکے کو چرا لے یا بڑھا دے اس سے تو یار غالب کا ہو کہ تا تو غالب ہو اور یار مغلوبوں کا نہ ہو حجت منکر کی یہ ہے میں سوا ظاہر کے نہ دیکھوں باطن کو یہ نہ سوچا کہ ظاہر جس جگہ ہے وہ حکمت پنہاں سے ظاہر کرتا ہے یعنی منکروں کا نام باقی نہیں رہا دشمنوں کا نام باقی نہ رہا جیسے خدا تعالیٰ مقبول صلعم کا نام مبارک دین حق ہے باقی رہا انکا معجزہ ہو کہ قرآن شریف آیتک ویسا ہی ہے کوئی بیشی کم نہیں کر سکتا ہے پس تو یار غالب کا ہو کہ تو بھی غالب ہو جائے حجت منکر کی ہست فائدہ آنچہ شعر ظاہر کا فائدہ آپ باطن ہے جیسے دوا اپنے اندر نفع کو رکھتی ہے حق نے یہ تفاوت اسواسطے رکھا ہے کہ عارف لوگ عالم میں جانیں کہ گدھ کی عمر تین ہزار اور پانسو برس کی ہے اس سے آگے کبوتر کو نہو کہ صدہا کبوتر مرتے ہیں ولیکن گدھ کے مرنے کو نہیں دیکھتے ہیں سب جانتے ہیں کہ یہ گدھ قدیم ہی ہے نہیں یہ غلط جانا کریم قدیم ہے جو آپ جہل سے ظاہر بین ہوے پیش دیس نہ دیکھے پس سب نے جہان میں نہیں ایک تا رہو ترجمہ کل شے ہلاک ہو جانے والی ہے مگر ذات اسکی یعنی ظاہر کا فائدہ معنی ہے یہ تفاوت حق نے رکھا ہے اسواسطے کہ تا عارف عالم میں سے جان لیں سمجھیں کیونکہ بغیر ظاہر کے معنی نہیں سمجھتے ہیں کہ ظاہر معنی کو حقائق کا ہے

شان از بہر ہمین کہ شما می بینید
بلکہ بہر ہمین معنی و حکمتے کہ شما نمی بینید

اُنکو واسطے اسکے کہ تم دیکھتے ہو بلکہ
واسطے معنی و حکمت کے کہ تم نہین دیکھتے ہو

ہر چہ پیدا کرد بہر معنی ست — باطنش بنگر برین ظاہر مایست
ہیچ نقاشے نگارد زین نقش — بے امید نفع بہر عین نقش
بلکہ بہر میہمانان و کہان — کہ بفرجہ دارہند از اندہان
شادی بچگان و یاد دوستان — دوستان رفتہ را از نقش آن
ہیچ کوزہ گر کند کوزہ شتاب — بہر عین کوزہ نے از بہر آب
ہیچ کاسہ گر کند کاسہ تمام — بہر عین کاسہ نے بہر طعام
ہیچ خطاطے نویسد خط بہ فن — بہر عین خط نہ بہر خواندن
نقش ظاہر بہر نقش غائب ست — وان برائے غائب دیگر بہ بست
تا سوم چارم و ہم بر می شمر — این فوائد را بمقدار نظر
ہمچو بازیہائے شطرنج اے پسر — فائدہ ہر لعب در بازی نگر
این نہادہ بہر آن لعب نہان — وان برائے آن و آن بہر فلان
ہمچنین می بین جہات اندر جہات — در پے ہم تا رسی در برد و مات
اول از بہر دوم باشد چنان — کہ شدن بر پایہائے نردبان

سلہ جو کیا پیدا ہے معنی کے لئے — دیکھ باطن ظاہر پرست ہے
کوئی نقاش اب بناتا نقش ہے — بے طمع کچھ عین نقشون کے لئے
بلکہ مہمان اور عزیزون کے لئے — کہ خوشی مین اسکی چھوٹین رنج سے
ہو خوشی طفل و یاد دوست ہی — دوستان رفتگان کی نقش سے
سلہ کوئی کوزہ گر کرے کوزہ شتاب — عین کوزہ کے لئے نے بہر آب
کوئی کاسہ گر کرے کاسہ تمام — واسطے کاسہ کے نے بہر طعام
کوئی کاتب لکھتا خط ہے واسطے — عین خط کے نے وہ پڑھنے کیلئے
نقش ظاہر نقش غائب کے لئے — دوسرے غائب کے وہ ہو واسطے
تیسرے چوتھے و دسوین تک گنو — ان فوائد کو نظر جتنی کرے
سلہ جسطرح بازی میں ہی شطرنج کے — نفع ہر بازی مین تو بس دیکھ لے
یہ رکھے اسواسطے بازی نہان — واسطے وہ اسکے وہ بہر فلان
دیکھ تو ایسے جہات اندر جہات — آگے پیچھے پہونچے تو تا برد و مات
ہووے اول دوسرے کے واسطے — جیسے پایہ پایہ سیڑھی پر چڑھے

سلہ جو کیا پیدا الخ ۴ شعر جو کیا پیدا ہے معنی کے لئے باطن دیکھ ظاہر پر مت رہے آگے اس کی مثال ہے کہ کوئی نقاش کب نقش بناتا ہے بغیر طمع کے کچھ عین نقشون کے لئے بلکہ مہمان اور عزیزون کے لئے کہ خوشی میں اُسکی رنج سے چھوٹین لڑکون کی خوشی اور یاد دوست سے دوستان رفتگان کی اُس نقش سے یعنی جو چیز حقتعالے نے ظاہر پیدا کی ہر ایک معنی کے واسطے ہیں تو اُس ظاہر سے اُسکے معنی کو معلوم کر جیسے نقاش نے ایک نقش بنایا ہو غرض کے واسطے نہ عین نقش کیواسطے آگے اسکا بیان ہے ۱۲
سلہ کوئی کوزہ گر الخ ۵ شعر کوئی کوزہ گر کوزہ بنانے عین کوزہ کے لئے نہین بلکہ واسطے آب کے کوئی کاسہ گر کاسہ بنانا کاسہ کے واسطے نہین بلکہ طعام کے لئے کوئی کاتب خط لکھتا ہے عین خط کے واسطے نہین بلکہ پڑھنے کے واسطے نقش ظاہر نقش غائب کیلئے ہے اور وہ دوسرے غائب کے واسطے تیسرے چوتھے و دسوین تک گنو ان فوائد کو جہان تک کہ نظر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
سلہ جس طرح الخ ۶ شعر جس طرح شطرنج کی بازی مین ہے نفع ہر بازی مین تو دیکھ لے یہ بازی اسواسطے پوشیدہ رکھی وہ اس کے واسطے اور وہ فلان کے واسطے تو ایسی جہات اندر جہات کے دیکھ آگے پیچھے تاکہ تو برد و مات تک پہونچے اوّل ہووے دوسرے کے واسطے جیسے پایہ پایہ سیڑھی پر چڑھے وہ دوسرا تیسرے کے واسطے پایہ پایہ تاکہ پہونچے تو بام پر غذا کی خواہش منی کے واسطے اور وہ منی نسل کے واسطے ہے یعنی صورت معنی کے واسطے و معنی دوسرے معنی کے واسطے ہے بس اسی طرح ہر ایک شے کی غرض ہوا کرتی ہے تو صورت سے معنی کا راز معلوم کر کہ اس صورت کو صرف دیکھ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

آن دوم بہر سوم میلش بود ... تا رسی تو پایہ پایہ تا بام
شہوت خوردن ز بہر آن منی ... آن منی از بہر نسل و روشنی
کند بینش می نہ بیند غیر این ... عقل او بے سیر چون نبت زمین
نبت را چہ خواند چہ ناخواندہ ... ہست پائے او بگل درماندہ
گر سرش جنبد بہ باد تیز رو ... تو بسر جنبانیش غرہ مشو
آن سرش گوید سمعنا ای صبا ... پائے او گوید عصینا خلنا
چون نداند سیر میراند چو عام ... بر توکل می نہد چون کور گام
بر توکل تا چہ آید در نبرد ... چون توکل کردن اصحاب نرد
وان نظرہائے کہ آن افسردہ نیست ... جز روندہ جز درندہ پردہ نیست
آنچہ در دہ سال خواہد آمدن ... این زمان بیند بچشم خویشتن
ہمچنین ہر کس باندازہ نظر ... غیب مستقبل ببیند خیر و شر
چون کہ سد پیش و سد پس نماند ... شد گذارہ چشم و لوح غیب خواند
چون نظر پس کرد تا بدو وجود ... آخر و آغاز ہستی رو نمود
بحث املاک و زمین با کبریا ... در خلیفہ کردن بابائے ما
چون نظر در پیش افگند او بدید ... آنچہ خواہد بود تا محشر پدید
پس ز پس می بیند او تا اصل اصل ... پیش می بیند عیان تا روز فصل
ہر کسی زاندازۂ روشن دلی ... غیب را بیند بقدر صیقلی

دوسرا وہ تیسرے کے واسطے ... پایہ پایہ پہونچے تو تا بام سے
قوت کی خواہش منی کے واسطے ... وہ منی ہے واسطے نسل کے
نا سمجھ[۱] اسکے سوا نے دیکھتے ... گھاس کی مانند عقل انکی چلے
یا بلا سبزے کو تو یا نے بلا ... پاؤں ہی کیچڑ میں اسکا بس پھنسا
اسکا سر ہلتا ہوا سے ہی اگر ... سر ہلانے پر نہ غرہ اسکا کر
اسکا سر کہوے سمعنا ای صبا ... اسکا پاؤں کہوے عصینا خلنا
(نافرمانی کی ہمنے ساتھ دوست اپنے کے)
سیر نے جانے پھرے جون عام کے ... مثل اندھون کے توکل پر چلے
کیا توکل پر لڑائی میں ملے ... نرد بازوں میں توکل جون ہے
وہ نظر[۲] کہتے رکھے پژمردگی ... گھستی اور کرتی ہے وہ پردہ دری
دس برس میں جو کہ آئے دور سے ... اس گھڑی دیکھے ہے اپنی آنکھ سے
اس طرح ہر اک بمقدار نظر ... غیب آیندہ کا دیکھے خیر و شر
جبکہ پردہ آگے پیچھے نے رہا ... چشم گذری لوح غیبی سے پڑھا
جب نظر پیچھے گئی آغاز سے ... انتہا تک دکھ گئی ہستی اسے
کی فرشتوں اور زمین نے پیش رب ... بحث آدم کی خلافت میں جو سب
جب نظر آگے گئی اسکو دکھا ... حشر میں جو کچھ کہ ظاہر ہوئیگا
جو نظر[۳] پیچھے گئی ہے اصل تک ... دیکھے ظاہر آگے روز فصل تک
روشنی دل کے لائق ہر بشر ... غیب کو دیکھے کی ہے صیقل جسقدر

سلہ ۳ سمجھ آخر شعر تک نا سمجھ سوا اسکے نہیں دیکھتے اور عقل انکی سبزہ کے مانند نہیں چلتی ہے یا تو سبزہ کو بلا یا نہ بلا پاؤں اس کا کیچڑ میں پھنسا ہے اگر اس کا سر ہلتا ہے ہوا سے ہلتا ہے اس کے سر ہلانے پر غرور مت کر اسکا سر کہوے ہے ہم نے سنا ... صبا اسکا پاؤں کہوے ترجمہ سبھے نافرمانی کی ساتھ دوست اپنے کے سیر نہیں جانتے اور پھرتے مانند عام کے اندھوں کے مانند توکل پر چلے توکل پر کیا لڑائی میں ملے نرد بازوں میں مانند توکل کے ہے یعنی نا سمجھ کی عقل ظاہر اچھی ہے وہ معنی سے بیخبر ہے آگے اہل معنی کے نظر کا بیان ہے فافہم
سلہ ۲ وہ نظر آخر شعر وہ نظر کب پژمردگی نہیں رکھتی ہے گھستی ہے اور پردہ دری کرتی ہے دس برس میں جو نظر آئے وہ آگے اس گھڑی دیکھے اپنی آنکھ سے دیکھتی ہے اس طرح ہر ایک بمقدار نظر غیب آیندہ کا خیر و شر دیکھتا ہے جبکہ آگے پیچھے پردہ نہ رہا چشم گذری لوح غیبی سے پڑھا جب نظر پیچھے گئی آغاز سے انتہا تک ہستی اسے دکھ گئی جو فرشتوں اور زمین نے بحث آدم علیہ السلام سے کی پیش رب جب نظر آگے گئی اسکو دکھائی دیا حشر میں جو کچھ کہ ظاہر ہوئیگا یعنی وہ نظر عارف کی ہے کہ پژمردگی نہیں رکھتی ہے اور پردہ دری کرتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ ۳ جو گئی آخر شعر جو نظر پیچھے گئی اصل کی اصل تک تو آگے ظاہر دیکھے روز فصل تک انکی روشنی کے لائق ہر ایک بشر غیب کو دیکھتا ہے جسقدر صیقل ہے جسنے صیقل سوا کی اسپر صورت سوا آئی بر ملا اگر تو کہے کہ وہ صفائی فضل حق ہے تو یہ توفیق صیقل میں اسکی کوشش ہے لائق ہمت ہووے وہ جہد و دعا ترجمہ نہیں ہو واسطے انسان کے مگر وہ جو کوشش کی ہمت کا بخشنے والا خدا ہے شہ کی ہمت بھلا کب کوئی رکھے نہ خصوصیت خدا نے رکھی ہے اختیار و آرزو کام میں یعنی صفائی دل کی باعث مشاہدہ ہوتا ہے اگر اسکو صیقل جانتا ہے تو توفیق صفائی کو بھی کوشش حق سمجھو

آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

بر صیقل بیش کرد او بیش دید | بیشتر آمد برو صورت پدید
گر تو گوئی کان جزا فضل خداست | نیز آن توفیق صیقل ان عطاست
قدر همت باشد آن جهد و دعا | لیس للانسان الا ما سعیٰ
واهب همت خداوندست و بس | همت شاهی ندارد هیچ کس
نیست تخصیص خدا کس را بکار | مانع طوع و مراد و اختیار
لیک چون رنجے دهد بدبخت را | او گریزاند بکفران رخت را
نیک بختے را چو حق رنجے دهد | رخت را نزدیکتر وا می نهد
بددلان از بیم جان در کارزار | کرده اسباب هزیمت اختیار
پردلان از بیم جان در جنگ هم | حمله کرده سوے صف دشمنان
رستمان را ترس و غم وا پیش برد | هم ز ترس آن بددل اندر خویش مرد
چون محک آمد بلا و بیم جان | زان پدید آمد شجاع از هر جبان
... کز وسوسه بگریخت | از قضا هم در قضا باید گریخت

جسنے صیقل سے کے سوا دکیا سوا | اسکے پہ صورت آئی زیادہ برملا
گر تو کہوے فضل حق ہے وہ صفا | اسکی ہے توفیق صیقل بھی عطا
لائق ہمت ہے وہ جہد و دعا | لیس للانسان الا ما سعیٰ
بخشنے والا ہے ہمت کا خدا | شہ کی ہمت تب کوئی رکھتا بھلا
نہ خصوصیت خدا نے رکھی ہے | اختیار و آرزو و کام مین
پر جو دیتا ہے رنج بدبخت کو[1] | کفر کی جانب وہ کھینچے رخت کو
نیک بختون کو جو دیتا رنج ہے | رخت کو نزدیکتر حق کے رکھے
جنگ مین نامرد ڈر سے جان کے | بھاگ گئے کا لیے بس سامان کو
جنگ مین بھی مرد ڈر سے جان کے | دشمنون کی صف پہ جا حملہ کرے
رستمون کو خوف آگے لیگیا | اور نامرد اُس کے ڈر سے مرگیا
امتحان جون خوف جان آیا بلا | مرد نامرد سے ظاہر ہوا
الغرض کہ وسوسہ سے جو چھٹا | بھی قضا سے بھاگا وہ اندر قضا

وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ من ترا دوست میدارم

وحی کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو کہ مین تجکو دوست رکھتا ہون

گفت موسیٰ را بوحی دل خدا | کے گزیدہ دوست میدارم ترا

حق نے وحی دل سے موسیٰ کو کہا[2] | کہ تجھے مین دوست رکھتا ہون سدا

[1] پر جو دیتا ہے رنج الخ ۶ شعر ولیکن جو رنج بدبخت کو دیتا ہے تو وہ کفر کی جانب اسباب کھینچتا ہے اور جو رنج نیک بختون کو دیتا ہے وہ اسباب نزدیک تر حق کے رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے جنگ مین نامرد جان کے خوف سے بھاگ گئے کا سامان لیے اور جنگ میں مرد بھی جان کے خوف سے دشمنون کی صف پر اور حملہ کرے خوف آگے رستمون کے لے گیا اور نامرد اس کے خوف سے مرگیا جو مثل مانند خوف جان کے بخصوص مرد ہر ایک نامرد سے ظاہر ہوا الغرض کہ جو وسوسہ سے چھٹ گیا بھی قضا سے اندر قضا کے بھاگا یعنی خداوند عالم جو رنج بدبخت کو دیتا ہے کفر کی جانب جاتا ہے اور نیک بختون کو دیتا ہے حق کی جانب دوڑتا ہے آگے وحی حق کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] حق نے الخ ۶ شعر حق تعالیٰ نے ازراہ وحی دل کے موسیٰ سے کہا کہ میں تجھے ہمیشہ دوست رکھتا ہوں عرض کی کہ کیا خصلت ہے اے کریم کہ میں اُس کا سبب سوال کرون آگے اس کی مثال ہے فرمایا کہ جیسے لڑکا اپنی مادر کے ساتھ وقت قہر کے اُس پر ہاتھ مارے اُس کے سوا پانے والا نہ جانے مست و بھی محمود اُس سے کرے ... نہ تمیز مارے اپنی مان کی طرف دوڑے اور رغبت کرے کسی غیر سے وہ یاری نہ چاہے وہ ہی مادر خیر و شر سکی مالک ہے یعنی اگر بلا حق کی جانب سے آوے تو حق سے پناہ اُس کی چاہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت چہ خصلت بود اے ذوالکرم / موجب آن تا من آن افزون کنم
گفت چون طفلے بہ پیش والدہ / وقت قہرش دست ہم بروے زند
خود نداند کہ جز او دیار ہست / ہم ازو مخمور ہم ازو ست
مادرش گر سیلیے بروے زند / ہم بمادر آید و بروے تند
از کسے یاری نخواہد غیر او / اوست جملہ خیر او و شر او
خاطر تو ہم ز ما در خیر و شر / التفاتش نیست جاہاے دگر
غیر من پیشت چو سنگ ست و کلوخ / گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
ہمچنان کہ ایاک نعبد در حنین / در بلا از غیر تو لا نستعین
ہست این ایاک نعبد حصر را / در لغت آن از پئے رفع ریا
ہست ایاک نستعین ہم بہر حصر / حصر کردہ استعانت را و قصر
کہ عبادت مر ترا آریم و بس / طمع یاری ہم ز تو داریم و بس

عرض کی خصلت ہی کیا ہے میرا / تا سبب اسکا کروں میں بس سوا
بولا جیسے طفل اپنی ماں کو رنج / قہر کے وہ وقت مارے اسپہ ہاتھ
پالنے والا نہ جانے اُس سوا / ہست ہے بھی مخمور اُسی سے بھی ہوا
اُسکی ماں جو مارے اگر تھپڑ اسے / دوڑ کے ماں ہی کی سو غصے کرے
چاہے نے یاری کسی کی وہ غیر سے / وہ وہی کل اُسکی شر و خیر ہے
خیر و شر میں مجھسے دل ترا[1] / دوسری جا ملتفت نہ ہوئے ذرا
غیر میرا سنگ ہے آگے ترے / گر ہو لڑکا گر جوان گر شیخ ہو
جسطرح کہ ایاک نعبد رنج میں / غیر سے لا نستعین ہی کہیں
اور ہے ایاک نعبد حصر کو / پس لغت میں وہ ریا دور ہو
ہے ایاک نستعین بھی حصر کو / استعانت سے کیا ہے قصر کو
کہ عبادت تیری ہم کرتے ہیں بس / اور مدد کو تجھسے ہم چاہتے ہیں بس

خشم کردن پادشاہ بر ندیم و شفاعت کردن شفیع مغضوب علیہ را و از پادشاہ درخواستن و قبول کردن پادشاہ درخواست و شفاعت شفیع را و رنجیدن مغضوب علیہ کہ چرا شفاعت کردی

غصہ ہونا بادشاہ کا ایک مصاحب پر اور سفارش کرنا ایک سفارشی کا اس مغضوب علیہ کے لئے بادشاہ سے اور قبول کرنا بادشاہ کا درخواست اور سفارش شفیع کو اور رنجیدہ ہونا مغضوب علیہ کا کہ کس لیے سفارش کی

[1] خیر میں رنج ۶ شعر خیر و شر میں مجھسے دل تیرا دوسری جانب ملتفت ہوتا ہے سر میرا تیرے آگے سنگ ہے اگر لڑکا جوان و شیخ ہو جس طرح ایاک نعبد رنج میں غیر سے لا نستعین کہیں ایاک نستعین بھی حصر کو ہے کہ استعانت سے قصر کو کیا ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور بس مدد کو چاہتے ہیں تجھسے اور بس یعنی خیر و شر سب خدا کی جانب سے ہے کیونکہ عبادت اُس کی کرتے ہیں اور اُسی سے مدد چاہتے ہیں آگے ندیم سفارشی کا حال مثال میں اسکی فرماتے ہیں فافہم ۱۲

پادشاہے بر ندیمے خشم کرد — خواست تا از وے برآرد دود گرد
شاہ غصہ اک مصاحب پر ہوا — اور چاہا اسکو تا دیوے سزا

کرد شہ شمشیر بیرون از غلاف — تا زند بروے جزاے آن خلاف
شاہ نے تلوار کھینچی میان سے — خلافی کی جزا تا اسکو دے

ہیچکس را زہرہ نے تا دم زند — یا شفیعے بر شفاعت بر تند
یہ نہ تھی طاقت کہ دم مارے کوئی — یا شفاعت چاہے اس مغضوب کی

جز عماد الملک نامے از خواص — در شفاعت مصطفے وارانہ خاص
جز مصاحب کہ عماد الملک تھا — بس شفاعت میں مثال مصطفےٰ

بر جہید و زود در سجدہ فتاد — در زمان شہ تیغ قہر از کف نہاد
جلد اٹھا اور سجدے میں گرا — تیغ کو شہ نے اسی دم رکھ دیا

گفت اگر دیو ست من بخشیدمش — ور بلیسی کرد من پوشیدمش
بولا میں نے بخشا گر وہ دیو ہے — گر ہے شیطان تو چھپایا بس اسے

چونکہ آمد پاے تو اندر میان — راضیم گر کرد مجرم صد زیان
آیا جو کہ درمیان تیرا قدم — میں ہوں راضی گر کیا جرم و ستم

صد ہزاران خشم را تانم شکست — کہ ترا آن فضل آن مقدور ہست
توڑ سکتا ہوں میں صدہا خشم کو — کہ تجھے وہ فضل و قدرت ہے جو

لابہ ات را ہیچ نتوانم شکست — زانکہ لابہ تو یقین لابہ منست
توڑ سکتا ہوں نہیں سعی کو تری — سعی تیری سعی گویا ہے مری

گر زمین و آسمان برہم زدی — ز انتقام این مرد بیرون نامدی
گر زمین و آسمان ہوتا فنا — بے بدلے ہوا نہیں میں مانتا

ور شدی ذرہ بذرہ لابہ گر — او نبردی این زمان از تیغ سر
ذرہ ذرہ ہوتا گر خوشامدی — تیغ سے نے ہوتی اسکو جان بری

بر تو می ننہیم منت اے کریم — لیک شرح عزت تست اے ندیم
تجھ پہ نے احسان رکھتا ہوں کریم — ظاہر عزت تیری کرتا ہوں کریم

این نکردی تو کہ من کردم یقین — اے صفاتت در صفات ما دفین
یہ کیا تو نے نہیں میں نے کیا — ہو صفت تیری صفت میری بپا

تو درین مستعملی نے عاملے — زانکہ محمول منی نے حاملے
اسمیں مستعمل ہی نے عامل ہے تو — ہے مرا محمول نے حامل ہے تو

ما رمیت اذ رمیت گشتۂ — خویشتن در موج چون کف ہشتۂ
ما رمیت اذ رمیت تو ہوا — موج میں جون کف کے تو خود ہے پڑا

لا شدی پہلوے الا خانہ گیر — اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
ہو کے لا ہمسایہ الا کا ہے تو — ہم مقید ہے و ہم مطلق ہے تو

آنچہ دادی تو ندادی شاہ داد — اوست بس واللہ اعلم بالرشاد
نے دیا تو نے دیا شہ نے دیا — وہ ہی سب ہے واللہ اعلم بالہدےٰ

سلہ شاہ غصہ الخ ۱۰ اشعر بادشاہ اک مصاحب پر غصہ ہوا اور چاہا کہ اسکو سزا دیوے شاہ نے تلوار میان سے کھینچی تا کہ جزا خلافی کی اس کو دے یہ کسی کو طاقت نہ تھی کہ کوئی دم مارے یا شفاعت اُس مغضوب کی چاہے سوا اُس مصاحب کے کہ عماد الملک تھا اور شفاعت میں مصطفےٰ کے مانند تھا جلد اُٹھا اور سجدے میں گرا کہ اسی دم شاہ نے تیغ کو رکھ دیا فرمایا کہ میں نے بخشا اگر وہ دیو ہے اور اگر شیطان ہے تو اُسے چھپایا کہ جو کہ درمیان تیرا قدم آیا میں راضی ہوں اگر جرم و ستم کیا میں صدہا خشم کو توڑ سکتا ہوں کہ تجکو وہ فضل و قدرت ہے میں توڑ نہیں سکتا ہوں تیری کوشش کو کیونکہ کوشش تیری محض کوشش میری ہے اگر زمین و آسمان فنا ہوں میں بے بدلے نہیں مانتا یعنی تیری سعی میں میری سعی ہے اگرچہ بظاہر تو سعی کرتا ہے یہ شفاعت جناب رسول مقبول صلعم کا بیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ذرہ ذرہ الخ ۷ شعر اگر ذرہ ذرہ خوشامدی ہوتا اسکو تیغ سے جانبری نہ ہوتی میں تجھ پر نہیں احسان رکھتا ہوں اسے کریم تیری ظاہر عزت کرتا ہوں اسے کریم یہ تو نے نہیں کیا میں نے کیا ہے تیری صفت میری صفت میں فنا ہے تو اس میں مستعمل ہے عامل نہیں ہے تو میرا محمول ہے حامل نہیں ہے ما رمیت اذ رمیت تو ہوا موج میں کف کے مانند تو خود پڑا ہے لا ہو کر ہمسایۂ الا کا تو ہے ہم مقید و ہم مطلق تو ہے جو کچھ دیا تو نے نہیں دیا شہ نے دیا وہی ہے اللہ جانتا ہے سب کو یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہے یہ نسبت جناب رسول مقبول صلعم کے جو کچھ تم نے شفاعت کی وہ در اصل میں نے کی بس تمہارا کام عین میرا کام ہے جو کچھ تم نے کیا وہ عین میں نے کیا آگے مغضوب کی رنجیدگی کا بیان ہے فافہم ۱۲

رنجیدن مغضوب علیہ و یاری بریدن از شفیع

رنجیدہ ہونا مغضوب کا اور چھوڑنا دوستی کا سفارش سے

وان ندیم رستہ از خوف بلا / زین شفیع آزردہ گردید از ولا

دوستی ببرید زان مخلص تمام / زو بتہ حائط کرد تا نارد سلام

زان شفیع خویشتن بیگانہ شد / زین تعجب خلق در افسانہ شد

گرنہ مجنون ست یاری چون برید / از کسے کہ جان او را واخرید

آن خریدش آن دم از گردن زدن / خاک نعل پاش بایستی شدن

باز گونہ رفت بیزاری گرفت / با چنین دلدار کین داری گرفت

پس ملامت کرد او را ناصحے / کاین جفا چون میکنی با مصلحے

جان تو بخرید آن دلدار خاص / آن دم از گردن زدن کردت خلاص

گر جفا کردی نبایستی رمید / خاصہ نیکی کرد آن یار حمید

گفت بہر شاہ مبذول است جان / او چرا آمد شفیع اندر میان

لی مع اللہ وقت بود آن دم مرا / **لایسع فیہ نبی مجتبیٰ**

واسطے میرے ساتھ اللہ کے وقت ہے / کہ نہیں سعی کرتا ہے اسمین نبی برگزیدہ

من نخواہم رحمتی جز زخم شاہ / من نخواہم غیر آن شہ را پناہ

وہ مصاحب اس بلا سے جو چھٹا / ساعی کی وہ دوستی سے پھر گیا

دوستی اُس یار کی چھوڑی تمام / منھ کو پھیرا تا نہ دے اُس سے سلام

اپنے وہ ساعی سے بیگانہ ہوا / خلق مین یہ امر افسانہ ہوا

گرنہ دیوانہ ہے کیون اس سے چھٹا / اُس سے جسنے جان اُسکی کو لیا

مول لی اُسوقت کہ جاتا تھا سر / خاک پا ہونا تھا اُسکا بیشتر

اور بیزار اس سے اُلٹا ہو گیا / اپنے مشفق کا وہ دشمن ہو گیا

ایک ناصح نے ملامت اسکو کی / کیون جفا محسن پہ کرتا ہے اخی

جان تیری مول لی اُس یار نے / جان جاتی تھی بچایا ہے تجھے

گر جفا کی نے تھا لائق بھاگنا / خاص کر جسنے کہ نیکی کی بھلا

بولا شہ پہ جان مری قربان تھی / کس لئے اُسنے شفاعت پیش کی

لی مع اللہ وقت اس دم مجھکو تھا / **لایسع فیہ نبی مجتبیٰ**

واسطے میرے ساتھ اللہ کے وقت ہے / کہ نہیں سعی کرتا اسمین نبی برگزیدہ

مین نہ رحمت چاہتا ہون جز رحم شہ / مین نہ چاہون غیر سے شہ کی پناہ

سلہ وہ مصاحب آخر ۵ شعر وہ مصاحب اس بلا سے جو چھٹا دوستی سے ساعی کی پھر گیا اُس یار کی دوستی بالکل چھوڑی اور منھ پھیرا تاکہ اُس سے سلام نہ لے وہ اپنے ساعی سے بیگانہ ہوا اور مخلوق مین یہ امر افسانہ ہوا اگر دیوانہ نہین ہے کیون اُس سے چھٹا اُس کسی سے کہ جسنے اس کی جان کو لیا اُس وقت جان مول لی کہ سر جاتا تھا اُسکا خاک پا ہونا بیشتر تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور بیزار آخر ۲ شعر اور اُلٹا اُس سے بیزار ہو گیا وہ ایسے مشفق کا دشمن بنا گیا پس ناصح نے اُس کو ملامت کی کہ محسن پہ کیون جفا کرتا ہے تیری جان اُس یار نے مول لی کہ جان جاتی تھی بچایا ہے تجھے اگر جفا کی بھاگنا لائق نہ تھا خاص کر اُس دوست کہ جس نے نیکی کی کہا کہ شاہ پر میری جان قربان تھی اُس نے کس واسطے شفاعت کی لی مع اللہ وقت اُس دم مجکو تھا لایسع فیہ نبی مجتبیٰ یعنے میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ سعی نہین کرتا ہے اُسمین نبی برگزیدہ یعنی مجھ مین بادشاہ مین اسوقت کچھ فرق نہین ہوتا ہے کہ واسطہ درمیان مین ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مین نہ رحمت آخر ۲ شعر مین نہ رحمت چاہتا ہون سوا رحم شاہ کے اور غیر سے مین نہین چاہتا ہون پناہ شاہ کی اسواسطے غیر شاہ کیلا کر دیا کہ مین نے خلوص اُس شاہ کا رکھا اگر وہ میرے سر کاٹے قہر سے دوسری ساتھ جانین دے بادشاہ مجکو میا کام آئے جان دینا ہے اُس سر کو فخر ہے کہ شاہ اُسے کاٹے اور ننگ ہے اُس سر کو کہ وہ غیر سے کٹے اگر بادشاہ سیکو قہر سے ظلمت مین سے وہ ننگ سے رو زعید خدا اسکا طوات ہو وہ کہ جو شاہ مین ہو وہ قہر و لطف و کفر و دین سب خوب ہے یعنی مین سوائے شاہ کے کسیکو نہین جانتا ہون مجھے حاجت شفاعت کی نہین ہے پھر کیون کی شفاعت کی کہ اسکا قہر مجکو رحمت ہے آگے حقائق اسکا ہے فافہم

غیر شہ را بہر آن لا کردہ ام	کہ بسوے شہ تولا کردہ ام	غیر شہ کو اس لئے لا کر دیا	کہ خلوص اُس شاہ سے میں نے رکھا
گر ببرد او بقہر خود سرم	شاہ بخشد شصت جانِ دیگرم	سر کو میرے کاٹے گر وہ قہر سے	ساٹھ جانیں دوسری بخشے مجھے
کار من سر بخشی و بے خویشی است	کار شاہنشاہ ما سر بخشی ست	کام میرا جان دینا ہی اُسے	کام شہ کا جان دینا ہی مجھے
فخر آن سر کہ کفِ شاہش برد	ننگ آن سر کہ بغیرے سر برد	فخر اُس سر کو کہ شہ کاٹے اُسے	ننگ اُس سر کو کٹے جو غیر سے
شب کہ شاہ از قہر در قبرش کشید	ننگ دارد از ہزاران روز عید	قہر سے گر شب کو شہ ظلمت میں لے	ننگ رکھے بس وہ روز عید سے
خود طوافِ آنکہ او شہ بین بود	فوق قہر و لطف کفر و دین بود	خود طواف اسکا ہی جو شہ بین ہے	فوق قہر و لطف کفر و دین ہے
زان نیامد یک عبارت در جہان	بس نہانست و نہانست و نہان	[1] نے عبارت آئی اک اندر جہان	بس نہان ہی ور نہان ہی اور نہان
زانکہ این اسما و الفاظ حمید	از گلابہ آدمی آمد پدید	کیونکہ یہ الفاظ و اسما خاک سے	آدمی کے اس جگہ ظاہر ہوئے
علم الاسما بد آدم را امام	لیک نے اندر لباس عین و لام	علم الاسما تھا آدم کا امام	پر نہ تھا اندر لباس عین و لام
چون نہاد آن آب و گل بر سر کلاہ	گشت آن اسمائے جانی روسیاہ	آب و گل نے جو رکھی سر پر کلاہ	وہ ہوئے اسماے جانی روسیاہ
کہ نقاب حرف و دم در خود کشید	تا شود بر آب و گل معنی پدید	کہ نقاب حرف و دم خود پر لیا	آب و گل پر تا ہو معنی پر ملا
گرچہ از خشم شہم کرد او خلاص	لیک ہم شہ شد مرا خاص خاص	خشم شہ سے گر کیا مجکو رہا	اُسنے لیکن شہ پناہ میرا ہوا
گرچہ از یک وجہ منطق کاشفست	لیک از دہ وجہ پردہ مکنفست	گرچہ کاشف اک وجہ سے نطق ہے	دس وجہ سے لیک وہ پردہ رکھے

گفتن جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ ہل لک حاجۃ قال بلیٰ و اما الیک فلا

کہنا جبرئیل علیہ السلام کا خاص خلیل علیہ السلام کو کہ ہل لک حاجۃ قال بلیٰ اما الیک فلا

من خلیل وقتم و او جبرئیل	من نخواہم در بلا او را دلیل	[2] میں خلیل وقت ہوں وہ جبرئیل	میں بلا میں اسکو نے چاہوں دلیل

[1] نے عبارت آئی الخ شعر نہ ایک عبارت بے حرف صورت آئی جہان میں بس وہ نہان ہی نہان ہی نہان ہی کیونکہ یہ الفاظ و اسما خاک سے آدمی کی اس جگہ ظاہر ہوئے علم الاسما آدم کا امام تھا لیکن لباس عین و لام میں نہ تھا آب و گل نے جو سر پر کلاہ رکھی وہ اسماے جانی روسیاہ ہوئے کہ نقاب حرف دم کا خود پر لیا تاکہ آب و گل پر معنی پر ملا ہو یعنی الفاظ و حرف اُسوقت نہیں تھے کہ جب آدم علیہ السلام کو اسما کی تعلیم حق سے کی تھی اب خاک انسان سے یہاں ظاہر ہوئے ہین اسما حرف صوت ہیں آگے رجوع بقصہ ہے شاہ کے خشم سے اگر مجکو اُسنے رہا کیا ولیکن شاہ میرا پناہ ہوا اگرچہ نطق ایک وجہ سے کاشف حال ہی ولیکن اس وجہ سے وہ پردہ رکھتی ہی یعنی میں خود اس شاہ سے واسطہ رکھتا ہوں مجھے حاجت شفاعت دوسرے کی نہیں ہے جیسے خلیل کو حاجت سفارش جبرئیل کی نہ تھی چنانچہ آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ [2] میں خلیل الخ یہ شعر میں خلیل وقت ہوں اور وہ جبرئیل ہی میں بلا میں اسکو دلیل نہیں چاہتا ہوں اُسنے جبرئیل سے طلب نہیں کیا وہ خلیل حق سے خواہش پوچھتا ہی کہ تجھے خواہش ہے تاکہ میں یاری کروں و نہ جاؤں اور کیوں زاری کروں ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ نہیں یہاں سے وہ واسطہ تکلیف ہوتا ہی بعد ظاہر ہونیکے یعنی دوستان الٰہی

کسی سے مدد نہیں چاہتے ہین بجز اللہ کے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

او ادب نآموخت از جبریل او | که بپرسید از خلیل حق مراد
که مرادت هست تا یاری کنم | ورنه بگریزم سبکباری کنم
گفت ابراهیم نے رو از میان | واسطه زحمت بود بعد العیان
بهر این دنیاست مرسل رابطه | مومنان را زانکه هست او واسطه
هر دل ار سامع بدی وحی نهان | حرف و صوتے کی بدی اندر میان
گرچه او محو حق ست و بے سراست | لیک کار من ازان نازکتر است
کرده او کرده شاه ست لیک | پیش چشمم بد نماینده است نیک
آنچه عین لطف باشد بر عوام | قهر شد بر عشق کیشان کرام
کاین بلا و رنج می باید کشید | عامه را تا فرق را تانند دید
کاین حروف واسطه ای یار غار | پیش واصل خار باشد خار خار
پس بلا و رنج بایست و وقوف | تا رهد آن روح صافی از حروف
لیک بعضے زین بلا کژتر شدند | باز بعضے صافی و بدتر شدند
همچو آب نیل آمد این بلا | سعد را آب ست و خون بر اشقیا
هر که پایان بین ترا و مسعودتر | جد ترا و کار او افزون برو بر
زانکه داند کاین جهان کاشتن | هست بهر محشر و برداشتن
هیچ عقدے بهر عین خود نبود | بلکه از بهر مقام ربح و سود
هیچ نبود منکرے گر منکری | منکریش بهر عین منکری

اُس نے نہ سیکھا ادب جبریل سے | پوچھے وہ خواہش خلیل حق کی
کہ تجھے خواہش ہے تا یاری کرون | ورنہ جاؤں اور کیوں ناری کرون
بولا ابراہیم سے زحمت رہ یہان | واسطہ تکلیف ہو بعد از عیان
اسلئے دنیا مین مرسل رابطہ | مومنوں کے ہین کہ ہین وہ واسطہ
سنتا ہر اک دل اگر وحی نہان | کب حروف آواز ہوتے درمیان
گرچہ وہ بیخود و حق کا محو ہے | کام میرا اُس سے نازک ہے وہ سے
فعل اسکا فعل شہ کا ہے ولیک | میرے آگے بس دکھے ہے بد نیک
جو کہ عین لطف ہووے عام پے | قہر وہ ہو مخلصین پر جان لے
کہ اُٹھاتے یہ بلا و رنج دو | تا بظاہر فرق ہوتا عام کو
یہ حروف واسطہ اے یار غار | واصلوں کے آگے ہووے خار خار
آگہی[۱۲] رنج و بلا سے چاہیے | تا کہ چھوٹے روح صافی حرف سے
اس بلا سے بعضے تو کج تر ہوئے | اور بعضے صافی و بد تر ہوئے
مثل آب نیل آئی یہ بلا | نیک کو پانی و خون با اشقیا
جو کہ آخر بین ہے تر وہ نیک تر | جو سوا بوئے سوا پائے ثمر
تا تو جانے یہ جہان بونے کا ہے | اور محشر اس سے پھل کھانیکا ہے
نے کوئی اقرار تھا اپنے لئے | بلکہ نفع و سود کے تھا واسطے
گر تو[۱۳] دیکھے نہ ہو منکر کوئی بھی | منکری ہو بہر عین منکری

سلہ اس سلئے آگے شعر دنیا مین مرسل اسواسطے رابطہ ہین کہ مومن کے واسطہ ہین اگر ہر ایک دل وحی نہان سنتا کب حرف و آواز درمیان ہوتی اگرچہ وہ بیخود و محو حق کا ہے ولیکن کام میرا اس سے نازک ہے فعل اسکا فعل شاہ کا ہے لیکن میرے آگے وہ بہت بد دکھتا ہے جو کہ عام پر عین لطف ہو وہ مخلصون پر قہر ہوتا ہے کہ یہ اُٹھاتے بلا و رنج کو کہ عام پر یہ فرق ظاہر ہوتا یہ حروف واسطہ اے یار غار واصلون کے آگے خار خار ہوئے یعنی جو عام کو لطف ہے وہ خاصون پر قہر ہے بقول حدیث حسنات الابرار سیئات المقربین جو دل کہ وحی الٰہی سنتا ہے حروف واسطہ اُنکے آگے خار خار ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ آگہی آہ ہ خبر رنج و بلا سے آگہی چاہیے کہ تا روح صافی حرف سے چھوٹے اس بلا سے بعضے تو کج تر ہوئے اور بعضے صافی و بد تر ہوئے آگے اسکی مثال ہے آب نیل کے مانند یہ بلا آئی ہے کہ نیک کو پانی اور اشقیا کو خون ہے جو کہ آخر بین ہے وہ دنیا نیک تر ہے کہ سوا بوئے وہ ثمر سوا پائے تا جانے کہ یہ جہان بونے کا ہے اور محشر اس سے پھل کھانے کا کوئی اقرار اپنے لئے نہ تھا بلکہ نفع و سود کے واسطے تھا یعنی جہان کھیتی آخرت کی ہے کہ جو یہان پر سوا بوئے گا حشر مین اسکا ثمر سوا پائے گا پس یہان یہ اقرار لا الٰہ الا اللہ کہ نقط حرف و صوت نہین ہے اس سے خرمن اُس جہان مین اُٹھانا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ گر تو دیکھے آگے شعر گر تو دیکھے کہ کوئی بھی منکر نہین ہے کہ منکری عین منکری کے واسطے ہو بلکہ حسد سے قہر دشمن کے لئے یا ترقی چاہتا ہے یا اظہار خود ہے وہ ترقی طمع کے واسطے ہے بغیر معنی کی صورت چاشنی نہ دے اسواسطے پوچھتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو جو کہ صورت تیل اور معنی روشنی ہے ورنہ کہنا کیا ہے یہ کسواسطے ہے جو کہ صورت عین کے واسطے ہے گیا کا کہنا سوال فائدہ ہے گیا کا کہنا اس سوا بدنما ہے تو فائدہ کسواسطے ڈھونڈھتا ہے جب یہ تحقیق فائدہ ہو یعنی صورت بغیر معنی کے فائدہ نہیں دیتی ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

بل برائے قہر خصم اندر حسد — یا فزونی جستن و اظہار خود
وان فزونی ہم پے طمع دگر — بے معانی چاشنی ندہد صور
زان ہمی پرسی چرا این میکنی — کہ صور زیتست و معنی روشنی
ورنہ این گفتن چرا از بہر چیست — چونکہ صورت بہر عین صورتیست
این چرا گفتن سوال از فائدہ ست — جز برائے اینچنین گفتن بدست
از چہ رو فائیدہ جوئی ای امین — چون بود فائیدہ این خود ہمین
پس نقوش آسمان و اہل زمین — نیست حکمت کو بود بہر ہمین
گر حکیمے نیست این ترتیب چیست — ور حکیمے ہست چون فعلش تہی ست
پس نسازد نقش گرمابہ خضاب — جز پے قصد صواب و ناصواب
ہرچہ بینی در جہان از آیتے — ہست بہر معنی و با حکمتی

بل حسد سے قہر دشمن کے لیے — یا ترقی چاہیے یا اظہار ہست
وہ ترقی ہے طمع کے واسطے — بے معانی چاشنی صورت نہ دے
اسلئے پوچھے ہو تم کیا کرتے ہو — میں صورت روشنی معنی ہی جو
ورنہ کہنا کیا ہے یہ کس واسطے — جو ہی صورت عین صورت کے لیے
کیا کا کہنا ہے سوال فائدہ — کیا کا کہنا اس سوا ہے بدنما
کس لئے یہ ڈھونڈھتا ہی فائدہ — فائدہ تحقیق ہو جب یہ بھلا
۱ پس نقوش اہل زمین چرخ کے — نی ہے حکمت نہ ہون اسواسطے
گر حکیم اب ہی تو کیون ترتیب ہے — ہی حکیم اب فعل خالی کس لئے
نے بنائے کوئی حمام و خضاب — بس سوا قصد صواب ناصواب
جو نشانی دیکھے تو عالم میں ہی — ہے وہ معنی اور حکمت کے لئے

مطالبت کردن موسیٰ علیہ السلام از حضرت عزت کہ لم خلقت خلقا فاہلکتہ وجواب آمدن از حضرت عزت

دریافت کرنا موسیٰ علیہ السلام کا حضرت جل جلالہ سے لم خلقت خلقا فاہلکتہ (کیوں پیدا کیا تو نے مخلوق کو پھر ہلاک کیا اسکو ۱۲) اور جواب آنا حضرت عزت سے

گفت موسیٰ اے خداوند حساب — نقش کردی باز چون کردی خراب
نر و مادہ نقش کردی جانفزا — وانگہے ویران کنی آن را چرا
گفت حق دانم کہ این پرسش ترا — نیست از انکار و غفلت و ز ہوا
ورنہ تادیب و عتابت کردمے — بہر این پرسش ترا آزردمے

۲ بولے موسیٰ اے خداوند حساب — تو بنا کر نقش کیون کرتا خراب
نقش نر مادہ بناتا خوب ہی — پھر خراب اسکو تو کرتا کس لئے
بولا حق میں جانتا ہوں یہ پرسش تجھے — ہے نہ غفلت اور ہوا انکار سے
ورنہ میں دیتا ادب اندازہ عتاب — تجکو اس پرسش کے بدلے بیحساب

۱ پس نقوش الخ ۹ شعر پس نقوش اہل زمین اور چرخ کے حکمت نہیں ہیں اس واسطے ہون اگر حکیم نہیں ہے تو کیون ترتیب ہے اور اگر حکیم ہے فعل خالی کس لئے ہے یعنی فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ آگے اس کی مثال ہی حمام وخضاب نے کوئی بنائے سوائے قصد صواب وناصواب کے جو نشانی تو عالم میں دیکھتا ہی وہ معنی وحکمت کے لئے ہی یعنی دنیا میں جو چیز ہے وہ واسطے معنی حکمت کے ہے جس سے خداوند تعالیٰ انسان کو پیدا کرتا و مارتا ہے واسطے حکمت کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۲ بولے الخ ۴ شعر موسیٰ نے کہا کہ اے خداوند حساب تو نقش بنا کر کیون خراب کرتا ہے نقش نر مادہ کا خوب بناتا ہی پھر اسکو خراب کس واسطے کرتا ہے حق نے کہا کہ میں جانتا ہون یہ پرسش تجھے غفلت و ہوا و انکار سے نہیں ہی ورنہ میں اندازہ عتاب کے تجکو ادب دیتا اس پرسش کے بدلے بیحساب ولیکن تو چاہتا ہے کہ میرے فعلون میں حکمت ڈھونڈھ اسرار قضا سے تاکہ اس سے تو واقف کرے عالم کو، دریچہ کرے اس سے عام کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

لیک میخواہی کہ در افعال ما / باز جوئی حکمت و سر قضا
تا ازان واقف کنی مر عام را / پختہ گردانی بدین ہر خام را
قاصدا سائل شدی در کاشفی / بہر عامہ ارچہ تو زان واقفی
زانکہ نیم علم آمد این سوال / ہر برونی را نباشد این مجال
ہم سوال از علم خیزد ہم جواب / ہمچنانکہ خار و گل از خاک و آب
ہم ضلال از علم خیزد ہم ہدا / ہمچنانکہ تلخ و شیرین از ندا
ز آشنائی خیزد این بغض و ولا / در غذاے خوش بود سقم و شفا
مستفید اعجمی شد آن کلیم / تا عجمیان را کند زان سر علیم
ما ہم از وی اعجمی سازیم خویش / پاسخش آریم چون بیگانہ‌ئیش
خر فروشان خصم ہمدیگر شدند / تا کلید قفل آن در آمدند
پس بفرمودش خدا اے ذو لباب / چون بپرسیدی بیا بشنو جواب
موسیا تخمی بکار اندر زمین / تا تو خود ہم داد ہی انصاف این
چونکہ موسی کشت شد کشتش تمام / خوشہ ہایش یافت خوبی و نظام
داس بگرفت و مر آنہا را برید / پس ندا از غیب در گوشش رسید
کہ چرا کشتی کنی و پروری / چون کمالے یافت آن را میبری
گفت یا رب زان کنم ویران و پست / کہ درینجا دانہ ہست و کاہ ہست
دانہ لائق نیست در انبار کاہ / کاہ در انبار گندم ہم تباہ
نیست حکمت این دو را آمیختن / فرق واجب میکند در بیختن

پر تو چاہتا ہے کہ فعلوں میں مرے / ڈھونڈھے حکمت و قضا کو بھید
اس سے تا واقف کرے تو عام کو / اور کرے تو پختہ اس سے خام کو
[1] کھوسنے میں عام پر سائل ہوا / جو تو قصدا اگرچہ اس سے جانتا
کیونکہ آدھا علم آیا یہ سوال / نے ہر اک جاہل کو ہے یہ مجال
علم سے اٹھے سوال اور ہم جواب / جس طرح ہو خار و گل از خاک و آب
علم سے ہو ہم ضلالت ہم ہدا / جس طرح ہو تلخ و شیرین از ندا
آشنائی سے اٹھے بغض و ولا / او رغذا سے ہو مرض اور ہم شفا
مثل انجانوں کے چاہتا تھا کلیم / تا کرے انجان کو اس سے علیم
ہم بھی انجان اب بنائیں آپکو / یعنی جواب کہیں اس سے ہو کر بیگانہ
جس طرح دلال آپس میں لڑیں / تا کہ کنجی قفل اس در کی نہیں
[2] حق نے فرمایا اے فیضیاب / تو نے جو پوچھا تو سن اسکا جواب
اے کلیم اب تو زمین میں تخم بو / تا تو آپ ہی دیوے اس انصاف کو
بویا موسی نے ہوئی کھیتی تمام / خوشے سب پکے رہا نے کوئی خام
پس درانتی لیکے کاٹا سب اسے / پس ندا آئی یہ اسکو غیب سے
کہ اسے بویا و پالا کس لئے / جب کمال آیا تو کاٹا کس لئے
عرض کی یا رب میں کاٹوں اسلئے / کہ اب اسمیں دانہ ہے اور گھاس ہے
دانہ نے لائق ہو اندر گھاس کے / گھاس سے گیہوں تباہی میں پڑے
کب ہے حکمت دونوں یہ باہم رہیں / فرق واجب ہے صفائی میں کریں

[1] کھوسنے میں آٹھ شعر جو تو قصداً عام پر کھوسنے میں سائل ہوا اگرچہ تو اس سے جانتا تھا کیونکہ آدھا علم یہ سوال آیا کہ ہر ایک جاہل کو یہ مجال نہ ہووے آگے اسکی مثال ہے علم سے ہم سوال و ہم جواب اٹھے جس طرح خار و گل خاک و آب سے علم سے ہم ضلالت و ہم ہدایت ہو جس طرح تلخ و شیرین پانی سے آشنائی سے بغض و ولا اٹھے اور غذا سے ہم مرض و ہم شفا ہووے یعنی علم سے ہدایت ہوتی ہے اور علم سے ضلالت ملتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے مثل انجانوں کے کلیم چاہتا تھا کہ انجانوں کو اس سے علیم کرے آگے حقائق ہیں ہم بھی آپکو انجان بنائیں اور جواب اس سے لیں مانند بیگانوں کے جس طرح دلال آپس میں لڑتے ہیں تاکہ کلید و قفل اس دام کے بنیں یعنی خود کو پیش حق انجان بناؤ تاکہ علم حق تجکو بتاوے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] حق نے آخ ۸ شعر حق نے اُسے فرمایا اے فیضیاب تو نے جو پوچھا تو اس کا جواب سن اے کلیم تو زمین میں تخم بو تاکہ تو آپ ہی اس انصاف کو دیوے موسیٰ نے بویا اور کھیتی تمام ہوئی خوشے سب پکے اور کوئی خام نہ رہا پس درانتی لیکر اُسے سب کاٹا یہ ندا اس کو غیب سے آئی کہ اُسے کیوں بویا اور پالا سو سطے جب کمال آیا تو کاٹا کسو اسطے عرض کی کہ اے رب میں کو اسطے کاٹتا ہوں کہ اب اس میں دانہ اور گھاس ہے دانہ اندر گھاس کے لائق نہیں ہے گھاس سے گیہوں تباہی میں پڑے یہ کب حکمت ہے کہ دونوں باہم رہیں فرق واجب ہے کہ صفائی میں کریں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت این دانش ز کہ آموختی — نور این شمع از کجا افروختی
گفت تمییزم تو دادی ای خدا — گفت پس تمییز چون نہد مرا
در خلائق روحہای پاک ہست — روحہای تیرہ گلناک ہست
این صدفہا نیست در یک مرتبہ — در یکے دُرّ ست و در دیگر شبہ
واجبست اظہار این نیک و تباہ — ہمچنان کاظہار گندمہا ز کاہ
بہر اظہار ست این خلق جہان — تا نماند گنج حکمتہا نہان

بولا اس دانش کو سیکھا کس سے ہی — شمع یہ روشن کرے کس جائے سے
بولے اے رب یہ دیا تو نے تمیز — بولا مجکو کیون نہ پھر ہووے تمیز
خلق مین از بسکہ روحین پاک ہین — اور روحین تیرہ و گلناک ہین
یہ نہین ہین سب صدف اک درجے کے — ایک مین موتی ہین اک مین پوت سے
کرنا ظاہر نیک و بد واجب ہوئے — جیسے ظاہر کرنا گیہون گھاس سے
ہے سبب اظہار یہ خلق جہان — تا نہ رہوے گنج حکمت کا نہان

بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی و وہم و خیال بر مثال دوغ اند و روح وحی کہ باقی ست درین دوغ مانند روغن پوشیدہ است

بیان اس بات کا کہ روح حیوانی عقل جزوی و وہم و خیال مانند دہی کے ہین اور روح وحی کہ باقی ہے اس دہی مین مانند روغن کے پوشیدہ ہے

کنت کنزا گفت مخفیا شنو — جوہر خود گم مکن اظہار شو
جوہر صدقت خفی شد در دروغ — ہمچو طعم روغن اندر طعم دوغ
آن دروغت این تن فانی بود — راستت آن جان ربانی بود
سالہا این دوغ تن پیدا و فاش — روغن جان اندرو فانی و لاش
تا فرستد حق رسولے بندۂ — دوغ را در خمرہ جنبانندۂ
تا بہ جنباند بہ ہنجار و بفن — تا بدانم من کہ پنہان بود من

[۲] کنت کنزاً مخفیاً بولا سنو — اپنا جوہر گم نہ کر ظاہر تو ہو
(تھا میں اک خزانہ پنہان ۱۲)
سچ کا جوہر جھوٹھ مین مخفی ہوا — جیسے گھی کا ہو دہی مین بس مزا
یہ تن فانی ترا بس جھوٹھ ہی — جان ربانی کو تو سچ جان لے
برسون اس تن کا دہی ظاہر رہا — اور اسمین جان کا گھی تھا چھپا
بھیجا اک اللہ نے بندہ نبی — تاکہ ہانڈی مین ہلاوے وہ دہی
تا ہلاوے اس طریقہ سے بھلا — تاکہ مین جانون کہ نہان مین ہی تھا

[۱] بولا الخ یہ شعر فرمایا کہ اس دانش کو کس سے سیکھا ہے اور شمع روشن کس جاے کی ہے کہا کہ رب یہ تو نے تمیز دیا ہے فرمایا کہ مجکو پھر تمیز کیون نہ ہووے خلق مین از بسکہ روحین پاک ہین اور روحین تیرہ گلناک ہین یہ سب صدف ایک طور پر نہین ہین ایک مین موتی اور ایک مین پوت ہے نیک و بد ظاہر کرنا واجب ہوا ہے جیسے ظاہر کرنا گیہون کا گھاس سے یہ خلق جہان واسطے اظہار کے ہے تاکہ گنج حکمت کا نہ رہوے پوشیدہ یعنی یہ مخلوق واسطے اظہار کے ہے کہ گنج حکمت پوشیدہ نہ رہے چنانچہ اس گنج حکمت کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

[۲] کنت کنزاً الخ یہ شعر حق نے کنت کنزاً مخفیاً کو کہا سنو کہ تو اپنا جوہر گم نہ کر ظاہر ہو جیسے جوہر سچ کا جھوٹھ مین مخفی ہوا جیسے گھی کا دہی مین مزا ہے یہ تیرا تن فانی جھوٹھ ہی ہے اور جان ربانی کو تو سچ جان لے اس بدن کا دہی برسون ظاہر رہا اور اسمین جان کا گھی چھپا تھا اللہ نے ایک بندہ نبی کو بھیجا تاکہ وہ ہانڈی مین دہی ہلائے تا اس طریقہ سے ہلائے کہ مین جانون کہ مین ہی پوشیدہ تھا یعنی تن دہی اور جان اسمین گھی ہے اور انبیا اور اولیا اس گھی جان کو ہلائے یا سخت سے دہی تن سے ظاہر کر دیتے ہین سواسطے کسی عارف نے کہا کہ شریعت شیر و طریقت ہے دہی حقیقت مسکہ و معرفت روغن خالص ہے جو کہ اولیا اسکو علیحدہ علیحدہ کر دیتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

یا کلام بندہ کان جزو اوست / در رود در گوش آن کز وحی جوست
اذن مومن وحی ما را واعی است / آن چنان گوش قرین داعی است
آنچنانکہ گوش طفل از گفت مام / پر شود ناطق شود او در کلام
ور نباشد طفل را گوش رشد / گفت مادر نشنود گنگے شود
دائما ہر کر اصلی گنگ بود / ناطق آن کس شد کہ از مادر شنود
دانکہ گوش کر و گنگ از آفتی است / زانکہ در گوشش رسیدہ علتی است
او پذیرائے دم و تعلیم نیست / لاجرم مر نطق را تسلیم نیست
آنکہ بے تعلیم بد ناطق خداست / کہ صفات او ز علتہا جداست
یا چو آدم کرد تعلیمش خدا / بے حجاب مادر و دایہ ورا
یا مسیحا کہ بتعلیم ودود / در ولایت ناطق آمد در وجود
از برائے دفع تہمت در ولاد / کہ نزادست از زنا و از فساد
جنبشے بایست اندر اجتہاد / تا کہ دوغ آن روغن از دل باز داد
روغن اندر دوغ باشد چون عدم / دوغ در ہستی بر آوردہ علم
آنکہ ہست ست می نماید ہست پوست / وانکہ فانی می نماید اصل اوست
دوغ روغن ناگرفتست و کہن / تا بگردانی بنہ خرجش مکن
ہین بگردانش بدانش دست دست / تا نماید آنچہ پنہان کردہ است
آنکہ این فانی دلیل باقی است / لابہ مستان دلیل ساقی است

یا کلام[۱] بندہ جزو اسکا ہو جو / وہ سنے جو کان ڈھونڈتے وحی کو
کان مومن کا جو میری وحی سنے / کان ایسا قابل بدعوت کی ہو
جیسے بچہ سنکے ماں کی بات کو / باتیں کرتا ہو وہ ویسی جان لو
گر نہوتا[۲] کان بچہ کا رسا / گونگا ہوتا اور نہ سنتا وہ ذرا
بہرا اصلی گونگا ہوتا ہے سدا / وہ ہوا گویا جو مادر سے سنا
جسکا بہرا گونگا کان آفت سے ہو / اسلئے وہ کان میں علت رکھے
وہ نہیں لائق دم و تعلیم کے / اسلئے نے نطق کی طاقت رکھے
جو ہے بے تعلیم ناطق وہ خدا / کہ صفات اسکی ہے علت سے جدا
یا جو آدم کو کری تعلیم ہے / بے وسیلہ ماں کی بس اللہ نے
یا مسیحا جو بہ تعلیم خدا / وقت پیدائش کی بس ناطق ہوا
دفع تہمت کے لئے گویا ہوا / پیدا ہونے کے زنا سے نے خطا
جہد[۳] میں بس کرنا حرکت چاہئے / تا دہی اس گھی کو دل سے چھوڑ دے
جون عدم اندر دہی کی بس ہے گھی / اور ہی مشہور ہستی میں دہی
ہست جو تجکو دکھے وہ پوست ہو / اصل ہو اسکی جو وہ فانی دکھے
جس دہی نے گھی کو نے پکڑا ہے ابا / خرچ مت کر جب تلک دیکھے نہ تو
ہاتھوں ہاتھ اسکو تو دانش سے بلو / جو کہ پوشیدہ ہے تا ظاہر وہ ہو
جو کہ یہ فانی ہو باقی کی دلیل / مست کا ہو عجز ساقی کی دلیل

سلہ یا کلام الخ ۱۰ شعر یا کلام بندہ جو اسکا جزو ہو وہ سنے کہ جو کان وحی کو ڈھونڈتے ہے مومن کا کان جو میری وحی سنے ایسا کان قابل دعوت کے ہو آگے اس کی مثال ہو جیسے بچہ ماں کی بات سن کر ویسی باتیں کرتا ہو جان لو یعنی جو کان وحی حق ڈھونڈتے ہے وہ کان کلام یا داولیا کا سنے کیونکہ ویسا کلام نہ کوئی کہہ سکتا ہو اور نہ کوئی سنتا سمجھتا ہو کسی جان نہیں بان کے کان نہیں کلن کو زبان نہیں باقی مثال آگے ہو فافہم ۱۲
سلہ گر نہوتا الخ ۸ شعر اگر کان بچہ کا رسا نہ ہوتا وہ گونگا ہوتا ہے وہ گویا ہوا کہ جس نے مادر سے سنا سب کا کان بہرا و گونگا آفت سے ہو اس لئے کہ وہ کان میں علت رکھتا ہو وہ لائق نہیں ہو دم اور تعلیم کے اس لئے کہ نطق کی طاقت نہیں رکھتا ہو جو بغیر تعلیم کے ناطق ہو وہ خدا ہو کہ اس کی صفات علت سے جدا ہی یا جو آدم علیہ السلام کو تعلیم کی ہو بغیر وسیلہ ماں کے اللہ نے یا عیسیٰ علیہ السلام جو تعلیم خدا سے وقت پیدائش کے ناطق ہوئے دفع تہمت کے لئے گویا ہوئے پیدا ہوئے ہیں کہ زنا سے نہیں جنا ہوں یعنی جسکو نطق بغیر تعلیم کے ہو وہ خدا ہے یا خاصان خدا مثل آدم و عیسیٰ علیہما السلام کے ہیں آگے رجوع بقصہ ہو فافہم ۱۲ سلہ جہد میں الخ ۷ شعر حرکت جہد میں کرنا چاہئے تا دہی اس گھی کو دل سے چھوڑ دے عدم کی مانند دہی میں گھی ہو اور ہستی میں مشہور دہی ہو جو تجکو ہست دکھے وہ پوست ہو جو فانی دکھے وہ اسکی اصل ہو جب دہی نے گھی کو نہیں پکڑا ہو خرچ مت کر تو جب تک نہ دیکھے اس کو ہاتھوں ہاتھ تو دانش سے بلو جو پوشیدہ ہو تا کہ وہ ظاہر ہو جو کہ یہ فانی باقی کی دلیل ہو مست کا عجز ساقی کی دلیل ہو جو دہی میں گھی پوشیدہ ہوتا ہو تو بتائے جو کچھ اس سے عیاں ہو یعنی دانش و ریاضت سے اس دہی کو تن کو جو گھی جان کا اس میں پوشیدہ ہو ظاہر ہو آگے اس کی دوسری مثال ہو فافہم ۱۲

روغن اندر دوغ پنہان میشود ۔ ہر چہ میسازی تباش آن میشود
گھی دہی میں جو کہ ہوتا ہے نہاں ۔ تو بنائے جو کچھ اس سے ہے عیاں

مثال دیگر ہم درین معنے ۔ مثال دوسری بھی اسی معنی مین

ہست بازیہای آن شیر علم ۔ مخبری از بادہای مکتتم
گر نبودی جنبش آن بادہا ۔ شیر مردہ کے بجستی در ہوا
زان شناسی باد را گر آن صباست ۔ باد بورست این بیان آن جداست
این بدن مانند آن شیر علم ۔ فکر می‌جنباند او را دم بدم
باد کان از مشرق آید آن صباست ۔ وانکہ از مغرب دبورست و وباست
مشرق این باد فکرت دیگرست ۔ مغرب این باد فکرت زان سرست
خور جمادست و بود شرقش جماد ۔ جان جانان جان بود شرقش فؤاد
شرق خورشیدی کہ شد باطن فروز ۔ قشر و عکس آن بود خورشید روز
زانکہ چون مردہ بود تن بی لہب ۔ پیش او نے روز بنماید نہ شب
ور نباشد آن چو این باشد تمام ۔ بی شب و بی روز دارد انتظام
ہمچنانکہ چشم می‌بیند بخواب ۔ بی مہ و خورشید ماہ و آفتاب
نوم ما چون شد اخ الموت ای فلان ۔ زین برادر آن برادر را بدان
ور بگویندت کہ ہست آن فرع این ۔ مشنو آن را ای مقلد بی یقین

بازی[۱] اس شیر علم کی دے خبر ۔ باد پوشیدہ سے اے نادان بسر
گر نہ ہوتی باد کی جنبش ذرا ۔ شیر مردہ کب ہوا مین کودتا
اُس سے جانے باد کو کہ ہے صبا ۔ یا دبور اک ہے بیان اس راز کا
یہ بدن شیر علم کی مثل ہے ۔ فکر حرکت دمبدم بس اسکو دے
باد مشرق سے جو آئی ہے صبا ۔ اور دبور آتی ہے مغرب سے ہوا
شرق باد فکر تیری دوسری ۔ غرب باد فکر اُس سو سے ہوئی
خور جماد اور شرق اسکی ہے جماد ۔ جان جانان جان کا مشرق ہے فؤاد
شرق اُس خور کی کہ ہے باطن فروز ۔ پوست اور عکس اسکا ہے خورشید روز
جو کہ تن مردہ وہ ہو بے نور لہب ۔ آگے اسکے نے دیکھے دن اور نہ شب
گر نہ وہ ہووے جو یہ رکھے تمام ۔ بس رکھے بے رات دن کی انتظام
خواب[۳] مین جیسی کہ دیکھے آنکھ ہے ۔ چاند و سورج بے مہ و خورشید کے
جو ہوا ہے نوم اخ الموت یان ۔ بھائی سے اُس بھائی کو جان اے فلان
گر کہین اسکو کہ وہ شاخ اسکی ہے ۔ اے مقلد بے یقین تو مت سنے

لہ بازی الخ ۱ شعر اس شیر علم کی بازی باد پوشیدہ سے خبر دیتی ہے اے نادان اگر باد کی جنبش ذرا نہ ہوتی شیر مردہ ہوا مین کب کودتا اُس سے جانے باد کو کہ صبا ہے یا کہ دبور بیان اس راز کا ہے آگے اس کے حقائق ہین یہ بدن شیر علم کی مثال ہے کہ دمبدم فکر بس اسکو حرکت دے جو باد مشرق سے آتی ہے صبا ہے اور جو باد مغرب سے آتی ہے وہ دبور ہے شرق باد فکر تیری کی دوسری ہے غرب باد فکر کی اُس طرف سے ہے یعنی باد صبا دنیا کی ہے اور باد دبور اُس طرف کی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سے خور جماد الخ ۴ شعر خور جماد اور مشرق اس کی بھی جماد ہے جان جانان جان کا مشرق دل ہے اُس خورشید کی کہ مشرق کہ باطن افروز ہے پوست و عکس اس کا خورشید روز ہے جو بدن کہ مردہ ہو سب بے نور ہے آگے اُس کے نہ دن دیکھے اور نہ شب اور اگر وہ نہ ہووے جو یہ بالکل ہووے بس بغیر رات دن کے انتظام رکھے یعنی بدن کی روشنی اگر ہو اور جان کی روشنی نہ ہو اگر روشنی جان کی نہ ہو تو بدن بیکار ہے اور اگر بدن کی روشنی نہ ہو تو جان سب کچھ دیکھ سکتی اور کر سکتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سے خواب مین الخ ۷ شعر جس طرح خواب میں آنکھ دیکھتی ہے چاند و سورج کو بے ماہ و خورشید کے جو بیان ہوا خواب بھائی موت کا بس تجھ بھائی سے اُس بھائی کو جان اگر تجھ کو کہیں کہ وہ شاخ اس موت کی ہے اے مقلد تو بغیر یقین کے مت سن خواب مین جان تیری ... حال دیکھے کہ بیداری مین بیس برس نہ دیکھے تو دوڑے اسکی تعبیر کے لئے اولیاء اللہ کے پاس کہ راز اُس کا کھلے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے بس اُس خیرہ کو شاخ کہنا کب روا ہے وہ خواب عام کی ہے اور یہ خاص کی کہ ابرار و خواص اسکو دیکھتے ہین یعنی خواب بھائی موت کا ہے اور اس خواب کی شاخ موت کی مت جان تو بلکہ موت کے برابر ہے مگر وہ خواب خصوص کا ہے نہ عام کا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

می ببیند خواب جانت وصف حال — که به بیداری نه بینی بیست سال
در پی تعبیر آن تو عمرها — می دوی سوی شهان باد ها
که بگو این خواب را تعبیر چیست — فرع گفتن اینچنین سر راسگی ست
خواب عامه ست این خود خواب خاص — باشد اصل اجتبا و اختصاص
پیل باید تا چو خسپد اوستان — خواب بیند خطهٔ هندوستان
خر نبیند هیچ هندوستان بخواب — خر ز هندوستان نکرده است اغتراب
جان همچون پیل باید نیک زفت — تا بخواب او هند تاند رفت تفت
ذکر هندوستان کند پیل از طلب — پس مصور گردد آن ذکرش بشب
اذکروا الله کار هر اوباش نیست — ارجعی بر پای هر قلاش نیست
لیک تو آیس مشو هم پیل باش — ور نه پیلی درپی تبدیل باش
کیمیا سازان گردون را ببین — بشنو از میناگران هردم طنین
نقش بندانند در جو فلک — کار سازانند بهر لی و لک
گر نه بینی خلق مشکین جیب را — بنگر ای شکور آن آسیب ما
هردم آسیبی ست بر ادراک تو — نبت نو نو رسته بین از خاک تو
زین بد ابراهیم ادهم دید خواب — بسط هندوستان دل را بی حجاب
لاجرم زنجیرها را بر درید — مملکت برهم زد و شد ناپدید
این نشان دید هندوستان بود — که جهد از خواب و دیوانه شود

خواب میں جان تیری دیکھے وصف حال — کہ نہ بیداری میں دیکھے بیس سال
دوڑے تو تعبیر اسکی کے لئے — پاس شاہوں کے کہ راز اسکا کھلے
کہ کہو اس خواب کی تعبیر کیا — کہنا شاخ اس بھید کو کب ہے روا
عام کو وہ خواب ہو یہ خواب خاص — دیکھتے اسکو ہیں ابرار اور خواص
سلہ چاہئے ہاتھی کہ تا سوئے کھڑا — خواب میں ہندوستان دیکھے سدا
خواب میں نے ہند دیکھے خر کبھی — خر نے ہندوستان سے نے غربت کری
چاہئے جان مثل ہاتھی کے بڑی — خواب میں تا ہند کو جائے کبھی
ذکر شوق ہند کا ہاتھی کرے — رات کو وہ ذکر اب صورت بنے
اذکروا اللہ کام ہے نا اوباش کا (ذکر کرو تم اللہ کا ۱۲) — ارجعی نے یا نُون ہر قلاش کا
مت ہو نا امید تو اور پیل ہو — گر نہیں ہے پیل تو تبدیل ہو
سلہ آسمانی کیمیا گر دیکھ تو — مینا گر سے سُن سدا آواز کو
نقش بند ہیں دائرے میں چرخ کے — کار ساز اک ہیں مرے تیرے لئے
خلق مشکین کی تو گر نے پائے بو — دیکھ اندھے انکی ہیں ہیبت کو تو
ہیبت ہردم ہے تری ادراک پے — دیکھ اُگے ہے سبزۂ نو خاک سے
دیکھا ابراہیم ادہم نے یہ خواب — بسط ہندوستان دل تو بے حجاب
توڑ ڈالا اس لئے زنجیر کو — ملک چھوڑا اور ہوا پوشیدہ وہ
سلہ یہ نشان بس دید ہندوستان کا ہے — خواب سے اُٹھے وہ دیوانہ بنے

سلہ چاہئے آگے ۲ شعر ہاتھی چاہئے کہ تا کھڑا سوئے اور خواب میں ہندوستان ہمیشہ دیکھے خر کبھی خواب میں ہندوستان نہیں دیکھتا ہے کہ خر نے ہندوستان سے غربت نہیں کی ہے جان چاہئے مثل ہاتھی کے بڑی تا خواب میں ہندوستان کو کبھی جائے ذکر شوق ہندوستان کا ہاتھی کرے اور اسکو وہ ذکر ایک صورت بنے ذکر کرنا اللہ کا اوباش کا کام نہیں رجوع کرنا پاؤں ہر تلاش کا نہیں تو نا امید مت ہو اور پیل ہو اگر پیل نہیں ہے تو تبدیل ہو یعنی تو رحمت حق سے نا امید مت ہو اگر پیل نہیں ہے تو خواب میں اپنے وطن کو دیکھے تبدیل ہو کر منزل مقصود کو پہونچے یعنی مرشد حاصل کر کہ وہ تجھے بدل دیوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آسمانی آگے ۶ شعر تو آسمانی کیمیا گر کو دیکھ اور میناگر سے تو سن ہمیشہ آواز کو نقشبند ہیں چرخ کے دائرہ میں اور ایک کارساز ہیں میرے و تیرے واسطے اگر تو خلق مشکین کی نہ پائے تو اے اندھے تو دیکھ انکی ہیبت کو تیرے ادراک پر ہردم ہیبت ہے دیکھ اُگتا ہے سبزۂ نو خاک سے ابراہیم ادہم نے یہ خواب دیکھا بسط ہندوستان دل کو بے حجاب اس لئے زنجیر کو توڑ ڈالا ملک چھوڑا اور وہ پوشیدہ ہوا یعنی خواب ابرار کا یہ ہے کہ ما فیہا سے دل برداشتہ ہو جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ نشان آگے ۲ شعر یہ نشان دید ہندوستان کا ہے کہ خواب سے اُٹھے اور دیوانہ بنے تدبیر چاک کی الخ ہے اور ٹوٹنے سب زنجیر کے توڑنا ہی ملک دنیا چھوڑنا ہے سرسبز و تعلق سے ترک دیدے جیسے حضرت نے فرمایا ہے کہ اسکا نشان اندر دل کے ہے کہ اجتناب رکھے دنیا سے اور امید کی عقبیٰ سے واسطے شرح کلام مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ایک داستان سن اے یار صفا یعنی یہ نشان کشود باطن کا ہے کہ جب دنیا میں اپنا وطن اصلی دیکھے اور دنیا کو ترک کر دے چنانچہ اس کا نقشہ بیان میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

می فشاند خاک بر تدبیرہا — می دراند حلقہ از زنجیرہا
ترک گیرد ملک دنیا سربسر — جملگی برہم زند آید بدر
آنچنان کہ گفت پیغمبر ز نور — کہ نشانش آن بود اندر صدور
کہ تجافی دارد از دار الغرور — ہم انابت دارد از دار السرور
بہر شرح این حدیث مصطفےٰ — داستانے بشنو اے یار صفا

ڈالتا ہے خاک سب تدبیر پا — توڑتا ہر حلقے سب زنجیر کے
چھوڑدیوے ملک دنیا سربسر — اور تعلق ترک کردے بیشتر
جیسے حضرت نے کہا ہی نور سے — کہ نشان اسکا وہ اندر دلکے ہی
کہ تجافی رکھے باد ار الغرور — اور انابت رکھے باد ار السرور
(جتناب رکھے دار غرور سے — امید رکھے عفو سے ۱۲)
واسطے شرح کلام مصطفےٰ — داستان اک سُن تو اے یار صفا

حکایت آن بادشاہزادہ کہ بادشاہ حقیقی بوی روی نمود و یوم یفر المرء من اخیہ نقد وقت او شدہ

پادشاہی این خاک تودہ کہ کودک طبعان قلعہ گیری نام کنند آن کودکی کہ چیرہ آید بر سر خاک تودہ بر آید و لاف زند کہ قلعہ مراست کودکان دیگر بروی رشک برند کہ التراب ربیع الصبیان آن بادشاہزادہ چون از قید رنگہا برست گفت من این خاکہای رنگین را ہمان تودہ خاک دون میگویم و زر و اطلس و اکسون نمی گویم

حکایت اِس بادشاہزادہ کی کہ بادشاہ حقیقی نے اُسے مُنھ دکھلایا و یوم یفر المرء (جس دن بھاگے گا) من اخیہ (بھائی اپنے سے) نقد حال اُسکا ہوا

اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی کہ طفل طبع قلعہ گیری جانتے ہین جیسے ایک لڑکا خاک کی ڈھیری پر غالب آ کر دعوی کرے کہ قلعہ میرا ہے اور دوسرے لڑکے اُسپر رشک کرین کہ التراب (مٹی) ربیع الصبیان (لڑکون کی کھیل ہے ۱۲) وہ بادشاہزادہ جو قید رنگون سے چھوٹا بولا کہ مین اس خاک رنگین کو وہی خاک کی ڈھیری کہتا ہون اور زر و اطلس و کمخواب نہین جانتا ہون اور اس کمخواب کو رہزن جانتا

زین اکسون رہزن رستم و بیک سو
جستم و آتیناہ الحکم صبیا و ارشاد
حق رام ور سالہا حاجت نیست در قدرت
کن فیکون کس سخن از قابلیت نگوید

اور ساتھ ایک سمت فنا کے بھاگا اور آتیناہ
(اور دیا ہم نے ہمکو)
الحکم صبیا اور حکم خدا کو گذرنے برسون کی
(حکم لڑکپن مین ۱۲)
حاجت نہین ہی قدرت کن فیکون مین کوئی
قابلیت سے بات نہین کہتا ہے

بادشاہی داشت یک زن یا پسر — باطن و ظاہر مزین از ہنر
خواب دید او کان پسر ناگہ بمرد — صافی عالم بران شہ گشت گرد
خشک شد از تاب آتش مشک او — کہ نماند از تفت آتش اشک او
آنچنان پر شد ز دود و درد شاہ — کہ نمی یابید در وے راہ آہ
خواست مردن قالبش بیکار شد — عمر ماندہ بود شہ بیدار شد
شادی آمد ز بیداریش پیش — کو ندیدہ بود اندر عمر خویش
کہ ز شادی خواست ہم فانی شدن — پس مطوق آمد این جان با بدن
از دم غم می بمیرد این چراغ — وز دم شادی بمیرد اینت لاغ
در میان این دو مرگ او زندہ است — این مطوق شکل جای خندہ است
شاہ با خود گفت شادی را سبب — آنچنان غم بود از تسبیب رب
این عجب یک چیز از یک روی مرگ — وز یکی رو زندگی ور خت و برگ

بادشہ[1] رکھتا تھا اک لڑکا جوان — ظاہر و باطن ہنر سے کامران
خواب مین دیکھا وہ لڑکا مر گیا — بس جہان تاریک شہ پر ہوگیا
تاب آتش سے ہوئی خشک اسکی مشک — کہ نہ گرمی سے رہا اک اسکی اشک
پر ہوا ایسا دھوئین سے درد کے — کہ نہو سکتی تھی آہ اُس شاہ سے
چاہا مرنا اور تن عاجز ہوا — عمر باقی تھی تو وہ شہ جاگ گیا
شادی[2] جگنے مین اُسے ایسی ہوئی — کہ نہ دیکھی عمر بھر ایسی خوشی
چاہا اُسنے بھی خوشی سے ہون فنا — جان تن سے ہو گئی زنجیر پا
پس دم غم سے یہ بجھتا ہی چراغ — اور خوشی کے دم سے اُسکے جڑ ہی یہ باغ
درمیان دو موت کے زندہ ہی وہ — اس مقید شکل پر خندان تو ہو
شاہ سوچا یہ سبب شادی کا تھا — ایسا وہ غم کہ سبب حق سے دکھا
یہ عجب[3] ہی چیز اک سو مرگ ہی — اور اک سو زندگی و برگ ہی

[1] بادشہ آگے ۵ شعر بادشاہ ایک لڑکا جوان رکھتا تھا ظاہر و باطن ہنر سے بامقصد تھا خواب مین دیکھا کہ وہ لڑکا مر گیا بادشاہ پر جہان تاریک ہوگیا تاب آتش سے اس کی مشک خشک ہو گئی کہ گرمی سے اُس کے ایک اشک نہ رہا درد کے دھوئین سے ایسا پر ہوا کہ اس شاہ سے آہ تک نہین ہو سکتی تھی مرنا چاہا اور تن عاجز ہوا عمر باقی تھی تو وہ شاہ جگ گیا باقی حال آگے ہی فافہم
[2] شادی آگے ۵ شعر اُسے شادی جگنے مین ایسی ہوئی کہ عمر بھر وہ خوشی ایسی نہ دیکھی تھی اُسنے چاہا کہ خوشی سے بھی فنا ہون جان تن سے زنجیر پا ہو گئی آگے اسکے حقائق ہین دم غم سے یہ چراغ بجھتا ہی اور دم خوشی سے یہ باغ ابھر جاتا ہی درمیان دو موت کے وہ زندہ ہی اس مقید شکل پر خندان ہو یعنی انسان دنیا مین اندر دو موت کے مبتلا ہی کہ شادی سے بھی مرتا ہی اور غم سے بھی مرتا ہے آگے رجوع بقصہ ہی شاہ سوچا کہ یہ سبب شادی کا تھا ایسا وہ غم کہ حق سے یہ سبب دکھا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [3] یہ عجب آگے ۸ شعر یہ عجب چیز ہی کہ ایک طرف مرگ ہی اور ایک طرف زندگی و برگ ہی ایک نسبت سے وہ حالت موت ہی دوسری جا سے آسایش رکھتی ہی تن کی خوشی کو طرف دنیا کے کمال ہی اور طرف آخرت کے نقصان و زوال ہی ہنسنے کی خواب مین یہ تعبیر جان کہ گریہ کریگا یا رنج و زیان خواب مین گریہ سے خوشی ہوتی ہی یہی تعبیر اسکی ہی آگے رجوع بقصہ ہی بادشاہ سوچا کہ یہ غم تو دیکھا دیکن اس بدظنی سے جان ہلا نہین ہے اگر کانٹا قدم مین یہ کانٹا چبھے اگر گل جاوے یادگاری چاہئے یعنی تقدرت سے کیو اگر ایسا ہی ہو یادگاری چاہیے

آن یکی نسبت بدان حالت ہلاک / باز ہم از سوے دیگر امتساک
شادی تن سوے دنیاوی کمال / سوے روز عاقبت نقص و زوال
خندہ را در خواب ہم تعبیر دان / گریہ گوید با دریغ و اندہان
گریہ را در خواب شادی و فرح / ہست در تعبیر ای صاحب مرح
شاہ اندیشید کاین غم خود گذشت / لیک جان از جنس این بد ظن نگشت
گر رسد خارے چنین اندر قدم / گر رود گل یادگاری بایدم
چشم زخمی زین مبادا کہ شود / یادگاری بایدم گر او رود
چون فنا را شد سبب بے منتہا / پس کدامین راہ را بندیم ما
صد دریچہ و در سوے مرگ از دریغ / میکند اندر گشادن ژیغ ژیغ
ژیغ ژیغ تلخ آن درہای مرگ / نشنود گوش حریص از حرص برگ
از سوے تن دردہا بانگ دست / در سوے خصمان جفا بانگ دست
جان من برخوان تو می فہرست طب / نار علتہا نظر کن ملتہب
در کتاب طب چو بینی ای فتا / بر شمار ریگ بینی رنجہا
زان ہمہ عزہا درین خانہ رہ ست / ہر دو گامی پر ز کژدمہا چہ است
باد تند ست و چراغ ابترے / زو بگیرانم چراغ دیگرے
تا بود کز ہر دو یک وافی بود / گر بباد آن چراغ از جا رود
ہمچو عارف کز تن ناقص چراغ / شمع دل افروخت از بہر فراغ
تا کہ روزے کاین بمیرد ناگہان / پیش چشم خود نہد او شمع جان
او نکرد این فہم از راہ غرور / شمع فانی را ببقائی داد نور
چارہ اندیشید لیکن چارہ نے / گفت با خود نیست بیرون رفتنی

ایک نسبت سے وہ حالت موت ہے / دوسری جانب سے آسایش رکھے
تن کی شادی کو سوے دنیا کمال / اور سوے آخرت نقص و زوال
خواب مین ہنسنے کی یہ تعبیر جان / کہ کریگا گریہ با رنج و زیان
خواب مین گریہ سے ہوتی ہے خوشی / ہے یہی تعبیر اس کی اے اخی
شاہ سوچا کہ یہ غم تو بس گیا / پر نہین اس بدظنی سے جان رہا
گر قدم مین کاش یہ کانٹا چبھے / جائے گر گل یادگاری چاہیے
مت نظر لگیو اگر ایسا ہی ہو / یادگاری چاہیئے گر جائے وہ
جو فنا کے ہین سبب بے انتہا[۱] / کونسا مین راستہ روکون بھلا
سمت مرگ اکثر دریچے اور در / دیتے ہین آواز کھلنے مین مگر
تلخ آواز اُن درون سے مرگ کے / نہ سُنے گوش حریص اک حرص سے
در د سوے تن سے ہو آواز در / اور جفاء دشمن سے ہو آواز در
جان من فہرست طب کی دیکھ تو / علتون کی آگ جلتی دیکھ تو
گر کتاب طب کو دیکھے مشفقا / رنج لاکھون پائے تو بلکہ سوا
جملہ اُن رنجون کی راہ اس گھر مین ہے / بچھوؤن سے ہین قدم دونون بھرے
ہی ہوا تیز اور چراغ آفت زدا[۲] / لیلون اس سے مین چراغ اک دوسرا
تا کفایت ایک دونون سے کرے / گر ہوا سے وہ چراغ آخر بجھے
اس طرح عارف چراغ جسم سے / بہر فرحت شمع دل روشن کرے
تا کہ اکدن جو بجھے یہ ناگہان / آنکھ کے آگے رکھے وہ شمع جان
یہ نہ سمجھا وہ بہ از راہِ غرور / شمع فانی کو دیا فانی سے نور
سوچی تدبیر اور نہین تدبیر دو / سوچا دل مین نہ یہان سے کوچ ہو

سلے جو فنا کے آگے ۔ شعر جو فنا کے سبب بے انتہا ہین بین کو نسا راستہ روکین مرگ کی طرف اکثر دریچہ اور در کھلے ہین آواز دیتے ہین ولیکن آواز
تلخ مرگ کے اُن درون سے گوش حریص حرص سے نہ سنے در د سوے تن سے آواز در ہے او جفاو دشمن سے ای جان میری فہرست طب کی تو دیکھ
علتون کی آگ جلتی تو دیکھ اگر تو کتاب طب کو دیکھے رنج لاکھون تو پائے بلکہ سوا جملہ اُن رنجون کے راہ اس گھر مین ہی دونون بچھو دن سے بھرے ہین
یعنی درد بدن و جفاے دشمن آوا نہ کھلنے در کی ہر طرف مرگ کے تو کتاب طب سے فہرست اسکی دیکھ سکے پس خانۂ تن مین جملہ رنجون کی راہ
ہو آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلے ۲ ہی ہوا الخ ۶ شعر ہوا تیز اور چراغ آفت زدہ ہو اُس سے مین ایک چراغ دوسرا لیلین تا کہ دونون سے ایک
کفایت کرے اگر ہوا سے آخر وہ چراغ بجھے آگے اسکے حقائق ہین اس طرح عارف چراغ جسم سے واسطے فرحت کے چراغ دل روشن کرتا ہو
تا کہ ایکدن جو یہ ناگہان بجھے پیش چشم وہ شمع جان لے آگے رجوع بقصہ ہے یہ نہ سمجھا وہ کہ از راہ غرور شمع فانی کو فانی سے نور دیا تھا پیر سوچی اور تدبیر
نہین تھی دل مین سوچا کہ یہان سے نہین جاونگا یعنی جو تدبیر سوچی وہ تدبیر نہین تھی کیونکہ یہ جانتا تھا کہ مین دنیا سے نہین جاونگا تا فہمی نکلا خ ختم کا بیان

زن خواستن جہت فرزند بہ امید آنکہ نسل بماند

تلاش کرنا عورت کا لڑکے کے لئے اس امید پر کہ نسل باقی رہے

پس عروسے خواست باید بہر او — تا بگردد زین تزوج نسل جو
گر رود سوے فنا این باز باز — فرخ او گردد ز بعد باز باز
صورت این باز گر زینجا رود — معنی او در ولد باقی بود
بہر این فرمود آن شاہ نبیہ — مصطفے کہ الولد سر ابیہ
بہر این معنی ہمہ خلق از شغف — می بیاموزند طفلان را حرف
تا بماند آن معانی در جہان — چون شود آن قالب ایشان نہان
حق بحکمت حرص شان داد ست جد — بہر رشد ہر صغیر مستعد
من ز ہم بہر دوام نسل خویش — جفت خواہم پور خود را خوب کیش
دخترے خواہم ز نسل صالحے — نے ز نسل پادشاہے طالحے
شاہ خود آن صالح ست آزاد او — نے اسیر حرص فرج است و گلو
مر اسیران را لقب کردند شاہ — عکس چون کافور نام آن سیاہ
شد مفازہ بادیہ خونخوارہ نام — نیکبخت آن پیس را گویند عام
بر اسیر شہوت و حرص و امل — بر نوشتہ میر یا صدر اجل
این اسیران اجل را عام داد — نام امیران اجل اندر بلاد

١ ڈھونڈھی لڑکی اسکی شادی کیلئے — تاکہ باقی نسل شادی سے رہے
جائے گر یہ باز پھر سوے فنا — اسکا بچہ باز ہووے دوسرا
جائے صورت باز کی اس جائے سے — معنی وہ اولاد مین باقی رہے
اس لئے فرماتے ہین شاہ نبیہ — مصطفے کہ الولد سر ابیہ
اس لئے از راہ شفقت سب بشر — اپنے بچون کو سکھاتے ہین ہنر
تا معانی وہ رہے اندر جہان — جبکہ قالب انکا ہو جائے نہان
حق نے حکمت سے انھین دی حرص ہے — راستی پر لانے بچون کے لئے
٢ مین بھی قائم نسل رکھنے کیلئے — شادی کرتا ہون مین لڑکے کیلئے
چاہتا ہون لڑکی مین نسل نیک سے — اور نہ نسل بد سے شاہ وقت کے
شاہ خود صالح و آزاد و امیر — حرص شہوت اور غذا کا نہ اسیر
قیدیونکا بس لقب سلطان کیا — نام کافور عکس زنگی کا رکھا
ہے مفازہ بادیہ پرخون کا نام — نیکبخت اب کہتے لونڈی کو ہین عام
٣ حرص اور شہوت کے ہین جو کہ اسیر — انکو کہین صدر عالی یا امیر
شہر مین جو ہین اسیران اجل — عام انھین کہوین امیران اجل

١ ڈھونڈھی الخ ٧ شعر لڑکی ڈھونڈھی اُس کی شادی کے لئے تاکہ شادی سے نسل باقی رہے اگر یہ باز پھر سوے فنا جائے اسکا بچہ دوسرا باز ہووے اس جگہ سے باز کی صورت جائے وہ معنی اولاد مین باقی رہے آگے اس کے حقائق مین اسواسطے شاہ خبردار محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین ترجمہ کہ بیٹا نشانی باپکی ہو اسواسطے از راہ شفقت کے سب بشر اپنے بچون کو ہنر سکھاتے ہین تاکہ وہ معانی جہان مین رہین جب کہ انکا قالب نہان ہووے حق نے حرص انھین حکمت سے دی ہے بچون کو راستی پہ لانے کے لئے یعنی بیٹا نشانی باپ کی ہے جب کہ باپ اس جہان سے جائے تو وہ بیٹا اس کی نمایان رہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ٢ مین بھی الخ ۵ شعر مین بھی نسل قائم رکھنے کے لئے شادی لڑکے کی کرتا ہون مین لڑکی چاہتا ہون نیک نسل سے اور نہ شاہ وقت کی نسل بد سے شاہ خود صالح و آزاد امیر تھا اور حرص و شہوت و غذا کا اسیر نہ تھا آگے مثال ہے قیدیون کا لقب سلطان کیا زنگی کا نام برعکس کافور رکھا جنگل پرخون کا نام مفازہ ہوا اور عام لونڈی کو نیکبخت کہتے ہین یعنی دنیا مین برعکس معاملہ ہے آخرت سے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ٣ حرص الخ ۳ شعر جو کہ اسیر حرص و شہوت کے ہین اُن کو صدر اعلیٰ یا امیر کہوین جو شہر مین امیران اجل ہین عام اُن کو امیران اجل کہتے ہین صدہ کہین جو کہ اجل مین صنعت کے اندر ہین یعنی صاحب مال ہین آگے زاہد کی لڑکی کو اختیار کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

صدر خواند نش در وصف خال — این سخن را نیست پایان خوار جفت

جان او بستہ است یعنی جاہ و مال — بہر پور خویشتن شاہ از نہفت

صدر کھوین جو کہ ہین آخیر مین — اس سخن کی بس نہین کچھ انتہا

صفت کے اندر یعنی صاحب ... — شہ نے چاہا جو تھا اپنے پور کا

اختیار کردن بادشاہ دختر زاہد را از جہت پسر و اعتراض کردن اہلبیت و ننگ داشتن از پیوند درویشان

اختیار کرنا بادشاہ کا زاہد کی لڑکی کو واسطے اپنے لڑکے کے اور اعتراض کرنا اہل خاندان کا اور ننگ کرنا رشتہ داری سے درویش کی

شاہ چون باز اہدے خویشے گزید — این خبر در گوش خاتونان رسید

مادر شہزادہ گفت از نقص عقل — شرط کفویت بود در عقل و نقل

تو ز شح و بخل خواہی و ز دہا — تا بہ بندی پور ما را بر گدا

گفت صالح را گدا گفتن خطاست — کو غنی القلب از داد خداست

در قناعت می گریزد از تقا — نز لئیمی و کسل ہم چون گدا

قلتے کان از قناعت نز تقاست — آن ز فقر و قلت دونان جداست

حبہ آن گر بیابد سر نہد — دین ز گنج زر بہ ہمت می جہد

شہ کہ او از حرص قصد حرام — می کند او را گدا گوید ہمام

گفت کو شہر و قلاع او را جہیز — یا نثار گوہر و دینار ریز

گفت رو ہر کو غم دین بر گزید — باقی غمہا خدا از وے برید

غالب آمد شاہ و دادش دخترے — از نژاد صالحے خوش جوہرے

در ملاحت خود نظیر خود نداشت — چہرہ اش تابان تر از خورشید چاشت

شاہ نے زاہد سے جو رشتہ کیا — اس خبر کو بیگمون نے بس سُنا

بولی شہزادہ کی ماں کم عقل سے — شرط کفویت ہی عقل و نقل سے

بخل سے چاہتا ہی تو اور عقل سے — کہ گدا سے باندھے لڑکے کو مرے

بولا صالح کو گدا کہنا خطا — وہ غنی دل جو حق سے ہی سدا

اتقا سے وہ قناعت کو رکھے — نے لئیمی سے گدا کے مثل ہے

ہی قناعت اتقا سے مفلسی — فقر کی ہی مفلسی وہ دوسری

ایک دانہ گر وہ پائے سر رکھے — گنج سے یہ از رہ ہمت پھرے

تف ہی اُسپر حرص سے چاہے حرام — خاص کہتے ہین گدا اسکو تمام

بولی اُنکا ملک و ساماں ہی کہاں — یا زر و گوہر تصدق کے کہاں

بولا چپ جس نے کہ غم دین کا لیا — باقی غم حق نے کیا اُس سے جدا

غالب آیا شاہ و دختر اسکے کی — خاندان نیک سے از رہ خوشی

نے ملاحت مین نظیر اپنا رکھے — اور روشن تر تھی وہ خورشید سے

۵۱ شاہ نے الخ ۸ شعر جو شاہ نے زاہد سے رشتہ کیا اس خبر کو بیگمون نے سنا شہزادے کی ماں نے کم عقلی سے کہا کہ کفویت عقل و نقل سے شرط ہی تو بخل سے چاہتا ہی اور عقل سے کہ گدا سے میرے لڑکے کو باندھے شاہ نے کہا کہ صالح کو گدا کہنا خطا ہی کہ وہ غنی دل بخشش حق سے ہمیشہ ہے وہ قناعت اتقا سے رکھتا ہی لئیمی سے مثل گدا کے قناعت اتقا سے مفلسی ہی اور فقر کی مفلسی وہ دوسری ہی اگر وہ ایک دانہ پائے سر رکھے اور یہ آزاد ہمت گنج سے پھرے آگے اسکے حقائق ہین یا اسپر تف ہی کہ حرص سے حرام چاہے خاص لوگ اسکو گدا کہتے ہین یا الکل یعنی وہ کمترین بندگان ہی کہ جو حرص سے حرام کو چاہے اسپر تف ہو جیو آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ۵۲ بولی الخ ۵ شعر شاہزادے کی ماں نے کہا کہ اسکا ملک و ساماں کہاں ہی یا زر و گوہر تصدق کے کہاں ہین شاہ نے کہا چپ وہ کہ جس نے غم دین کا لیا باقی غم حق نے اُس سے جدا کیا یا دشاہ غالب آیا اسکی دختر کی خاندان نیک سے از راہ خوشی کے کہ وہ ملاحت مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور وہ روشن سوا تھی خورشید سے حسن و خصلت لڑکی مین ایسا عیاں تھا کہ خوبی سے بیان نہین ہوتا تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

حسن دختر این خصالش آنچنان | کز نکوئی می نگنجد در بیان
صید دین کن تا رسد اندر تبع | حسن و مال و جاه و بخت منتفع
آخرت قطار اشتر دان عمو | در تبع دنیاش همچون پشک و مو
پشم بگزینی شتر نبود ترا | ور بود اشتر چه قیمت پشم را
چون برآمد این نکاح آن شاه را | با نژاد صالحان بے مرا

حسن خصلت ایسا ہو کی میں جیاں | کہ نہیں خوبی سے ہوتا تھا بیان
دین سله لے تا پیروی میں پائے تو | حسن و مال و جاه اور بخت نکو
آخرت کو تو قطار اونٹوں کی جان | اُس کی پشم مینگنی حُبِ جہان
پشم تو لیوے شتر نے ہوں ترے | گر شتر ہو پشم کیا قیمت رکھے
ہو گیا جبکہ نکاح اس شاہ کا | ساتھ صالح کے کہ تھی وہ پارسا

جادوئی کردن کمپیرک و فریفته شدن شاهزاده

سحر کرنا پیر زال کا اور فریفتہ ہونا شاہزادہ کا

از قضا کمپیرک جادو که بود | عاشق شهزاده با حسن وجود
جادوے کردش عجوز کابلی | که برو نارد رشک سحر بابلی
شه بچه شد عاشق کمپیر زشت | تا عروس و آن عروسی را بهشت
یک سیه رو دیو کابولی زنے | گشت بر شهزاده ناگه رهزنے
آن سیه روئی خبیثے نابکار | گشت آن شهزاده مدهوش نزار
این نود ساله عجوز گنده پیر | نه خرد هشت آن ملک را نے ضمیر
تا بسالے بود شهزاده اسیر | بوسه جایش نعل کفش گنده پیر
صحبت کمپیر او را می ربود | تا ز کاهش نیم جانے مانده بود

اتفاقاً سعه ساحرہ اک پیر زن | عاشق شہزادہ تھی با حسن تن
اُسی زال کابلی نے بس کیا | سحر کہ تھا سحر بابل سے سوا
شاہزادہ زال پر عاشق ہوا | چھوڑ دی دولہن اپنی اور اسکو گیا
اک سیہ رو دیو کابل کی وہ زن | شاہزادہ کی ہوئی بس راہزن
اُس خبیث و روسیہ بدکار نے | کھویا شہزادہ کو بالکل ہوش سے
بد ہیئت نوّے برس کی زال نے | عقل اور دل لیلیا اُس شاہ سے
اک سعه برس تک شاہزادہ قید تھا | نعل کفش اُس زال کا تھا چومتا
زال کی صحبت گلاتی اسکو تھی | یاں تلک کہ جان آدھی رہ گئی

سله دین لے الخ ۴ شعر دین لے تاکہ پیروی میں تو پائے حسن و مال و جاه و بخت نکو آگے مثال ہے آخرت کو قطار اونٹوں کی تو جان اور مانند پشم اور مینگنی کے حب جہان کی تو پشم لیوے شتر تیرے نہ ہوں اگر شتر ہووے پشم کیا قیمت رکھتی ہے جبکہ نکاح اُس شاہ کا ہو گیا صالحہ کے ساتھ کہ وہ پارسا تھی یعنی دین کے حاصل ہونے سے حسن و مال و جاه ملتا ہے آگے سحر کرنا پیر زال کا بیان ہے فافہم ۱۲ سعه اتفاقاً الخ ۷ شعر اتفاقا ایک پیر زن ساحرہ شاہزادے کے حسن تن پر عاشق تھی اُسی زال کابلی نے سحر کیا کہ سحر بابل سے سوا تھا شاہزادہ اُس زال پر عاشق ہوا اپنی دلہن چھوڑی اور اُسکو گیا وہ زن سیاہ روح کابل کی شاہزادہ کی راہزن ہوئی اُس خبیث و روسیاہ و بدکار نے شاہزادے کو بالکل چھوڑا ہوش سے نوے برس کی زال بد ہیئت نے عقل و ہوش لے لیا اُس شاہزادے سے باقی حال آگے ہے فافہم

سعه اک برس الخ ۵ شعر شاہزادہ ایک برس تک قید تھا نعل کفش اُس پیر زال کا چومتا تھا زال کی محبت اُس کو گلاتی تھی یہاں تک کہ آدھی جان رہ گئی دوسرے اُس کے ضعف و درد سے وہ کشتہ سحر سے خود بے خبر تھا شاہ پر یہ جہان زندان ہوا اُس کے رونے سے پسر خندان ہوا شاد ہوا عاجز بر دو مات میں رات دن صدقہ دیتا تھا اور زکوٰۃ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دیگران از ضعف وی باد ردسر	او ز سکر سحر از خود بے خبر	دوسرے ضعف اسکے سے باد درد سر	وہ نشے سے سحر کے خود بیخبر
این جہان بر شاہ چون زندان شدہ	وین پسر بر گریہ شان خندان شدہ	بادشہ پر یہ جہان زندان ہوا	اُسکے گریہ پر پسر خندان ہوا
شاہ بس بیچارہ شد در بردو مات	روز و شب میکرد قربان و زکات	شہ ہوا بس عاجز اندر بردو مات	رات دن دیتا تھا صدقہ اور زکات
زانکہ ہر چارہ کہ میکرد آن پدر	عشق کمپیرک ہمی شد بیشتر	[۱] جسقدر کرتا علاج اسکا پدر	پیر زن کا عشق ہوتا بیشتر
پس یقین گشتش کہ مطلق آن سریست	چارہ او را بعد ازین لابہ گریست	اُس نے جانا کہ یہ ہے اُس سمت سے	بس علاج اسکا دعا اور عجز ہے
سجدہ میکرد او کہ ہم فرمان تراست	غیر حق بر ملک حق فرمان کراست	سجدہ وہ کرتا کہ تیرا حکم ہو	ملک حق پر غیر کب حاکم بنے
لیک این مسکین ہمی سوزد چو عود	دستگیرش اے رحیم و اے ودود	پر یہ مسکین جلتا ہے مانند عود	کر مدد تو اے رحیم و اے ودود

مستجاب شدن دعاے بادشاہ در خلاص پسر از جادوے

مقبول ہونا دعاے بادشاہ کا رہائی پسر مین جادو سے

تا ز یارب یارب افغان شاہ	ساحرے اُستاد پیش آمد از راہ	[۲] اللہ اللہ کرنے سے اُس شاہ کی	ساحر اک اُستاد آیا دور سے
او شنیدہ بود از دور این خبر	کہ اسیر پیرزن گشت آن پسر	اک سنی تھی دور یہ اُسنے خبر	کہ پھنسا ہے زال سے شہ کا پسر
کان عجوزہ بود اندر جادوئی	بے نظیر و ایمن از مثل و دوئی	کہ وہ زال زشت اندر سحر کے	بے نظیر و ایمن اپنی مثل سے
دست بر بالاے دستست اے فتا	در فن و در زور تا دست خدا	دست اوپر دست کے وہ ہے اے فتا	زور مین اور فن مین تا دست خدا
منتہاے دستہا دست خداست	بحر بیشک منتہاے جوہاست	انتہا دستون کا ہے دست خدا	بحر بیشک انتہا سب نہر کا
ہم ازو گیرند مایہ ابرہا	ہم بدو باشد نہایت سیل را	بھی اُسی سے ابر لیتا ہے تری	بھی اُسی تک انتہا ہے سیل کی
گفت شاہش کاین پسر از دست رفت	گفت اینک آمدم درمان زفت	[۳] بولا شہ اب ہاتھ سے لڑکا گیا	بولا مین آیا علاج اسکا بڑا

[۱] جسقدر الخ ۴ شعر جس قدر اس کا باپ علاج کرتا تھا عشق پیرزن کا زیادہ ہوتا تھا اُس نے جانا کہ اس سمت سے ہے اس کا علاج دعا و عجز ہے وہ سجدہ کرتا تھا کہ تیرا حکم ہے ملک حق پر غیر کب حاکم بنے ولیکن یہ مسکین مانند عود کے جلتا ہے تو رحم کر اے رحیم و اے ودود آگے قبول ہونا دعا کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] اللہ اللہ الخ ۶ شعر اس شاہ کی اللہ اللہ کرنے سے ایک اُستاد ساحر دور سے آیا کہ اُس نے دور سے یہ خبر سنی تھی کہ زال سے شاہزادہ پھنسا ہے کہ وہ زال زشت سحر مین بے نظیر ہے اور اپنے مثل سے ایمن ہے آگے اسکے حقائق ہین دست اوپر دست کے ہے اے عارف زور و فن مین دست خدا تک انتہا تک دستونکا ہے دست خدا اور انتہا سب نہرون کا ہے بیشک دریا بھی اسی سے ابر تری لیتا ہے بھی اُسی تک انتہا سیل کی ہے یعنی بیعت پیر کی عین بیعت حق کی ہے کیونکہ دست بدست انتہا دست خدا ہے اس راہ سے ید اللہ فوق ایدیہم ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۳] بولا شہ الخ ۸ شعر شاہ نے کہا کہ اب ہاتھ سے لڑکا گیا کہا کہ مین اسکو بڑا علاج آیا کوئی ساحرون سے مقابل زال کے نہین ہے سو مین آیا اس طرف سے ہون یعنی زال دنیا نے پسر آدم خلیفۃ اللہ کو فریفتہ خود کیا تھا کہ جناب رسول مقبول صلعم نے اسکو دنیا سے بچایا ہے دست موسیٰ علیہ السلام کے حکم خدا سے اسکا معجزہ سحر سے جدا کر دون کہ یہ علم اُس طرف سے مجھے آیا ہے یہ سحر شاگردی سے نہین سیکھا ہے مین آیا کہ اسکے سحر کو کھولون تا شاہزادہ زرد رو نہ رہے جا سمت گورستان کے سحر کو زیر دیوار ایک سفید گور ہے جانب قبلہ تو اُس کو کھود کہ تجھ قدرت اللہ ظاہر ہو دے

[۱] یہ حکایت بڑی ہے تو طول سے مین خلاصہ کہتا ہون تغنور رکو حیرت ہوں آگے بیان سحر ہے فافہم ۱۲

نیست ہمتا زال را زین ساحران
جز مرا ہی سیدہ زان کران

چون کف موسیٰ بامر کردگار
تنگ بر آرم من ز سحر او دمار

کہ مرا این علم آمد زان طرف
نے ز شاگردی بسحر مستخف

آمدم تا برکشایم سحر او
تا نماند شاہزادہ زرد رو

سوے گورستان برو وقت سحر
پہلوے دیوار ہست اسپید گور

سوے قبلہ باز کاو آن گور را
تا بہ بینی قدرت و صنع خدا

بس درازست این حکایت تو ملول
زبدہ گویم رہا کردم فضول

سوے گورستان برفت آن شاہ زود
گور را آن شاہ آن دم برکشود

جادوئیہا دید پنہان اندرو
صد گرہ بربستہ بر یک تار مو

آن گرہ ہاے گران را برکشاد
پس ز محنت پور شہ را راہ داد

آن پسر با خویش آمد شد دوان
سوے تخت شاہ با صد امتحان

سجدہ کرد و بر زمین میزد ذقن
در بغل کردہ پسر تیغ و کفن

شاہ آیین بست و اہل شہر شاد
وان عروسے نا امید و بے مراد

عالم از سر زندہ گشت و پر فروز
اے عجب آن روز و زان امروز روز

یک عروسے کرد شاہ او زان چنان
کہ جلاب و قند بد پیش سگان

جادوی کمپیر از غصہ بمرد
رو و خوے زشت با مالک سپرد

شاہزادہ در تعجب ماندہ بود
کز من او عقل و بصر چون در ربود

نو عروسے دید ہمچون ماہ حسن
کہ ہمی زد بر ملیحان راہ حسن

گشت بیہوش و برو اندر فتاد
تا سہ روز از جسم او گم شد فواد

ساحرون ست نے مقابل زال کے
مجھ سوا کہ آیا ہیں اس سمت سے

مثل دست موسیٰ باحکم خدا
معجزانہ کیا سحر کو میں تباہ

کہ یہ آیا علم اس سوے سے مجھے
نے یہ سیکھا سحر شاگردی سے ہی

آیا ہون تا کھولوں اسکے سحر کو
تا نہ رہوے شاہزادہ زرد رو

جا سحر کو سمت گورستان کے
زیر دیوار اب سفید اک گور ہے

جانب قبلہ تو کھود اس گور کو
تجھ پہ ہے ظاہر قدرت اللہ ہے

یہ حکایت ہے بڑی تو ہے ملول
میں خلاصہ کہتا ہون چھوڑا ذیل

سوے[1] گورستان گیا جلدی سے وہ
اور کھودا شہ نے اسدم گور کو

سحر دیکھا اس میں پنہان شاہ نے
دی ہوئی تھین سو گرہ اک بال سے

ان گرہ مشکل کو کھولا جس گھڑی
شاہزادے کی وہ محنت سب گئی

ہوش میں شہزادہ آیا اور گیا
امتحان سے وہ چلے سوے تخت شاہ

سجدہ کرتا خاک پر ملتا ذقن
اور لئے تھا وہ پسر تیغ و کفن

خوش تھے اہل شہر شہ کو بھی خوشی
اور پس وہ زال اس غم سے مری

عالم[2] اک زندہ ہوا دیکھا علاج
اے عجب اک دن تھا وہ اک دن ہے آج

جشن اک شہ نے کیا اس طرح سے
کہ گلاب و قند کتون کو دیے

ساحرہ وہ زال غصہ سے مری
اپنی بدخو مالک دوزخ کو دی

اس سے شہزادہ کو حیرانی ہوئی
کہ مری عقل و بصر کیونکر لے لی

پس دلہن دیکھی نئی جون شاہ حسن
کہ حسینوں کی وہ مارے راہ حسن

ہوگے وہ بیہوش اوندھا گر پڑا
تین دن تک جسم و جان سے گم رہا

[1] سوے گورستان ۶ شعر وہ جلدی سے طرف گورستان کے گیا اور شاہ نے گور کو اس دم کھودا شاہ نے اس میں سحر پوشیدہ دیکھا کہ ایک بال پر سو گرہ دی ہوئی تھین جس دم ان گرہ مشکل کو کھولا وہ شاہزادے کی سب محنت گئی شاہزادہ ہوش میں آیا اور گیا صدہا امتحان سے طرف تخت شاہ کے خاک پر وہ سجدہ کرتا اور ذقن ملتا اور وہ پسر تیغ و کفن لیئے ہوئے تھا اہل شہر خوش تھے اور شاہ نے خوشی کی اور وہ پیر زال اس غم سے مری باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] عالم از سر ۶ شعر ایک عالم زندہ ہوا اور علاج دیکھا اے عجب ایک وہ دن تھا اور ایک آج دن ہے شاہ نے ایک جشن اس طور سے کیا کہ گلاب و قند کتون کو ملا وہ زال ساحرہ غصہ سے مری اور خوے بد اپنی مالک دوزخ کو دی اس سے شہزادے کو حیرانی ہوئی کہ میری عقل و بصر کیونکر لے لی پس دلہن دیکھی نئی مانند شاہ حسن کے کہ حسینوں کی وہ راہ حسن سے مارتی تھی وہ بے ہوش ہو کر اوندھا گر پڑا اور تین دن تک جسم و جان سے گم رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سہ شبان روز او ز خود بیہوش گشت ۔ تا کہ خلق از غشی او پرجوش گشت
از گلاب و از علاج آمد بخود ۔ اندک اندک فہم گشتش نیک و بد
بعد سالے گفت شاہش در سخن ۔ کاے پسر یاد آر ازان یار کہن
یاد آور زان ضجیع و زان فراش ۔ تا بدین حد بیوفا و مر مباش
گفت رو من یافتم دار السرور ۔ وارہیدم از چہ ناز دار الغرور
ہمچنان باشد چو مومن راہ یافت ۔ سوے نور حق ز ظلمت روے تافت
مخلص این قصہ بر گفتم تمام ۔ تا بدانی مقصد خود والسلام

تین شب[1] اور تین دن بیخود رہا ۔ اس غشی سے خلق گھبرائی سوا
پس گلاب و عطر سے آیا بخود ۔ تھوڑا تھوڑا اسنے سمجھا نیک و بد
اک برس کے بعد از راہ ہنسی ۔ شہ نے فرمایا ہو یاد اس یار کی
یاد کر وہ صحبت و ہم بستری ۔ بیوفا اتنا نہ ہو اے جان مری
بولا مین نے پایا اب دار السرور ۔ اور چھٹا یہ چاہ یہ دار الغرور
اس طرح پاتا ہو مومن جب کہ راہ ۔ نور مین ظلمت سے لیتا ہو پناہ
الغرض قصہ کہا مین نے تمام ۔ تا تو جانے اپنا مقصد والسلام

در بیان آنکہ آن شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفی ست خلیفہ حق وکمپیر کابلی دنیاست کہ آدمی بچہ را از پدر ببرید بسحر و انبیا و اولیا آن طبیب انہ و تدارک کنندہ

بیان مین اسکے کہ وہ شاہزادہ آدم زاد ہی اور باپ اسکا آدم صفی خلیفۃ اللہ ہی اور پیر زال دنیا ہی کہ بچہ آدم باپ سے جادو کرکے چھین لیا اور انبیا و اولیا طبیب اور چارہ گر ہین

اے برادر دانکہ شہزادہ توئی ۔ در جہان کہنہ زادہ از نوی
کابلی ساحرہ دنیاست کو ۔ کردہ مردان را اسیر رنگ و بو

اے[2] برادر جان شہزادہ تو ہی ۔ عالم کہنہ مین نو پیدا تو ہی
زال دنیا کابلی ہے ساحرہ ۔ رنگ و بو کا قیدی مردونکو کیا

[1] تین شب آلخ یعنی شعر مین دن اور تین شب بیخود رہا اس غشی سے خلق گھبرائی پس گلاب و عطر سے ہوش مین آیا تھوڑا تھوڑا اس سنے نیک و بد جانا ایک برس کے بعد از راہ ہنسی کے شاہ سنے فرمایا کہ اس یار کی یاد ہے وہ یاد کر صحبت و ہم بستری اتنا بے وفا نہ ہو اسے میری جان کہا کہ اب مین سنے پایا گھر خوشی کا اور چھوٹا یہ چاہ اور یہ گھر غم کا آگے اس کے حقائق مین اس طرح جبکہ مومن راہ پاتا ہو نور مین ظلمت سے پناہ لیتا ہے الغرض مین نے قصہ تمام کہا تاکہ تو اپنا مقصد پائے اور سلام یعنی جب مومن کو نور دل حاصل ہوتا ہے تو ظلمت نفس سے بھاگتا ہے آگے اس حکایت کے نتیجہ کا بیان ہو خافہم ۱۲ سہ [2] اسے برادر آلخ ۵ شعر اسے برادر جان کہ شہزادہ تو بھی ہے اور عالم کہنہ مین نو پیدا تو ہو دنیا زال کابلی ساحرہ ہو کہ مردون کو رنگ و بو کا قید کیا اس آلودگی مین جو تجکو پھانسا ہی پس تو ہر دم پڑھ یونک قل اعوذ کو تاکہ تو سحر سے چھوٹے اور تلق نہ ہو اور رد چاہ رب کھولنے والے سے دنیا کو ساحرہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ افسون سے مخلوق کو چاہ مین قید کیا یعنی سورہ معوذتین واسطے دفع سحر کے مجرب ہین اسواسطے مولانا ان سورتون کی طرف اشارہ فرماتے ہین کہ اہل دنیا اس زال دنیا کے سحر مین مسخر ہین بقول جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سے نجات ہو کہ جیسے معوذتین سحر ظاہر کو دفع کرتی ہین اسی طرح سحر دنیا کو بھی دفع کرتی ہین باقی حال اسکا آگے ہے خافہم ۱۲

چون درافگند بت در بن آلوده زر — دمبدم میخوان و میدم قل اعوذ
تا رهی زینجادوئی واین قلق — استعانت خواه از رب الفلق
زان نبی دنیات را سحاره خواند — کو بافسون خلق را در چه نشاند
هین فسون گرم دارد گنده پیر — کرده شاهان را دم گرمش اسیر
در درون سینه نفاثات اوست — عقدهای سحر را اثبات اوست
ساحره دنیا قوی دانا زنیست — حل سحر او بپای عامه نیست
ور گشادی عقد او را عقلها — انبیا را کی فرستادی خدا
هین طلب کن خوش دمی عقده گشا — رازدان یفعل الله مایشاء
همچو ماهی بسته است او به شست — شاهزاده ماند سالی و تو شصت
شصت سال از شست او در محنتی — نی خوشی نی بر طریق سنتی
فاسقی بدبختی نی دین و نی خوب — نی رهیده از وبال و از ذنوب
نفخ او این عقدها را سخت کرد — پس طلب کن نفخهٔ خلاق فرد
تا نفخت فیه من روحی ترا — وارهاند زین و گوید بر تر آ
جز بسحر نفخ حق نسوزد نفخ سحر — نفخ قهرست این و آن دم نفخ مهر
رحمت او سابق است از قهر او — سابقی خواهی برو سابق بجو
تا رسی اندر نفوس زوجت — کای شه مسحور اینک مخرجت
با وجود زال ناید انحلال — در شبیکه در برت آن ذو دلال

پھانسا اس آلودگی میں تجکو جا — پھونک ہر دم پڑھ کے قل اعوذ کو
سحر سے تا چھوٹے تو ذو قلق — اور مدد تو چاہ با رب الفلق
ساحرہ دنیا کو حضرت نے کہا — کہ فسون سے خلق کو چہ میں کیا
۱ تیز افسون زال دنیا کی رکھے — تیز دم سے قید شاہوں کو کرے
پس وہی سینہ میں نفاثات ہے — عقدہاے سحر کو ثابت رکھے
زال دنیا اک بڑی ہی ساحرہ — سحر اُسکا عام سے کب حل ہوا
کاش عقدہ اُسکے کھلتے عقل سے — انبیا کو بھیجتا حق کس لئے
ایک خوش دم چاہ تو عقدہ کشا — رازدان یفعل الله مایشاء
۲ شست میں اسکی ہے جیسا ماہی مثال — ایک برس شہزادہ اور تو ساٹھ سال
ساٹھ سال اس شست سے محنت میں ہے — نہ خوشی نے اتباع کی راہ سے
ای شقی فاسق نہ دنیا خوب ہے — نہ چھٹا اُسکے وبال و جرم سے
سخت اُسکے نفخ نے عقدے کئے — پس طلب کر نفخ تو اللہ سے
تا نفخت فیہ من روحی تجھے — پس چھڑائے اس سے اور باہر کرے
نہ چلے جز نفخ حق کے نفخ سحر — یہ ہے نفخ قہر وہ ہے نفخ مہر
رحمت اسکی غالب اُسکے قہر سے — ہونا غالب چاہے تو غالب کو لے
پہونچے تا اندر نفوس زوجت — اے پھنسے جادو کے شہ یہ مخرجت
۳ زال کی موجودگی میں نہ وہ حلال — تیری ہو صحبت نہ ہو صاحب جمال

۱ تیز افسون الخ ۵ شعر زال دنیا کی افسون تیز رکھتی ہے تیز دم سے شاہوں کو قید کرتی ہے پس سینہ میں وہی افسون پھونکا ہوا ہے کہ عقدہاے سحر کو ثابت رکھتا ہے زال دنیا ایک بڑی ساحرہ ہے کب عام سے اس کا سحر حل ہوا کاش اسکے عقدے عقل سے کھلتے کسو لئے حق انبیا کو بھیجتا ایک عقدہ کشا خوش دم تو چاہ کہ رازدان ہو یفعل مایشاء کا یعنی تو سحر دنیا میں جو گرفتار ہے ایک مرشد کامل تو حاصل کر کہ وہ تیرے عقدۂ مشکل کو کھول دے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۲ شست میں الخ ۵ شعر اسکی شست میں تو ماہی کے مانند پنہاں ہے شہزادہ ایک برس اور تو ساٹھ برس سے اس شست سے ساٹھ برس سے تو محنت میں ہے نہ خوشی سے اور نہ اتباع کی راہ سے ای شقی فاسق دنیا خوب نہیں ہے اور اسکے وبال و جرم سے تو چھٹا نہیں ہے اُسکے نفخ نے سخت عقدے کئے پس تو نفخ طلب کر اللہ سے نفخت فیہ من روحی تجھے چھڑائے اس سے اور باہر کرے سوائے نفخ حق کے نہ چلے نفخ سحر نفخ قہر ہے اور وہ نفخ مہر ہے اسکی رحمت غالب ہے اسکے قہر سے اگر غالب ہونا چاہتا ہے تو غالب کو حاصل کر تا پہونچے اندر نفوس زوجت کہ اے شاہ پھنسے جادو کے یہ ہے جائے خروج یعنی تو دام دنیا میں پھنسا ہے نفخ دنیا کا سخت ہے پس تو نفخ حق سے طلب کر کہ پھونکے حق تجھ میں روح اپنی سے کیونکہ رحمت حق غالب ہے قہر سے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۳ زال الخ ۹ شعر موجودگی میں زال کی وہ حلال تیری ہم صحبت صاحب جمال نہیں ہے کہتے ہیں وہ شاہ امتحان کہ یہ دونوں جہان ہیں تیرے تن میں اس سے تو اس سے جدا ہو اس تن کی صحت مرض جلیا ہ جز کا ہے اگرچہ قرب اس جہان کی تخریب اس جہان کی فرقت سخت ہے جو گلشن فرقت جو تجھے سخت آئی نقاش سے فرقت سخت ہوگی اے صبر تجکو دنیا سے نہیں ہو صبر اللہ سے تجکو کیسے ہے یعنی جبکہ تجکو شہوات دنیا کی فرقت کا صبر نہیں ہے تو خدا کی فرقت کا کب صبر ہو سکے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم

نے بگفت ست آن سراج امتحان	این جہان و آن جہان را ضرتان	نے یہ کہتے ہین وہ شاہ امتحان	سوت ہین آپس مین یہ دونون جہان
پس وصال این فراق آن بود	صحت این تن سقام جان بود	پس ملے اس سے تو اُس سے ہو جدا	صحت اس تن کی مرض اس جان کا
سخت چون آید فراق این مقر	پس فراق آن مقر دان سخت تر	سخت فرقت اس جہان کی ہو اگر	جان فرقت اُس جہان کی سخت تر
چون فراق نقش سخت آید ترا	تا چہ سخت آید ز نقاشش جدا	نقش کی فرقت جو سخت آئی تجھے	سخت فرقت ہوئیگی نقاش سے
نیست صبرت از دنیائے دون	چون ست صبرت از خدا اے دوست چون	ہے نہین ہے صبر دنیا سے تجھے	کیسے تجکو صبر ہے اللہ سے
چونکہ صبرت نیست زین آب سیاہ	چون صبوری داری از چشمۂ الہ	صبر اس آب سیہ سے تب تجھے	چشمۂ یزدان سے کیونکر صبر ہے
چونکہ بی این شرب کم داری سکون	چون ز ابراری جدا وز شربون	بے پیئے اسکے نہین تجکو سکون	کیون ہے بے ابراری اور بے شربون
گر ببینی یک نفس حسن ودود	اندر آتش افگنی جان و وجود	گر تو دم بھر دیکھ لے حسن ودود	آگ مین تو ڈالے بس جان وجود
جیفہ بینی بعد ازان این شرب را	چون ببینی کر و فر قرب را	بعدہٗ مردار جانے شرب کو	جو تو دیکھے کر و فر قرب کو
ہمچو شہزادہ رسی در یار خویش	پس برون آری ز پا تو خار خویش	پارے تو مثل شہزادہ ملے	پس نکالے خار کو تو پاؤن سے
جہد کن در بیخودی خود را بیاب	زود تر واللہ اعلم بالصواب	بیخودی مین کر تو کوشش بیحساب	جلد تر واللہ اعلم بالصواب
ہر زمانہ ہین مشو باخویش جفت	ہر زمان چون خر در آب و گل مغت	ہر گھڑی خود بینی اپنی مت کرے	ہر گھڑی کیچڑ مین جون خر مت پھنسے
از قصور چشم باشد آن عثور	کہ نہ بیند شیب بالا را ز دون	ہے قصور چشم سے لغزش تجھے	کہ نہ دیکھے اونچا نیچا دور سے
بوے پیراہان یوسف کن سند	زانکہ بویش چشم روشن میکند	بوے پیراہان یوسف کو تو لے	کیونکہ روشن چشم بو اسکی کرے
صورتش پنہان و آن نور جبین	کردہ چشم انبیا را دوربین	صورت پنہان وہ اور نور جبین	کرتی چشم انبیا کو دوربین
نور آن رخسار برہاند ز نار	ہین مشو قانع بہ نور مستعار	نور اُس رخ کا چھڑائے نار سے	قانع مت ہو عارضی تو نور سے
چشم را این نور حالی بین کند	چشم و عقل و روح را گرگین کند	حال مین یہ نور آنکھون کو کرے	روح و عقل و آنکھ کو حیران رکھے
صورتش نورست در تحقیق نار	گر ضیا خواہی ز دست از وی بدار	نور کی صورت وہ باطن نار ہے	گر ضیا چاہے تو چھوڑ اب تو اسے

سلہ صبر آئخ ۶ شعر اسس اب سیاہ سے تجھ کو صبر نہین ہے چشمۂ خدا سے کیونکر صبر ہے اس کے بغیر پیئے تجھ کو سکون کیونکر ہو صبر سے ابراری اور بے شربون کے اگر تو دم بھر مین حسن خدا کو دیکھ لے تو جان و تن کو آگ مین ڈال دے بعدہٗ شراب کو مردار جانے جو تو قرب کے کر و فر دیکھے یار سے شہزادہ کے مانند ملے اور خار کو پاؤن سے نکالے بیخودی مین تو کوشش بے حساب کر جلد تر اللہ خوب جانتا ہے یعنی اگر تو یار کو بے حجاب دیکھے تو اپنی جان و تن کو آتش مین جلائے اور دنیا سے بھاگے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہر گھڑی الخ ۷ شعر اپنی خود بینی ہر دم مت کر اور ہر دم کیچڑ مین مانند خر کے مت پھنس تجھ کو قصور چشم سے لغزش ہے اگر اونچا نیچا دور سے نہ دیکھے تو بوے پیراہن یوسف کو لے کیونکہ اُس کی بو چشم روشن کرے وہ صورت پنہان و نور جبین انبیا کی چشم کو دوربین کرتی ہے اس رخ کا نور نار سے چھڑائے تو عارضی نور پر قانع مت ہو یہ نور آنکھون کو حال بین کرے روح و عقل و آنکھ کو حیران رکھے نور کی صورت ہے وہ باطن مین نار ہے اگر ضیا چاہتا ہے تو آپ سے اُسے چھوڑ دے یعنی بے روح اندھون کو بینا کرتی ہے پس تو اُس بو سے روح کو حاصل کر اور روشنی چاہتا ہے تو پابند صورت کا نہ ہو اور جان سے آگاہ ہو کر روشن دل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دو میدم در رو فتند هر جا رود — دیده و جانی که حالی بین بود
دور بیند دوربین بی هنر — همچنانکه دور دیدن خواب در
خفته باشی بر لب جو خشک لب — می دوی سوی سراب اندر طلب
دور می بینی سراب و می دوی — عاشق آن بینش خود می شوی
می زنی در خواب با یاران تو لاف — که منم بینا دل و پرده شگاف
نک بدان سو آب دیدم هین شتاب — تا رویم آنجا و آن باشد سراب
هر قدم زین آب تازی دورتر — دو دوان سوی سراب با غرر
عین آن عزمت حجاب آن شده — که بتو پیوسته است و آمده
بس کسا عزمی بجلت می کند — از مقامی کان غرض در وی بود
دید و لاف خفته می ناید بکار — جز خیالی نیست از وی بر مدار
خوابناکی لیک هم بر راه خسپ — الله الله بر ره الله خسپ
تا بود که سالکی بر تو زند — از خیالاتت نعاسی بر کند
خفته را گر فکر گردد همچو موی — او ازان دقت نیابد راه کوی
فکر خفته گر دو تا و گر سه تاست — هم خطا اندر خطا اندر خطاست
در چه چشمش تیز بین و با ضیاست — هم هبا اندر هبا اندر هباست
موج بروی می زند بی احتراز — خفته پویان در بیابان دراز
خفته می بیند عطشهای شدید — آب اقرب منه من حبل الورید

منھ کے بل ہر دم گرے جس جا پھر — جان و دیدہ حال بین جب بنے
دور دیکھے دور بین بے ہنر — جیسے دیکھے خواب میں بن ترے
ہو پڑا خفتہ ہے تو پر خشک لب — دوڑتے تو سوئے سراب بہر طلب
دور سے دیکھے سراب اور دوڑے تو — عاشق اس دید اپنی کا بن جائے تو
خواب میں یاروں سے ہانکے شیخیاں — ہے مرا دل بینا اور باطن عیاں
میں نے اب دیکھا ہے پانی واں شتاب — ہم چلیں اس جا پہ اور وہ ہے سراب
ہر قدم اس آب سے تو ہو دور تر — جا ملے جو سوئے سراب باغرر
وہ غرور اک عین پردہ ہو گیا — اس لئے کہ آیا اور تجھ سے ملا
پس غرور اس جا پہ کرتا ہے کوئی — کہ غرض ہوتی ہے کچھ اس جا سے بھی
شوخی اُس خفتہ کی کچھ کام کی — ہے خیال اک اُسے چھوڑا ہی
تو بھرا ہے خواب سے پر رہ کے سو — اللہ اللہ راہ پر اللہ کے سو
کوئی سالک تا گذر تجھ پر کرے — دور غفلت کے خیالوں سے کرے
فکر اک باریک گر خفتہ کو ہو — وہ نہ اس دقت سے پائے راہ کو
فکر خفتہ دونی اور تگنی ہو گر — ہے خطا اندر خطا کے بیشتر
گرچہ آنکھ اُسکی ہے تیز اور پر ضیا — ہے غبار اندر غبار اندر فنا
بے چلے اک موج اُسپر آئے ہے — خفتہ اک صحرا میں ہے گردش کرے
دیکھتا ہے تشنگی خفتہ شدید — آب اقرب منہ من حبل الورید

سلہ منھ کے بل آگے ۱ شعر جس جا پھر منھ کے بل گرے جب کہ جان و دیدہ حال بین بنے دور بین بے ہنر دور دیکھے جیسے خواب میں دور تر دیکھے تو تو پڑا خفتہ ہے ولیکن خشک لب ہے اور طلب میں دھوکہ کی جانب دوڑے تو دور سے دھوکا دیکھے اور دوڑے اور عاشق اُس اپنی دید کا ہو وے خواب میں تو یاروں سے شیخیاں مارے کہ میرا دل بینا اور باطن عیاں ہے میں نے وہاں پانی اب دیکھا تم جلد اس جا پر چلو اور وہ دھوکا ہو یعنی جو کہ حال روشن ہو گا تو جان جائے گا منھ کے بل گرے گا اور سراب کو آب جانے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہر قدم آگے ۲ شعر اُس آب سے تو ہر قدم دور ہوتے ہو تو جاوے طرف شراب باغرور کے وہ غرور عین ایک پردہ ہو گیا سو واسطے کہ آیا اور تجھ سے ملا پس اس جا پر کوئی غرور آتا ہے کہ اُس جا سے کچھ غرض ہوتی ہے کہ اُس خفتہ کی شیخی کچھ کام کی نہیں وہ ایک خیال ہے اُسے چھوڑ دے تو خواب بھرا ہے ولیکن راہ پر یا اللہ اللہ راہ پر اللہ کے سو تا کہ کوئی سالک تجھ پر گذر کرے اور غفلت کے خیالوں سے دور کر دے اگر خفتہ کو ایک فکر باریک ہو وہ اس دقت سے راہ کو نہ پائے یعنی تو مرشد یا کارت دور رہ اور اگر تجھکو غفلت ہے تو راہ سلوک پر رہ ہو کہ کوئی سالک تجھے اس غفلت سے چھوڑا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ فکر خفتہ آگے ۳ شعر فکر خفتہ اگر دونی و تگنی ہے خطا اندر خطا کے بیشتر ہے اگرچہ اُسکی آنکھ تیز و پر ضیا ہے غبار اندر غبار کے کبھی اُسپر ایک موج بغیر چلے آتی ہے خفتہ ایک صحرا میں گردش کرتا ہے خفتہ تشنگی شدید دیکھتا ہے پانی نزدیک تر ہے گلے کی رگ سے یعنی غافل خدا کو ڈھونڈھتا ہے اور حالانکہ خدا اسکے نزدیک رگ گردن کے ہے زاہد کی حکایت مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

حکایت آن زاہدے کہ در سال قحط خندان و شاد بود با مفلسی و بسیاری عیال و خلق می مردند از گرسنگی با و گفتند کہ ہنگام تعزیت است نہ شادی و جواب او

همچنان کان زاہد اندر سال قحط بود او خندان و گریان جملہ رہط

پس بگفتندش چہ جای خندہ است قحط بیخ مومنان برکندہ است

رحمت از ما چشم خود بر دوختہ است ز آفتاب تیز صحرا سوختہ است

کشت و باغ و رز سیہ استادہ است در زمین نم نیست نی بالا نہ پست

خلق می میرند زین قحط و عذاب دہ دہ و صد صد چو ماہی دور از آب

بر مسلمانان نمی آری تو رحم مومنان خویشند یکتن شحم و لحم

رنج یک جزوی ز تن رنج ہمہ است گر دم صلح است یا خود ملحمہ است

گفت در چشم شما قحط است این پیش چشمم چون بہشت است این زمین

من ہمی بینم بہر دشت و مکان خوشہ‌ہا انبہ رسیدہ تا میان

خوشہ‌ہا در موج از باد صبا پر بیابان سبز تر از گندنا

حکایت اُس زاہد کی کہ قحط سالی مین خوش اور ہنستا تھا باوجود مفلسی و کثرت عیالداری کے اور مخلوق مارے بھوک کے مرتی تھی اور کہتی تھی کہ وقت غم کا ہی نہ کہ شادی کا اور جواب دینا اُسکا

جیسے وہ زاہد کہ اندر قحط کے ہنستا پھرتا روتے سب انسان تھے

پس کہا اسکو کہ کیا ہنسنے کی جا مومنون کو قحط نے ابتر کیا

ہمسے بس رحمت نے آنکھ اپنی پھیر لی آفتاب تیز سے صحرا جلی

کھیت و باغ انگور جملہ جل گئے نے زمین مین پانی نے اوپر تلے

مرتی ہی خلق اس عذاب و قحط سے سیکڑون جون مچھلیان بے آب کے

تو مسلمانون پہ نے کرتا ہی رحم مومن آپس مین ہین سب اک جسم و لحم

رنج اک جز جملہ تن کا رنج ہے صلح و جنگ ہر جزو کا سب کل کا ہم

بولا تمکو قحط دکھتا اب یہ ہی مثل جنت ہی یہ میرے سامنے

دیکھتا ہون مین ہر اک دشت و مکان تا کمر خوشون سے پر ہی بس عیان

موجزن خوشے صبا سے بسکہ ہین گندنا سان سبز تر بس دشت ہین

سے ا جیسے الخ ۲ شعر جیسے وہ زاہد کہ قحط مین ہنستا پھرتا تھا اور سب انسان روتے تھے پس اُس سے کہا کہ ہنسنے کی کیا جا ہی مومنون کو قحط نے ابتر کیا ہے رحمت نے اب ہم سے آنکھ پھیر لی ہے اور آفتاب تیز سے صحرا جلا جملہ کھیت و باغ جل گئے نہ زمین مین پانی ہے اور اوپر نیچے خلق مرتی ہے سیکڑون اس عذاب قحط سے مانند مچھلیون کے بے آب تو مسلمانون پر رحم نہیں کرتا ہی کہ مومن آپس مین سب ایک جسم و گوشت مین ایک جزو کا رنج جملہ بدن کا رنج ہی صلح و جنگ ہر جزو کا سب کل رکھتا ہو یعنی انسان کل آپس مین جزو مین کہ رنج ایک کا سب کو ہے یعنی ترا ہو بقول سعدی علیہ الرحمہ سے ۔ چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔ دگر عضوہا را نماند قرار آگے جواب زاہد کا ہی فافہم ۱۲ سے ۲ بولا الخ ۲ شعر بولا کہ تمکو اب یہ قحط دکھائی دیتا ہی اور میرے روبرو یہ مانند جنت کے ہی مین دیکھتا ہون ہر ایک دشت و مکان کمر تک خوشون سے پر ہی عیان صبا سے اور بس موجزن خوشے ہین گندنا کے مانند سبز تر دشت مین آزمانے کو مین انکو کہتا ہون پس کیونکر مین انسے دست بردار ہون تم فرعون تن کے باعث سو واسطے نیل تمیز خون ہوا تم موسی عقل کے جدا ہو تو خون نہووے ہو آپکو دیکھو یعنی تم اپنے نفس تن کے بند سے ہو اسکو چھوڑو اور عقل کے یار ہو تا تمکو معنی

ظاہر دکھائی دین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

ز آزمودن دست بر روی میزنم | دست و چشم خویش را چون بر کنم
یار فرعون تنید ای قوم دون | زان نماید مر شما را نیل خون
یار موسی خرد گردید زود | تا نماند خون و بینید آب رود
از پدر با تو جفائے چون رود | آن پدر در چشم تو سگ میشود
آن پدر سگ نیست تاثیر جفاست | کہ چنان رحمت نظر را سگ نماست
گرگ میدیدند یوسف را بچشم | چونکہ اخوان را حسود بود و خشم
با پدر چون صلح کردی خشم رفت | آن سگی شد گشت بابا یار زفت

آزمانے کو مین چھوتا انکو ہون | دست بردار انسے مین کیونکر بنا
یار تم فرعون تن کے ہو بھلا | نیل خون اسواسطے تم پر ہوا
یار موسیٰ عقل کے تم جلد ہو | تا نہووے خون دیکھو آب کو
باپ جو تجھپر گر جفا یون بیس کرے | باپ تیری آنکھ مین کتا دکھے
باپ نے کتا ہے تاثیر جفا | کہ تو دیکھے ایسی رحمت سگ نما
دیکھتے تھے گرگ یوسف کو بچشم | بھائیون کو جو حسد تھا اور خشم
باپ سے جو صلح کی غصہ گیا | نے رہا وہ کتا بن بابا دکھا

در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل است

چون با عقل کل کژ روی صورت عالم
ترا غم فزاید اغلب احوال چنانکہ دل
با پدر عقل بد کردی صورت پدر ترا
غم فزاید و نتوانی او را دیدن با آنکہ
او را نور دیدہ بودی

بیان مین اسکے کہ مجموع عالم صورت عقل کل ہے

ہی جو عقل کل سے تو ٹیڑھا چلا صورت عالم
تجکو غم زیادہ کرے ایسے ہی یہ حال ہے
کہ جو تیرا دل باپ سے برا ہوا صورت
باپ کی تجکو غم زیادہ کرے اور تو اُسے
نہ دیکھ سکے باوجودیکہ تو اُسکا نور دیدہ ہی

کل عالم صورت عقل کل است | کوست بابای ہر آنکہ اہل قل است

سب عالم کل ہی بشکل عقل کل | کہ وہ ہی بابا کہ جو ہو اہل قل

سلہ باپ تجھپر آخ ۴ شعر اگر باپ تجھپر جفائین کرے وہ باپ تیری آنکھ مین ایک کتا معلوم ہو باپ کتا نہین ہے تاثیر جفا ہے کہ تو دیکھتا ہے ایسی رحمت کو سگ نا گرگ دیکھتے تھے یوسف کو آنکھ سے جو بھائیون کو حسد و خشم تھا جو باپ سے صلح کی غصہ گیا وہ کتا بن نہ رہا اور باپ معلوم ہوا یعنے جو تیرے دل مین برائی آئے تو صورت باپ کی بھی بد دکھائی دیوے پس تو اپنے دل کو پاک کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عالم کل آخ ۵ شعر عالم کل بشکل عقل کل ہے کہ وہ باپ ہے جو اہل قل ہے یعنی جناب رسول مقبول صلعم سب کے باپ ہین جو عقل کل سے کوئی کفر کرے صورت کل اُس کے آگے سگ دکھے عاقی چھوڑ اور اس باپ سے صلح کر تاکہ آب گل فرش زر دکھائی دے پس قیامت تجکو نقد حال ہو تو دیکھے مبدل زمین و چرخ لو آگے جو ع بقصہ اہ ہر اس پدر سے تجکو ہمیشہ صلح ہے یہ جہان تجکو جنت کے مانند دکھائی دیتا ہے یعنی حضور رسول مقبول صلعم سے جس کو صلح ہے اُس کو جنت دکھائی دیتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

چون کسی با عقل کل کفران فزود — صورت کل پیش او هم سگ نمود
صلح کن با این پدر عاقی بهل — تا که فرش زر نماید آب و گل
پس قیامت نقد حال تو بود — پیش تو چرخ و زمین مبدل شود
من که صلحم دائما با این پدر — این جهان چون جنتستم در نظر
هر زمان نو صورتے و نو جمال — تا ز نو دیدن فرو میرد ملال
من همی بینم جهان را پر نعیم — آبها از چشمها جوشان مقیم
بانگ آبش می‌رسد در گوش من — مست میگردد ضمیر و هوش من
شاخها رقصان شده چون تائبان — برگها کف زن مثال مطربان
برق آئینہ است لامع از نمد — گر نماید آئینہ تا چون بود
از هزاران من نگویم یکے — زانکه آگنده است هر گوش از شکے
پیش وهم این گفت مژده دادنست — عقل گوید مژده چه نقد منست

عقل کل سے کفر جو کوئی کرے — صورت کل آگے اسکے سگ دکھا
چھوڑ عاقی صلح اس بابا سے کر — تا کہ آب و گل دکھائے فرش زر
پس قیامت تجھکو نقد حال ہو — دیکھے تو مبدل زمین و چرخ کو
صلح مجکو اس پدر سے ہے سدا — یہ جہان دکھتا ہے مجکو خلد سا
ہر گھڑی نئی صورت ہے نیا و نیا جمال — دیکھنے اس نو سے مرتا ہے ملال
ایسے ہی میں دیکھوں پر نعیم جہان — اور جاری آب چشموں سے عیان
سنتا ہوں آواز میں اس آب کی — ہوش اور دل مست ہوتا ہے مرا
ناچتی ہیں شاخ مثل ماہیان — تال دیتے برگ ہیں جوں مطربان
برق آئینہ نمد سے چمکے ہے — گر دکھائے آئینہ کیسے بنے
لاکھ میں سے بھی نہ اک کہتا ہوں میں — کس لئے کہ شک ہے ہر ہر کان میں
کہنا آگے وہم کے مژدہ دکھے — عقل کہوے مژدہ کیا یہ نقد ہے

قصہ فرزندان عزیر علیہ السلام که از پدر حال پدر می پرسیدند گفت آرے از عقب می آید بعضے که شناختندش بیہوش شدند و آنان که نشناختندش شاد شدند

قصہ فرزندان عزیر علیہ السلام کا کہ باپ سے حال باپ کا پوچھتے تھے بولے کہ ہاں پیچھے آتے ہیں جس نے کہ پہچانا بیہوش ہوا جسنے نہ پہچانا خوش ہوا

ف ہر گھڑی الخ ۔ شعر ہر گھڑی صورت نئی اور نیا جمال ہے کہ اس نئے دیکھنے سے دفع ملال ہوتا ہے ایسے ہی پر نعمت جہان دیکھتا ہوں اور چشموں سے آب جاری عیان ہے میں اُس آب کی آواز سنتا ہوں دل و ہوش میرا مست ہوتا ہے شاخیں ناچتی ہیں مانند ماہیوں کے اور برگ تال دیتے ہیں مانند مطربوں کے آئینہ کی برق نمدی وجود سے چمکتا ہے اگر آئینہ دکھائے کیسے بنے میں لاکھ میں سے نہیں کہتا ہوں کس واسطے کہ شک ہر ایک کان میں ہے کہنا وہم کے آگے مژدہ دکھائی دیتا ہے عقل کہوے کہ مژدہ کیا یہ تو نقد ہے یعنی ہر ایک جسم سے کہ اُس میں روح اللہ زیر نمد ہے برق تجلی اسکی چمکتی ہے اگر وہ ظاہر دکھے کیسے بنے پس ہر ایک جسم سے مشاہدہ روح کا چاہتا ہے اس بات کا کہنا اہل وہم کو مژدہ ہے اور عقل کو یہ نقد حال ہے چنانچہ اس مشاہدے کا حال آگے قصۂ عزیر علیہ السلام میں بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

ہمچو پوران عزیر اندر گذر	آمدہ پرسان ز احوال پدر	جیسے[سلہ] پسران عزیر اندر گذر	پوچھتے تھے آکے احوال پدر
گشتہ ایشان پیر و باباشان جوان	پس پدرشان پیش آمد ناگہان	وہ ہوئے تھے بوڑھے باپ انکے جوان	آگے انکے باپ آیا ناگہان
پس بپرسیدند ازو کای رہگذر	از عزیر ما عجب داری خبر	پوچھا انسے ای مسافر ہے خبر	تجکو آتے ہین ہمارے جو پدر
کہ کسی مان گفت کامروز آن سند	بعد نومیدی ز بیرون میرسد	کہ کہا ہے کسی نے آج وہ	بعد نومیدی کے آتے ہین جو
گفت آری بعد من خواہد رسید	آن یکی خوش شد چو این مژدہ شنید	بولے[سلہ] ہان وہ بعد میرے آئینگے	وہ ہوا خوش جس نے یہ مژدہ سنا
بانگ میزد کای مبشر باش شاد	وان دگر بشناخت بیہوش اوفتاد	وہ کہے کہ ای مبشر شاد ہو	جس نے پہچانا ہوا بیہوش وہ
کہ چہ جای مژدہ است ای بیخبر	کہ در افتادیم در کان شکر	بیخبر یہ کیا خبر مژدہ کی ہے	ل شکر کی کان مین ہم آپڑے
وہم را مژدہ است پیش عقل نقد	زانکہ چشم وہم شد محجوب فقد	عقل کو نقد اور مژدہ وہم کو	کیونکہ چشم وہم ہے محجوب جو
کافران را درد و مومن را بشیر	لیک نقد حال در چشم بصیر	کافرونکو درد مومن کو بشیر	نقد حال اسکا جو ہی چشم بصیر
زانکہ عاشق در دم نقد است مست	لاجرم از کفر و ایمان برترست	مست عاشق نقد دم مین ہی ہے	اس لئے ہی کفر ایمان سے سوا
کفر و ایمان ہر دو خود دربان اوست	کوست مغز و کفر و دین او را دو پوست	کفر و ایمان اسکے ہین دربان دوست	کہ وہ مغز اور کفر و ایمان ہین دو پوست
کفر قشر خشک رو بر تافتہ	باز ایمان قشر لذت یافتہ	کفر[سلہ] چھلکا خشک رو گردان ہی	اور ایمان چھلکا لذت سے بھرا
قشرہای خشک را جا آتش است	قشر پیوستہ بمغز جان خوش است	خشک چھلکے کی جگہ تو آگ ہے	خوش ہو چھلکا مغز جان سے جو ملے
مغز خود از مرتبہ خوش برترست	برترست از خوش کہ لذت گسترست	مغز خود ہی مرتبہ خوش سے سوا	اور سوا خوش سے کہ لذت ہی بھرا
این سخن پایان ندارد باز گرد	تا برآرد موسیم از بحر گرد	بات یہ بے انتہا چھوڑ اسے	تا نکالے گرد موسیٰ بحر سے
در خور عقل عوام این گفتہ شد	از سخن باقی آن بنہفتہ شد	عام کی یہ عقل کے لائق کہا	اور باقی بات کو مخفی کیا
زر عقلت ریزہ است اے متہم	بر قراضہ مہر سکہ چون نہم	عقل کا زر ریزہ ریزہ ہی ترا	مہر سکہ کب ہو ریزہ پہ بھلا

سلہ جیسے الخ یہ شعر ہے جیسے فرزند عزیر علیہ السلام کے راہ مین آکر پوچھتے تھے حال پدر کا وہ بوڑھے ہوئے تھے اور باپ انکا جوان تھا کہ ان کے آگے باپ ناگہان آگیا ان سے پوچھا کہ اے مسافر تجکو خبر ہے کہ جو ہمارے پدر آتے ہین کہ ہم سے کسی نے کہا ہے کہ آج وہ بعد نومیدی کے آتے ہین تو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولے الخ یہ شعر کہا کہ ہان میرے بعد آئینگے وہ خوش ہوا کہ جس نے یہ مژدہ سنا وہ کہنے لگا بشارت دینے والے تو خوش ہو اور جس نے پہچانا وہ بیہوش ہوا آگے نکتہ حقائق ہین اے بے خبر یہ کیا جگہ مژدہ کی ہے بلکہ ہم شکر کی کان مین پڑے ہین عقل کو نقد اور وہم کو مژدہ ہے کیونکہ چشم وہم کا محجوب ہے کافرون کو درد اور مومن کو بشیر نقد حال اس کو ہے کہ جو چشم بصیر ہے کیونکہ عاشق دم نقد سے ہمیشہ مست ہے سو اسلئے کفر و ایمان سے سوا ہے کفر و ایمان اسکے دربان دو دوست ہین کہ وہ کاش مغز اور کفر و ایمان دو پوست ہین یعنی اہل وہم کو مژدہ اور اہل عقل کو نقد ہے اور اہل وہم اسکے مسید مین بھٹکتے ہین آگے کفر و ایمان کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کفر چھلکا الخ یہ شعر کفر ایک چھلکا خشک روگردان ہوا ہے اور ایمان ایک چھلکا لذت سے بھرا ہے پس خشک چھلکے کی جگہ آتش ہے اور وہ چھلکا خوش ہے کہ جو مغز جان سے ملا ہے مغز خود مرتبہ خوش سے سوا ہے بلکہ سوا ہے خوش سے کہ لذت سے بھرا ہے یہ بات بے انتہا ہے اسے چھوڑ تا کہ موسی گرد نکالے دریا سے یہ عام کی عقل کے لائق کہا ہے اور باقی بات کو پوشیدہ رکھا ہے اور تیری عقل کا زر ریزہ ریزہ ہے مہر سکہ ریزہ پر کب ہو سکے یعنی تیری عقل پریشان ہے اسپر نقش نام الٰہی کا کب ہو سکتا ہے پس تو اسکو جمع کر کہ خوش ہووے آگے اس عقل کا بیان ہے فافہم ۱۲

عقل تو قسمت شده بر صد مهم ‖ بر هزاران آرزوی و طم و رم
جمع باید کرد اجزا را بعشق ‖ تا شوی خوش چون سمرقند و دمشق
جو جوے چون جمع گردد ز اشتباه ‖ پس توان زد بر تو سکہ بادشاه
ور ز مثقالے شوی افزون تو خام ‖ از تو سازد شه یکے زرینه جام
پس برو هم نام و هم القاب شاه ‖ باشد و هم صورتش اے وصل خواه
تا که معشوقت بود هم نان و آب ‖ هم چراغ و شاهد و نقل و شراب
جمع کن خود را جماعت رحمت است ‖ تا توانم با تو گفتن آنچه هست
زانکه گفتن از برائے یاوری است ‖ جان شرک از یاوری حق بری است
جان قسمت گشته در حد فلک ‖ در میان شصت سودا مشترک
پس خموشی به دهد او را ثبوت ‖ پس جواب احمقان آمد سکوت
این همی دانم ولے مستی تن ‖ میگشاید بے مراد من دهن
آن چنان کز عطسه و از خامیاز ‖ این دهان گردد بناخواه تو باز

عقل تیری بٹ گئی سو کام پر ‖ اور ہزاروں آرزوئیں خشک و تر
جمع کر اجزا کو اس کے تو بعشق ‖ تا تو خوش ہو چون سمرقند و دمشق
جمع جو جو اشتباہ سے جو کرے ‖ بادشاہی سکہ تجھ پر لگ سکے
گر ہو تو مثقال سے کچھ زیادہ خام ‖ شاہ بس تجھ سے بنائے زر کا جام
سب ہو بھی نام بھی القاب شاہ ‖ اور صورت اسکی بھی اور وصل خواہ
تا کہ ہو معشوق تیرا نان و آب ‖ بھی چراغ و شاہد اور نقل و شراب
جمع کر خود کو جماعت رحم ہے ‖ کہہ سکوں جو کچھ کہ ہو اب میں تجھے
کیونکہ کہتا ہے مدد کے واسطے ‖ حق کی یاری مشرکوں سے دور ہے
بٹ گئی ہے جان تری زیر فلک ‖ ساتھ خواہش کے ہے اندر مشترک
بس خموشی بہتر اسکی دے ثبوت ‖ کہ جواب احمق کا آیا ہے سکوت
جانتا ہوں میں ولے مستی ہے یار ‖ کھولتی ہے منہ مرا بے اختیار
جس طرح چھینک اور جمائی سے دہان ‖ کھلتا ہے بے اختیار اے مہربان

بیان حدیث انی لاستغفر الله ربی فی کل یوم سبعین مرة

بیان حدیث انی لاستغفر الله ربی

تحقیق میں استغفار کرتا ہوں ساتھ اللہ کے

فی کل یوم سبعین مرة

ہر دن میں ستر بار

سلہ عقل تیری الخ ے شعر تیری عقل بٹ گئی سو کام پر اور ہزاروں آرزوئیں خشک و تر میں تو اس کے اجزا کو جمع کر عشق سے تا کہ تو خوش ہووے مانند سمرقند و دمشق کے جو تو جمع اشتباہ سے جو جو کرے سکہ شاہی تجھ پر لگ سکے اگر تو ایک مثقال سے زیادہ خام ہو شاہ تجھسے جام زر بنائے اُسپر بھی نام اور بھی القاب شاہ ہو اور بھی صورت اُس کی ہوا سے وصل خواہ تا کہ تیرا معشوق بھی نان و آب بھی چراغ و شاہد و نقل و شراب ہو خود کو جمع کہ جماعت رحمت ہے کہ میں تجھ کو کہہ سکوں جو کچھ اب ہے یعنی تو اپنے دل پریشان کو جمع کر کہ سکہ شاہی اُسپر قائم ہو سکے کیونکہ جماعت رحمت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ ۵ شعر کیونکہ کہتا مدد کے واسطے ہوں اور حق کی یاری مشرکوں سے دور ہے تیری جان بٹ گئی ہے زیر فلک اور ساتھ خواہش کے اندر مشترک ہے پس خاموشی سے اس کی بہتر ثبوت دے کہ جواب احمق کا سکوت آیا ہے میں جانتا ہوں ولیکن مستی کھولتی ہے منھ میرا بے اختیار آگے اس کی مثال ہے جس طرح جمائی و چھینک سے دہن بے اختیار کھلتا ہے یعنی جواب احمقوں کا خاموشی ہے ولیکن مستی میرا منھ کھولتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

همچو پیغمبر ز گفتن وز نثار / توبه آرم روز من هفتاد بار
لیک آن مستی بود توبه شکن / مستی است این مستی تن جامه کن
حکمت اظهار تاریخ دراز / مستی انداخت بر دانای راز
راز پنهان با چنین طبل و علم / آب جوشان گشته از جف القلم
رحمت بیحد روانه هر زمان / خفته اید از درک آن ای مردمان
جان ندیدم تشنگی خواب آورد / خواب آرد تشنگی بے خرد
خود خرد آنست کو از حق چرید / نے خرد کان را عطارد آورید

ہین بقول مصطفے کے کرتا ہون / دن مین ستر بار توبہ ذوفنون
پر وہ مستی توڑتی توبہ کو ہے / اور یہ مستی تن کی نسیانی رکھے
کہنہ حکمت لائق اظہار نے / تو اسے مستی واقف اسرار ہے
ساتھ اس شہرت کے اسرار نہان / ہو گیا جف القلم سے بس عیان
رحمت بیحد ہے جاری ہر زمان / خفتہ درک اسکی سے ہو تم جوان
میں نے نے دیکھا سلائے تشنگی / ہے سلاوے تشنگی بے عقل کی
عقل وہ ہے جو حق نے پیدا کی / عقل نے وہ کہ عطارد سے ہوئی

بیان آنکہ عقل جزوی تا بگور بیش نہ بیند و در باقی مقلد انبیاست

بیان اس بات کا کہ عقل جزوی گور سے آگے نہیں دیکھتی ہے اور باقی مقلد انبیا کی ہی

پیش بینی خرد تا گور بود / وان صاحبدل بنفخ صور بود
این خرد از خاک گور ی نگذرد / وین قدم عرصہ عجائب نسپرد
زین قدم وین عقل رو بیزار شو / چشم غیبی جوی و برخوردار شو
همچو موسی نور کے یابد زجیب / سخرہ استاد و شاگرد کتیب
زین نظر وین عقل ناید جز دوار / پس نظر بگذار و بگزین انتظار
از سخن گوئی مجوئید ارتفاع / منتظر را بہ ز گفتن استماع
منصب تعلیم نوع شہوت است / ہر خیالے شہوتے در رہ بت است

پیش بینی عقل کی ہے گور تک / اور صاحب دل کی نفخ صور تک
نے یہ عقل اب گور سے آگے بڑھے / نے قدم یہ راہ باطن کی چلے
اس قدم اور عقل سے بیزار ہو / چشم غیبی ڈھونڈھ برخوردار ہو
مثل موسی نور اسکو کب ملے / جو کتاب و استاد کا شاگرد ہے
اس نظر سے پائے جز گردش یہ لا / اس نظر کو چھوڑ اور لے انتظار
برتری مت ڈھونڈ باتون سے لا / منتظر کو سننا کہنے سے بھلا
شہوت اک نوع کی رکھتی ہے تعلیم / ہر بت رہ جو ہے شہوت خیال

سلہ ہین بقول الخ ۷ شعر مین بقول مصطفے صلعم دن مین ستر بار توبہ کرتا ہون لیکن وہ مستی توبہ کو توڑتی ہے اور یہ مستی تن کی نسیانی رکھتی ہے حکمت کہنہ لائق اظہار کے نہین مستی تو اسکے واقف اسرار ہے اس شہرت کے ساتھ اسرار نہان ہو گیا جف القلم سے عیان رحمت بیحد ہر وقت جاری ہے تم اس کے ادراک سے خفتہ ہو مین نے نہین دیکھا کہ تشنگی سلاتی ہے مگر تشنگی سلاتی ہے بے عقل کی وہ عقل ہے کہ جو حق نے پیدا کی وہ عقل نہین ہے کہ معلم سے بنائی یعنی عقل وہ ہے کہ جو حق نے پیدا کی اور یہ عقل نہین ہے کہ تعلیم سے آئی آگے اس عقل کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ پیش بینی الخ ۶ شعر عقل کی پیش بینی گور تک ہے اور صاحب عقل کی نفخ صور تک یہ عقل گور سے آگے نہ بڑھے اور نہ یہ راہ قدم باطن کی چلے اس قدم اور عقل سے بیزار ہو چشم غیبی ڈھونڈھ اور برخوردار ہو موسی کے مانند اس کو نور کب ملے جو کتاب اور استاد کا شاگرد ہے اے یار اس نظر سے سوائے گردش کے نہ پائے اس نظر کو چھوڑ اور انتظار لے باتون سے برتری مت ڈھونڈھ منتظر کو سننا کہنے سے بہتر ہے یعنی اس عقل ظاہری کو چھوڑ اور چشم غیبی حاصل کر اور منتظر رہ کہ مرشد سے کیا عنایت ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ شہوت کی الخ ۶ شعر تعلیم قال شہوت ایک طرح کی رکھتی ہے جو شہوت ہے خیال ہے وہ بت راہ ہے اگر یہ ایک فضول اسکا فضل یا تا حق کسواسطے لتنے رسول بھیجا عقل جزوی ایک چمک بجلی کی ہے کب چمک سے کوئی چل سکتا ہے ایسا اور برق نہین بیچ ہو بلکہ برق کو حکم کہ تو رو آگے اسکے حقائق ہین وے کیواسطے برق عقل ہے تاکہ نیستی ہستی کیواسطے رووے عقل کو دکھ نیست بڑھتی ہے لیکن وہ آپ نہین سیکھ سکتا ہے یعنی عقل ادنی کے واسطے ہے اور اس عقل سے راہ نہین چل سکتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر بفضلش پے ببردی ہر فضول ۔ کے فرستادی خدا چندین رسول
پاتا اُسکا فضل گر ہر اک فضول ۔ بھیجتا حق کسلیئے اتنے رسول

عقل جزوی ہمچو برقست و درخش ۔ در درخشے کی توان شد سوے وخش
عقل جزوی اک چمک بجلی کی ہے ۔ کب چمک مین راہ کوئی چل سکے

نیست نور برق بہر رہبری ۔ بلکہ امرست ابر را کہ می گری
نور برق ایسا نہین رہبر جو ہو ۔ بلکہ اک امر ابر کو ہے کہ تو رو

برق عقل ما برائے گریہ است ۔ تا بگرید نیستی در شوق ہست
واسطے رونے کے برق عقل ہے ۔ نیستی تا روے ہستی کے لئے

عقل کودک گفت بر کتاب تن ۔ لیک نتواند بخود آموختن
عقل کودک مکتب تن ہے پڑھے ۔ پر نہین وہ سیکھ سکتا آپ سے

عقل رنجور آردش سوی طبیب ۔ لیک نبود در دوا عقلش مصیب
سلہ عقل بیمار آئے ہے سوے طبیب ۔ پر نہ جانے وہ دوا کو اے حبیب

چون شیاطین سوے گردون میشدند ۔ گوش بر اسرار بالا میزدند
یہ شیاطین جاتے تھے سوے فلک ۔ آسمانی راز سننے یا ملک

میر بودند اندکے زان رازہا ۔ تا شہب میراندشان زود از سما
راز بس تھوڑا سا وہ لیجاتے تھے ۔ تا شہاب اُنکو بھگاتے چرخ سے

کہ روید آن جا رسولے آمدست ۔ ہر چہ میخواہید زو آید بدست
کہ وہان تم جاؤ آیا ہے رسول ۔ جو کہ تم چاہو کرو اُس سے حصول

گر ہمی جوئید دُر بے بہا ۔ ادخلوا الابیات من ابوابہا
تم اگر چاہتے ہو دُر بے بہا ۔ ادخلوا الابیات من ابوابہا

میزن آن حلقہ در و بر باب است ۔ از سوے بام فلک تان راہ نیست
حاضر اونکے در پہ ہو ای مہربان ۔ ہے یہ تمکو راہ سوے آسمان

نیست حاجت تا بدینجا در آت ۔ خاکیے را دادہ ایم اسرار تا
سلہ یہان نہین آنیکی کچھ حاجت تمہین ۔ بس دئیے خاکی کو ہمنے راز ہین

پیش او آئید گر خائن نہ اید ۔ نیشکر گردید از و گرچہ نے اید
گر نہ خائن ہو ملو اُس شخص سے ۔ نیشکر ہو اُس سے گرچہ تم ہو نے

سبزہ رویاند ز خاک آن دلیل ۔ نیست کم از سم اسپ جبرئیل
وہ اُگائے سبزہ تیری خاک سے ۔ کم ز سم اسپ سے جبرئیل کے

سبزہ گردی تازہ گردی زنوی ۔ گر تو خاک اسپ جبرئیلی شوی
سبزہ ہو تو تازہ ہو تو اور نیا ۔ گر تو خاک اسپ ہو جبرئیل کا

سبزۂ جان بخش کان را سامری ۔ کرد در گوسالہ تا شد گوہری
سامری نے سبزۂ جان بخش کو ۔ رکھا گوسالہ مین تا گوہر ہو وو

جان گرفت و بانگ زد زان سبزہ او ۔ آنچنان بانگے کہ شد فتنہ عدو
زندہ ہو کر بولا اس سبزے سے وو ۔ ایسا بولا کہ ہوا فتنہ عدو

گر امین آئید سوے اہل راز ۔ وا رہید از سر کلہ مانند باز
سلہ گر امین ہو آؤ سوے اہل راز ۔ دور ہووے سر سے ٹوپی مثل باز

سلہ عقل بیمار الخ ۶ شعر عقل بیمار جانب طبیب کے آتی ہے مگر وہ دوا کو سننے آئے جب بھگانے شیاطین سوے فلک جاتے تھے اور آسمانی راز ملائک کے سنتے تھے بس تھوڑا سا راز وہ لیجاتے تھے تا انکو شہاب بھگائے چرخ سے کہ تم وہان جاؤ رسول آیا ہے جو تم چاہو اُس سے حاصل کرو اگر تم دُر بے بہا چاہتے ہو ترجمہ داخل ہو تم گھرون مین دروازون سے تم انکے در پہ حاضر ہوا کرو تمکو راستہ آسمان کا نہین ہے یعنی اے شیاطین تم طرف آسمان کے مت آؤ اور زمین کی طرف جاؤ کہ انبیا وہان آئے ہین تم جو چاہو اُن سے حاصل کرو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یان الخ ۶ شعر تمہین یہان آنے کی کچھ حاجت نہین ہمنے اہل خاک کو راز دئیے ہین اگر تم خائن نہین ہو اُس شخص سے ملو ہے تم نیشکر ہو اگرچہ تم نے ہو وہ تیری خاک سے سبزہ اُگائے سم اسپ جبرئیل سے کم نہین ہے تو سبزہ ہو تو تازہ ہو دنیا ہو اگر تو خاک اسپ جبرئیل کا ہو سامری نے سبزۂ جان بخش کو گوسالہ مین رکھا تھا کہ وہ گوہر ہو وہ اس سبزہ سے زندہ ہو کر بولا اور ایسا بولا کہ فتنہ دشمن کا ہوا یعنی اگر تو پاے خاک اولیا ہووے سبزہ و تازہ دنیا ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر امین الخ ۷ شعر اگر امین ہو کر سوے اہل راز آؤ تا کہ ٹوپی سر سے دور ہووے مانند باز کے گوش چشم ٹوپی سے بند کئے کہ باز اُس سے عاجز و ناچار ہے اسواسطے آنکھ پر ٹوپی رکھتا ہے کہ وہ اپنے جنس سے نسبت رکھتا ہے جس کو بھولا اور شاہ کا یار ہوا اسکی آنکھ کھولدے باز کے مانند حق نے دیو کو ہانکا اپنی راہ سے اور عقل جزوی کو اُس گمراہ سے تو سروری نام کر تجھکو رلے نہین ہے تو شاگردی کر ولی اللہ کی ولی سے قریب ہو کہ تو جزو دل کا ہے کیونکہ تو بندہ شاہ عادل کا ہے یعنی اگر تم امین ہو مرشد کی خدمت مین آؤ کہ وہ تمہارے دل کو اہل دنیا سے پھیرے باقی حال آگے ہے فافہم

سر کلاہ چشم بند گوش بند ۔ کہ از دباز ست سلیمن و ترشند
زان کلہ پر چشم باز اوں شدست ۔ کہ ہمہ میلش سو جنس خودست
چون برید از جنس و با شہ گشت یار ۔ بر کشاید چشم او را بازدار
راندہ دیو را ز حق زم رہا خویش ۔ عقل جزوی را ز استبداد خویش
کہ سرے کم کن نہ تو مستبد ۔ بلکہ شاگرد ولی و مستعد
زود بر دل رد کہ تو جز دلی ۔ ہین کہ بندہ بادشاہ عادلی
بندگی او بہ از سلطانی ست ۔ کہ انا خیر دم شیطانی ست
فرق بین و بر گزین تو ای حبیس ۔ بندگی آدم از کبر بلیس
گفت آنکہ ہست خورشید راہ او ۔ حرف طوبی ہر کہ ذلت نفسہ
سایۂ طوبی ببین و خوش بخسپ ۔ سر بنہ در سایۂ سرکش مخسپ
ظل ذلت نفسہ خوش مضجعی ست ۔ مستعدان صفا را مہجعی ست
گر ازین سایہ روی سوی منی ۔ زود طاغی گردی و رہ گم کنی

بند گوش چشم ٹوپی نے کئے ۔ باز ناس سے عاجز و ناچار ہے
آنکھ پر ٹوپی رکھے ہوا اس لئے ۔ کہ وہ جنس اپنی سے رغبت ہے
جنس کو بھولا ہوا جو شہ کا یار ۔ کھولدیوے آنکھ اسکی بازدار
حق نے ہانکا دیو اپنی راہ سے ۔ اور جزوی عقل کو گمراہ سے
سروری کم کر نہ تجکو راستی ۔ اگر تو شاگردی ولی اللہ کی
قرب دل کے ہو کہ جز دل کا ہے تو ۔ کیونکہ بندہ شاہ عادل کا ہے تو
بندگی بہتر ہے سلطانی سے پس ۔ کہ انا خیر دم شیطان ہے بس
فرق دیکھ اور کر تو حاصل اے حبیس ۔ بندگی آدم کی نے کبر بلیس
پس کہا اسنے کہ ہے خورشید رو ۔ حرف طوبی جسکا ذلت نفسہ
سایہ طوبی کا تو دیکھ اور خوش تو ہو ۔ سر تو رکھ سایے میں اور سرکش نہ ہو
نفس کی ذلت کا سایہ خوابگاہ ۔ مستعدان صفا کا خوابگاہ
سوئے شہوت جائے اس سایے سے گر ۔ جلد تو باغی ہوا اور گمراہ تر

بیان آیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم از حکیم سنائی

بیان آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا

اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو مت غلبہ دو بات دینی کو

بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ

آگے بات اللہ کے اور رسول اسکے کے اور ڈرو تم

ان اللہ سمیع علیم قول حکیم سنائی

اللہ سے تحقیق اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۱۲

نظم

چون نبی نیستی ز امت باش ۔ پس رو خامشان خامش باش
چونکہ سلطان نہ رعیت باش ۔ ز خودی رای زحمتی متراش

نظم

چون نبی نیستی ز امت باش ۔ پس رو خامشان خامش باش
چونکہ سلطان نہ رعیت باش ۔ ز خودی رای زحمتی متراش

سلہ بندگی آن بہ شعر سلطانی سے بندگی بہتر ہے کہ انا خیر دعوی شیطان کا ہے تو فرق دیکھ اور حاصل کر بندگی آدم کی نہ غرور ابلیس کا پس کہا اس نے کہ وہ خورشید رو ہے ترجمہ خوشخبری ہو جو کہ جس کا نفس ذلیل ہے تو سایہ طوبی کا دیکھ اور خوش ہو سر سایہ میں رکھ اور سرکش مت ہو نفس کی ذلت کا سایہ خوش خوابگاہ ہے اگر جانب شہوت کے جاوے اس سایے سے تو جلد باغی اور گمراہ تر یعنی تو بندگی اختیار کر اس سلطانی سے کہ آدم نے بندگی کی اور ابلیس نے غرور پس تو سایہ اولیاء اللہ میں خفتہ ہو کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے پیری اولیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

پس برو خاموش باش از انقیاد ❊ زیر سایہ شیخ و امر اوستاد
جا تو اور خاموش طاعت سے ہو ❊ زیر سایہ شیخ استاد کے تو ہو

پس برو صامت شو خاموش باش ❊ از وجود خود خیالی کم تراش
پیر و خاموش ہو خاموش ہو ❊ اور غرور اپنے بدن سے مت کرو

ورنہ گرچہ مستعد و قابلے ❊ مسخ گردی ز تو لاف کاملے
مستعد ہو گرچہ اور قابل ہے تو ❊ کاملی کی لاف سے مسخ ہووے تو

ہم ز استعداد وا مانی اگر ❊ سرکشی ز استاد راز باخبر
بھی تو استعداد سے رہ جاوے گا اگر ❊ ہو تو سرکش اوستاد اپنے سے جو

صبر کن در موزہ دوزی بسوز ❊ ور شوی بے صبر باشی پارہ دوز
صبر کر تو موزہ دوزی مین ہو سوز ❊ تو ہو گر بے صبر ہوسے پارہ دوز

کہنہ دوزان گر بدی شان صبر و حلم ❊ جملہ نو دوزان شدندے ہم بعلم
کہنہ دوزونکو جو ہوتا صبر و حلم ❊ ہوتے وہ نو دوز سب اور اہل علم

پس بکوشی و بآخر از کلال ❊ خود بخود گوئی کہ العقل عقال
سخت کوشش کر کہ تا آخر کہے ❊ خود بخود تو وہ کہ عقل اک قید ہے

ہمچو آن مرد مفلسف روز مرگ ❊ عقل را میدید بس بے بال و برگ
جس طرح وہ فلسفی ہنگام مرگ ❊ دیکھتا تھا عقل کو بے بال و برگ

بے غرض میکرد آن دم اعتراف ❊ کز ذکاوت راندیم اسپ از گزاف
بے غرض اقرار بس اس دم کیا ❊ کہ مین جھوٹا ہون ندیم اس عقل کا

از غروری سر کشیدیم از رجال ❊ آشنا گردیم در بحر خیال
بھاگا مین مردم سے از راہ غرور ❊ اور کیا بحر خیالی مین عبور

آشنا ہیچ است اندر بحر روح ❊ نیست آنجا چارہ جز کشتی نوح
پیر نا ہیچ اندر بحر روح ❊ نے علاج اسکا ہے جز کشتی نوح

این چنین فرمود آن شاہ رسل ❊ کہ منم کشتی درین دریاے کل
ایسا فرماتے ہین وہ شاہ رسل ❊ کہ مین ہون کشتی میان بحر کل

یا کسے کو در بصیرتہاے من ❊ شد خلیفہ راستین برجاے من
یا وہ کوئی کہ بصیرت مین مرے ❊ ہو خلیفہ راست میری جاے پہ

کشتی نوحیم در دریا کہ تا ❊ رو نگردانی ز کشتی اے فتا
نوح کی کشتی مین ہون دریا مین تا ❊ منھ نہ اس کشتی سے تو پھیرے بھلا

ہمچو کنعان سوے ہر کوہے مرو ❊ از نبی لا عاصم الیوم شنو
مثل کنعان کے نہ جا ہر کوہ کی ❊ اور پڑھ لا عاصم الیوم کو تو

مینماید پست این کشتی زبند ❊ مینماید کوہ فکرت بس بلند
پست دکھتی ہے یہ کشتی قید سے ❊ کوہ اونچا فکر کا رکھتا تجھے

سلہ جاتو آخر ۳ شعر تجا اور خاموش طاعت سے ہو اور زیر سایہ شیخ واستاد کے رہ پیر و خاموش کا ہو اور خاموش رہ اور اپنے بدن سے غرور مت کر اگرچہ تو مستعد و قابل ہے مگر کامل ہونے کی لاف سے تو مسخ ہووے یعنی تو مرشد کا پیرو رہ اور خود حکومت مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بھی تو استعداد آخر ۶ شعر بھی اگر تو استعداد سے تو ہوسے جان لے کہ استاد اپنے سے سرکش ہونے تو صبر کر موزہ دوزی مین ساتھ سوز کے اگر تو بے صبر ہو پارہ دوز ہے کہنہ دوزونکو جو صبر و علم ہوتا وہ سب نو دوز ہوتے اور اہل علم سخت کوشش کر کہ تا آخر خود بخود کہے کہ وہ عقل ایک قید ہے جیسے وہ فلسفی ہنگام مرگ کے عقل کو دیکھتا تھا بے بال و برگ کے بغیر غرض کے اقرار اس دم کیا کہ مین ندیم اس عقل کا جھوٹا ہون یعنی تو دعوی کاملی کا نہ کر اور کوشش کر کہ یہ عقل ایک قید ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بھاگا آخر ۶ شعر مردم سے بھاگا از راہ غرور کے اور بحر خیالی مین عبور کیا پیر نا ہیچ ہے اندر دریاے روح کے اس جا پر علاج نہین ہے بجز کشتی نوح کے یعنی دریاے روح مین بجز ایمان کے اور کچھ علاج نہین ہے وہ شاہ رسل ایسا فرماتے ہین کہ مین کشتی ہون دریاے کل مین یا وہ کوئی شخص کہ میری بصیرت مین خلیفہ راست میری جاے پر ہو مین نوح کی کشتی ہون دریا مین تا کہ تو منھ نہ پھیرے اس کشتی سے کنعان کے مانند ہر کوہ کی جانب نہ جا اور تو پڑھ نہین پناہ دینے آج کے دن یعنی رسول صلعم فرماتے ہین کہ مین کشتی ہون بحر کل مین جو مجھ سے ملا نجات یاب ہوا اور جو کوئی کہ میرے طریقہ پر ہے کہ وہ کشتی ہے کہ پیرو اپنے کو نجات دے یعنی وہ کشتی مرشد کامل ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ پست آخر ۶ شعر یہ کشتی پست کی قید سے فکر کا پہاڑ بلند دکھاتا ہے مگر پست مت دیکھو اس پست کو اس فضل خدا کو ہمیشہ دیکھو بلندی کوہ فکر پر مت دیکھ کہ ایک موج اسکو زیر و زبر کرے اگر تو کنعان ہے یقین کب آسکے اگر مین دسو نصیحت بھیجے کرون یہ کلام گوش کنعان کب ستے خدا کی مہر اسپر ہے خدا کی مہر پر نصیحت کب آسکے حکم خدا کو حدیث کب واپس کرے یعنی تو اپنی فکر پر بھروسہ مت کر اور جس کو فکر پر بھروسا ہے وہ نصیحت کب سنتا ہے آگے اسکا بیان سب ہے فافہم ۱۲

پست منگر ہان و ہان این پست را	بنگر آن فضل خدا پیوست را	پست ہرگز دیکھ مت اُس پست کو	دیکھ اس فضل خدا پیوست کو
در بلندی کوہ فکرت کم نگر	کہ یکے موجش کند زیر و زبر	دیکھ مت بالاے کوہ فکر پر	ایک موج اسکو کرے زیر و زبر
گر تو کنعانے نداری باورم	گر دو صد چندان نصیحت آورم	گر تو کنعان ہی یقین کب لا سکے	گر کرون دو سو نصیحت مین تجھے
گوش کنعان کی پذیرد این کلام	کہ برو مہر خدا ایست و ختام	گوش کنعان کا سے کب یہ کلام	ہو خدا کی مُہر اُس پر او ختام
کے گزارد موعظہ بر مہر حق	کے بگرداند حدیث حکم سبق	مہر حق پر کب نصیحت آ سکے	کب حدث حکم خدا واپس لے
لیک میگویم حدیث خوش نبیٔ	بر امید آنکہ تو کنعان نئی	پر میں[1] کہتا ہون حدیث خوش نبی	اس تمنا پر کہ تو کنعان نہین
آخر این اقرار خواہی کرد ہین	ہم ز اول روز آخر را بہ بین	تو کرے گا آخر اس اقرار کو	دیکھ لے پہلے سے بس آخر کو تو
می توانی دید آخر را لیکن	چشم آخر بینت را کور و کہن	دیکھ سکتا ہے تو آخر کو مگر	چشم آخر بین کو تو اندھا نہ کر
ہر کہ آخر بین بود مسعود وار	نبودش ہر دم بره رفتن عثار	جو ہی آخر بین بہت وہ نیک ہے	تا اُسے ہر دم ہو لغزش راہ پر
گر نخواہی ہر دمے این خفت و خیز	کن ز خاک پاے مردی چشم تیز	تو نہ چاہے سونا اٹھنا یہ اگر	خاک پائے مرد سے تیز آنکھ کر
کحل دیدہ ساز خاک پاش را	تا بیندازی سر او باش را	اپنا سرمہ انکی خاک پا کو کر	تا تو اوباشوں کا کردے زیر سر
کہ ازین شاگردی وزین افتقار	سوزنی باشی شوی تو ذو الفقار	اس مریدی اور شاگردی بار	سوئی گر تو ہو تو ہو وے ذو الفقار
سرمہ کن تو خاک این بگزیدہ را	ہم بسوزد ہم بسازد دیدہ را	سرمہ[2] کر تو خاک اس مقبول کو	ہی جلائے بھی بنائے چشم وہ
چشم روشن کن ز خاک اولیا	تا ببینی ز ابتدا تا انتہا	چشم روشن کر ز خاک اولیا	تا تو دیکھے ابتدا و انتہا
چشم اشتر زان بود بس نوربار	کہ خورد از بہر نور چشم خار	اونٹ کی چشم اسلئے ہی نور وار	کھاتا نور چشم کی خاطر ہی خار
خار خور تا گل برویاند ترا	چشم تو روشن شود جان با صفا	خار کھا تا گل کھلین تجھسے سدا	چشم روشن ہو تری جان ہو صفا
خار را از چشم دل گر بر کنی	چشم جان را حق ببخشد روشنی	چشم دل سے خار گر تو کھینچ لے	تیری چشم جان کو روشن حق کرے

سے[1] پر مین کہتا ہون الخ ۷ شعر ولیکن مین حدیث حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کہتا ہون اس تمنا پر کہ تو کنعان نہین ہے تو کرے گا آخر اس اقرار کو تو دیکھ لے اول سے آخر کو تو دیکھ سکتا ہے آخر کو مگر تو چشم آخر بین کو اندھا مت کر جو آخر بین ہے وہ بہت نیک ہے اُسے ہر دم لغزش نہ ہو راہ پر اگر تو سونا اٹھنا یہ نہ چاہے تیز آنکھ کو خاک پاے مرد سے اُن کی خاک پا کو اپنا سرمہ کر تا کہ تو اوباشون کا نیچا سر کر دے اس مریدی و شاگردی سے اگر تو سوئی ہو تو ذو الفقار ہو وے یعنی تو اگر آخر بین ہونا چاہتا ہے تو خاک پاے مردون کو سرمہ چشم اپنی کا کر کہ تو سوئی سے تلوار بن جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سے[2] سرمہ کر الخ ۵ شعر تو سرمہ کر اس مقبول کی خاک کو کہ وہ بھی جلائے بھی بنائے چشم کو تو چشم روشن کر خاک اولیا سے تا کہ تو دیکھے ابتدا و انتہا کو آگے اس کی مثال ہے اس واسطے اونٹ کی چشم نوردار ہے کہ نور چشم کی خاطر خار کھاتا ہے خار کھا تا کہ گل کھلین تجھ سے سدا کہ تیری چشم روشن و جان صفا ہو اگر تو چشم دل سے خار کو کھینچے تیری چشم جان کو حق روشن کرے یعنی اگر تو خار تکلیف دنیا کی اُٹھائے تو چشم دل تیری روشن و جان صاف ہو آگے اسکی مثال مین قصہ شتر و خچر فرماتے ہین فافہم ۱۲

قصۂ شکایت استر با شتر کہ من بسیار در رو می افتم در راہ رفتن و تو کم می افتی چونست و جواب گفتن شتر

قصہ خچر کی شکایت کا اونٹ سے کہ مین راہ چلنے مین ٹھوکر کھا کے بہت گرتا ہون اور تو کم گرتا ہے کیا سبب ہے اور جواب دینا اونٹ کا

اشترے را دید روزے استرے — چونکہ با او جمع شد در آخورے
گفت من بسیار می افتم برو — در گریوہ و راہ و در بازار و کو
گرچہ در رو می فتم بسیار من — در رہ ہموار و ناہموار من
خاصہ از بالائے کہ تا زیر کوہ — در سر آیم ہر زمانے باشکوہ
کم ہمی افتی تو در رو ہر چہ است — یا مگر خود جان پاکت دولتی است
در سر آیم ہر دم و زانو زنم — پوز و زانو زان خطا پر خون کنم
کژ شود پالان و رختم بر سرم — وز مکاری ہر زمان زخمی خورم
ہمچو کم عقلی کہ از عقل تباہ — بشکند توبہ بہر دم از گناہ
سخرۂ ابلیس گردد در زمن — از ضعیفی راے آن توبہ شکن
در سر آید ہر زمان چون اسپ لنگ — کہ بود بارش گران و راہ سنگ

ایک دن خچر نے دیکھا اونٹ کو — جو ہوئے اصطبل مین شامل وہ دو
بولا منہ کے بل گرون ٹھوکر سے مین — کوہ و صحرا کوچہ و بازار مین
گرچہ منہ کے بل گرون از بسکہ مین — اونچی نیچی اور برابر راہ مین
خاصکر جبکہ اُترتا کوہ سے ہون — سر کے بل گرتا ہون ہر دم کیا کرون
کیا سبب ہے کہ نہین گرتا ہے تو — تیری جان پاک شاید ہے نکو
سر کے بل گرتا ہون ٹھوکر کھا کے مین — منہ و زانو سے مری نکلے ہے خون
مجھپہ گر سامان و پالان ہووے بار — تو کرایہ دار سے کھاتا ہون مار
جیسے وہ کم عقل نقص عقل سے — معصیت مین توبہ ہر دم توڑدے
مسخرہ شیطان کا اندر زمن — ضعف سے وہ عقل کے توبہ شکن
سر کے بل ہر دم گرے جون اسپ لنگ — کہ ہو بوجھا بھاری اور رہ مین ہو سنگ

سلہ ایک دن آخر ے شعر ایک روز خچر نے اونٹ کو دیکھا جو اصطبل مین وہ دونون شامل ہوے کہا کہ مین منہ کے بل گرتا ہون ٹھوکر سے کوہ و صحرا و کوچہ و بازار مین اگرچہ مین منہ کے بل گرون از بس اونچی نیچی برابر راہ مین خاص کر جبکہ کوہ سے اترتا ہون سر کے بل گرتا ہون ہر دم کیا کرون کیا سبب ہے کہ تو نہین گرتا ہے شاید تیری جان پاک نیک ہے مین سر کے بل گرتا ہون اور ٹھوکر کھاتا ہون منہ زانو سے میرے خون نکلتا ہے اگر پالان و سامان مجھپر بار ہووے تو کرایہ دار سے مار کھاتا ہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جیسے آخر ۶ شعر جیسے وہ کم عقل نقصان عقل سے معصیت مین ہر دم توبہ توڑدے مسخرہ شیطان کا اندر زمانہ کے ہو ضعف عقل سے وہ توبہ شکن سر کے بل ہر دم گرے مانند اسپ لنگڑے کے کہ بوجھا بھاری و راہ مین سنگ ہے زخم سر پر مول لیتا ہے عیب سے توبہ توڑ کر وہ بدبخت پھر کم عقلی سے جو وہ توبہ کرے دو پھر توبہ اُس دم توڑدے ضعف اندر ضعف کے اور غرہ اسقدر کہ وہ واصلون کو خوار تر دیکھے یعنی بسبب کم عقلی کے توبہ شکنی کرے اور باوجود اس قدر ضعف کے غرہ رکھے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

می خورد از غیب بر سر زخم او — از شکست توبہ آن ادبیر جو
باز توبہ میکند با رای سست — دیو در دم باز توبہ را شکست
ضعف اندر ضعف و کبرش آنچنان — کہ بخواری بنگرد در واصلان
ای شتر کہ تو مثال مومنی — کم فتی در رو و کم بینی زنی
تو چہ داری کہ چنین بے آفتی — بے عثاری و کم اندر اوفتی
گفت گرچہ ہر سعادت از خداست — درمیان ما و تو بس فرقہاست
سر بلندم من دو چشم من بلند — بینشش عالی امان ست از گزند
از سر کہ من ببینم پای کوہ — ہر گو و ہموار را من توہ توہ
ہمچنان کہ دید او صدر اجل — پیش کار خویش تا روز اجل
آنچہ خواہد بود بعد شصت سال — داند اندر حال آن نیکو خصال
حال خود تنہا ندید آن متقی — بلکہ حال مغربی و مشرقی
نور در چشم و دلش سازد سکن — بہر چہ سازد پے حب الوطن
ہمچو یوسف کو بدید اول بخواب — کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب
از پس دہ سال بلکہ بیشتر — آنچہ یوسف دیدہ بد بر کرد سر
نیست آن ینظر بنور اللہ گزاف — نور ربانی بود گردون شگاف
نیست اندر چشم تو آن نور رو — ہستی اندر حس حیوانی گرو
تو ز ضعف چشم بینی پیش پا — تو ضعیفی و ہم ضعیفت پیشوا

زخم لیتا ہوں سر پر غیب سے — توڑ کر توبہ کو وہ بدبخت ہے
پھر وہ کم عقلی سے جو توبہ کرے — دیو پھر توبہ کو اُس دم توڑ دے
ضعف اندر ضعف غرہ اس قدر — کہ وہ دیکھے واصلوں کو خوار تر
[1] ای شتر تو مثل مومن آشکار — کم گرے تو منہ کے بل کم کھائے ٹکر
کیا تو رکھتا ہے کہ بے آفت تجھے — نے تو گرتا ہے نہ ٹھوکر کھائے ہے
بولا اگرچہ ہر سعادت حق سے ہے — فرق بس ہے درمیان میرے ترے
سر بلند اور چشم میری ہے بلند — اور نظر عالی مری ای ہوشمند
دیکھتا ہوں کوہ پر سے چڑھ کر میں — ہر گڑھے کو اونچا نیچا راہ میں
دیکھتا ہے جیسے وہ صدر اجل — پہلے کام اپنے سے تا روز اجل
ہوئیگا [2] جو کچھ کہ بعد از ساٹھ سال — جانتا اس دم ہے وہ نیکو خصال
حال خود تنہا نہیں وہ دیکھتا — بلکہ دیکھے حال شرق و غرب کا
نور اسکی چشم باطن میں ہے ہے — کس لئے حب الوطن کیواسطے
جیسے پہلے دیکھا یوسف نے خواب — کہ کریں سجدہ مجھے مہ و آفتاب
دس برس کے بعد بلکہ اور سوا — دیکھا جو یوسف نے وہ ظاہر ہوا
وہ خفا ینظر بنور اللہ خلاف — نور حق ہوتا ہے بس گردوں شگاف
آنکھ میں تیرے نہیں وہ نور ہے — حس حیوانی نے پھانسا ہے تجھے
دیکھے [3] ضعف چشم سے تو پیش پا — تو بھی تیرا ضعیف اسے پیشوا

سله اسی سے آگے شعر ای شتر تو مانند مومن کے بظاہر کم گرے منہ کے بل و کم مار کھائے تو کیا رکھتا ہے کہ تجھے آفت نہیں ہے کہ نہ تو گرتا ہے اور نہ ٹھوکر کھاتا ہے شتر نے کہا کہ اگرچہ ہر ایک سعادت حق سے ہے ولیکن درمیان میرے و تیرے بس فرق ہے سر و چشم میری بلند ہے اور نظر عالی ہے میری اسے ہوشمند میں کوہ پر سے چڑھ کر دیکھتا ہوں ہر ایک گڑھے کو اونچا نیچا راہ میں آگے اس کے حقائق ہیں جیسے وہ دیکھتا ہے صدر اجل پہلے اپنے کام سے روز اجل تک یعنی جیسے حضرت رسول مقبول صلعم کام سے اول اجل تک کا حال معائنہ فرماتے تھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سله ہوئیگا آگے شعر جو کچھ ہوئیگا بعد ساٹھ برس کے وہ نیک خصال اسدم جانتا ہے وہ حال اپنا تنہا نہیں دیکھتا تھا بلکہ حال مشرق و مغرب کا دیکھتا تھا اُسکی چشم باطن میں نور ہے کسواسطے حب الوطن کے واسطے آگے اسکی مثال ہے جیسے یوسف علیہ السلام نے اول خواب میں دیکھا کہ مجھے سجدہ کرتے ہیں مہر و ماہ دس برس کے بعد بلکہ اور سوا جو یوسف علیہ السلام نے دیکھا تھا وہ ظاہر ہوا وہ ینظر بنور اللہ خلاف نہ تھا کہ نور حق گردون شگاف ہوتا ہے تیری آنکھ میں وہ نور نہیں ہے تجھکو حس حیوانی نے پھانسا ہے یعنی جو نور اللہ کے ساتھ دیکھتا ہے خلاف نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ انجام میں ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سله دیکھے آگے شعر ضعف چشم سے تو پیش پا دیکھے تو اور تیرا پیشوا ضعیف ہے جو چشم دست و پا کی پیشوا ہے وہ جاوے بیچارہ پیشتر دیکھتی ہے دوسری یہ بات ہے کہ چشم روشن تر ہے میری تیری بہ کہ خلقت میری کا ظہور ہوئی ہے کسواسطے کہ میں اولاد حلال ہوں نہ حرامی و نہ زنائی و نہ گمراہ تو اولاد زنائی بے شبہہ ہے تیر کج جاوے جو کمان کج ہووے یعنی اولیاء اللہ کی چشم باطن روشن ہوتی ہے وہ پیش و پس کو دیکھتی ہے کیونکہ وہ اولاد حلال سے ہوتے ہیں پس شتر سے مراد انبیا ہیں اور خچر سے مرتاب آگے معقول ہونا خچر کا بیان ہے فافہم ۱۲

پیشوا چشم است دست و پاے را	کو ببیند جاے را ناجاے را	چشم ہے جو دست و پائی پیشوا	دیکھے ہے جا اور بیجا کو سدا
دیگر آنکہ چشم من روشن تر است	دیگر آن کہ خلقت من اظہر است	دوسرے یہ آنکھ روشن ہے مری	تیسرے خلقت ہوئی اظہر مری
زانکہ من ہستم ز اولاد حلال	نے ز اولاد زنا و اہل ضلال	کس لئے کہ میں ہوں اولاد حلال	نے حرامی نے زنائی نے ضلال
تو ز اولاد زنائی بے گمان	تیر کژ پرد چو کژ باشد کمان	تو ہے اولاد زنائی بے گمان	تیر کج جائے جو ہووے کج کمان

تصدیق کردن استر جواب اشتر را واقرار آوردن بہ فضل او برخود واستعانت خواستن وپناہ گرفتن ونواختن شتر او را وراہ نمودن باو

سچا جاننا خچر کا جواب شتر کو اور اقرار کرنا اُس کی بڑائی کا اپنے پر اور مدد چاہنا اور پناہ لینا اور نفع پہونچانا اور راہ بتانا شتر کا اُسکو

گفت استر راست گفتی اے شتر	این بگفت و چشم کرد از اشک تر	بولا[۵۱] خچر کہتا سچ ہے اے شترا	یہ کہا اور اشک سے کی چشم تر
ساعتے بگریست و در پایش فتاد	گفت اے بگزیدۂ رب العباد	رویا اور پس اُسکے قدموں پر گرا	اور کہا کہ اے تو مقبول خدا
چہ زیان دارد کہ از فرخندگی	در پذیری تو مرا در بندگی	ہووے کیا نقصان اگر تو اب مجھے	بندگی میں بس قبول اپنی کرے
فضل تو بر من فزون است از شمار	ہم بفضل خود مرا معذور دار	فضل تیرا مجھسے زیادہ حد سے ہی	رکھ مجھے معذور اپنے فضل سے
گفت چون اقرار کردی پیش من	رو کہ رستی تو ز آفات زمن	بولا جو اقرار مجھسے بس کیا	جا کہ آفت سے زمانے کی بچا
دادی انصاف و رہیدی از بلا	تو عدو بودی شدی اہل ولا	جو ہو منصف بلا سے تو چھٹا	تھا تو دشمن دوست میرا ہو گیا
خوی بد در ذات تو اصلی نبود	کز بد اصلی نیاید جز جحود	خو سے بد نے اصل میں تھی کچھ ترے	اصل بد سے ہو نہ جز انکار کے
آن بد عاریتے باشد کہ او	آرد اقرار و شود او توبہ جو	وہ[۵۲] بدی بس عارضی ہووے کہ وہ	لائے اقرار اور ہووے توبہ جو

۵۱ بولا خچر الخ شعر خچر نے کہا کہ اے شتر تو سچ کہتا ہے پس یہ کہا اور چشم اشک سے ترکی رویا اور اس کے قدموں پر گرا اور کہا کہ اے مقبول خدا کیا نقصان ہووے کہ اگر تو اب مجھے بندگی میں اپنی قبول کرے تیرا فضل مجھپر زیادہ حد سے ہے تو مجھے معذور رکھ اپنے فضل سے کہا کہ جو تو نے اقرار مجھسے کیا جا کہ زمانہ کی آفت سے بچا یعنی جو تو مقر اور پر وحدانیت کے ہوا بلا سے بچا جو تو منصف ہوا بلا سے چھوٹا تو دشمن تھا اب میرا دوست ہوا تیری خوئے بد اصل میں کچ نہ تھی کیونکہ اصل بد سے بجز انکار کے نہیں ہوتا ہی آگے اسکے حقائق میں قلتم ۱۲

۵۲ وہ بدی الخ ۵ شعر وہ بدی عارضی ہووے کہ وہ اقرار لائے اور توبہ جو ہووے آگے اسکی مثال ہی جیسے آدم کی ذات عارضی تھی اسواسطے کہ توبہ اُسنے اُسی دم کی اس ابلیس کی جو کہ اصل بد تھی توبہ کی جانب اُسنے کوشش نہ کی آگے قول شتر کا ہے جو تو خودے وخوے بد سے چھوٹا شعلۂ نار وو دندون سے بچا جو تجکو اب دولت حاصل ہوئی پس تو نے یا بخت سر مدی یعنی جناب رسول مقبول صلعم کے جو کفار علیم پر سے تھے تو یہی معاملہ اُنکے ساتھ ہوتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ہمچو آدم زلتش عاریہ بود / لاجرم اندر زمان توبہ نمود
چونکہ اصلی بود جرم آن بلیس / رہ نبودش جانب توبہ نفیس
رو کہ رستی از خود و از خوے بد / وز زبانہ نار و از دندان دد
رو کہ اکنون دست در دولت زدی / در فگندی خود بہ بخت سرمدی
ادخلی تو در عبادی یافتی[1] / وادخلی فی جنتی دریافتی
در عبادش راہ کردی خویش را / رفتی اندر خلد از راہ خفا
اہدنا گفتی صراط المستقیم / دست تو بگرفت و بردت تا نعیم
نار بودے نور گشتی اے عزیز / غورہ بودے گشتی انگور و مویز
اخترے بودی شدی تو آفتاب / شاد باش اللہ اعلم بالصواب
اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر[2] / شہد خویش اندر فگن در حوض شیر
تا رہد آن شیر از تغییر طعم / یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
متصل گردد بدان بحر الست / چونکہ شد دریا ز ہر تغییر رست
منفذے یابد دران بحر عسل / آفتے را نبود اندر وے عمل
غرہ کن شیر وار اے شیر حق / تا رود آن غرہ بر ہفتم طبق
چہ خبر جانِ ملولِ سیر را / کے شناسد موش غرہ شیر را
برنویس احوال خود با آب زر / بہر ہر دریا دلی غرقہ گہر
آب نیل ست این حدیث جانفزا / یا ربش در چشم قبطی خون نما

جیسے تھی آدم کی لغزش عارضی / اسلئے توبہ اُسی دم اُسنے کی
اصل بد تھی جو کہ اُس ابلیس کی / جانب توبہ نہ کوشش اُسنے کی
جا کہ خود سے خوی بد سے تو چھٹا / شعلۂ نار و درندوں سے بچا
جا کہ دولت تجکو اب حاصل ہوئی / اور پایا تو نے بخت سرمدی
ادخلی اندر عبادی بس ملے / وادخلی فی جنتی کی رہ چلے
خود کو داخل اُسکے بندوں میں کیا / راہ پوشیدہ سے جنت میں گیا
اہدنا الصراط المستقیم / لے گیا وہ تجکو تا باغ نعیم
نار تھا بس نور اب تو ہوگیا / غورہ تھا انگور اب تو ہو گیا
تھا تو اختر ہو گیا تو آفتاب / خوش رہو واللہ اعلم بالصواب
اے ضیاء الحق حسام الدین نکال / میری جوئے شیر میں شہد اپنا ڈال
تا نہووے شیر میرا بدمزا / اور مزہ جیسے پائے وہ از حد مزا
متصل بحر الستی سے ہوا / جو ہوا دریا تغیر سے چھٹا
شہد کے دریا میں پائے راہ وہ / اور نہ اُسمیں دخل کچھ آفت کو ہو
نعرہ مثل شیر کر شیر خدا / تا وہ نعرہ آسمان پر ہو رسا
کیا خبر ہو بھوکی جان کی سیر کو / موش کیا پہچانے نعرہ شیر کو
آب زر سے لکھ تو حال اپنا ئے / گوہروں دریا دلوں کے واسطے
آب نیل اب یہ سخن ہی جانفزا / چشم قبطی میں تو خون کر دے خدا

سلہ[1] ادخلی الخ ۵ شعر ترجمہ داخل ہو تو میرے بندوں میں اور داخل ہو تو میری جنت میں پس تو نے خود کو داخل کیا بندوں میں راہ پوشیدہ سے جنت میں گیا کہا کہ ہدایت کر مجھ کو راہ سیدھی پردہ لے گیا تجھ کو باغ نعیم تک تو نار تھا اب نور ہو گیا تو غورہ تھا اب انگور ہو گیا تو اختر تھا آفتاب ہو گیا خوش رہو اللہ خوب جانتا ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سلہ[2] اے ضیاء الحق الخ ۸ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین شہد اپنا نکال اور میری جوے شیر میں ڈال تا میرا شیر بدمزہ نہ ہووے اور مزہ بے از حد مزہ پائے بحر الستی کے متصل ہوا جو دریا ہوا تغیر سے چھوٹا وہ شہد کے دریا میں راہ پائے اور اس میں نہ کچھ آفت کو دخل ہووے شیر کے مانند نعرہ مارے اے شیر خدا تاکہ وہ نعرہ آسمان پر پہونچے بھوکی جان کی خبر کیا سیر جان ہوا اور موش کیا پہچانے نعرۂ شیر کو تو آب زر سے حال اپنا لکھ ولیکن دریا دلوں کے گوہر کے واسطے یہ سخن جانفزا آب نیل ہے اے خدا چشم قبطی میں خون کر دے یعنی رسول اللہ آپ میرے کلام میں ذوق بخشو کہ بامزہ ہووے اور مثل آب رود نیل کے چشم منکروں میں خون ہووے آگے قصہ قبطی و سبطی کا مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ عہ داخل ہو تو میری جنت میں ۱۲ عہ ہدایت کر مجکو راستہ مضبوط ۱۲

لابہ کردن قبطی سبطی را کہ یک ظرف بہ نیت خویشش از نیل پر کن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری کہ شما چون برمیدارید آب صاف است و چون ما برمیداریم خون صاف ست

خوشامد کرنا قبطی کا سبطی سے کہ ایک برتن مین آب نیل کو بہ نیت اپنی بھر کر میرے لب پر رکھ کہ تا مین پیون کہ میرا حق دوستی و برادری کا تجھپر ہے کیونکہ جو تم بھرتے ہو آب صاف ہے اور جو ہم بھرتے ہین خون صاف ہے

می شنیدم کہ درآمد قبطیی / از عطش اندر وثاق سبطیی
گفت هستم یار و خویشاوند تو / گشتہ ام امروز حاجتمند تو
زانکہ موسیٰ جادوئی کرد و فسون / تا کہ آب نیل ما را کرد خون
سبطیان زان آب صافی میخورند / پیش قبطی خون شد آب از چشم بند
قبطیان تک میمرند از تشنگی / از پی ادبیر خود یا بد رگی
بہر خود یک طاس را پر آب کن / تا خورد از آبت این یار کہن
چون برای خود کنی این طاس پر / خون نباشد آب باشد پاک و حر
من طفیل تو بنوشم آب ہم / کہ طفیلی در طبع بجہد ز غم
گفت ای جان جہان خدمت کنم / پاس دارم ای دو چشم روشنم

یہ سنا[۱] مین نے کہ اک قبطی گیا / پاس سبطی کے جو بس تشنہ ہوا
بولا مین تیرا عزیز اور یار ہون / پر مین تجھسے آج اک حاجت کہون
کیونکہ ایسا سحر موسیٰ نے کیا / خون آب نیل ہمپر ہو گیا
صاف پانی پیتے سبطی نیل سے / قبطیون پر خون نظر بندی سے ہے
قبطی اب مرتے ہین مارے پیاس کے / اپنی بدبختی سے یا بدنسل سے
اک[۲] پیالہ پانی لا اپنے لیے / تا پیے یہ یار تیرے آب سے
جو پیالہ تو بھرے اپنے لئے / خون نہووے پاک پانی ہو تجھے
تا پیون پانی طفیل اب مین ترے / کہ طفیلے غم سے طاعت مین چھٹے
بولا ای جان جہان خدمت کرون / اے مرے دیدہ رعایت مین رکھون

سلہ ۱ یہ سنا الخ ۵ شعر یہ مین نے سنا کہ ایک قبطی گیا پاس سبطی کے جو بہت تشنہ ہوا کہا کہ مین تیرا عزیز اور یار ہون ولیکن تجھسے آج ایک حاجت رکھتا ہون کیونکہ موسیٰ نے ایسا سحر کیا ہے کہ آب نیل ہمپر خون ہوگیا ہے کہ سبطی صاف پانی نیل سے پیتے ہین اور قبطیون پر نظر بندی سے خون ہے اب قبطی مارے پیاس کے مرتے ہین اپنی بدبختی یا اصل بد سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ ۲ اک پیالہ الخ ۵ شعر ایک پیالہ پانی اپنے واسطے لا تاکہ یار تیرے آب سے پیئے جو پیالہ اپنے واسطے بھرے خون نہ ہووے تجھے پاک پانی ہو تاکہ تیرے طفیل مین پانی پیون کہ طفیلے طاعت مین غم سے چھوٹے کہا کہ ای جان جہان خدمت کرون ای میرے دیدہ مین رعایت رکھون تیری راے پرچلون اور عشرت کرون اور تجکو چھڑاؤن تیرا تابع ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر مراد تو روم شادی کنم
بندۂ تو باشم آزادی کنم

طاس را از نیل او پر آب کرد
بر دہان بنہاد نیمی را بخورد

طاس را کژ کرد سوی آب خواہ
کہ بخور تو ہم شد آن خون سیاہ

باز از آن سو کرد کژ خون آب شد
قبطی اندر خشم و اندر تاب شد

ساعتی بنشست تا خشمش برفت
بعد از آن گفتش کہ ای صمصام زفت

ای برادر این گرہ را چارہ چیست
گفت این را آن خورد کو متقی است

متقی آنست کو بیزار شد
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد

قوم موسیٰ شو بخور این آب را
صلح کن با مہ ببین مہتاب را

صد ہزاران ظلمت است از خشم تو
بر عباد اللہ اندر چشم تو

خشم بنشان چشم بگشا شاد شو
عبرت از یاران بگیر استاد شو

کی طفیل من شوی در اعتراف
چون ترا کفریست ہمچون کوہ قاف

کوہ در سوراخ سوزن کی رود
جز مگر آن کوہ برگ کہ شود

کوہ را کہ کن باستغفار خوش
جام مغفوران بگیر و خوش بکش

تو بدین تزویر چون نوشی ازان
چون حرامش کرد حق بر کافران

خالق تزویر تزویر ترا
کے خرد ای مفتری مفتری

آل موسیٰ شو کہ حیلت سود نیست
حیلہ ات باد تہی پیمود نیست

زہرہ دارد آب کز امر صمد
گردد او با کافران آبی کند

اے بمہ تیری چلوں عشرت کروں
اور پھراؤں تجکو تابع تیرا ہوں

نیل سے ۵۱ پانی پیالے میں بھرا
منہ لگا کر اُس سے بس آدھا پیا

بس جھکایا جام سوے آب خواہ
کہ تو پی وہ ہوگیا خون سیاہ

جب ادھر پھیرا تو خون پانی ہوا
قبطی اس غصہ سے آتش میں جلا

ٹھہرا تھوڑی دیر تا غصہ گیا
بعدہٗ بولا کہ اے سیف خدا

اے برادر کیا دوا اس رنج کی
بولا یہ وہ کھائے جو ہے متقی

متقی ۵۲ وہ ہے کہ جو بیزار ہے
راہ فرعون سے و موسیٰ سے ملے

قوم موسیٰ ہو و کھا اس آب کو
صلح کر مہ سے و پا مہتاب کو

سیکڑوں ظلمت ہی تیرے خشم سے
بندۂ حق پر ہے اندر چشم کے

خشم کھو اور چشم کھول اور شاد ہو
عبرتیں یاروں سے لے استاد ہو

کب طفیلی ہو مرا با اعتراف
جو ہے تیرا کفر مثل کوہ قاف

کوہ ناکے میں سوئی کے کب گھسے
اُس سوا کہ کے جو برگ کہ بنے

کوہ کو کہ کر تو استغفار سے
جام مغفوروں کا پی تو یار سے

کب تو اسکو پی سکے اس مکر سے
کہ حرام اسکو کیا کفار پے

مکر ۵۳ کا خلاق تیرے مکر کو
کب خریدے ای فریبی مکر جو

آل موسیٰ ہو و حیلہ مت کرے
فعل عبث ہی حیلہ کرنا بس تجھے

آب کو طاقت کہ حکم اللہ سے
بس پھرے اور کافروں کو آب دے

۵۱ نیل سے آخ ۵ شعر پانی نیل سے پیالہ میں بھرا اور اُس سے منہ لگا کر آدھا پیا اور پیالہ جھکایا طرف اُس آب خواہ کے کہ تو پی اور وہ خون سیاہ ہوگیا اور جب ادھر پھیرا تو خون پانی ہوا قبطی اس غصہ سے آگ میں جلا تھوڑی دیر ٹھہرا تا غصہ گیا بعدہٗ کہا کہ اے سیف خدا اے برادر اس رنج کی دوا کیا ہے کہا کہ یہ وہ شخص کھائے کہ جو متقی ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ متقی آخ ۸ شعر وہ متقی ہے کہ جو بیزار ہوا راہ فرعون سے اور موسیٰ سے ملے قوم موسیٰ ہو اور اس آب کو کھا ماہ سے صلح کر ماہتاب کو پا تیرے خشم سے سیکڑوں ظلمت ہے بندۂ حق پر اندر چشم کے خشم کھو اور چشم کھول اور شاد ہو یاروں سے عبرتیں لے تا استاد ہو تو کب طفیلی میرا با اعتراف ہوگا جو بھر پانی میں جو تیرا کفر مانند کوہ قاف کے ہے تنکے میں سوئی کے کب گھسے سوا اُس کوہ کے کہ جو برگ کاہ بنے پس تو کوہ کو کاہ کر استغفار سے اور جام مغفوروں کا پی تو یار سے تو اسکو کب پی سکے اس مکر سے کہ اسکو حرام کیا ہے کفار پر یعنی وہ متقی ہے کہ جو نفس سے بیزار ہوا اور روح سے اپنی ملا پس تو نفس کو کھو اور بینا ہو اور یاروں سے عبرت پکڑ اور اپنے نفس کو لاغر کر استغفار سے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مکر کا آخ ۸ شعر خالق مکر کا تیرے مکر کو کب خریدے ای فریبی مکار آل موسیٰ ہو حیلہ مت کر حیلہ کرنا تجکو اے فعل عبث ہے آب کو طاقت ہے کہ اللہ کے حکم سے پھرے اور کافروں کو آب دے یا تو جانے کہ تو روٹی کھاتا ہے زہر مار اور آگ جان کی کھاتا ہے وہ روٹی اصلاح جان کہاں کرتی ہے حکم حق سے وہ کہاں دل کو پھیرتی ہے یا تو جانے کہ حرف مثنوی جو تو پڑھے رائگان سبھی ہو وے یا کلام رمز اور حکمت بھرے ہوئے سہل کان میں آگئے نااہل کے سہل ہوئے ولیکن کہانی کی مثال پوست کھلائے مغز و کمال نہیں یعنی کلام اہل کے کان میں ہر نااہل کے کب آتے ہیں اور اگر کان میں آئیں

م تو مثل کہانی کے پوست ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا تو پنداری که تو نان میخوری — زهر مار و کاهش جان میخوری
نان کجا اصلاح آن جانی کند — کو دل از فرمان جان ده برکند
یا تو پنداری که حرف مثنوی — چون بخوانی رایگانش بشنوی
یا کلام حکمت و سر نهان — اندر آید سهل در گوش کهان
اندر آید لیک چون افسانها — پوست بنماید نه مغز و دانها
در سر و در رو کشیده چادری — رو نهان کرده ز چشمت دلبری
شاهنامه یا کلیله پیش تو — همچنان باشد که قرآن از عتو
فرق آنگه باشد از حق و مجاز — که کند کحل عنایت چشم باز
ورنه پشک و مشک پیش اخشمی — هر دو یکسان است چون نبود شمی
خویشتن مشغول کردن از ملال — باشدش قصد از کلام ذوالجلال
کآتش وسواس را و غصه را — زان سخن بنشاند و سازد دوا
بهر این مقدار آتش شاندن — آب پاک و بول یکسان شد یقین
آتش وسواس را این بول و آب — هر دو بنشانند همچو خمر و خواب
لیک گر واقف شوی زین آب پاک — که کلام ایزدست و روحناک
نیست گردد وسوسه کلی ز جان — دل بیابد ره بسوی گلستان
زانکه در باغی و در جوئی پرد — هر که از سر صحف بوئی برد
یا تو پنداری که روی انبیا — آنچنان که هست می بینیم ما

یا تو جانے کہ تو روٹی کھائے ہے — زہر مار اور آگ جان کی کھائے ہے
وہ کہاں روٹی کرے اصلاح جان — حکم حق سے دل کو پھیرے وہ کہاں
یا تو جانے کہ حروف مثنوی — جو پڑھے تو رائگان ہووے سبھی
یا کلام رمز اور حکمت بھرے — سہل آئے کان میں نااہل کے
سہل آئے پر کہانی کی مثال — پوست دکھلائے نہیں مغز و کمال
سلہ ڈالا برقع سر پے اور رخسار پے — اور چھپایا تجھ سے منہ دلدار نے
شاہنامہ اور کلیلہ ہیں تجھے — سرکشی سے ہووے جیون قرآن کی
حق و باطل سے ہو فرق اُس دم تجھے — چشم جو سرمہ عنایت سے کھلے
ورنہ مشک و مینگنی کو اخشمی — ایک سان جانے جو نے بوئیدگی
خود کو شاغل رفع وحشت کیلئے — ہو تو کرتا ہے کلام اللہ سے
سلہ کہ بجھائے وسوسہ غصہ کی نار — اس کلام حق سے تا ہووے بہار
اس طرح آتش بجھانے میں ولا — آب پاک اور بول اک سان ہی گیا
آتش وسواس کو یہ بول و آب — بس بجھائے جس طرح خواب و شراب
گر تو واقف ہو اس آب پاک سے — کہ خدا کا یہ کلام اک پاک ہے
دور بالکل وسوسہ ہو جان سے — گلستان کی راہ بس دل کو ملے
کیونکہ ہر گلستان میں وہ اڑے — بھید سے قرآن کے جسکو بو ملے
سلہ یا تو جانے ہے کہ روئے انبیا — جیسا ہے ویسا ہوں اسکو دیکھتا

سلہ ڈالا برقع الخ ۵ شعر برقع ڈالا سر پہ اور رخسار پہ دلدار نے اور تجھسے منہ چھپایا یا تجھ کو شاہنامہ اور کلیلہ سرکشی سے قرآن کے مانند معلوم ہووے اسدم تجکو حق و باطل سے فرق ہو کہ جو سرمہ عنایت سے چشم کھلے ورنہ مشک و مینگنی کو بھینڈا یکسان جانے جو بوئیدگی نہو رفع وحشت کے لئے جو تو خود کو شاغل کرتا ہے کلام اللہ سے یعنی سرمۂ عنایت سے جسدم تیری آنکھ کھلے اُس وقت کلام مثنوی و کلیلہ و شاہنامہ مین تجکو فرق معلوم ہو کہ یہ حق ہین اور وہ کہانی قصہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ بجھائے الخ ۶ شعر کہ وسوسہ و غصہ کی نار بجھائے اس کلام حق سے تا بہار ہووے اس طرح آگ بجھانے مین آب پاک و بول یکسان ہے آتش وسواس کو یہ پیشاب و آب بجھائے جس طرح خواب و شراب بجھاتی ہے اگر تو آب پاک سے واقف ہو کہ یہ خدا کا کلام پاک ہے وسوسہ دور بالکل جان سے ہو اور گلستان کی راہ دل کو ملے کیونکہ ہر گلستان مین وہ اڑتا ہے جس کو قرآن کے بھید سے بو ملتی ہے یعنی کلام حق مثل آب پاک کے ہے اگرچہ اک وحشت دل کی بجھائی ہے ولیکن وسواس جان کو دور کرتا ہے و معنی مین راہ دیتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یا تو الخ ۷ شعر یا تو جانتا ہے کہ روئے انبیا جیسا کہ ہے ویسا مین دیکھتا ہون پس مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تعجب مین رہتے ہمیشہ مومن میرا منہ کیون نہین دیکھتے ہین نور منہ کا کیون نہین دیکھتے ہین کہ وہ روشن زیادہ ہے خورشید سے اور دیکھتے ہین تو یہ حیرت کسواسطے ہے اُسدم وحی آئی کہ وہ منہ حجاب رکھتا ہے کہ تیری جانب ماہ ہے اور خلق کی جانب ابر ہے کہ تا کوئی کافر وہ تیرا منہ نہ دیکھے تیری جانب دانہ اور خلق کی جانب دام ہے تا خاص کو کوئی عام نہ پہنچے حق نے کہا ترجمہ کہ دیکھتا ہے تو انکو جو دیکھتے ہین تجھکو نقش حمامی ہین ترجمہ وہ نہین دیکھتے ہین یعنی منہ انبیا علیہم السلام کا جو اہل معنی دیکھتے تھے وہ عام نہین دیکھ سکتے تھے کہ اہل ظاہر کو پوست دکھتا ہے اور اہل معنی کو مغز مشاہدہ معلوم ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

در تعجب مانده پیغمبر از آن	چون نمی بینند رویم مومنان	پس تعجب میں تھے پیغمبر سدا	کیون نہیں منہ دیکھتے مومن مرا
چون نمی بینند نور روم خلق	که سبق برده است بر خورشید شرق	نور منہ کا کیون نہیں ہین دیکھتے	کہ ہے روشن زیادہ وہ خورشید سے
ور ہمی بینند این حیرت چرا ست	تا که وحی آمد که این رو در خفاست	دیکھتے ہین پھر یہ حسرت کس لئے	وحی آئی کہ وہ منہ پردہ [illegible]
سوئے تو ماہ ست و سوئے خلق ابر	تا نہ بیند رایگان روئے تو گبر	تیری سو ہی ماہ سوئے خلق ابر	تا وہ منہ تیرا نہ دیکھے کوئی گبر
سوئے تو دانہ است سوئے خلق دام	تا نہ نوشد زین شراب خاص عام	تیری سو دانہ ہی سوئے خلق دام	تا پیئے نے خاص [illegible]
گفت یزدان که تراہم ینظرون	نقش حمام اند ہم لا یبصرون	بولا یزدان کہ تراہم ینظرون	نقش جامی ہین ہم لا یبصرون
می نماید صورت اے صورت پرست	کان دو چشم مرده او ناظر ست	کہ سمجھے اے بت پرست اک بت کبھی	کہ دو چشم مردہ وہ ناظر رکھے
پیش چشم نقش می آری ادب	که چرا پاسم نمی دارد عجب	تو ادب اُس چشم کے آگے کرے	کہ مرا تو پاس اب کیون نہیں رکھے
از چہ پس بے پاسخ ست این نقش ما	که نمی گوید سلامم را علیک	کس لئے یہ نقش ہے اب بے جواب	کہ سلاموں کا نہیں دیتا ہے جواب
می نہ جنباند سر و سبلت ز جود	پاس آنکه کردمش من صد سجود	نے ہلاتا ہے وہ سر از راہ جود	اسکی خاطر سو کئے ہین نے سجود
حق اگرچہ سر نجنباند برون	پاس آن ذوقی دہد در اندرون	گرچہ حق نے سر ہلائے ظاہرا	اسکی خاطر ذوق دے ہے باطنا
کہ دو صد جنبانیدن سر ارزد آن	سر چنین جنباند آخر عقل و جان	سجدے کرنا دو سو لائق ہے اسے	کہ ہلاتا سر ہے عقل و جان کے
عقل را خدمت کنی در اجتہاد	پاس عقل آن ست کافزاید رشاد	عقل کی تو جہد میں خدمت کرے	تجھکو خوبی دے یہ پاس عقل سے
حق نجنباند بظاہر سر ترا	لیک سازد بر سران سرور ترا	ظاہرا حق گو نہ جنبش سر کو دے	تجھکو حاکم وہ کئے سب سر پہ کرے
مر ترا چیزے دہد یزدان نہان	کہ سجودت کنند اہل جہان	خاص تجکو چیز اک دے حق نہان	کہ کرین سجدہ سب تجھے اہل جہان
آن چنان که داد سنگی را ہنر	تا عزیز خلق شد یعنی که زر	جیسے پتھر کو دیا ہے اک ہنر	جو عزیز خلق ہے یعنی کہ زر
قطرهٔ آبے بیابد لطف حق	گوہرے گردد برد از زر سبق	لطف حق کو پائے قطرہ آب کا	ہووے گوہر زر سے قیمت میں سوا

سہ ۵۱ کہ سمجھے آه ۷ **شعر** اسے بت پرست اگر سمجھ کر ایک بت دیکھے کہ دو چشم مردہ ناظر رکھے تو ادب اُس چشم کے آگے کرے گا تو یہ پاس اب کیون نہیں رکھتا ہے کس واسطے یہ نقش بے جواب ہے کہ میرے سلاموں کا جواب نہیں دیتا ہے نہ سر ہلاتا ہے از راہ جود کے کہ اُس کی خاطر مین نے دو سو سجدے کئے آگے جواب مومن کا ہے اگرچہ حق بھی ظاہرا سر نہیں ہلاتا ہے لیکن اُس کی خاطر باطنا ذوق دیتا ہے اُسے مومن سجدے کرنا لائق ہے کہ عقل جان کا سر ہلاتا ہے تو عقل کی جہد مین خدمت کرے تجکو خوبی دے یہ پاس عقل کا ہے یعنی تو بتان دنیا کے روبرو سر جھکاتا ہے کہ وہ جواب تک تجکو نہیں دیتے ہین اور خدا کے روبرو سر نہیں جھکاتا ہے کہ وہ عقل و دین کو تیرے رونق دیتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ ۵۲ ظاہرا حق الخ ۷ **شعر** حق بظاہر سر کو جنبش نہیں دیتا ہے دنیا و تجکو سر پر سردار کرتا ہے حق تجکو ایک چیز خاص پوشیدہ دے کہ اہل جہان تجھے سجدہ کرین جیسے پتھر کو ایک ہنر دیا ہے کہ عزیز خلق کا ہو گیا ہے یعنی وہ زر ہے قطرۂ آب اگر لطف حق کو پائے گوہر ہو وے قیمت مین زر سے سوا حق نے چمک جسم خاکی کو دی [illegible] عالم کی تسخیر کی یہ طلسم و نقش مردہ ہے لیکن احمقوں کو اس کی آنکھ نے پھیرا ہے جس نے خود کر دکھلائے اور آنکھ مارے [illegible] اس کو سند جانتے ہین یعنی یہ جسم عنصری مردہ ہے مگر اس مین حق تعالیٰ نے ایک چمک دی ہے کہ وہ عالم کو تسخیر کرتا ہے اور احمق اس جسم کی گردش چشم کو دیکھ کر جسم کو بہتر جانتے ہین اور اسیر مرتے ہین اور اس چمک کو نہیں پہچانتے ہین پس اس پہچانت کو دید و مشاہدہ کہتے ہین فافہم ۱۲

جسم خاک ست و چو حق تابیش داد — در جهانگیری چو مه شد اوستاد
این طلسم ست این نقش مرده است — احمقان را چشمش اندر ره برده است
می نماید آن کہ چشمے میزند — ابلهان سانیده انداز استاد

جسم خاکی کو چمک جو حق نے دی — مثل مہ تسخیر اک عالم کی کی
یہ طلسم و نقش مردہ ہووے — احمقون کو پھیرا اُسکی آنکھ نے
آنکھ مارے خود کو دکھلائے جب — بیوقوف اُس کو سند ہین جانتے

درخواستن قبطی دعاے خیر و ہدایت از سبطی و دعا کردن سبطی قبطی را بخیر و مستجاب شدن آن دعا از اکرم الاکرمین حق تعالیٰ

چاہنا قبطی کا دعاے خیر اور ہدایت سبطی سے اور مانگنا دعاے خیر سبطی کا قبطی کیلئے اور مستجاب ہونا اُس دعا کا بدرگاہ مجیب الدعوات

گفت قبطی تو دعاے کن کہ من — از سیاہی دل ندارم آن دہن
تا بود کہ قفل این در وا شود — زشت را در بزم خوبان جا شود
از تو مسخی صاحب خوبی شود — یا بلیسی باز کرد بی شود
تا بفر دست مریم بوی مشک — یابد و تری و میوہ شاخ خشک
سبطے آندم در سجود افتاد و گفت — کاے خداے عالم سر نهفت
سبطی و قبطی ہمہ بندہ توانا — عاجز امر تواند و ممتحن
جز تو پیش کہ برآرد بندہ دست — ہم دعا و ہم اجابت از تو است
ہم ز اول تو دہی میل دعا — تو دہی آخر دعاہا را جزا
اول و آخر توئی ما در میان — ہیچ ہیچے کہ نیاید در بیان
ہمچنین میگفت تا افتاد لخت — از سر بام و دلش بیہوش گشت
باز آمد او بہوش اندر دعا — لیس للانسان الا ما سعی

بولا قبطی تو دعا کر مہربان[1] — مین سیہ دل سے نرکھون وہ دہن
ایسا ہو کہ قفل اس در کا کھلے — زشت کو جا بزم خوبان مین ملے
تجھسے مسخی صاحب خوبی بنے — یا کہ پھر ابلیس کروبی بنے
یا طفیل دست مریم بوے مشک — اور تری اور میوہ پاے شاخ خشک
پس گرا سجدے مین سبطی اور کہا — اے علیم راز پنہان اے خدا
سبطی و قبطی ہین سب بندے ترے — عاجز و ناچار تیرے حکم سے
کس[2] سے حاجت چاہے بندہ تجھ بنا — ہے تجھی سے ہم اجابت ہم دعا
تو ہی دیتا پہلے ہی میل دعا — اور تو ہی آخر دعا کی دے جزا
اول و آخر تو ہی ہم درمیان — کچھ نہین کیا کچھ نہین کا ہو بیان
یہ ہی کہتا تھا کہ راز اک کھل گیا — اور بیہوش اُس کا دل ہو گیا
آیا پھر وہ ہوش مین اندر دعا — لیس للانسان الا ما سعی

سلہ بولا قبطی آلخ ۶ شعر قبطی نے کہا کہ تو دعا کر اے مہربان کہ مین تیرہ دلی سے وہ دہان نہین رکھتا ہون ایسا ہو کہ اس در کا قفل کھلے اور زشت کو بزم خوبان مین جا ملے مسخی تجھسے صاحب خوبی بنے یا بطفیل دست مریم کے بوے مشک اور تری میوے کی شاخ خشک پائے پس سبطی سجدے مین گرا اور کہا کہ اے علیم راز پنہان و اے خدا سبطی قبطی سب تیرے بندے ہین اور عاجز و ناچار ہین تیرے حکم سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کس سے آلخ ۵ شعر بجز سوا بندہ حاجت کس سے چاہے کہ تجھی سے ہم اجابت و ہم دعا ہے تو ہی اول میل دعا دیتا ہے اور تو ہی آخر دعا کی جزا دیتا ہے اول آخر تو ہے اور ہم بیچ درمیان کچھ نہین ہین اور کچھ نہین کا کیا بیان ہو یہ ہی کہتا تھا کہ راز کھل گیا اور اسکا دل بیہوش ہو گیا پھر وہ ہوش مین آیا اندر دعا کے ترجمہ نہین ہے واسطے انسان کے مگر وہ جو کہ کوشش کرے یعنی خوش اعتقادی سے راز کھلتا ہے طالب پر کہ وہ جویندہ اسرار کا ہی مگر حق کی جانب سے اس کی توفیق ہو کہ وہی میل دعا دیتا ہو اور وہی دعا قبول کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

در دعا بود او کہ ناگہ نعرهٔ / از دل قبطی بجست و غرهٔ
کہ ہلا بشتاب و ایمان عرضہ کن / تا ببرم زود زنار کہن
آتشے در جان من انداختند / مر بلیسے را بجان بنواختند
دوستی تو ز حب ناشگفت / حمد للہ عاقبت دستم گرفت
کیمیاے بود صحبت ہاے تو / کم مباد از خانۂ دل پاے تو
تو یکے شاخے بدی از نخل خلد / چون گرفتم او مرا تا خلد برد
سیل بود آنکہ تنم را در ربود / برد سیلم تا لب دریاے جود
من بہوے آب رفتم سوے سیل / بحر دیدم در گرفتم کیل کیل
طاس آوردش کہ اکنون آب گیر / گفت روشد آبہا پیشم حقیر
شربتے خوردم ز اللہ اشتری / تا بہ محشر تشنگی ناید مرا
آنکہ جوے و چشمہا را آب داد / چشمۂ اندر درون من کشاد
این جگر کہ بود گرم و آبخوار / گشت پیش ہمتش آب خوار
کاف کافی آمد او بہر عباد / صدق وعدہ کہیعص
کافیم بدہم ترا من جملہ خیر / بے سبب بے واسطہ یاری غیر
کافیم بے نان ترا سیری دہم / بے سپاہ و لشکرت میری دہم
کافیم بے داروت درمان کنم / کوہ را و چاہ را میدان کنم
بے کتاب و اوستا تلقین دہم / بے بہارت نرگس و نسرین دہم

[۱] وہ دعا مین تھا کہ ناگہ اک بڑا / نعرہ اس قبطی نے بس دل سے کیا
اور کہا ایمان بتادے مجھکو تو / تاکہ کاٹون جلد مین زنار کو
کہ لگائی جان مین آتش مرے / اور بلیسی کو نوازا جان سے
دوستی تجھسے تھی میری سرسری / حمد للہ دستگیری کی مری
کیمیا تھین صحبتین تیری ولے / کم نہو تیرا قدم دل سے مرے
ایک تھا تو شاخ نخل خلد سے / لے گئی تا خلد جو پکڑا اُسے
[۲] سیل تھا وہ تن کہ میری لیگیا / لیگیا مجھکو وہ تا بحر سخا
لینے پانی سیل کی جانب گیا / بحر پایا بس بہت میٹھے پیا
جام بھر لایا کہ پی تو اے امیر / بولا ہے پانی مرے آگے حقیر
کھایا شربت مین نے اللہ سے بری / حشر تک نے تشنگی ہووے ذرا
جس نے چشمے نہر کو پانی دیا / جاری چشمہ میرے اندر کردیا
یہ جگر کہ چاہتا تھا آب نیل / اسکے آگے اب ہوا پانی ذلیل
[۳] کاف کافی ہوگیا بہر عباد / صدق وعدہ کہیعص
مین ہون کافی خیر دون ہر طرح تجھے / بے سبب اور بے مدد بس غیر کے
مین ہون کافی سیر بے روٹی کردون / بے سپہ کے تجکو سرداری دون
مین ہون کافی بے دوا دارو کرون / کوہ کو اور چاہ کو میدان کرون
بے کتاب استاد کی تلقین کرون / بے بہار اب نرگس و نسرین دون

ف۱ وہ دعا مین الخ ۶ شعر وہ سبطی دعا مین تھا کہ ناگاہ ایک بڑا نعرہ اُس قبطی نے دل سے کیا اور کہا کہ تو مجکو ایمان بتادے تاکہ مین زنار کو جلدی کاٹون کہ میری جان مین آگ لگائی اور ابلیسی کو جان سے نوازا تجھ سے دوستی میری سرسری تھی الحمد للہ کہ میری دستگیری کری تیری ہم صحبتی کیمیا تھی ولیکن تیرا قدم خانۂ دل سے میرے گم نہو ایک تو شاخ تھا نخل خلد سے جو اُس کو پکڑو خلد تک لے گئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ سیل تھا الخ ۶ شعر سیل تھا کہ وہ میرے تن کو لے گیا اور لے گیا مجکو بحر سخا تک مین سیل کی جانب پانی لینے گیا دریا پایا اور بہت مین نے پیا وہ جام بھر کے لایا کہ تو نوش کر کہا کہ میرے آگے پانی حقیر ہے کہ مین نے کھایا شربت اللہ خرید ا ہے حشر تک تشنگی ذرا نہ ہووے جس نے نہر و چشمہ کو پانی دیا اور میرے اندر چشمہ جاری کیا آگے حقائق ہین یہ جگہ آب نیل چاہتا تھا آگے اُس کے پانی ذلیل ہوا یعنی مین تو پانی چاہتا تھا کہ مجکو دریاے معنی مل گیا کہ میرے دل مین اُس سے چشمہ جاری ہے آگے قول حق تعالے کا بطور حقائق کے ہے فافہم ۱۲ ف۳ کاف کافی الخ ۷ شعر کاف واسطے بندون کے کافی ہوگیا کہ سچا وعدہ ہے کہیعص مین کافی ہون بے روٹی کے سیر کردون اور بغیر سپاہ کے مین تجکو سرداری دون مین کافی ہون بغیر دوا کے معالجہ کردون کوہ و چاہ کو میدان کردون بغیر کتاب و اُستاد کے تلقین کردون اور بغیر بہار کے نرگس و نسرین دون جو ایک عصا سے موسیٰ کو دل دون وہ ایک عالم پر شمشیر کو مارے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

موسیی را دل دہم با یک عصا	تا زند بر عالمی شمشیر ہا	اک عصا نے من دل موسیٰ کو جو	مارے اک عالم پہ وہ شمشیر کو
دست موسیٰ را دہم یک نور و تاب	کہ طپانچہ می زند بر آفتاب	دست[1] موسیٰ کو میں دون اک نور تب	کہ طپانچہ مارے وہ خورشید پہ
چوب را مارے کنم من ہفت سر	کہ نزاید مادہ مار او را نر	سات سر کا سانپ کردوں چوب کو	کہ نہ پیدا مادہ اور نر سے ہو وہ
خون نیامیزم در آب نیل من	خود کنم خون عین آبش را بفن	نہ ملاؤں خون آب نیل میں	خون کروں خود میں آب اسکی کو میں
شادیت را غم کنم چون آب نیل	کہ نیابی سوے شادیہا دلیل	میں کروں شادی کو غم من آب نیل	کہ سو شادی نہ پائے تو دلیل
باز چون تجدید ایمان بر تنی	باز از فرعون بیزاری کنی	پھر کرے تجدید ایمان کی جو تو	اور پھر بیزار فرعون سے ہو تو
موسیٰ رحمت ببینی آمدہ	نیل خون بینی ازو آبے شدہ	دیکھ موسیٰ رحمت آئی آپ سے	دیکھ نیل خون کہ اس سے آب ہی
چون سر رشتہ نگہداری درون	نیل ذوقی تو نگردد ہیچ خون	جو خیال اسکا تو رکھے اندرون	نیل ذوق ہوئے تیرا مثل خون
من گمان بردم کہ ایمان آورم	تا ازین طوفان خود آبی خورم	تھا[5] گمان مجکو کہ ایمان لاؤں میں	پانی اس طوفان خوں سے پاؤں میں
من چہ دانستم کہ تبدیلی کند	در نہادم من مرا نیلی کند	کب یقین تھا کہ بدل دیگا مجھے	نیل باطن میں مرے جاری کرے
سوے چشم من بخود نیلم روان	برقرارم پیش چشم دیگران	نیل اک جاری ہو میرے سامنے	میں ہوں قائم دوسروں کے سامنے
ہمچنانکہ این جہان پیش نبی	غرق تسبیح ست و پیش ما غبی	جیسے یہ عالم نبی کے سامنے	غرق تسبیح ساکت اپنے سامنے
پیش پیغمبر جہان پر عشق و داد	پیش چشم دیگران مردہ جماد	پیش پیغمبر جہان پر عشق ہے	اور مردہ دوسروں کے سامنے
پست و بالا پیش چشمش تیز رو	از کلوخ و سنگ او نکتہ شنو	پست و بالا اُن کے آگے تیز رو	نکتے سنتے ڈھیلے پتھر سے ہیں وہ
با عوام این جملہ بستہ و مردہ گو	زین عجب تر من ندیدم پردۂ	عام[3] کے نزدیک یہ مردہ جہان	اس سوا پردہ نہ دیکھا میں نے ہاں
گورہا یکسان بہ پیش چشم ما	روضہ و حفرہ بہ چشم انبیا	گور سب اک سان ہمارے سامنے	روضہ حفرہ انبیا کے سامنے
عام گفتندے کہ پیغمبر ترش	از چہ گشتہ ست و شدست او ذوق‌کش	عام کہتے تھے نبی ہے ترش رو	کس سبب سے اور چھوڑا ذوق کو

[1] دست موسیٰ آلخ ۲ شعر دست موسیٰ کو ایک نور ایسا میں دون کہ وہ طپانچہ خورشید پر مارے عصا کو سات سر کا سانپ کردون کہ وہ نہ پیدا نر مادہ سے ہو خون نہ ملاؤں آب نیل میں عین آب اسکو میں خون کردون میں شادی کو غم کردون مانند آب نیل کے کہ جانب شادی کے تو دلیل نہ پاوے تو جو پھر تجدید ایمان کی کرے اور تو پھر بیزار فرعون سے ہووے موسیٰ دیکھ رحمت آئی آپ کو دیکھ نیل خون کو کہ اس سے آب ہو جو اسکا خیال تو اندر رکھے نیل ذوق تیرا مثل خون کے ہووے یعنی جو دل میں خیال یار کا رکھے اسکا ذوق نہ زائل ہووے کیونکہ یار ہر حال میں مددگار ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [5] تھا گمان آلخ ۲ شعر مجکو گمان تھا کہ میں ایمان لاؤں اور پانی اس طوفان خون سے پاؤں مجکو کب یقین تھا کہ وہ بدل دیگا اور نیل باطن میں جاری کردیگا میرے روبرو ایک نیل جاری ہے اور میں دوسروں کے روبرو قائم ہوں آگے اس کی مثال ہے جیسے یہ عالم نبی کے روبرو غرق تسبیح ہے اور اپنے روبرو ساکت ہے پیغمبر کے روبرو جہان پر عشق ہے اور دوسروں کے روبرو مردہ ہے پست بالا انکے روبرو تیز رو اور ڈھیلے پتھر سے وہ نکتے سنتے ہیں یعنی انبیا کے روبرو جہان اور ہی ایک حال رکھتا ہے کہ وہ حال عوام نہیں دیکھ سکتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] عام کے آلخ ۲ شعر عام کے نزدیک یہ جہان مردہ ہے اسکے سوا میں نے پردہ نہیں دیکھا ہے آگے مثال ہے ہمارے روبرو سب گور اک سان ہیں اور روضہ حفرہ انبیا کے سامنے ہیں عام کہتے تھے کہ نبی ترش رو ہے کس سبب ذوق کو چھوڑا خاص یہ کہتے تھے کہ تمہارے روبرو ترش دکھتا ہے ایک دم ہماری آنکھوں میں آؤ بل باقی ہے انکی خدمت تم پاؤ جو نخل امرود الٹے دکھتی ہے صورت الٹی تو نخل سے اتر آ تیری ہستی درخت امرود کا ہے تو جبتک اس پہ ہے تجکو الٹا دکھتا ہے یعنی جب تک تو خود کو دیکھتا ہے دوسرون کو برا جانتا ہے اور جبکہ تو بیخود ہوا سب تیری نظر میں بہتر معلوم ہوں گے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

خاص می‌گفتند کز پیش چشم تان / می نماید او ترش اے اُمتان
یک نی مان در چشم ما آئید تا / خندہ ہا بینید اندر ہل اتی
ز سر امرود بن بنماید آن / منعکس صورت بزیر آی جوان
آن درخت ہستیت امرود بن / تا در آنجائے نماید نو کہن
تا در ان جائے ببینی خارزار / پر ز کژدم ہائے خشم و پُر زمار
چون فرود آئی ببینی رائگان / یک جہان پر گلرخان و دائگان
چون فرود آئی فرود آید ترا / در درون اسرار فیض کبریا

خاص کہتے تھے تمہارے روبرو / ترش دکھتا ہی وہ اے امتنکو
دم بھر آنکھون مین ہماری آکر تم / ہل اتی سے اُنکی فرحت پاؤ تم
دکھتی ہے جو تخیل سے امرود کے / صورت اُلٹی تو اتر آ تخیل سے
تیری ہستی ہی درخت امرود کا / تو ہی جبتک وہان دیکھے کہنہ نیا
جبتک اُس جا ہی تو دیکھے خارزار / اور پر غصہ کے بچھو اور مار
جو تو اُترے نیچے دیکھے رائگان / گلرخون اور دائیون سے پُر جہان
جو تو نیچے اُترے تو اُتریں ترے / دل مین بس اسرار فیض اللہ کے

حکایت آن زن پلید کار کہ شوہر را گفت این خیالات از سر امرودبن می نماید فرود آ تا آن خیالات برود و اگر کسے گوید کہ انچہ مرد میدید خیال نبود جواب آنست کہ این مثال است نہ مثل و ہمین کافی است

حکایت اُس زن فاحشہ کی کہ خاوند سے کہا کہ یہ خیالات تاثیر درخت امرود سے دکھتے ہین تو نیچے اُترا کہ یہ خیالات جاتے رہین اگر کوئی کہے کہ جو مرد دیکھتا تھا وہ خیال نہ تھا جواب اُسکا یہ مثال ہے مثل نہین ہے پس یہی کفایت کرتی ہے

آن زنی میخواست تا با مول خود / بر زند در پیش شوہے گول خود
پس بشوہر گفت زن کای نیکبخت / من برآیم میوہ چینیم اندر درخت

چاہا اک عورت نے اپنے یار سے / سامنے خاوند کی صحبت کرے
پس کہا عورت نے یہ خاوند سے / کہ مین چڑھ کر میوہ توڑون نخل سے

سلہ جب تک الخ ۳ شعر تو جب تک اُس جا ہے خارزار دیکھے اور غصہ کے بچھو و مار پُر دیکھے جو تو اوپر سے نیچے اُترے رائگان دیکھے گلرخون اور دائیون سے جہان بھرا ہو جو تو نیچے اُترے تو تیرے دل مین اُتریں فیض اللہ کے یعنی تو اپنی ہستی کو چھوڑ دے کہ فیضان الٰہی تیرے دل مین نزول کرین آگے حکایت زن فاحشہ کی اس کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلہ چاہا الخ ۲ شعر ایک عورت نے اپنے یار سے چاہا کہ روبرو خاوند کے صحبت کرے پس عورت نے یہ خاوند سے کہا کہ مین درخت پر چڑھکر میوہ توڑون جب کہ درخت پر چڑھی رونے لگی آپ ہی شوہر کی جانب دیکھکر اور شوہر سے کہا کہ اے ماہون بھلا لوطی تجھپر چڑھا ہے تو اُس کے نیچے مثل عورت کے پڑا ہے اسے بھڑوے اب تو مخنث ہوگیا شوہر نے کہا کہ کیا تیرا سر گھومتا ہے ورنہ یہان پر میرے سوا کوئی نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون برآمد بر درخت آن زن گریست — چون ز بالا سوی شوہر بنگریست
جب درخت اوپر چڑھی رونے لگی — دیکھکر شوہر کی جانب آ ابھی

گفت شوہر را کہ ای مابون رد — کیست آن لوطی کہ بر تو می فتد
اور کہا شوہر سے ای مابون بھلا — کون ہی لوطی یہ تیرے پر چڑھا

تو بزیر آن چو زن بغنودهٔ — ای بغا تو خود مخنث بودهٔ
اُسکے نیچے مثل عورت کے پڑا — اے تو بھڑوے اب مخنث ہو گیا

گفت شوہر نی سرت گوئی بگشت — ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
بولا شوہر کیا یہ گھوما سر ترا — ورنہ یان پہ نے کوئی میرے سوا

زن مکرر کرد کاین با برطلہ — کیست بر پشتت فرو خفتہ ہلا
پھر کہا[سلہ] عورت نے اسکا نب بھلا — کون ہی یہ پشت پر تیری چڑھا

گفت ای زن ہین فرود آ از درخت — کہ سرت گشت و خرف گشتی تو سخت
بولا اے عورت اُتر آ تو ابھی — کہ ترا سر گھوما دیوانی ہوئی

چون فرود آمد برآمد شوہرش — زن کشید آن مول را اندر برش
جب وہ اُتری اور شوہر پھر چڑھا — یار کو آغوش مین زن نے لیا

گفت شوہر کیست این ای روسپی — کہ ببالای تو آمد چون کپی
بولا شوہر کون ہے یہ فاحشہ — کہ یہ تجھپر مثل بندر کے چڑھا

گفت زن نی نیست اینجا غیر من — ہین سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
بولی عورت مے نے کوئی یان مجھ سوا — تیرا سر گھوما نہ ہذیان بک ذرا

او مکرر کرد بر زن آن سخن — گفت زن این ہست از امرودبن
اُسنے پھر یہ بات عورت سے کہی — بولی یہ تاثیر ہے اس نخل کی

از سر امرودبن من ہمچنان — کژ ہمی دیدم کہ تو ای قلتبان
نخل پر سے[سلہ] مجکو بھی اسطور سے — تھا دکھا بر عکس جو تجکو دکھے

پس فرود آ تا ببینی ہیچ نیست — این ہمہ تخییل از امرودبیست
پس اُتر کے دیکھ تو یان کچھ نہین — یہ خیال اس نخل کے ہین بالیقین

ہزل تعلیم است آن را جد شنو — تو مشو بر ظاہر ہزلش گرو
ہزل کی تعلیم ہی نیک اسکو جان — ہزل کی ظاہر پہ مت کر میل جان

ہر جدی ہزل است پیش ہازلان — ہزلہا جد است پیش عاقلان
ہزل جانین نیک کے پس ہازلان — نیک جانین ہزل کو پس عاقلان

کاہلان امرودبن جویند لیک — تا بدان امرودبن راہیست نیک
ڈھونڈھتے کاہل ہین نخل مرود کا — لیک اس امرود تک فرق ہی بڑا

نقل کن ز امرودبن اکنون برو — گشتهٔ تو خیرہ چشم و خیرہ رو
نخل سے امرود کے تو نقل کر — کہ ہوا تو خیرہ چشم و خیرہ سر

این منی و ہستی اول بود — کہ ازو دیدہ کژ و احول بود
یہ غرور و ہستی سب اول مین ہی — چشم تیری احول و کج اُس سے ہی

سلہ پھر کہا آہ آخ ۲ شعر پھر عورت نے اسکو کہا کہ یہ کون تیری پشت پر چڑھا ہے کہا کہ اے عورت اب تو اُتر آ کہ تیرا سر گھوما اور تو دیوانی ہوئی ہے جب وہ اُتری اور پھر شوہر چڑھا زن نے یار کو آغوش مین لیا شوہر نے کہا یہ کون ہے اے فاحشہ کہ تجھپر مثل بندر کے چڑھا ہے عورت نے کہا کہ یہان مجھ سوا کوئی نہین ہے تیرا سر گھوما ہے ہذیان تو مت بک اُسنے عورت سے پھر یہ بات کہی عورت نے کہا کہ یہ تاثیر اس درخت کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ نخل پر سے آخ ۷ شعر درخت پر سے مجکو بھی اسی طور سے دکھائی دیا تھا بر عکس کہ جو تجکو دکھا ہے پس اُتر کر دیکھ یہان کچھ نہین ہے یہ خیال اس درخت کے ہین بالیقین یہ تعلیم ہزل کی ہے اس کو نیک جان اور ہزل کے ظاہر پہ میل مت کر نیک کو ہزل جانتے ہین ہازل اور ہزل کو نیک جانتے ہین عاقل کاہل اُس نخل امرود کا ڈھونڈھتے ہین لیکن اس امرود تک بڑا فرق ہے آگے اسکے حقائق ہین تو نخل امرود سے نقل کر کہ تو خیرہ چشم اور خیرہ سر ہوا ہے یہ غرور و ہستی اول مین ہے چشم احول اور کج اُس سے بنتی ہے یعنی وجود نخل امرود ہے تو اس سے اُتر کہ تو خیرہ چشم وغیرہ سر ہے کیونکہ غرور ہستی چشم کو احول و کج بین کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون فرود آیی ازین امرود بن — کژ نماید خاطرت چشم و سخن
یک درخت سخت بینی گشته این — شاخ او بر آسمان هفتمین
چون فرود آیی ازو گردی جدا — مبدلش گرداند از رحمت خدا
راست بینی گر بدی آسان چنین — مصطفی کی خواستی از رب دین
گفت بنما جزو جزو از فوق و پست — آنچنانکه پیش تو آن جزو هست
زین تواضع گر فرود آیی خدا — راست بینی بخشد آن چشم ترا
بعد ازان بر رو بران امرود بن — که مبدل گشت و سبز از امر کن
چون درخت موسوی شد آن درخت — چون سوی موسی کشانیدی تو رخت
آتشش او را سبز و خرم میکند — شاخ او انی انا الله میزند
زیر ظلش جمله حاجاتت روا — این چنین باشد الهی کیمیا
آن منی و هستیت باشد حلال — که درو بینی صفات ذو الجلال

(۱) جو تو اترے نخل سے امرود کے — چشم و فکر و بات سب ٹیڑھی ہے
نخل سخت اس عزہ کا تجکو دکھے — شاخ اسکی ساتوین افلاک پے
جو تو اترے اور ہو اُس سے جدا — پس بدل دے تجکو رحمت سے خدا
راست بینی ہوتی گر آسان اُسے — مصطفیٰ کب چاہتے اللہ سے
(۲) بول بتلا جزو جزو آفاق سے — تیرے آگے جس طرح وہ جزو ہے
گر تو اترے اس تواضع سے خدا — راست بینی تجکو بخشے ظاہرا
بعدہ چڑھ نخل پر امرود کے — کہ ہوا تبدیل کن کے امر سے
سوئے موسیٰ لایا تو اسباب کو — نخل موسیٰ ہو گیا پس تجکو وہ
آتش اسکو سبز و خرم کرتی ہے — اسکی شاخ انی انا اللہ کہتی ہے
جملہ حاجت اُسکے سائے مین روا — ایسی ہوتی ہے الٰہی کیمیا
ہو غرور ہستی وہ تجکو حلال — اسمین تو دیکھے صفات ذوالجلال

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

شد درخت کج مقوم حق نما — اصله ثابت و فرعه فی السما
آمدش پیغام از وحی مهم — که کژی بگذار اکنون فاستقم
این درخت تن عصای موسی است — کامرش آمد که بیندازش ز دست
تا ببینی خیر او هم شر او — بعد ازان برگیر او را ز امر هو
پیش زافگندن نبود او غیر چوب — چون بامرش برگرفتی گشت خوب

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

(۳) نخل کج سیدھا ہوا اور حق نما — اصلہا ثابت و فرعہا فی السما
آیا پیغام اُن کو با وحی مہم — اس کجی کو چھوڑ اب ہو فاستقم
(۴) یہ درخت تن عصا موسیٰ کا ہے — حکم آیا اسکو ڈال اب ہاتھ سے
تا کہ دیکھے اسمین خیر و شر کو تو — بعدہ اسکو اٹھا یا حکم ہو
ڈالنے سے پہلے تھا وہ ایک چوب — جو اٹھایا حکم سے پایا وہ خوب

(۱) جو تو اترے الخ ۴ شعر جو تو نخل امرود سے اُترے چشم و فکر و بات سب ٹیڑھی دیکھے تجکو نخل سخت اس غرور کا دکھے اور شاخ اسکی ساتوین آسمان پر ہے جو تو اُترے اور اُس سے جدا ہووے پس رحمت سے حق تجکو بدل دیوے اگر راست بینی آسان ہوتی اسکو مصطفیٰ صلعم کب اللہ سے چاہتے یعنی راست بینی اگر آسان ہوتی بموجب حدیث شریف کے اللھم ارنا الاشیاء کما ھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ (۲) بول الخ ۲ شعر فرمایا کہ بتلا جزو جزو آفاق سے تیرے آگے جس طور سے وہ جزو ہے تو اترے اس تواضع سے تجکو خدا راست بینی بخشے ظاہر بعدہ نخل امرود پر چڑھ کہ تبدیل ہوا امر کن سے موسیٰ کی طرف تو لایا اسباب کو نخل موسیٰ ہو گیا وہ نخل یعنی مرشد کی جانب جو یہ بات لایا تجلی جگہ مثل نخل ایمن موسیٰ علیہ السلام کے اُس کو آتش سبز و خرم کرتی ہے اسکی شاخ انی انا اللہ کہتی ہے اسکے سائے مین جملہ حاجت روا ہے الٰہی کیمیا ایسی ہوتی ہے وہ غرور ہستی تجکو حلال ہو کہ تو اس مین دیکھے صفات ذوالجلال کی یعنی وہ درخت وجود تیرا صحبت مرشد سے تجلی ہو کر انی انا اللہ مثل نخل ایمن سے کہے آگے قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲ (۳) نخل کج الخ ۲ شعر نخل کج سیدھا ہوا اور حق نما ترجمہ کہ جڑ اسکی زمین مین اور شاخ اسکی آسمان پر انکو پیغام آیا وحی خدا سے کہ اس کجی کو چھوڑ اور مستقیم ہو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ (۴) یہ درخت الخ ۶ شعر درخت بدن موسیٰ کا عصا ہے اُس کو حکم آیا کہ اب ہاتھ سے ڈالدے تا اُسکے خیر و شر کو تو دیکھے بعدہ اسکو اٹھا حکم موسیٰ سے وہ ڈالنے سے ایک چوب تھا جو حکم سے اٹھایا اسکو خوب پایا وہ پہلے آلہ تھے جھاڑنے بکری کا تھا پھر وہ معجزہ کفار کا ہوا فرعون پر عکس انکے پانی کو ظاہر خون کر دیا ان کے کھیتوں سے قحط و مرگ اُگا کہ جو ٹڈیوں نے ان کے برگ کھائے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روز او بد برگ افشان بره را	گشت معجز آن گروه غره را	پہلے تھے جھاڑتا بکری کو تھا	پھر ہوا وہ معجزہ کفار کا
گشت حاکم بر سر فرعونیان	آب شان خون کرد کف عمران	ہو گیا فرعونیون پہ حکمران	کر دیا خون اُنکے پانی کو عیان
از مزارع شان بر آمد قحط و مرگ	از ملخ ہاے کہ میخوردند برگ	اُنکے کھیتون سے اُگا بس قحط و مرگ	ٹیڑیون نے جو کھا لئے اُنکے برگ
تا بر آمد بیخود از موسیٰ دعا	چون نظر افتادش اندر منتہی	نکلی تا موسیٰ سے بیخود بد دعا	جو انھون نے اُنکی دیکھی انتہا
کاین ہمہ اعجاز و کوشیدن چہ است	چون نخواہند این جماعت گشت راست	کیون ہے یہ اعجاز اور کوشش بھی	جو نہ چاہے یہ جماعت راستی
امرش آمد کا تباع نوح کن	ترک پایان بینی و مشروح کن	حکم ہونچا پیروی نوح کر	انتہا کی شرح مت پوچھ اے بشر
منگر آخر را کہ تو داعی رہی	امر بلغ ہست آن نبود تہی	انتہا کو دیکھ مت تو داعی ہی	حکم ہونچانا نہ خالی بھید سے
کمترین حکمت کزین الحاح تو	جلوہ گردد آن لجاج و آن عتو	ادنی حکمت تیرے اس الحاح کی	ہوگی ظاہر اور عجز و سرکشی
تا کہ رہ بنمودن و اضلال حق	فاش گردد بر ہمہ اہل فرق	تا ہدایت اور ضلالت حق کی سب	عاقل و دانا پہ کھل جائیگی اب
چونکہ مقصود از وجود اظہار بود	بایدش از پند و اغوا آزمود	جو غرض تخلیق سے اظہار تھا	امتحان بس پند و اغوا سے کیا
دیو الحاح غوایت می کند	شیخ الحاح ہدایت می کند	دیو کرتا ہے ضلالت کی دعا	شیخ کرتا ہے ہدایت کی دعا
باز گرد و قصۂ قبطی بگو	گرد کفر از باطن خود زود شو	لوٹ تو اور قصہ قبطی کا کہو	اپنے باطن سے غبار کفر دھو

سخت شدن کار بر قبطیان و شفاعت کردن فرعون

مشکل ہونا کام کا قبطیون پر اور شفاعت چاہنا فرعون کی

چون پیاپے گشت آن امر شجون	نیل می آمد سراسر جملہ خون	جو وہ پے در پے ہوا امر عظیم	خون ہوا سب نیل بارے اے حکیم

سلہ ۵۱ نکلی الخ ۶ شعر تا موسیٰ سے بد دعا بیخود نکلی جو اُن کی انتہا انھون نے دیکھی یہ سب اعجاز اور کوشش کس واسطے ہیں جو جماعت راستی نہ چاہے حکم ہونچا کہ پیروی نوح کی کر اور انتہا کی شرح مت پوچھ اے بشر انتہا کو مت دیکھ کہ تو دعوت کرنے والا ہے حکم ہونچانا خالی بھید سے نہین ہے ادنی حکمت اس دعا سے تیری ظاہر ہوگی و عجز و سرکشی تا ہدایت و ضلالت حق کی سب عاقل و دانا پر اب کھل جائے گی یعنی تو ہدایت مخلوق کی کر او ما انتہا راز کی دریافت نہ کر بھید اس کا خود کھل جائے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ ۵۲ جو غرض الخ ۳ شعر جو کہ غرض تخلیق سے اظہار تھا امتحان پند و اغوا سے کیا دیو ضلالت کی دعا کرتا ہے اور شیخ ہدایت کی دعا کرتا ہے تو لوٹ اور قصہ قبطی کا کہہ اور اپنے باطن سے غبار کفر کا دھو آگے قبطیون کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ ۵۳ جو وہ الخ ۹ شعر جو وہ پے در پے امر عظیم ہوا نیل سب خون ہوا اے حکیم اللہ پر جب فرعون اپنی ذات سے آیا خوشامد کی اور اس بات سے جھکا مین ستیجہ کچھ کیا تو اے سلطان مت کر میرا کیا منہ ہے کہ حجت بات پر لاؤن مین نے تیرے حکم میں رخنے ڈالے تو سخت مت پکڑ کہ مین باعزت ہون تو اب قسم بالا رحمت سے ہانکہ یہ دہان آتشین بند ہو دست عرض کی کہ یارب وہ مجھ کو فریب دیتا ہے اس فریبندہ تیرے کو فریب دیتا ہے مین سنون یا مین بھی اسکو فریب دون تا وہ ظاہر شاخ جانے اصل غیب کو ہر حیلہ کی اصل میرے پاس ہے جو خاک پر ہے تو جڑ اُس کی چرخ پر ہے حق نے فرمایا کہ وہ سگ اسکے لائق نہین ہے آگے سگ کے ہڈی دور سے پھینک یعنی تو اس کو فریب مت دے وہ کتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

تا بعکس خویش فرعون آمدش | لابه میگردد و تا گشته قدش
کانچه ما کردیم اے سلطان مکن | نیست ما را روی ایراد سخن
پاره پاره کردمت فرمان پذیر | من بعزت خو گرم سختم مگیر
هین بجنبان لب بحجت الامین | تا به بندد این دهان آتشین
گفت یارب می فریبد او مرا | می فریبد او فریبیده ترا
بشنوم یا من دهم هم خدعه اش | تا بداند اصل را آن فرع کش
کاصل هر مکری و حیلت پیش ماست | هر چه بر خاک است اصلش بر سماست
گفت حق آن سگ نیرزد هم بدان | پیش سگ انداز از دور استخوان
هین بجنبان آن عصا تا خاکها | وا دهد هر چه ملخ کردش هبا
وین ملخها در زمان گردد سیاه | تا ببیند خلق تبدیل اله
که سببها نیست حاجت مر مرا | آن سبب بهر حجاب است و غطا
تا طبیعی خویش بر دارو زند | تا منجم رو به استاره کند
تا منافق از حریصی بامداد | سوی بازار آید از بیم کساد
بندگی ناکرده و ناشسته رو | لقمهٔ دوزخ بگشته لقمه جو
آکل و ماکول آمد جان عام | همچو آن بره چرنده از حطام
می چرد آن بره و قصاب شاد | کو برای ما چرد برگ مراد
کار دوزخ می کنی در خوردنی | بهر او خود را تو فربه می کنی
کار خود کن روزی حکمت بجو | تا شود فربه دل با کر و فر
خوردن تن مانع این خورد نیست | جان چو بازرگان و تن چون رہزن است

آیا تب فرعون اپنی ذات سے | کی خوشامد اور جھکا اس بات سے
جو کیا میں نے تو اے سلطان نکر | کیا مرا منہ لائق حجت بات پر
میں نے رخنے ڈالے تیرے حکم میں | سخت مت پکڑے کہ باعزت ہوں میں
لب ہلا حجت سے اپنے اے امین | تا کہ بند ہووے یہ دہان آتشین
بولے یارب وہ مجھے دیوے فریب | اس فریبیدہ کو تیرے دے فریب
میں سنوں یا میں بھی دوں اسکو فریب | تا وہ ظاہر شاخ جانے اصل عجیب
اصل ہر حیلے کی میرے پاس ہے | خاک پر جو ہے جڑ اسکی چرخ پہ ہے
بولا حق وہ سگ نہیں لائق اسکے ہے | آگے سگ کے پھینک کچھ ہڈی دور سے
تو ہلا اپنا عصا تا خاک سے | پھر اُگے ٹیڑی نے کھایا جو کہ ہے
ٹیڑیاں ہوں مر کے اسدم سیاہ | تا کہ جانے خلق تبدیل الٰہ
کہ نہیں حاجت سبب کی کچھ مجھے | وہ سبب ہیں محض پردہ کے لئے
تا طبیعت اپنی دارو پر رکھے | تا منجم رو ستارہ پر کرے
تا منافق حرص سے ہر صبح کو | سوے بازار آئے تا نقصان نہو
بے کئے وہ بندگی بے دھوئے رو | لقمۂ دوزخ کا ہوا وہ لقمہ جو
آکل و ماکول آئی جان عام | جیسے بکس کھائے وہ بکری صبح و شام
چرتی ہے بکری و خوش قصاب ہے | کہ وہ چرتی خوب ہے میرے لئے
کار دوزخ کرتا تو کھانے میں ہے | خود کو فربہ کرتا ہے اسکے لئے
کام اپنا کر غذا حکمت کی کھا | تا کہ فربہ ہووے دل اس سے ترا
اس غذا کی مانع ہے تن کی غذا | جان تاجر تن ہے رہزن با جفا

سلہ تو ہلا الخ ۶ شعر تو اپنا عصا ہلا تا خاک سے پھر اُگے جو ٹیڑی نے کھایا ہے اسدم سب ٹیڑیاں مر کر سیاہ ہوں تا کہ مخلوق جانے تبدیل خدا کی مجھے کچھ حاجت سبب کی نہیں ہے وہ سبب محض پردے کے واسطے ہیں یا طبیعت خود کو دارو پر رکھے و تا منجم رو ستارہ پر کرے تا منافق حرص سے ہر ایک صبح کو جانب بازار کے آئے تا کہ نقصان نہ ہووے بے بندگی کئے و بے منہ دھوئے لقمہ دوزخ کا ہوا وہ لقمہ جو آگے اسکے حقائق ہیں یعنی فعل حق کو حاجت سبب کی نہیں اور یہ سب محض پردے کے واسطے ہیں آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ آکل و ماکول الخ ۷ شعر جان عام کی اکل و ماکول آئی جیسے بکری بکس کھائے صبح و شام بکری چرتی ہے اور قصاب خوش ہے کہ وہ میرے واسطے خوب چرتی ہے کام دوزخ کا تو کھانے میں کرتا ہے کہ خود کو فربہ کرتا ہے اسکے واسطے اپنا کام کر اور غذا حکمت کی کھا تا کہ دل تیرا اس سے فربہ ہووے اس غذا کی مانع تن کی غذا ہے کہ جان تاجر ہے اور یہ تن رہزن باطن ہیں ہر شمع تاجر کی جو روشن ہوئی جان رہزن کی مثل ہیزم کے جلی خود کو گم نہ کر کہ تو ایک ہوش ہے اور باقی ہوش سب پردہ پوش ہیں یعنی جان میں جتنی شے پیدا ہوئی ہیں سب آپس میں آکل و ماکول ہیں پس تو غذا تن کی کم کر کہ غذا جان کی زیادہ ہووے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

شمع تاجر آن کہ ہست افروختہ / کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ
خویشتن را گم مکن یاوہ مکوش / کہ تو آن ہوشی و باقی ہوش پوش
دانکہ ہر شہوت چو خمرست و چو بنگ / پردۂ ہوش ست و عاقل زوست دنگ
خمر تنہا نیست سرمستی ہوش / ہرچہ شہوانیست بندد چشم و گوش
ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش / دانکہ شہوت باز بندد چشم و گوش
آن بلیس از خمر خوردن دور بود / مست بود او از تکبر و ز جحود
مست آن باشد کہ آن بیند کہ نیست / زر نماید آنچہ مس و آہنی ست
این سخن پایان ندارد موسیا / لب بجنبان تا برون آید گیا

شمع تاجر کی جو وہ روشن ہوئی / جان رہزن مثل ہیزم کے جلی
گم نہ کر خود کو کہ تو ہی ایک ہوش / ور باقی ہوش ہین سب پردہ پوش
جان ہر خواہش ہے مثل خمر و بنگ / ہوش کا پردہ و عاقل اس سے دنگ
مے نہین ہے صرف مستی اور ہوش / جو ہے خواہش ہے حجاب چشم و گوش
چھوڑ خواہش کو اگر چاہے تو ہوش / بند کرتین خواہشین ہین چشم و گو
تھا وہ میخواری سے بس ابلیس دور / تھا تکبر سے وہ مست اور پر غرور
مست وہ ہے کہ وہ دیکھے نیست کو / مثل تانبا لوہا دیکھے زر کو وہ
بات یہ بے انتہا ہے موسیا / لب ہلا تو تاکہ پیدا ہو گیا

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن کشت

دعا کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اور سبز ہونا کھیتون کا اور برسنا پانی کا

ہمچنان کرد و ہم اندر دم زمین / سبز گشت از سنبل و حب ثمین
اندر افتادند در لوت آن نفر / قحط دیدہ مردہ از جوع البقر
چند روزے سیر خوردند از عطا / آن دمی و آدمی و چارپا
چون شکم پر گشت و بر نعمت زدند / وان ضرورت رفت و طاغی آمدند
نفس فرعونیست ہان سیرش مکن / تا نیارد یاد زان کفر کہن
بے تف آتش نگردد نفس خوب / تا نشد آہن چو اخگر ہین مکوب

پس کیا ویسا زمین بھی اس گھڑی / سنبل و سبزہ سے تازہ تر ہوئی
پڑ گئے کھانے کے اندر وہ نفر / قحط سے جنکو کہ تھی جوع البقر
تھوڑے دن بخشش سے کھایا پیٹ بھر / ہو گئے سب سیر مردم جانور
جب بھرا پیٹ اور آسودہ ہوئے / اور ضرورت وہ گئی باغی بنے
نفس ہے فرعون پیٹ اسکا نہ بھر / تا نہ کفر اپنا کرے یاد اسے بشر
نفس بے تیز آگ کے نہ ہو نکو / تا نہ لوہا سرخ ہو مت کوٹ تو

سلہ جان آخ ۶ شعر جان سے ہر ایک خواہش سے ہے مثل خمر و بنگ کے ہوش کا پردہ ہے اور عاقل اس سے دنگ ہے کچھ شے ہی سرور مستی و ہوش کی نہین ہے جو خواہش وہ چشم گوش کی حجاب ہے خواہش کو چھوڑ اگر تو ہوش چاہتا ہے کہ خواہشین چشم و گوش بند کرتی ہین اس میخواری سے ابلیس دور تھا بلکہ تکبر سے وہ مست و پر غرور تھا وہ مست ہے کہ وہ نیست کو دیکھے اور مثل تانبا و لوہا دیکھے زر کو بات یہ بے انتہا ہے موسیا تو لب ہلا تاکہ گیاہ پیدا ہو یعنی تو اپنی خواہشات کو چھوڑ کہ با ہوش ہو کیونکہ خواہشات اندھا و بہرا کرتی ہین آگے دعا موسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پس کیا آخ ۶ شعر یعنی ویسا کیا زمین بھی اس گھڑی پر سنبل و سبزہ سے تازہ تر ہوئی کھانے کے اندر پڑ گئے وہ نفر جن کو قحط کے مارے جوع البقر تھی تھوڑے دن بخشش سے پیٹ بھر کے کھایا سب جانور و مردم سیر ہو گئے جب پیٹ بھرا اور آسودہ ہوئے وہ ضرورت گئی اور باغی ہوئے آگے اس کے حقائق ہین نفس فرعون ہے اس کا پیٹ مت بھر تا کہ اپنا کفر یاد نہ کرے نفس بغیر آتش تیز کے خشک نہ ہووے جب تک لوہا سرخ نہ ہووے اسے مت کوٹ یعنی نفس بغیر آتش عشق کے راستی پر نہین آتا ہے پس تو آتش عشق پیدا کر کہ کبھی نفس سے تجکو نجات ہووے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

بیمجاعت نیست تن جنبش کنان　　آهن سردست میکوبی ازان
ور بنالد ور بگرید زار زار　　او نخواهد شد مسلمان هوشدار
او چو فرعونست در قحط آنچنان　　پیش موسی سر نهد لابه کنان
چونکه مستغنی شد او طاغی شود　　خر چو بار انداخت اسکیزه زند
پس فراموشش شود چون رفت پیش　　کار او زان آه و زاریهای خویش
سالها مرد که در شهری بود　　یک زمان که چشم در خوابی رود
شهر دیگر بیند او پر نیک و بد　　هیچ در یادش نیاید شهر خود
که من آنجا بوده ام این شهر نو　　نیست آن من درین جایم گرو
بل چنان داند که خود پیوسته او　　هم درین شهرش بد ابداع و خو
چه عجب گر روح موطنهای خویش　　که بدستش مسکن و میلاد پیش
می نیارد یاد کاین دنیا چو خواب　　می فرو پوشد چو اختر را سحاب
چند نوبت آزمودی خواب را　　خواب دنیا را همان بین ای بتا
خاصه چندین شهرها را کوفته　　گردها از درگه او ناروفته
اجتهادی گرم ناکرده که تا　　دل شود صافی و بیند ماجرا

تن نہین حرکت کرے بے بھوک کا[1]　　کوٹتا ہے تو کہ لوہا سرد ہے
گر تو روئے یا بہت نالہ کرے　　وہ نہ ہوویگا مسلمان جان لے
مثل فرعون ہو وہ ایسے قحط سے　　آگے موسی کے خوشامد بس کرے
جبکہ مستغنی ہو وہ باغی بنے　　مثل خر لاتین اُچھالے بے لدے
پس وہ اسکو بھول جائے اسکا کام　　آہ و زاری سے جو گذرا تھا کام
شہر مین[2] اک مرد رہوے سالہا　　خواب سے ہو آنکھ دم بھر آشنا
دوسرا اگ شہر اسکو گر دکھے　　شہر اپنا کچھ نہ یاد آئے اُسے
کہ مین وان رہتا ہون میرا شہر ہے　　یہ نہین ہے شہر میرے ملک سے
بل یہ جانے کہ یہین بستا ہون مین　　اور اسی بس شہر کا پیدا ہون مین
کیا عجب گر روح اپنے وطن کو　　کہ ہوا مولد و مسکن اسکا وہ
یاد نے لائے کہ دنیا مثل خواب　　ہے چھپائے جیسے اختر کو سحاب
آزمایا تمنے اکثر خواب کو　　خواب دنیا کو بھی یوہین جان تو
خاصکر شہرون مین تو اکثر پھرا　　گرد در اسکی کو نے دفع کیا
کی نہ کوشش تونے کامل بس کہ تا　　دیکھتا دل صاف ہو کر ماجرا

بیان اطوار خلقت آدمی در فطرت　　بیان اقسام خلقت آدمی کا پیدایش مین

سر برون آرد دلش از بحر راز　　اول و آخر ببیند چشم باز
دل نکلتا[3] تیرا بحر راز سے　　اول آخر دیکھتا چشم باز سے

سلہ تن نہین آلخ ۵ شعر تن حرکت نہ کرے بغیر بھوک کے تو کوٹتا ہے کہ لوہا سرد ہے اگر تو روئے یا بہت نالہ کرے وہ نفس مسلمان نہوگا وہ مثل فرعون کے ہے ایسے قحط سے آگے موسے کے خوشامد کرے جب کہ وہ مستغنی ہو باغی بنے اور مانند خر کے لاتین اُچھالے بغیر لدے پس اسکو بھول جائے ضرور کر جو آہ وزاری سے اسکا کام گذرے یعنی نفس آہ وزاری سے راستی پر نہین آتا ہے اگر اسپر تنگی ہو خوشامد کرے جبکہ مستغنی ہو مثل خر کے لاتین اُچھالے و باغی بنے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ شہر مین آلخ ۹ شعر ایک مرد شہر مین برسون رہے اور ایک دم بھر آنکھ خواب سے آشنا ہو دوسرے اگر دوسرا ایک شہر اسکو دکھے اپنا شہر اسکو کچھ یاد نہین آئے کہ مین وہان رہتا ہون میرا شہر ہے اور یہ شہر میرے ملک سے نہین ہے بلکہ یہ جانے کہ مین یہین رہتا ہون اور اسی شہر کا مین پیدا ہون کیا عجب ہے کہ اگر روح اپنے وطن کو کہ مولد و مسکن وہ اسکا ہو یاد نہ لائے کہ دنیا مثل خواب کے چھپاتی ہے جیسے گھٹا ستارون کو تمنا اکثر خواب کو آزمایا ہے خواب دنیا کو بھی یون ہی ہے ہو خاصکر تو شہرون مین اکثر پھرا اُسکی گرد درگاہ کو دفع نکیا تونے کامل کوشش نہ کی کہ دل صاف ہو کر ماجرا دیکھتا یعنی تو خواب دنیا مین ایسا غافل ہوا کہ اپنے وطن اصلی کو بھول گیا اور کوشش کامل نہ کی کہ تیرا دل صاف ہو کر ماجرا دیکھتا آگے اقسام آدمیون کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ دل نکلتا آلخ ۵ شعر تیرا دل نکلتا دریاے راز سے اول و آخر دیکھتا کھلی آنکھ سے اول اقلیم جمادی مین گیا پھر جمادی سے نباتی مین پڑا برسون نباتی مین رہا مگر کچھ یاد جمادی سے نہ رہا جبکہ نباتی سے وہ حیوانی مین گیا کچھ نباتی سے اسکو یاد نہ رہا سواے رغبت کے کہ اسکی جانب رکھے خاصکر گل کی فصل مین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

آمده اول باقلیم جماد	وز نباتی وجمادی اوفتاد	پہلے اقلیم جمادی مین گیا	پھر جمادی سے نباتی مین پڑا
سالہا اندر نباتی عمر کرد	وز جمادی یاد نادر وا نبرد	برسون وه اندر نباتی کر رہا	کچھ نہ یاد اس کو جمادی سے رہا
وز نباتی چون بحیوانی فتاد	نایدش حال نباتی ہیچ یاد	جب نباتی سے وه حیوان مین گیا	کچھ نباتی سے نہ یاد اسکو رہا
جز ہمان میلے کہ دارد سوئے آن	خاصہ در وقت بہار ضیمران	جز وه رغبت کی کہ رکھی اسکے سو	خاصہ گل کی فصل مین اے نیکخو
ہمچو میل کودکان با مادران	سر میل خود نداند در لبان	جیسے[سلہ] بچہ مان کی خود رغبت رکھے	بھید رغبت کا نہ جانے آپ سے
ہمچو میل مفرط ہر نو مرید	سوئے آن پیر جوان بخت مجید	جیسے رغبت زیادہ رکھے نو مرید	پیر سے کہ ہی جوان بخت وسعید
جزو عقل این از آن عقل کل ست	جنبش این سایہ زان شاخ گل ست	جزو عقل اسکی اُس عقل کل سے ہے	جنبش اس سایہ کی شاخ گل سے ہے
سایہ اش فانی شود آخر درو	پس بداند سر میل وجستجو	سایہ اسکا فانی آخر اسمین ہو	جانے تب رغبت کی تو اسرار کو
سایۂ شاخ درخت اے نیکبخت	کی بجنبد گر نہ جنبد این درخت	سایہ شاخ نخل کا اے نیکبخت	کب ہلے گر نہ ہلے شاخ درخت
باز از حیوان سوئے انسانیش	می کشد آن خالقی کہ دانیش	پھر اُسے حیوان سے انسانی کی سو	کھینچتا ہی حق کہ جانے جسکو تو
ہم چنین اقلیم تا اقلیم رفت	تا شد اکنون عاقل و دانا و زفت	ایسے[سلہ] ہی اقلیم تا اقلیم وه	بس گیا تا پہونچا درجہ عقل کو
عقلہاے اولینش یاد نیست	ہم ازین عقلش تحول کردنیست	پہلی عقلین جو نہین ہین یاد اسے	ہے گذرنے والا بھی اس عقل سے
تا رہد زین عقل پر حرص و طلب	صد ہزاران عقل بیند بو العجب	تا یہ جائے عقل پر حرص وطلب	اور ہزارون عقل دیکھے بو العجب
گرچہ خفتہ گشت و ناسی شد ز پیش	کی گزارندش دران نسیان خویش	گرچہ سویا بھولا اگلی عقل سے	چھوڑین کب اُس بھول مین اپنی اسے
باز ازان خوابش ببیداری کشند	کہ کند بر حالت خود ریشخند	پھر کرین بیدار اسکو خواب سے	کہ تمسخر حال پر اپنے کرے
کہ چہ غم بود آنکہ میخوردم بخواب	چون فراموشم شد احوال صواب	کیا وه غم تھا کہ کھاتا تھا بخواب	کس لئے مین بھولا احوال صواب
چون ندانستم کہ آن غم و اعتلال	فعل خوابست و فریبست و خیال	کیون نہین جانا کہ وه رنج وملال	خواب کا ہی فعل اور مکر و خیال

سلہ جیسے بچہ الخ ۶ شعر جیسے بچہ مان کی رغبت رکھے مگر بھید رغبت آپ سے نہ جانے جیسے رغبت نو مرید زیادہ رکھے پیر سے کہ جوان بخت سعید ہے اُس کی جزو عقل گل سے ہے جنبش اس سایہ کی شاخ گل سے ہے اُس کا سایہ فانی آخر اسمین ہو تب تو جانے رغبت کے اسرار کو سایہ شاخ نخل کا کب ہلے اگر شاخ درخت نہ ہلے پھر حیوان سے انسانی کی جانب کو حق کھینچتا ہے کہ جس کو تو جانے یعنی انسان سایہ حق کا ہے جو کہ سایہ حرکت بغیر اپنی اصل کے نہین کرتا ہے اسی طرح انسان بے حکم خدا حرکت نہین کرتا ہے آگے بیان اقسام خلقت انسان کا ہے فافہم ۰ سلہ ایسے ہی الخ ۷ شعر ایسے ہی اقلیم سے اقلیم تک گیا تا پہونچا درجہ عقل کو جو اُس کو پہلی عقلین یاد نہین ہین اس عقل سے بھی گذرنے والا ہے تا عقل پر حرص وطلب جائے اور ہزارون عقل بو العجب دیکھے اگرچہ سویا بھولا اگلی عقل سے کب چھوڑین اُس بھول اپنی مین اُسے پھر اس کو بیدار کرین خواب سے کہ اپنے حال پر تمسخر کرے وه کیا غم تھا کہ کھاتا تھا خواب مین کس واسطے مین بھولا احوال صواب کو کیون نہین جانا کہ وه رنج وملال خواب کا فعل ومکر وخیال ہے یعنی انسان اول اقلیم جماد مین آیا پھر نباتی مین آیا پھر حیوان مین آیا پھر انسان مین اسی طرح اقلیم بہ اقلیم منتقل ہو کر درجۂ عقل کو پہونچا پس پہلی عقلین اُسکو یاد نہین ہین اس عقل سے بھی گذرنے والا ہے یہ یاد کب رہے گی کس واسطے کہ دنیا خواب وخیال ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

همچنین دنیا که حلم نائم است — خفته پندارد که این خود قائم است
تا برآید ناگهان صبح اجل — وارهد از ظلمت ظن و دغل
خنده اش گیرد ازان غمهای خویش — چون ببیند مستقر و جای خویش
هرچه تو در خواب بینی نیک و بد — روز محشر یک بیک پیدا شود
آنچه کردی اندرین خواب جهان — گرددت هنگام بیداری عیان
تا نه پنداری که این بد کردنیست — اندرین خواب و ترا تعبیر نیست
بلکه این خنده بود گریه و نفیر — روز تعبیر اے ستمگر بر اسیر
گریه و درد و غم و زاری خود — شادمانی دان به بیداری خود
اے دریده پوستین یوسفان — گرگ برخیزی ازین خواب گران
گشته گرگان یک بیک خوهای تو — می درانند از غضب اعضای تو
خون نخسپد بعد مرگت در قصاص — تو مگو که میرم و یابم خلاص
این قصاص نقد حیلت سازیست — پیش زخم آن قصاص این بازیست
زین لعب خواندست دنیا را خدا — کاین جزا لعبیست پیش آن جزا
این جزا تسکین جنگ و فتنه است — آن چو اخصا است و این چون ختنه است
این سخن پایان ندارد موسیا — هین رها کن این خران را در گیا
تا همه زان خوش علف فربه شوند — هین که گرگان اند ما را خشممند

یون ہی دنیا خفتگون کی خواب ہی[1] — خفتہ جانے کہ یہ خود قائم رہے
ناگہان صبح اجل ہووے عیان — اور جانے ظلمت مکر و گمان
ان غمون سے بس ہنسی آئے تجھے — جب وطن اپنا تجھے ظاہر دکھے
خواب مین تو نیک بد دیکھے ہی جو — حشر کے دن یک بیک ظاہر ہووو
خواب مین عالم کے جو تونے کیا — وقت بیداری کے ہووہ برملا
تو نہین سمجھا کہ اندر خواب کے — جو کیا اُس کی نہین تعبیر ہے
بلکہ یہ ہنسنا ہو دن تعبیر کے[2] — اے ستمگر نالہ و گریہ تجھے
درد و غم اور گریہ و زاری تجھے — وقت بیداری کے ہو شادی تجھے
اے تو پھاڑے یوسفون کے پوست کو — خواب غفلت سے جو اُٹھے گرگ ہو
گرگ ہوئی ہین عادتین سب تیرے — تیرے اعضا پھاڑتے ہین خشم سے
خون نہ سوئیگا قصاص اندر ترا — بعد مرنے کے تو مت کہہ مین چھٹا
حیلہ سازی ہی دیت اندر قصاص — آگے ان زخمون قصاصی کے ہے خاص
اُس[3] سے دنیا کو لعب کہوے خدا — اُس جزا آگے لعب ہی یہ جزا
یہ جزا تسکین فتنہ کے لئے — وہ ہی مثل خصی اور ختنہ یہ ہی
بات یہ بے انتہا ہے موسیا — ان گدھون کو چھوڑ دے اندر گیا
تا کہ اُس خوش گھاس سے فربہ بنین — کہ ہمارے خشمگین یہ گرگ ہین

بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان

بیان اسکا کہ خلق دوزخ کی بھوکی ہے

سلہ یون ہی آلخ ۶ شعر اسی طرح دنیا خواب خفتگون کی ہی خفتہ جانتا ہی کہ یہ خود قائم رہے گی ناگہان صبح اجل عیان ہووے اور ظلمت کرے گمان جائے کہ ان غمون سے ہنسی تجھے آئے جبکہ وطن تجکو ظاہر دکھے جو خواب مین تو نیک و بد دیکھے حشر کے روز وہ ایک ایک ظاہر ہووے جو تونے خواب عالم مین کیا ہی وقت بیداری کے وہ ظاہر ہووے تو نہین سمجھا کہ خواب مین جو کیا اسکی تعبیر نہین ہی یعنی جو خواب مین کرتا ہی اسکی تعبیر بیداری مین ظہور پکڑتی ہی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بلکہ یہ ہنسنا آلخ ۶ شعر بلکہ یہ ہنسنا تعبیر کے دن نالہ و گریہ تجھے ہووے اور درد و غم و گریہ و زاری تجھے وقت بیداری کے شادی ہووے اے تو پھاڑتا ہی یوسفون کے پوست کو تو خواب غفلت سے اُٹھے تو تیری عادتین گرگ ہو گئی ہین ولیکن اعضا تیرے خشم سے پھاڑتے ہین تیرا خون قصاص مین سوئیگا تو مت کہہ کہ مرنے کے بعد چھوٹا قصاص مین دیت حیلہ سازی ہے اُن زخمون قصاصی کے آگے یعنی جو خواب مین ہنستا ہے وہ بیداری مین روتا ہی پس تو اس خواب دنیا مین رہ کہ بعد مرگ کے خوشی ابدی ملے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس سے آلخ ۴ شعر اس سبب سے دنیا کو خدا کھیل کہتا ہے کہ اُس جزا کے آگے یہ جزا کھیل ہے یہ جزا تسکین ہے فتنہ کے واسطے وہ مثل خصی کے ہے اور یہ مانند ختنہ کی ہے یہ بات بے انتہا ہے اے موسیٰ ان گدھون کو اندر گھاس کے چھوڑ دے تاکہ یہ اُس گھاس کی خوشی سے فربہ بنین کہ یہ ہمارے گرگ خشمگین ہین آگے قول حق تعالیٰ کا بیان ہے فافہم ۱۲

ونالاند وازحق خواہان کہ روزیہاے مارافربہ کن وبما برسان

اور نالان ہے اور خدا سے چاہتی ہے کہ روزی ہماری کو موٹا کر اور ہمکو دے

تالۂ گرگان خود را موقسیم — این خران راطعمۂ ایشان کنیم
این خران راکیمیای خوش دمی — از لب تو خواست کردن آدمی
تو بسے کردی بدعوت لطف وجود — آن خران را طالع وروزی نبود
پس فروپوشان لحاف نعمتی — تا بروشان زود خواب غفلتی
تا چو جستند از چنین خواب این رمہ — شمع مردہ باشد وساقی شدہ
داشت طغیان شان ترا درحیرتی — پس بنوشند از جزا ہم حسرتی
تا کہ عدل ما قدم بیرون نہد — وز جزا ہر زشت را در خورد بد
کان شہی کہ می ندیدندیش فاش — بود با ایشان نہان اندر معاش
چون خرد با تست مشرف بر تنت — گرچہ زد قاصر بود این دیدنت
نیست قاصر دیدن آن ہای فلان — از سکون وجنبشت در امتحان
چہ عجب گر خالق آن قوم نیز — با تو باشد چون نہ تو مستخیز
از خرد غافل شود بر بد تنند — بعد از ان عقلش ملامت میکند
تو شدی غافل زغفلت عقل نے — کز حضورستش ملامت کردنے
گر نبودی حاضر وغافل بدی — در ملامت کے ترا سیلی زدی

گرگ اپنے کے نالون سے ہم آگاہ ہین — ان گدھونکو رزق اُنکا ہم کرین
ان گدھون کو کیمیاے قال نے — چاہا کرنا آدمی لب سے ترے
بس عنایت تو نے دعوت سے کری — ان گدھون کی قسمت اور روزی نتھی
تو لحاف نعمت اپنا ان سے اوڑھا — خواب غفلت تاکہ اُن کو دے سُلا
تا اُٹھین کب خواب سے یہ بنوا — شمع مردہ ہووے اور ساقی گیا
اُنکے غلبے نے تجھے حیران کیا — پس جزا سے وہ پیین حسرت سدا
عدل میرا تاقدم باہر رکھے — اور جزا ہر زشت کے لائق دوے
دیکھتے تھے وہ نہین جس شہ کو فاش — تھا نہان وہ انکے ساتھ اندر معاش
جون خرد حاکم ہو تیرے جسم پے — گرچہ تیری دید قاصر اُس سے ہی
نے ہے قاصر دیدہ سکی اے فلان — کرتا ہے حرکت سکون سے امتحان
کیا عجب خالق بھی گر اس قوم کا — تیرے ہمرہ ہو نہ جانے تو ذرا
عقل سے غافل ہو جاوے بدکری — عقل اُسکو پس ملامت مین رکھے
تو ہوا غفلت سے غافل عقل نے — کہ حضوری سے ملامت وہ کرے
ہوتی غافل ہوتی نہ حاضر اگر — کب ملامت سے تجھے دیتی ضرر

سہ گرگ الخ ۳ شعر گرگ کے نالون سے ہم آگاہ ہین ان گدھون کو ہم انکا رزق کرین ان گدھون کو کیمیاے قال نے تیرے لب سے چاہا آدمی کرنا پس تو نے دعوت سے عنایت کی ان گدھون کی قسمت و روزی نہ تھی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
سہ تو لحاف الخ ٦ شعر تو اپنا لحاف نعمت کا اُڑھاے تاکہ انکو خواب غفلت جلد سلادے تا اس خواب سے جب یہ بنوا اُٹھین شمع مردہ ہووے ساقی گیا ہووے تجکو اُن کے غلبے نے حیران کیا ہے جزا سے وہ سدا حسرت پئین تا عدل میرا قدم رکھے باہر اور جزا ہر ایک زشت کے لائق وہ دیوے وہ دیکھتے نہین تھے اس شاہ کو ظاہر اور اُن کے ساتھ وہ معاش مین پوشیدہ تھا عقل کے مانند تیرے جسم پر حاکم ہے اگرچہ اس سے تیری دید قاصر ہے یعنی حق تعالے ہر دم تیرے ساتھ ہے اندر معاش کے مگر تو اسکو دیکھ نہین سکتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سہ نے ہو الخ ٥ شعر اُس کے دید قاصر نہین ہے مگر حرکت و سکون سے امتحان کرتا ہے کیا تعجب ہے کہ اگر خالق بھی اس قوم کا تیرے ہمراہ ہو اور تو اُس کو ذرا نہ جانے جو عقل سے غافل ہو اور بدکاری کرے پس عقل اُسکو ملامت مین رکھے تو غفلت سے غافل ہوا عقل نہین کہ وہ بسبب حضوری کے ملامت کرتی ہو اگر غافل ہوتی و حاضر نہوتی کب ملامت سے تجھے ضرر دیتی یعنی تو اس سے غافل ہوا اور عقل غافل نہین اور اگر وہ غافل ہوتی تو سب تجھے ملامت کیون کرتا پس یہ ملامت کرنا ہوشیاری عقل کی دلیل ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ور ازو غافل نبودی نفس تو / کے چنان کردی جنون و نفس تو
پس ترا عقلت چو اصطرلاب بود / زان بدانی قرب خورشید وجود
قرب بیچون ست عقلت را بتو / نیست از پیش و پس و سفل و علو
قرب بیچون چون نباشد شاہ را / کہ نیابد بحث عقل آن راہ را
نیست آن جنبش کہ در اصبع تراست / پیش اصبع یا پسش یا چپ و راست
وقت خواب و مرگ ازوی میرود / وقت بیداری قرینش می شود
از چہ رو می آید اندر اصبعت / کاصبعت بی او ندارد منفعت
نور چشم و مردمک در دیدہ ات / از چہ راہ آمد بغیر شش جہت
بے جہت زان عالم امر و صفات / عالم خلق ست با سوی جہات
بے جہت دان عالم امر ای صنم / بے جہت تر باشد امر لاجرم
بے جہت دان عقل علام البیان / عقل تر از عقل و جان تر ہم زجان
بے تعلق نیست مخلوقی بدو / آن تعلق ہست بیچون ای عمو
زانکہ فصل و وصل نبود در روان / غیر فصل و وصل نندیشد گمان
غیر فصل و وصل پی بر از دلیل / لیک پی بیرون نشناسد علیل
پی بیاپے می برد زدورنہ اصل / تا رگ مردیت آرد سوی وصل
این تعلق را خرد چون پی برد / بستہ فصل ست و وصل ست این خرد

نفس غافل اس سے نے ہوتا ترا / کب وہ کرتا اس طرح چون و چرا
عقل تیری مثل اصطرلاب تھی / اس سے جانی قربت اللہ کی
قرب حق ہو جیسے تجھے عقل ہو / زیر و بالا سے نہ پس اور پیش سے
قرب بیچون کیون نہو وے شاہ کو / کہ نہ پائے بحث عقل اس راہ کو
جیسے وہ جنبش کہ انگلی مین ترے / زیر و بالا سے نہیں اور پیش سے
سوتے مرتے مین وہ اس سے جائے ہے / وقت بیداری کے پاس اسکے رہے
کس طرف سے آئی انگلی مین تری / کہ تری انگلی کو نفع اس سے ہے
نور پتلی تیری اندر آنکھ کے / آیا ہے اس شش جہت کس راہ سے
بے جہت جان عالم امر و صفات / اور عالم خلق کا ہے با جہات
بے جہت جان عالم امر اے دلا / بے جہت تر ہو وے امر اور بلا
بے جہت جان عقل اس عقلا کی ہو / عقل زیادہ عقل سے جان جان سے
بے تعلق اس سے کب مخلوق ہے / وہ تعلق اک ہے بیچون جان سے
کیونکہ فصل و وصل نہ رکھتی ہے جان / غیر فصل و وصل کب جائے گمان
غیر فصل و وصل پہ پے بادلیل / پر نہیں لیجا سکے ہے پے علیل
اصل سے گر دور ہو پے جلد لے / تا رگ مردی لاوے وصل سے
اس تعلق کی خرد پہ کیسے لے / عقل فصل و وصل کی پابند ہے

سلہ نفس غافل الخ ۲ شعر ترا نفس اس سے غافل نہوتا وہ اس طرح کب کرتا چون وچرا تیری عقل اصطرلاب کے مانند تھی کہ اس سے قربت اللہ کی جانی قربت حق کی ہے جیسی تجھے عقل ہو زیر و بالا و پیش و پس نہیں ہے قرب بیچون شاہ کو کیون نہو وے کہ بحث عقل اس راہ کو نہ پائے یعنی جو نفس حق سے غافل ہو اسی واسطے چون وچرا کرتا ہے پس حق سے ایسا قریب ہو جیسے تیری عقل تجھ سے قریب ہے پس قرب حق ولی کو کیون نہ حاصل ہو کہ عقل اسکی بحث سے راہ نہیں پاتی ہو بجز مشاہدے کے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جیسے وہ الخ ۴ شعر جیسے وہ جنبش کہ تیری انگلی مین ہے زیر و بالا و پیش و پس سے نہیں ہے سوتے مرتے مین وہ اس سے جاتی ہے اور وقت بیداری کے اسکے پاس رہتی ہے وہ کس طرف سے تیری انگلی مین آئی کہ تیری انگلی کو اس سے نفع ہے نور پتلی کا تیری آنکھ مین آیا بغیر اس شش جہت سے کس راہ سے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲
سلہ بے جہت الخ ۵ شعر عالم امر و صفات کا بے جہت جان اور عالم خلق کا با جہات ہے عالم امر کو بے جہت جان پس امر اور بے جہت تر ہووے عقل اس عقلا کی بے جہت جان لے عقل زیادہ عقل سے اور جان زیادہ جان سے کب مخلوق اس سے بے تعلق ہے وہ تعلق ایک بیچون کا جان لے کیونکہ جان فصل و وصل نہیں رکھتی ہے پس غیر فصل و وصل کے گمان کب جائے یعنی عالم امر بے جہت ہے اور عالم خلق با جہت ہے اور جان عالم امر سے بے جہت ہے پس جان اولیا کی تعلق حق سے رکھتی ہے ایسا کہ فصل و وصل اسکو نہیں ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ غیر فصل و وصل الخ ۳ شعر سوائے فصل و وصل کی کھوج لگا دلیل سے و لیکن کھوج نہیں لگا سکتا ہے علیل اگر وصل سے دور ہے کھوج جلد لے تا رگ مردی وصل لاوے اس تعلق کی عقل کھوج کیسے لے کیونکہ عقل فصل و وصل کی پابند ہے اسواسطے مصطفے صلعم نے وصیت کی کہ ذات مین بحث نکرنا چاہیئے جو تفکر ذات مین حق کی تو کرے وہ اصل تو ہے ذات پر نظر نہیں ہے بسبب پندار ہے تو اور راہ نے سیکڑون پردہ خدا تک ہوتے ہر ایک پردہ مین ڈھونڈتا ہے موصل کو اسکا وہم ہے اور وہ خود عین ہے یعنی یہ تعلق ہر ایک کی عقل مین نہین آتا ہے اسواسطے فکر ذات حق مین کرنیکو جناب رسول مقبول صلعم نے منع فرمایا ہے کیونکہ وجہ دین ہے

زین وصیت کرد ما را مصطفے ۔ بحث کم جوئید در ذات خدا
آنکہ در ذاتش تفکر کردنیست ۔ در حقیقت آن نظر در ذات نیست
ہست آن پندار او زیرا براہ ۔ صد ہزاران پردہ آمد تا اِلٰہ
ہر یکے در پردۂ موصول جوست ۔ وہم او آنست کان خود عین اوست
پس پیمبر دفع کرد این وہم ازو ۔ تا نباشد در غلط سودائیِ او
زانکہ کرد از وہم او ترک ادب ۔ بے ادب را سرنگونی داد رب
سرنگونی آن بود کو سوے زیر ۔ میرود پندارد او کو ہست چیر
زانکہ حد مست باشد اینچنین ۔ کہ نداند آسمان را از زمین
در عجبہائیش بفکر اندر روید ۔ از عظیمے در مہابت گم شوید
چون ز صنعش ریش و سبلت گم کنید ۔ حد خود دانید انگہ تن زنید
جز کہ لا احصے نگوید او ز جان ۔ کز شمار و حد برون است این بیان
چون بیانش بیحد است اے بوالہوس ۔ بحث کم کن بیش او کم زن نفس

مصطفے نے کی وصیت اسلئے ۔ ذات مین نے بحث کرنا چاہئے
جو تفکر راہ حق مین تو کرے ۔ اصل مین تو ہے نظر نے ذات پے
پس وہ ہی پندار آ تو راہ پے ۔ سیکڑون پردے خدا تک ہو گئے
ڈھونڈھے پردے مین ہر اک موصول کو ۔ وہم اسکا ہے وخود ہی عین وہ
دفع وہم اس سے پیمبر نے کیا ۔ تا نہ وہ غلطی مین رہے مبتلا
کیونکہ اُس نے وہم سے چھوڑا ادب ۔ بے ادب کو سرنگون کرتا ہے رب
سرنگونی وہ ہے نیچے کو چلے ۔ جائے پندار اسکا غلبہ ہے مجھے
کیونکہ یہ ہے مست کی حد جان تو ۔ کہ نہ جانے وہ زمین سے چرخ کو
جا عجائب مین تو اسکی فکر سے ۔ گم کر عظمت مین تو خود کو جان سے
اسکی صنعت سے جو تم حیران ہو ۔ قدر اپنی جانو اور کوشش کرو
جز وہ لا احصی نہ کہوے جان سے ۔ یہ بیان باہر شمار و حد سے ہے
بیحد اسکا ہے بیان اے بوالہوس ۔ بحث کم کر اُس سے کم مار اب نفس

رفتن ذو القرنین بہ کوہ قاف و در خواست کردن کہ اے قاف از عظمت حق تعالیٰ شمہ با ما بگو و جواب او کہ صفت عظمت حق تعالیٰ بہ تقریر در نیاید و لابہ کردن ذو القرنین کہ از انچہ

جانا ذو القرنین کا کوہ قاف مین اور چاہنا اُس سے کہ اے قاف عظمت حق تعالیٰ کی تھوڑی سی مجھسے کہہ اور جواب اسکا کہ صفت عظمت حق تعالیٰ تقریر مین نہین آتی اور خوشامد ذو القرنین کی کہ جو

سلہ دفع وہم الخ ۸ شعر پیغمبر صلعم نے اس سے دفع وہم کیا تا وہ غلطی مین مبتلا نہ رہے کیونکہ اُس نے وہم سے ادب چھوڑا ہے اور بے ادب کو حق سرنگون کرتا ہے سرنگونی وہ ہے کہ نیچے کو چلے اور اس کا پندار جانے کہ مجھے غلبہ ہے کہ یہ مست کی حالت جان کہ وہ نہین جانتا ہے زمین سے آسمان کو اسکی عجائب مین تو جا فکر سے اور خود کو گم کر تو عظمت مین اسکی صنعت سے جو تم حیران ہو اپنی قدر جانو اور کوشش کر سوا لا احصے کے وہ جان سے نہ کہوے یہ بیان اور شمار سے باہر ہے اسکا بیان بیحد ہے اے بوالہوس بحث اس سے کم کر اور دم مت مار یعنی تو اس کی ذات مین فکر نہ کر اور اُس کے عجائب مین جا اس کی فکر سے اور اسکی عظمت سے خود کو گم کرتا تجکو تیری قدر معلوم ہو آگے ذو القرنین کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ نہین گھیر سکتا ہون مین ۱۲

توان گفت و بخاطر داری شمهٔ بگو

کچھ کہہ سکے اور معلوم ہی تھوڑا سا کہہ

رفت ذوالقرنین سوی کوه قاف / دید که را کز زمرد بود صاف
گرد عالم حلقه کرده او محیط / ماند حیران اندران خلق بسیط
گفت تو کوهی دگرها چیستند / که به پیش عظم تو بازایستند
گفت رگهای من اند آن کوهها / مثل من نبوند در حسن و بها
من بهر شهری رگی دارم نهان / بر عروقم بسته اطراف جهان
حق چو خواهد زلزلهٔ شهری مرا / امر فرماید که جنبان عرق را
پس بجنبانم من آن رگ را بقهر / که بدان رگ متصل گشتست شهر
چون بگوید بس شود ساکن رگم / ساکنم وز روی فعل اندر تگم
همچو مرهم ساکن و بس کارکن / چون خرد ساکن وزو جنبان سخن
نزد آنکس که نداند عقلش این / زلزله هست از بخارات زمین
این بخارات زمین نبود بدان / امر حق ست و ازان کوه گران

جبکہ[۱] ذوالقرنین پہنچے سوئے قاف / کوہ کو دیکھا زمرد سے تھا صاف
گرد عالم رکھتا حلقہ وہ محیط / بس ہوا حیران کہ ہی خلق بسیط
دوے تو کہ اور یہ کیا ہین دوسرے / آگے عظمت کے تری جو ہین کھڑے
بولا وہ میری رگین ہین کوہ سب / مثل میرے کب ہین شان ادب
رکھتا ہون ہر شہر مین اک رگ نہان / ہو بندھا میری رگون سے سب جہان
زلزلہ جس شہر کا چاہے خدا / حکم دے مجکو کہ رگ اپنی ہلا
مین ہلاتا بس ہون وہ رگ قہر سے / کہ وہ رگ ہی متصل اُس شہر سے
جب کہے[۲] وہ بس مری ٹھہرین رگین / مین ہون ٹھہرا فعل سے چلتی ہین
مثل مرہم ٹھہرا اور ہون کارکن / جیسے خرد ٹھہرا کرتا ہون سخن
جانے وہ کہ یہ نہ جانے سلسلہ / ہے بخارات زمین سے زلزلہ
یہ بخارات زمین سے ہی نہین / امر حق اور کوہ سے ہی بالیقین

بیان آنکه مورے بر کاغذ میرفت نوشتن قلم دید قلم را ستایش کرد مورے دیگر که تیز چشم تر بود گفت

بیان اس بات کا کہ ایک چیونٹی کاغذ پر جاتی تھی لکھنا قلم کا دیکھکر قلم کی تعریف کی ایک دوسری چیونٹی تیز چشم

سلہ۵ جبکہ الخ ۷ شعر جب کہ ذوالقرنین جانب کوہ قاف کے پہونچے کوہ قاف کو دیکھا کہ زمرد صاف سے تھا وہ محیط گرد عالم کے حلقہ رکھتا تھا ذوالقرنین حیران ہوا کہ وہ خلق بسیط ہے کہا کہ تو کوہ ہے اور یہ دوسرے کیا ہین کہ تیری عظمت کے آگے جو کھڑے ہین کہا کہ وہ سب کوہ میری رگین ہین میرے مانند کب ہین ساتھ شان ادب کے مین ہر شہر مین ایک رگ نہان رکھتا ہون کہ سب جہان میری رگون سے بندھا ہے خدا جس شہر کا زلزلہ چاہے مجکو حکم دے کہ اپنی رگ ہلا مین وہ رگ قہر سے ہلاتا ہون کہ وہ رگ اُس شہر سے متصل ہے فافہم ۱۲ سلہ۵ جو کہے الخ ۴ شعر جو بس کہے وہ رگین میری ٹھہرین مین فعل ٹھہرا ہون اگر چلتا ہون آگے مثال ہے مثل مرہم کے ٹھہرا ہون اور کام کرتا ہون مانند عقل کے ٹھہرا ہون و سخن کرتا ہون وہ جانے کہ یہ سلسلہ نہ جانے کہ بخارات زمین سے زلزلہ ہے یہ بخارات زمین سے نہین ہوا امر حق اور کوہ سے ہی بالیقین ہے یعنی جو زلزلہ زمین کو آتا ہے حکم خدا سے آتا ہے اور جو حکما بخارات زمین کو باعث زلزلہ جانتے ہین وہ غلط ہین آگے اس کی مثال ہے دو رہینی چیونٹی مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

ستایش انگشتان کن کہ این ہنر از ایشان می بینم مورے دیگر کہ از ہر دو تیز چشم تر بود گفت ستایش بازو کن کہ انگشتان فرع ویند

تھی کہا تعریف انگلیون کی کر کہ یہ ہنر انکا ہم دیکھتے ہین ایک اور چیونٹی تیز چشم زیادہ تھی کہا تعریف بازو کی کر کہ انگلیان اُس کی شاخین ہین

مورکے بر کاغذے دید او قلم — گفت با مور دگر این راز ہم
کہ عجائب نقشہا آن کلک کرد — ہمچو ریحان و چو سوسن زار و ورد
گفت آن مور اصبع است آن پیشہ ور — وین قلم در فعل فرع است و اثر
گفت آن مور دگر از بازوست — کہ اصبع لاغر ز زورش نقش بست
ہمچنین میرفت بالا تا یکے — مہتر موران فطن بود اندکے
گفت کز صورت مبینید این ہنر — کان بخواب و مرگ گردد بے خبر
صورت آمد چون لباس و چون عصا — جز بعقل و جان نجنبد نقشہا
بے خبر بود آن کہ آن عقل و فواد — بے تقلیب خدا باشد جماد
یک زمان از وے عنایت بر کند — عقل زیرک ابلہیہا می کند

اک قلم[1] کاغذ پہ چیونٹی کو دکھا — دوسری چیونٹی سے یہ اُسنے کہا
کہ عجب نقش اس قلم نے ہین کئے — مثل ریحان اور سوسن زار کے
بولی چیونٹی کہ یہ کام انگلی کا ہے — یہ قلم ہے شاخ اندر فعل کے
بولی چیونٹی تیسری بازو سے ہے — نقش سے لکھے انگلی اُسکے زور سے
ایسے ہی جاتی تھین اوپر ایک سے — جو تھی اک سردار دانا عقل سے
بولی مت دیکھو یہ صورت سے ہنر — کہ یہ خواب و مرگ سے ہے بے خبر
جون لباس آئی ہے صورت جان تن — جز خرد و جان نہ حرکت جسم کی
بیخبر اُس دم تھی دل اور عقل سے — بے تقلب حق جماد اک وہ رہے
ایکدم اُس سے عنایت کے لے — عقل زیرک بے وقوفی پر کرے

باز التماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف تا بیان صنعتی از صنائع حق تعالے کند

پھر التماس کرنا ذوالقرنین کا کوہ قاف سے تا ایک صنعت صنعتوں حق تعالیٰ سے بیان کرے

[1] اک قلم آخر ۹ شعر چیونٹی کو ایک قلم کاغذ پر دکھائی دیا اُس نے دوسری چیونٹی سے کہا کہ عجب نقش اس قلم نے کیے ہین مثل ریحان اور سوسن زار کے اُس چیونٹی نے کہا کہ یہ کام انگلی کا ہے یہ قلم ایک شاخ اندر فعل کے ہے تیسری چیونٹی نے کہا کہ بازو سے ہے انگلی نقش لکھنے کی ہے اُس کے زور سے ایسے ہی اوپر کو جاتی تھین ایک نے کہ جو سردار و دانا عقل سے تھی کہا کہ مت دیکھو یہ ہنر صورت سے کہ خواب و مرگ سے بے خبر ہے مانند لباس کے صورت آئی ہے سوائے عقل و جان کے نقش کو حرکت نہین ہے دل و عقل سے اُس دم بیخبر تھی بغیر بدلنے حق کے وہ ایک جماد رہی اُس سے ایک دم عنایت روک لے عقل زیرک بس بیوقوفی کرے یعنی صورت سے ہنر پہنچا کہ وہ مانند لباس کے ہے اور بجز عقل و جان کے حرکت نہین کرتی ہے پس اصل عقل و جان ہے کہ سب حرکت اُس سے ظاہر ہوتی ہے آگے پھر ذوالقرنین کا بیان ہے فافہم ۱۲

چونکہ کوہ قاف در نطق شگفت ۔ چونکہ ناطق یافت ذوالقرنین گفت
کای سخنگوی خبیر رازدان ۔ از صفات حق بکن با من بیان
گفت رو کان وصف از ان ہائل ترست ۔ کہ بیان بروی تواند برد دست
یا قلم را زہرہ باشد کہ بسر ۔ بر نویسد بر صحائف زان خبر
گفت کمتر داستانے باز گو ۔ از صنائع ہائے او ای حبر نکو
گفت اینک دشت صد سالہ راہ ۔ کوہ ہائے برف پر کردہ ست شاہ
کوہ بر کہ بے شمار و بے عدد ۔ میرسد در ہر زمان برفش مدد
کوہ برفے میزند بر دیگرے ۔ میرساند برف سردی تا ثری
کوہ برفے می زند بر کوہ برف ۔ دمبدم ز انبار بے حد و شگرف
گر نبودے اینچنین وادی شہا ۔ تف دوزخ محو کردی مر مرا
غافلان را کوہ ہائے برف دان ۔ تا نسوزد پردہ ہائے رازدان
گر نبودے عکس جہل برف لاف ۔ سوختی از نار شوق آن کوہ قاف
آتش از قہر خدا خود ذرہ ایست ۔ بہر تہدید لئیمان درہ ایست
با چنین دوزخ کہ بروی فائق ست ۔ برد لطفش بین کہ بر آن سابق ست
سبق بیچون و چگونہ معنوی ۔ سابق و مسبوق دیدی بے دوئی
گر ندیدی این بود از فہم پست ۔ کہ عقول خلق زان کان یکجو ست
عیب بر خود نہ نہ بر آیات دین ۔ کے رسد بر چرخ دین مرغ گلین

جبکہ[1] یہ باتیں سنیں کہ قاف سے ۔ تب کہا اس کہ سے ذوالقرنین نے
کہ اے گویا اے خبیر رازدان ۔ کچھ صفات حق تو کر مجھ سے بیان
بولا جا وہ وصف ہیں اس سے سوا ۔ کہ بیان میں آئیں وہ بس ظاہرا
یا قلم کو ہووے طاقت کہ لکھے ۔ پس صحیفوں میں وہ ان اخبار سے
بولے ادنیٰ داستان پھر کچھ کہو ۔ صنعت اللہ سے اے نیک خو
بولا جنگل سو برس کی راہ کا ۔ برف کے کوہوں سے شہ نے بھر دیا
کوہ بر کہ بے شمار اور بے عدد ۔ برف کی پہونچی اسے ہر دم مدد
کوہ ڈالے برف کوہ غیر پے ۔ تا زمین پہ پہنچائے سردی برف سے
کوہ ڈالے برف کوہ برف پے ۔ دمبدم بے انتہا انبار سے
گر نہوتی ایسی بخشش شاہ سے ۔ محو کرتی گرمی دوزخ سے مجھے
غافلوں[2] کو کوہ برف اک جان لے ۔ رازدان کا تا نہیں پردہ جلے
گر نہوتا عکس برف جہل لاف ۔ جلتا نار شوق سے وہ کوہ قاف
قہر حق سے نار یہ ذرہ ہی ایک ۔ کافروں کے خوف کو ذرہ ہی ایک
ایسی دوزخ کہ وہ فائق اس پہ ہے ۔ سردی لطف اسکی سابق اس پہ ہے
سبقت بیچون کو تو نے ای اخی ۔ سابق و مسبوق دیکھا بے دوئی
گر[3] نہ دیکھا تو نے نقص فہم ہے ۔ عقل خلق اک جو ہی بس اس کان سے
عیب خود پر رکھ نہ آیہ دین پے ۔ چرخ دین پر مرغ گل کب جا سکے

ف۱ جبکہ الخ ۵ شعر یہ باتیں کوہ قاف سے سنیں تب اس کوہ سے ذوالقرنین نے کہا کہ ای گویا اے خبیر رازدان کچھ صفات حق مجھ سے بیان کر کہا کہ جا وہ وصف اس سے سوا ہیں کہ وہ بیان میں بظاہر آویں یا قلم کو طاقت ہووے کہ لکھے وہ صحیفوں میں ان اخبار سے کہا کہ ادنیٰ داستان کچھ پھر کہو صنعت اللہ سے کہا کہ سو برس کی راہ کا جنگل شاہ نے برف کے پہاڑوں سے بھر دیا پہاڑ پر پہاڑ بے شمار و بے عدد برف کے نیچے ہیں اس کی ہر دم اسے مدد ہے وہ برف ڈالے کوہ غیر پر زمین تک سردی پہونچائے برف سے کوہ ڈالے برف کوہ پر دمبدم بے انتہا انبار سے اگر ایسی بخشش شاہ سے نہ ہوتی گرمی دوزخ مجھے محو کرتی آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ف۲ غافلوں کو الخ ۵ شعر تو غافلوں کو ایک کوہ برف جان لے تاکہ رازدان کا پردہ نہ جلے اگر برف جہل لاف کا عکس نہوتا وہ کوہ قاف نار شوق سے جلتا یہ نار ایک ذرہ ہے قہر حق سے اور کافروں کے خوف کو ایک ذرہ ہے ایسی دوزخ کہ وہ اس پر فائق ہے اسکے لطف کی سردی اس پر سابق ہے تو نے سبقت بیچون کو سابق اور مسبوق سے بے دوئی کے دیکھا ہے یعنی غافل ایک کوہ برف کے ہیں کہ تا رازدان کا انس پردہ نہ جلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ گر نہ دیکھا الخ ۵ شعر اگر تو نے نہ دیکھا سابق و مسبوق کو یہ نقص فہم ہے مخلوق کی عقل ایک جو ہے اس کان سے خود پر عیب رکھ نہ نشانہائے دین پر مرغ گل چرخ دین پر کب جا سکتا ہے یہ ہوا مرغ کے اڑنے کی جا ہے کہ وہ ہوائے شہوت سے پیدا ہوا ہے پس تو حیران ہو بغیر انکار و اقرار کے تاکہ تجھے رحمت سے محل ملے اس عجائب کے تفہم سے عاجز ہے اگر تو ہاں کہے اس میں تکلف ہے یعنی نقصان فہم خود پر رکھ و نشانہائے دین پر نہ رکھ کہ مرغ گل آسمان دین پر کب اڑ سکتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

مرغ را جولان گہ عالی ہوا ست | زانکہ نشو او ز شہوت در ہوا ست | مرغ کے اُڑنے کی جا ہی یہ ہوا | کہ ہوا شہوت سے وہ پیدا ہوا

بس تو حیران باش بے لا و بلے | تا ز رحمت پیشت آید محملے | بس تو ہو حیران بے لا و بلے | تاکہ رحمت سے تجھے محمل ملے

چون ز فہم این عجائب کودنے | گر بلے گوئی تکلف می کنی | اس عجیب کے تو ہی عاجز فہم سے | گر کہے تو ہان تکلف اس مین ہے

ور بگوئی نے زند نے گردنت | قہر بر بندد بدان نی روزنت | گر کہے نے[۱] تب وہ نے مارے تجھے | بند روزن قہر اس نے سے کرے

پس ہمین حیران و والہ باش و بس | تا درآید نصر حق از پیش و پس | ایسے ہی حیران و عاشق تو رہو | نصرت حق تاکہ پہونچے ای نکو

چونکہ حیران گشتی و گیج و فنا | با زبان حال گفتی اہدنا | جو ہوا حیران اور تو مبتلا | با زبان حال کہوے اہدنا

زفت زفت ست و چو لرزان می شوی | میشود آن زفت نرم و مستوی | تو بہت موٹا ہے لرزان ہووے جو | وہ مٹا پا جاوے اور دبلا ہو تو

زانکہ شکل زفت بہر منکر ست | چونکہ عاجز آمدی لطف و برست | کیونکہ فربہ شکل بس منکر سے ہے | جو کہ عاجز آیا تو تو لطف ہے

نمودن جبرئیل خود را بر مصطفے علیہ السلام بصورت خویش و از ہفت صد پر او چون یک پر ظاہر شد افق را بگرفت و آفتاب محجوب شد

دکھلانا جبرئیل کا اپنی صورت اصلی کو ساتھ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے سات سو پرون مین سے ایک پر انکا ظاہر ہوا کہ دنیا کو گھیرا اور آفتاب چھپا

مصطفے میگفت پیش جبرئیل | کہ چنانکہ صورت تست ای خلیل | مصطفے[۲] کہتے تھے یہ جبریل سے | کہ دکھا تو صورت اصلی مجھے

مر مرا بنماے محسوس آشکار | تا ببینم من ترا نظارہ وار | از رہ محسوس دکھلا دو ذرا | اس نظر سے تا مین دیکھون ظاہرا

گفت نتوانی و طاقت نبودت | حس ضعیف ست و تنک سخت آیدت | بولے نے تم دیکھ سکتے ہو مجھے | ہے ضعیف اب حس اُسے مشکل پڑے

گفت بنما تا ببیند این جسد | تا چہ حد حس نازک ست و بے مدد | بولے دکھلاؤ کہ دیکھے یہ جسد | کسقدر نازک ہے حس اور بے مدد

آدمی را ہست حس تن سقیم | لیک در باطن یکے خلق عظیم | حس تن ہی بس ضعیف انسان کی | لیک باطن مین ہے خلق اک بس بڑی

بر مثال سنگ و آہن این تنہ | لیک ہست او در صفت آتش زنہ | گرچہ یہ تن مثل سنگ آہن کے ہے | لیکن آتش زن ہے وہ بس وصف مین

۱؎ گر کہے نے آخر ۵ شعر اگر تو نے کہے وہ نے تجھے مارے اُس نے سے قہر بند روزن کرے تو عاشق حیران ایسا ہی ہو تاکہ نصرت حق تجکو پہونچے جو تو حیران و مبتلا ہو زبان حال سے کہے ترجمہ ہدایت کر مجکو تو بہت موٹا ہے جو لرزان ہوئے وہ مٹا پا جاوے اور تو دبلا ہو کیونکہ شکل فربہ منکر رکھتی ہے جو تو عاجز آیا پر لطف ہے یعنی تو اس نہین کرنے سے خراب برباد ہو جاوے پس تو عاجز و حیران رہ کہ نصرت حق تجھے حاصل ہو اور ہمارے ہدایت چاہتا رہ کہ عاجز پر لطف یار کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲؎ مصطفے آخر ۶ شعر مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ مجکو اپنی صورت اصلی از راہ محسوس کے ذرا دکھلا دو تاکہ اس نظر سے ظاہر دیکھون کہا کہ تم دیکھ نہین سکتے ہو مجھے حس ضعیف ہے اسکو مشکل پڑے گی فرمایا کہ دکھلاؤ کہ یہ جسد دیکھے جسقدر نازک ہے اور بے مدد ہے آگے اسکے حقائق ہین انسان کی حس بدن از بس ضعیف ہے و لیکن باطن مین بڑی خلق ہے اگرچہ یہ بدن مانند سنگ و آہن کے ہین لیکن آتش زن ہے وصف مین یعنی جناب رسول مقبول صلعم کے جسد نے صورت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا وہ بیہوش ہوا روح آپکی بیہوش نہین ہوئی کیونکہ حس بشری متحمل مشاہدہ انوار باطن کی

سنگ و آهن مولد ایجاد نار / زاد آتش زین دو والد قهرباز
سنگ و آہن مولد آتش کے ہوئے / آگ بس پیدا ہوئی اُن ماں باپ سے

باز آتش دستکار وصف تن / هست قاهر بر تن او شعله زن
پھر ہے آتش وصف تن کی اوستاد / قہر کرتی اور جلاتی ہے سدا

باز در تن شعله ابراهیم وار / که از و مقهور گردد برج نار
پھر ہے تن مین شعلہ براہیم وار / کہ ہو بس مقہور اُس سے برج نار

گر برآری از درونت آتشے / آتشت گردد مطیع و دلخوشی
گر نکالے اپنے باطن سے تو نار / نار ہو تیری مطیع انجام کار

لاجرم گفت آن رسول ذوفنون / رمز نحن الآخرون السابقون
اسلئے کہتے رسول ذو فنون / رمز نحن الآخرون السابقون

ظاهر این دو بسند لنے زبون / در صفت از کوه و آهنها فزون
دونون ظاہر مین ہین تو بیشے بولن / وصفت مین ہین کہ وہ آہن سے فزون

پس بصورت آدمی فرع جهان / در صفت اصل جهان این را بدان
آدمی ظاہر مین ہے شاخ جہان / اور صفت مین جڑ جہاں کی ہے نہان

ظاهرش را پشهٔ آرد بچرخ / باطنش باشد محیط هفت چرخ
ظاہر اچھر اُسے دیتا ہے چرخ / باطن اُسکا ہے محیط ہفت چرخ

چونکه کرد الحاح بنمود اندکے / هیبتے که که شود زان مندکے
جو خوشامد کی تو دکھلائی انہین / ایسی ہیبت کہ پہاڑ اُس سے بہین

شهپرے بگرفته شرق و غرب را / از مهابت گشت بیهش مصطفا
گھیرا شرق و غرب شہپر ایک نے / مصطفٰے بیہوش ہیبت سے ہوئے

چون ز بیم و ترس بیهوشش بدید / جبرئیل آمد در آغوشش کشید
ڈر سے جو بیہوش دیکھا انہین / لے لیا جبریل نے آغوش مین

آن مهابت قسمت بیگانگان / وان تجمل دوستان را رایگان
ہے وہ ہیبت قسمت بیگانگان / ہے وہ لطف اسکا نصیب دوستان

هست شاهان را زمانے بر نشست / هول سرهنگان و صارم ها بدست
ہوتا ہے وقت جلوس بادشاہ / ہول تلوارین لئے جو ہو سپاہ

دورباش و نیزه و شمشیرها / که بلرزند از مهابت شیرها
نیزہ و شمشیر اور تیر و تفنگ / کہ ڈرین ہیبت سے بس شیر و پلنگ

بانگ چاوشان و آن چوگانها / که شود سست از نهیبش جانها
چوبدارون کی صدا اور وہ عصا / کہ ہون سست ہیبت سے جانین ظاہرا

از برای خاص و عام رهگذر / که کنند شان از شهنشاهی خبر
راہ مین وہ خاص و عامونکے لئے / کہ خبر کرتے ہین وہ سلطان سے

از برای عام باشد این شکوه / تا کلاه کبر بنهد آن گروه
واسطے عامونکے ہووے یہ شکوہ / تا تکبر اپنا چھوڑے وہ گروہ

سلہ سنگ و آہن الخ شعر سنگ و آہن آتش کے مولد ہوئے پس آتش ان ماں باپ سے پیدا ہوئی یہ آتش وصف تن کی اوستاد ہے ہمیشہ قہر کرتی اور جلاتی ہے پھر بدن مین شعلہ ابراہیم کے مانند ہے کہ اس سے مقہور برج نار ہوا ہے باطن سے نار تیری مطیع ہو اسواسطے حضرت رسول مقبول صلعم یہ رمز فرماتے ہین ترجمہ کہ مین پچھلا اگلا ہون دونون یعنی سنگ و آہن ظاہر مین تو ٹوٹے سے زبون ہین دیکن وصفت مین کوہ و آہن سے افزون ہین یعنی آتش عشق بدن سے پیدا ہوتی ہے ولیکن بدن کو صلاحیت بخشتی ہے اور درستی کرتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ آدمی الخ شعر اگرچہ آدمی ظاہر مین شاخ جہان کی ہے ولیکن صفت مین جہان کی جڑ پوشیدہ ہے مچھر ظاہر اُسے چرخ دیتا ہے اسکا باطن ساتون آسمان کو محیط ہے آگے جو قصہ ہے جو خوشامد کی تو دکھلائی ایسی ہیبت کہ اس سے پہاڑ چھپین ایک پر نے شرق و غرب گھیرا مصطفٰے اس ہیبت سے بیہوش ہوئے جو اُنھین ڈر سے بیہوش دیکھا جبریل نے آغوش مین لے لیا آگے حقائق ہین وہ ہیبت حصہ بیگانون کا ہے اور اسکا لطف نصیب دوستون کا ہے آگے اسکی مثال ہے وقت جلوس بادشاہ کے ہول ہوتا ہے جو سپاہ تلوارین لئے ہوئے یعنی ہیبت غافلون کو ہوتی ہے اور اسکا لطف دوستون کو ہوتا ہے اس بیہوشی کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نیزہ و شمشیر الخ شعر نیزہ و شمشیر و تیر و تفنگ کہ ہیبت سے ڈرین شیر و پلنگ چوبدارون کی صدا اور وہ عصا کہ جانین ہیبت سے ظاہرا سست ہون راہ مین خاص و عامون کے واسطے ہین کہ وہ سلطان سے خبر کرتے ہین یہ شکوہ واسطے عامون کے ہے تا وہ گروہ اپنا تکبر چھوڑے تا غرور اور نخوت انکا ٹوٹ جاوے در نفس خود مین انکا فتنہ کم اُٹھانے خدا اُنسے بیدا رہو کہ شہر بہ جبر و قہر گیر دار رکھتا ہے بس ایسی ہوس نفسون مین سب مہیا ہیبت شاہ سے جو بُرائی سر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا من رہاہاے ایشان بشکند — نفس خودبین فتنہ و شر کم کند
شہر ازان ایمن شود کان شہریار — دارد اندر قہر زخم گیر و دار
پس بمیرد آن ہوسہا در نفوس — ہیبت شہ مانع آید زان نحوس
باز چون آید بسوے بزم خاص — کی بود آنجا مہابت یا قصاص
حلم بر حلم ست و رحمتہا بجوش — نشنوی از غیر چنگ و نے خروش
طبل و کوس ہول باشد وقت جنگ — وقت عشرت با خواص آواز چنگ
ہست دیوان محاسب عام را — وان پریرویان گرفتہ جام را
آن زرہ وان خود در جنگ و وغا — وین شراب و نقل در بزم صفا
جوشن و خود ست مر جالیش را — وین حریر و درد مر تعریش را
این سخن پایان ندارد اے جواد — ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
اندر احمد آن حسے کہ غارب ست — خفتہ اندر زیر خاک یثرب ست
وان عظیم الخلق او کو صفدرست — بی تغیر مقعد صدق اندرست
قابل تغییر اوصاف تن ست — روح باقی آفتاب روشن ست
بے ز تغییرے کہ لا شرقیۃ — بے ز تبدیلی کہ لا غربیۃ
آفتاب از ذرہ کے مدہوش شد — شمع از پروانہ کے بیہوش شد
جسم احمد را تعلق بد بدان — آن تغیر آن تن باشد بدان
ہمچو رنجورے و ہمچون خواب و درد — جان ازین اوصاف باشد پاک و فرد

تا غرور و نخوت انکا ٹوٹ جائے — نفس خودبین انکا کم فتنہ اٹھائے
اسلئے بے ڈر شہر ہو کہ شہریار — رکھتا ہے جبر اور قہر و گیر و دار
پس ہوس نفسوں میں انکی مرے — ہیبت شہ سے برائی نے بچا
[۱] پھر جو آئے سوے بزم خاص کے — کب رہے بس خوف و ہیبت اس جگہ
حلم اور رحمت کو اس جا جوش ہے — نے سنے تو جز نغمہ سے چنگ و نے
ہیبت و نقارہ ہووے وقت جنگ — وقت عشرت خاص کو آواز چنگ
ہیں یہ دیوان محاسب عام کو — وہ پری رو ہیں بس اہل جام کو
وہ زرہ اور خود جنگ و رزم میں — یہ شراب و نقل عیش و بزم میں
ہیں زرہ اور خود لڑنے کے لئے — جامہ اطلس عیش کرنے کے لئے
بات یہ بے انتہا ہے بیحساب — ختم کر واللہ اعلم بالصواب
[۲] حس فانی مصطفے جو کہ رکھے — خاک یثرب میں وہ اسلام سوئے
اور بڑی خلق انکی جو نصرت رکھے — بے تغیر مقعد صدق میں ہے
قابل تغیر وصف ہیں جسم کے — روح باقی روشن اک خورشید ہے
وہ ہے بے تغیر لا شرقیۃ — نے بدلتی ہے کہ لا غربیۃ
شمس اک ذرہ سے کب مدہوش ہو — شمع پروانہ سے کب بیہوش ہو
جسم احمد کو تعلق اُس سے ہے — وہ تغیر جسم کا ہے اسے ولے
[۳] جوں مرض اور خواب اور جوں درد کے — جان ہے بس پاک ان اوصاف سے

[۱] پھر جو آئے الخ یہ شعر پھر جانب بزم خاص کے آنے پس اس جگہ خوف و ہیبت کب ہے اس جگہ حلم و رحمت کو جوش ہووے نہ سنے تو سوائے صدائے چنگ و نے کے ہیبت نقارہ وقت جنگ کے ہووے اور وقت عشرت خاص کے آواز چنگ ہووے یہ دیوان و محاسب عام کو ہیں اور پری رو ہیں اہل جام کو وہ زرہ اور خود جنگ و رزم میں زرہ اور خود لڑنے کے واسطے ہیں و جامہ اطلس عیش کرنے کے واسطے ہیں یہ بات بے انتہا ہے بحساب ہے تو ختم کر اللہ خوب جانتا ہے یعنی تو جبتک باہر ہے ڈرتا ہے جنکو حضوری شاہ میں آئے انکو ہیبت کب ہے کیونکہ اس جگہ حلم و رحمت کو جوش ہے اسی طرح جسم انوار باطنی کا متحمل نہیں ہوتا ہے اور جبکہ باطن میں جاتا ہے بیخوف ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] حس فانی الخ یہ شعر جو کہ مصطفے صلعم حس فانی رکھتے ہیں وہ خاک یثرب میں آسودہ سوئی ہے اور انکی بڑی خلق جو کہ نصرت رکھتی ہے بے تغیر مقعد صدق میں ہے وصف جسم کے قابل تغیر ہیں روح باقی ایک خورشید روشن ہے وہ بے تغیر ہے کہ جسکے شرق نہیں اور نہ بدلتی ہے کہ یہ غرب ہے ایک ذرہ سے شمس کب مدہوش ہو پروانہ سے کب شمع بیہوش ہو پس اس سے تعلق جسم احمد کا تھا پس وہ تغیر جسم کا ہے یعنی وہ بیہوشی جناب رسول مقبول صلعم کی بسبب تغیر جسم کے تھی نہ روح کے کیونکہ نور محمدی کل ہے اور جبرئیل جز ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] جون مرض الخ یہ شعر مانند مرض و خواب و درد کے جان پاک ہے ان اوصاف سے کچھ نہیں سکتا اگر وصف جان کہوں بیکون و مکان زلزلہ میں آئے انکی مدہ بہ ایکدم اگر آشفتہ تھی شیر جان کا اسدم بیخبر سوتا تھا شیر سوتا تھا کہ خواب سے پاک ہے تاکہ تیری ہیبت کو زائل کرے آگے مثال ہے اسیطرح شیر جو کو خفتہ کرے کہ یہ کتا اسکو مردہ جان لے ورنہ عالم میں کسکو مجال ہوتی کہ وہ سیر غالب ہوتا بے مجال نقش ہے اسواسطے بیہوش ہوا کہ جو کہ جب کہ سے بیہوش تھا یعنی حضرت رسول مقبول صلعم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھکر اسواسطے بیہوش ہوگئے وہ دریا تھے

مگر جسکنے سے پرجوش تھے پس بسبب جوش محبت جبرئیل کے کہ ان میں ذات حق ظہور رکھتی تھی دیکھکر بیہوش ہو گئے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

خود ندانم در بگویم وصف جان	زلزله افتد درین کون و مکان	کہہ نہیں سکتا کہوں گر وصف جان	زلزلہ میں آئے یہ کون و مکان
روبهش گر یک دمی آشفته بود	شیر جان ما تا که آن دم خفته بود	روبہ اسدم انکی آشفتہ تھی گر	شیر جان سوتا تھا اسدم بیخبر
خفته بود آن شیر کز خوابست پاک	اینت شیر نرم ساز و خشم ناک	شیر خفتہ تھا کہ پاک ہی خواب سے	تاکہ ہیبت کو تری زائل کرے
خفته سازد شیر خود را آنچنان	که تمامش مرده داند این سگان	اس طرح شیر آپ کو خفتہ کرے	کہ وہ کتا اسکو مردہ جانے
ورنه در عالم کرا زهره بدی	کو ربودی از ضعیفی تربدی	ورنہ کسکو ہوتی عالم میں مجال	کہ وہ ہوتا اسپہ غالب بے مجال
نقش احمد زان نظر بیهوش گشت	بحر او از مهر کف پرجوش گشت	نقش احمد اس لئے بیہوش ہوا	جب کف سے بحر جوش پر جوش تھا
مه همه کف ست معطی نورپاش	ماه اگر کف نباشد گو مباش	ماہ بالکل کف ہی اور ہی نور پا	ماہ کو گر کف نہو کیا ڈر ہے پائے
احمد ار بگشاید آن پر جلیل	تا ابد مدهوش ماند جبرئیل	کھولے احمد اپنا گر پر جلیل	تا ابد بیہوش رہوے جبرئیل
چون گذشت احمد ز سدره و مرصدش	وز مقام جبرئیل و از حدش	جب بڑھے سدرہ سے آگے مصطفٰے	کہ مقام اسجا پہ ہے جبرئیل کا
گفت او را هین بپر اندر پیم	گفت رو رو که حریف تو نیم	بولے انسے تم آؤ ہمرہ مرے	بولے تم جاؤ نہیں قدرت مجھے
باز گفتا کز پیم آی و مایست	گفت رو زین بیش مرا دستور نیست	پھر کہا کہ آؤ تم پیچھے مرے	بولے تم جاؤ اجازت نہ مجھے
باز گفت او را بیا ای پرده سوز	من باوج خود نرفتستم هنوز	پھر کہا انکو کہ آ اے راز دان	میں نہ اوج اپنے پر آیا ہوں یہاں
گفت بیرون زین حد ای خوش فر من	گر زنم پرے بسوزد پر من	بولے اس حد سے اگر آگے بڑھوں	یا رسول اللہ میں بالکل جلوں
حیرت اندر حیرت آمد زین قصص	بیهشی خاصگان اندر اخص	حیرت اندر حیرت آیا یہ قصص	خاص بیہوشی رہیں اندر اخص
بیهشیها جمله اینجا بازیست	چند جانداری که جانپردازیست	بیہشی اس جا پہ ہے اک کھیلنا	جان دے کب تک جیے گا تو بھلا
جبرئیلا گر شریفی و عزیز	تو نه پروانه و نه شمعی نیز	جبرئیلا تو ہے گر اشرف بھلا	پر نہیں پروانہ تو اس شمع کا
شمع چون دعوت کند وقت فروز	جان پروانه نپرهیزد ز سوز	وقت روشن شمع گر دعوت کرے	جان پروانہ نہ جلنے سے ڈرے
این حدیث منقلب را گور کن	شیر را برعکس صید گور کن	بات یہ الٹی ہے اسکو چھوڑ تو	گور کا کر صید الٹا شیر کو

سلہ ماہ بالکل آلخ ۸ شعر بالکل ماہ کف دست اور نور بار ہے اگر ماہ کو کف نہ ہو کیا خوف ہے اگر احمد اپنا پر جلیل کھولے تا ابد جبرئیل ہمیشہ بیہوش رہے جب مصطفٰے صلعم سدرہ سے آگے بڑھے کہ اُس جا مقام جبرئیل کا ہے حضرت نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے ہمراہ آؤ کہا کہ تم جاؤ مجھے قدرت نہیں ہے پھر فرمایا کہ تم میرے پیچھے آؤ کہا تم جاؤ مجھے اجازت نہیں ہے پھر انکو کہا کہ آؤ میرے راز دان کہ میں اپنے اوج پر یہاں تک آیا ہوں پھر جبرئیل نے کہا کہ اگر اس حد سے آگے اڑوں یا رسول اللہ میں بالکل جل جاؤں حیرت اندر حیرت کے یہ قصہ آیا کہ خاص بیہوشی رکھیں خص میں یعنی حیرت ہے اس قصہ سے کہ جناب رسول مقبول صلعم حضرت جبرئیل کے دیکھنے سے بیہوشی رکھیں کیونکہ رسول خاص و جبرئیل اخص ہے پس اخص سے کہ یہ جز ہے کل کیونکر بیہوش ہوگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بیہوشی آلخ ۶ شعر بیہوشی اس جگہ پر ایک کھیل ہے تو جان دے کب تک جیے گا اے جبرئیل اگرچہ تو اشرف ہے ولیکن تو پروانہ اُس شمع کا نہیں ہے اگر شمع وقت روشن کرنے کے دعوت دیوے پروانہ کو تو پروانہ جلنے سے نہ ڈرے یہ بات الٹی ہے چھوڑ اور شیر کو الٹا شکار گورخر کا کر اپنے سخن کی مشک کو بند کر اور لاف کی کوٹھی کو تو مت کھول یعنی ہم مرتبہ زمین سے نہ بڑھا یعنی فنا نہ ہوا وہ اس سخن کو لاف جانتا ہے یعنی یہ بیہوشی جناب رسول مقبول صلعم کی بطور ایک کھیل کے تھی ناکس اس کو لاف جانتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بندکن مشک سخن پاشیت را	واکن ابنان قلماشیست را	بندکر اپنی سخن کی مشک کو	لاف کی کوٹھی کو بس کھول تو
آنکه برگذشته اجناسش از زمین	پیش او معکوس قلماشیست این	مرتبہ جسکا زمین سے نے بڑھا	اس سخن کو لاف وہ ہے جانتا
لاتخالفهم حبیبی دارهم	یاغریبًا نازلًا فی دارهم	سله لاتخالفهم حبیبی دارهم مخالفت ہوا ہے حبیب میرے مدارات کر انکی	یاغریبا نازلا فی دارهم اے مسافر اندر آنیوالے انکے گھر میں ۱۲
اعط ماشاؤا وراموا ارضهم	یاظعینًا ساکنا فی ارضهم	اعط ماشاؤا وراموا ارضهم دے انکو جو وہ چاہیں اور راضی کر انکو ۱۲	یاظعینا ساکنا فی ارضهم اے مسافر رہنے والے اس زمین کے ۱۲
تارسیدن در شه و در ناز خوش	رازیا با مرغزی می ساز خوش	جبتلک تجھکو حقیقت نے کھلے	رازیا تو مرغزی سے مت لڑے
موسیا در پیش فرعون زمن	نرم باید گفت قولًا لینًا	موسیا تو پیش فرعون زمن	کر سخن آہستہ قولًا لینًا (بات ملائم ۱۲)
آب گر در روغن جوشان کنی	دیگدان و دیگ را ویران کنی	گرم روغن میں جو ڈالے آب کو	ہانڈی چولہے کو کرے برباد تو
نرم گو لیکن مگو غیر صواب	وسوسه مفروش در لین الخطاب	نرم کہہ پر مت کہے غیر صواب	وسوسہ مت ڈال تو وقت خطاب
وقت عصر آمد سخن کوتاه کن	ای که عصرت عصر را آگاه کن	وقت عصر آیا سخن کوتاہ کر	عصر تیرا عصر کو دے ہی خبر
گوئی مرگل خواره را که قند به	نرمی فاسد مکن طبعش مده	تو کہے گل خوارہ کو بہتر ہے قند	نرمی فاسد کر مت دے تو پسند
نطق جان را روضه جانیست	کز حروف صوت مستغنیست	نطق جان کو لامکان میں ہی جا	کب وہ ان حرف صدا کو چاہتا
این سر خر در میان قندزار	ای بسا کس را که بنهادست خار	سر گدھے کا نیشکر کے کھیت میں	ناکسوں کے واسطے باگڑ کریں
ظن ببرد از دور کاین آنست و بس	چون قج مغلوب وا میرفت پس	دور سے جانے کہ یہ بس وہ ہی ہے	دنبہ مغلوب سا واپس پھرے
صورت حرف آن سر خر دان یقین	در رز معنی و فردوس برین	سر گدھے کا جان شکل حرف کو	کہ معانی کے گلستان میں ہے دو
ای ضیاء الحق حسام الدین برآر	این سر خر را از آن بطیخ زار	اے ضیاء الحق حسام الدین تو کر	دفع اس پالیز سے اس خر کا سر

سله لاتخالفهم الخ ترجمہ مخالفت مت ہوا نسے اے حبیب میرے اور مدارات انکی کر اے مسافر اُترنے والے انکے گھر میں دے انکو جو وہ چاہیں اور راضی کر انکو اے مسافر رہنے والے اسکی زمین کے جب تلک تجکو حقیقت نہ کھلے اے اہل اے اہل مرغزی سے موافق رہو یعنے جب تک تجھے حقیقت نہ کھلے اہل صورت سے مت بگاڑے اے موسیٰ آگے فرعون زمانہ کے آہستہ سے کہہ بات ملائم آگے اُسکی مثال ہے گرم روغن میں جو آبکو ڈالے ہانڈی اور چولہے کو تو برباد کرے نرم کہہ لیکن بغیر صواب کے مت کہہ اور وسوسہ مت ڈال تو خطاب کیوقت باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله وقت عصر ۵ شعر عصر کا وقت آیا سخن کوتاہ کر تیرا عصر خبردار عصر کو تو گل خوارہ کو بہتر قند بہتر ہے نرمی فاسد مت کر دے پسند نطق جانکو لامکان میں جگہ ہوتی ہے وہ کب ان حرف صدا کو چاہتا ہے آگے اسکے مثال ہے گدھے کا نیشکر کے کھیت میں ناکسوں کے واسطے باگڑ کر تا ہے دور سے جانے کہ بس وہ ہی ہے دنبہ مغلوب کے مانند واپس پھرے یعنے تجپر حقیقت نہ کھلے جبتک تو اہل ظاہر سے موافقت کر ورنہ مخالفت کے سبب سے تیرا وقت ضائع ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله سر گدھے کا ۶ شعر شکل حرف کو سر گدھے کا جان کہ وہ گلستان معنی میں ہے اے ضیاء الحق حسام الدین تو کر دفع اس پالیز سے خر کا سر تاکہ کھیت کا سر کہ جو مر کر گلے دوسری صورت پر پالیز سے ہٹنے صورت گری اور جیسے جان ہے نے غلط ہم صورت اور ہم جان تجسے ہے مثنوی صورت ہے دجان اسکی تو ہے ہم جہت دہم نور دار کان اسکے تو ہے اے تحسین ہو تو چرخ پر محمود ہے پس زمین پر بھی سدا محمود ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا سر خر چون ببرد از مسلخہ / نشود دیگر با شدش زین مطبخہ
این ز ما صورتگری و جان ز تو / نی غلط ہم این ز تو ہم آن ز تو
مثنوی صورت بود جانش توئی / ہم جہت ہم نور و ارکانش توئی
بر فلک محمودی ای خورشید فاش / بر زمین ہم تا ابد محمود باش
تا زمینی با سمایی بلند / یکدل و یک قبلہ و یک خو شوند
تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی / وحدتست اندر وجود معنوی
چون شناسد جان من جان ترا / یاد آرند اتحاد ماجرا
موسی و ہارون شوند اندر زمین / مختلط خوش ہمچون شیر و انگبین
چون شناسد اندک او منکر شود / منکری اش پردہ ساتر شود
پس شناسائی بگردانید رو / خشم کرد آن مہ ز ناشکری او
زین سبب جان نبی را جان بد / ناشناسا گشت و پشت پائی زد
این ہمہ خواندی فرو خوان لم یکن / تا بدانی لج آن گبر کہن
پیش از آن کہ نقش احمد فرنمود / نعت او ہر گبر را تعویذ بود
کاین چنان کس ہست تا آید پدید / از خیال روش دل شان می طپید

تا گدھے کا سر کہ جو مر کر گلے / اور صورت پر اُگے پالیز سے
ہمسے ہی صورتگری اور تجھسے جان / نے غلط ہم صورت اور ہم تجھسے جان
مثنوی صورت ہی جان اسکی ہی تو / ہم جہت ہم نور و ارکان اسکے تو
چرخ پر محمود ہی تو شمس جو / پس زمین پہ بھی سدا محمود ہو
سله تا زمین و آسمان کے ساکنان / ایکدل اک قبلہ ہو اندر جہان
تفرقہ اُٹھ جائے اور شرک و دوئی / وحدت اندر ہی وجود معنوی
تیری جان سے میری جان ہو آشنا / یاد لائے اتحاد ماجرا
موسیٰ و ہارون بفرش خاک پر / مختلط آپس میں ہیں جون شیر و شکر
تھوڑا جو پہچانے وہ منکر رہے / منکری اُسکی نہان پردہ بنے
اُسکی وہ پہچان سب جاتی رہے / اسکی ناشکری سے مہ غصہ کرے
جان بدجان نبی کو اس لئے / کچھ نہیں پہچانے اور منکر رہے
عه لم یکن پڑھ تو تے یہ سب کچھ سنا / تا تو جانے گبر کی عجز و ثنا
پہلے اس سے کہ ظہور احمد کا ہو / گبر ہر اک پڑھتا اُنکی نعت کو
کہ ہے ایسا مرد پیدا تا کہ ہو / دل تڑپتا اُنکا تھا دیدار کو

در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ پیش از بعثت در شان جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام

بیان مین اعتقاد یہود و نصاریٰ کے کہ پہلے پیدایش سے بجناب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام رکھتے

سله تا زمین و آسمان الخ ے شعر تا زمین و آسمان کے رہنے والے ایک دل و ایک قبلہ ہون جہان سے تفرقہ و شرک و دوئی اُٹھ جائے وحدت ہی اندر وجود معنوی کے تیری جان سے میری جان ہو آشنا اتحاد ماجرا یاد لائے موسیٰ و ہارون فرش خاک پر مختلط ہوں آپس مین مانند شیر و شکر کے جو تھوڑا پہچانے وہ منکر رہے اور منکری اسکی پردہ نہان بنے وہ سب پہچان اسکی جاتی رہے اور ماہ اسکی ناشکری وہ غصہ کرے جان بد اسواسطے جان نبی کو کچھ نہ پہچانے اور منکر رہے یعنی یا رسول اللہ صورت و معنوی سب آپ سے ہی ہے چونکہ تم آسمان پر محمود ہو زمین پر بھی محمود رہو کہ صورت و معنی باہم ایک ہو جاوین جیسے شیر و شکر جو کم پہچانے وہ منکر ہے اسواسطے جان بدجان انبیا کو کچھ نہیں پہچانتی اور منکر رہتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ، عه لم یکن الخ ۱۳ شعر لم یکن پڑھ کہ یہ سب کچھ تو نے سنا تا کہ تو گبر کی عجز و ثنا جانے اُس سے پہلے کہ ظہور احمد کا ہو ہر ایک گبر اُن کی نعت کو پڑھتا تھا کہ ایسا مرد ہے تا کہ پیدا ہو اُن کا دل تڑپتا تھا دیدار کو آگے ان گبرون کا بیان ہے فافہم ۱۲

او را حرز جان کردن و ظہور شش را خواہان بودند

تھے اور نام انکا تعویذ جان کرتے تھے اور اُن کے ظہور کے خواہان تھے

سجدہ میکردند کای رب البشر — در عیان آرش ہر چہ زودتر
تا بنام احمد از یستفتحون — یاغیان شان میشدندی سرنگون
ہر کجا حرب مہولی آمدے — غوث شان کراری احمد بدی
ہر کجا بیماری مزمن بدے — یاد او دارو ے شافی بدے
نقش او میگشت اندر راہ شان — در دل و در گوش و در افواہ شان
نقش او را کے رسد ہر شغال — بلکہ فرع نقش او یعنی خیال
نقش او بر روے دیوار اوفتد — از دل دیوار خون دل چکد
آن چنان فرخ بود نقشش برو — کہ رہد دیوار در حال از دو رو
گشتہ با یکرنگی اہل صفا — آن دو روئی عیب مر دیوار را
اینہمہ انکار کفران شد ادشان — چون در آمد سید آخر زمان
آن ہمہ تعظیم و تفخیم و وداد — چون بدیدندش بصورت برد باد
قلب آتش دید در دم شد سیاہ — قلب را در قلب کی بودست راہ
قلب میزد لاف اشواق محک — تا مریدان را در اندازد بشک
افتد اندر دام مکرش ناکسے — این گمان سر بر زند از ہر خسے
کاین اگر نہ نقد پاکیزہ بدے — کے بسنگ امتحان راغب شدی
ہیچ او لاف محک دیدن زدی — یا بسنگ امتحان شوقش بدی

سجدہ کرتے تھے کہ اے رب بشر[1] — کر تو پیدا انکو از بس زود تر
نام سے احمد کے با یستفتحون — ہوتے بس تھے انکے دشمن سرنگون
جس جگہ مشکل لڑائی ہوتی تھی — برکت احمد حمایت کرتی تھی
جس جگہ بیماری مشکل ہوتی تھی — یاد اُنکی چارہ کامل ہوتی تھی
نقش انکا پھرتا انکی راہ مین — کان مین اور دل مین اور افواہ مین
نقش انکا پاسکے کب ہر اک شغال — بلکہ شاخ اس نقش کی یعنی خیال
نقش گر انکا پڑے دیوار پے — خون دل دیوار سے جاری کرے
وہ مبارک نقش ہو دیوار پے — کہ وہ دیوار اس دو روئی سے چھٹے
رکھتے ہین اک روئی کو اہل صفا — اور دو روئی عیب ہے دیوار کا
کافر انکو کردیا انکار نے — جبکہ ختم الانبیا پیدا ہوئے
وہ بزرگی اور تعظیم و وفا — سب گئی دیکھا جو انکو ظاہرا
قلب آتش دیکھ ہوتا ہے سیاہ — قلب کو کب قلب مین ہوتی ہے راہ
کرتا دعوی قلب ہے شوق محک — تاکہ ڈالے وہ مریدونکو بہ شک
پھنستے ناکس آکے دام مکر مین — یہ گمان ہر خس سے پیدا ہوتے ہین
یہ نہین پاکیزہ ہوتا نقد گر — امتحان کا ہوتا نے راغب مگر
دعوی کب کرتا محک کے وصل کا — امتحان کا ہوتا شائق کب بھلا

---

[1] سجدہ کرتے الخ ۸ شعر سجدہ کرتے تھے کہ اے خلاق بشر تو انکو پیدا کر جلد تر احمد کے نام سے بسبب فتح طلب کرنے اُنکے دشمن سرنگون ہوتے تھے جس جا لڑائی مشکل ہوتی تھی احمد کی برکت حمایت کرتی تھی جس جا بیماری مشکل ہوتی تھی اُنکی یاد کامل علاج ہوتی تھی اُنکا نقش انکی راہ مین جو کان مین اور دل اور افواہ مین آ گئے اسکے حقائق ہین انکا نقش کب پائے ہر ایک شغال یعنی گمراہ بلکہ اس نقش کی مثال شاخ یعنی خیال ہے اگر نقش انکا دیوار پہ پڑے خون دل دیوار سے جاری کرے وہ مبارک نقش دیوار پر ہو کہ وہ دیوار اس دو روئی سے چھٹے یعنی جناب رسول مقبول صلعم کا نام مبارک مشکل کشا ے یہود و نصاری تھا پس نقش انکا اگر وجود دیوار پر پڑے خون دل دیوار سے جاری کرے اور وہ دیوار دو روئی سے چھٹے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ رکھتے ہین الخ ۸ شعر ایک روئی کو اہل صفا رکھتے ہین اور دو روئی عیب ہے دیوار کا انکو دو روئی نے کافر کردیا جبکہ ختم الانبیا پیدا ہوئے وہ بزرگی و تعظیم و وفا سب گئی جو انکو ظاہر دیکھا آگے اسکی مثال ہے قلب آتش دیکھکر سیاہ ہوتا ہے زر قلب میں قلب کو کب راہ ہوتی ہے قلب دعوی کرتا ہے شوق محک کا تاکہ مریدوں کو شک مین ڈالے ناکس اسکے دام مکر مین پھنستے ہین یہ گمان ہر ایک مریدین سے پیدا ہوتا ہے کہ اگر نقد پاکیزہ نہین ہوتا تو امتحان کا راغب نہین ہوتا دعوے محک سے وصل کا کب کرتا اور امتحان کا کب شائق ہوتا آگے حقائق ہین فتد

او محک میخواهد اما آن چنان	که نگردد قلبی او زان عیان	لہ وہ محک چہتا ہے لیکن اسلئے	کہ نہو قلب اسکا ظاہر جان لے
گر بگویم تا قیامت زین کلام	صد قیامت بگذرد وین ناتمام	گر کہوں میں تا قیامت یہ کلام	سو قیامت گذرے اور نہو تمام
آن محک کاو نهان دارد صفت	نے محک باشد ز نور معرفت	وہ محک کہ وہ نہاں رکھے صفت	نے محک ہووے نہ نور معرفت
آئینه کو عیب وا دارد نهان	از برای خاطر هر قلبتان	آئینہ کہ عیب ور کھے نہاں	واسطے نا اہل کے اے مہرباں
آئینه نبود منافق باش او	اینچنین آئینه را هرگز مجو	وہ منافق ہی نہ آئینہ مگر	ایسے آئینہ کو مت تلاش کر
آئینه جو راست گوی بے نفاق	ختم کن والله اعلم بالوفاق	آئینہ تو ڈھونڈھ سچا بے نفاق	ختم کرو اللہ اعلم بالوفاق
تا که عین آئینه ات سازد خدا	که نماید عرش را همچون سما	تا کرے عین آئینہ تجکو خدا	کہ دکھائے عرش کو مثل سما
عرش چه و چرخ چه انفی ولباب	فهم کن والله اعلم بالصواب	عرش کیا اور چرخ کیا انفی ولب	فہم کر واللہ اعلم بالصواب

تتمہ مترجم

اب قلم کو روک تو اے یوسفی
موشگافی تو نے اکثر کی یہاں
چار یاری گرچہ خامہ ہی ترا
چوتھا دفتر کر بنام حق تمام

زور پر آیا ہے حسن معنوی
ابر میں خورشید کب تک ہو نہاں
پنجتن سے پختگی پائے سدا
پانچویں دفتر میں کر اب تو کلام
پڑھ درود احمد پے انکی آل پے

پیرہن تیرا ہی یہ از بس ضعیف
آخر اک دن یہ نہ پردہ فاش ہو
پنجتن کی حب کو اب حاصل تو کر
تاکہ تیرا قول بالا حق کرے
دین و دنیا میں ہو تا رونق تجھے

چوں کتاں پھاڑے نہ وہ ماہ شریف
بھید کھل جائے نہ تیرا از گو
تا محمد ہو یں تیرے راہبر
اور سدا عالم میں یا علی لہے

اللّٰہم صلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارک وسلّم

سلہ وہ محک الخ ۸ شعر وہ پیر محک چاہتا ہے اس لئے کہ قلب انکا ظاہر نہووے اگر میں قیامت تک یہ کلام کہوں سو قیامت گزرے اور تمام نہووے وہ محک کہ صفت پوشیدہ رکھے نہ محک ہووے اور نہ نور معرفت ہووے آئینہ کو کہ عیب رو کا پوشیدہ رکھے نا اہل کے واسطے اے مہربان وہ منافق ہی مگر آئینہ نہیں ہے تو ایسے آئینے کو تلاش مت کر تو آئینہ سچا ڈھونڈھ بے نفاق اور ختم کر اللہ خوب جانتا ہے ساتھ موافقت کے تاکہ خدا تجکو عین آئینہ کرے کہ عرش کو دکھائے مانند آسمان کے عرش کیا اور فرش کیا اسکے فیضیاب فہم کر اللہ خوب جانتا ہے یعنی تو پیران ریاکار سے دور رہ اور مرشد کامل ڈھونڈھ کہ خدا فیضان صحبت اسکی سے تیرے دل کو ایسا آئینہ صفا کردے کہ اُس میں عرش مانند آسمان کے ظاہر دکھائی دے تب مقام حیرت کا تجپر انکشاف ہو چنانچہ آگے دفتر پنجم میں مقام حیرت کا بیان ختم ہوا اور یہ دفتر چہارم بفضلہ تعالیٰ فہم من فہم ۱۲